حیاتِ ابرار
محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)
ناشر
مکتبہ محمودیہ
جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶
کسی بھی طرح کی چھپائی، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں
مجیب الرحمٰن قاسمی (مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ) 7895786325

حیات ابرار

یعنی

سوانح حیات محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

خلیفہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ و ناظم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

از

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

شائع کردہ

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

تفصیلات

نام کتاب:.................................حیاتِ ابرار

تالیف:...محمد فاروق غفرلہٗ

تعداد:...۱۲۰۰

سن اشاعت:...۱۴۲۶ھ

سن اشاعت باردوم:..۱۴۳۵ھ

کمپوزنگ:... کمپوٹر جامعہ ھذا

صفحات:..۵۷۰

قیمت:............

ملنے کا پتہ

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) 245206

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔

اے ہمارے پروردگار! پھر ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے، اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے!

◆ ◆ ◆

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔

اور جو چیزیں خدا کے پاس ہیں، وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔

◆ ◆ ◆

اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْراً۔

جو نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے پیویں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔

◆ ◆ ◆

اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ۔

نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین میں رہے گا۔

◆ ◆ ◆

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ۔

نیک لوگ بڑی آسائش میں ہونگے مسہریوں پر (بیٹھے بہشت کے عجائبات) دیکھتے ہوں گے۔

شیخ طریقت حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اے برارالحق چہ احساں کردۂ ماہ جانم راچہ تاباں کردۂ
نقش پائے انبیاء واولیا پیشوائے بارگاہ کبریا
جان خود باجان تودر یافتم زیں گدائی صدحیاتے یافتم
اندرون فقر شاہی دیدہ ام خواجگی اندر گدائی دیدہ ام
اے کہ ممنونت دلِ بیمارمن اے جنید ؒ و رومی ؒ وعطارمن
چشم مادر ہجر چوں خونریز شد بہر جانم شہر تو تبریز شد
انت شیخ انت مصباح الطریق انت لی نعم الصدیق والرفیق
یاحبیبی انت کالشمس المنیر ہمچومہ نورم زنورت مستنیر
اے برارالحق خدائے برترت گوہر رحمت ببارد برسرت
پیش نورآفتابت اے برار اختر وصداختراں راچہ شمار

من چہ گویم پیش تو شکر وثنا
آفتاب آمد واختر شد فنا

فہرست مضامین حیات ابرار رحمۃ اللہ علیہ

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

02 Fahrist (Hayat-e-Abrar)

★★★

کیف جاوداں

میں بتاؤں تجھ کو کیا ہیں حضرت ابرارحق
منبع صدق وصفا ہیں حضرت ابرارحق

چین وراحت کی فضا ہیں حضرت ابرارحق
خلق حسنہ کی ہوا ہیں حضرت ابرارحق

لائق صد مرحبا ہیں حضرتِ ابرارحق
خاکساروں کی ردا ہیں حضرت ابرارحق

حق پرس حق آشنا ہیں حضرتِ ابرارحق
مشعل نور ہدیٰ ہیں حضرتِ ابرارحق

نیک طینت پارسا ہیں حضرتِ ابرارحق
دین وایماں کی ضیاء ہیں حضرت ابرارحق

گرد سے نفسانیت کی پاک رہتا ہے سدا
کیا منزہ آئینہ ہیں حضرت ابرارحق

ڈوبی رہتی ہے سدا جو معرفت کے نور میں
اس ولایت کی قبا ہیں حضرت ابرارحق

ایک ہی صف میں یہاں رہتے ہیں محمود وایاز
مرشدِ شاہ وگدا ہیں حضرتِ ابرارحق

حشر تک جاری رہیگا جس کا سیلاب رواں
وہ متاع بے بہا ہیں حضرتِ ابرارحق

ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں ہیں ہر سمت غم کی دھوپ میں
کیا عنایت کی گھٹا ہیں حضرت ابرارحق

سختی کانٹا کو جس نے موم جیسا کر دیا
وہ خلیق باوفا ہیں حضرت ابرارحق

جسکے ہر نغمہ سے کھلتے ہیں تصوف کے رموز
وہ رباب زمزمہ ہیں حضرتِ ابرارحق

سرورِ عالم کی تعلیم منزہ کی اے دوست
درسگاہِ قدسیہ ہیں حضرتِ ابرارحق

سب کیخاطر ہر قدم جس میں بچھے رہتے ہیں پھول
ایسی راہِ عامہ ہیں حضرت ابرارحق

ہر قدم پر جادۂ حق میں شریعت کے مطیع
تابع حکم خدا ہیں حضرت ابرارحق

عندلیبان چمن بھی سن کے بے خود ہو گئے
کس کے بربط کی نوا ہیں حضرت ابرارحق

جو کسی ترشی سے اترا ہے نہ اترے گا کبھی
ایسی صہبا کا نشہ حضرت ابرارحق

دین کی جس کشتی میں ہم اہل طریقت ہیں سوار
اسکے ماہر ناخدا ہیں حضرت ابرارحق

جادۂ دین طریقت سے یہ آئی ہے صدا
نور افشاں رہنما ہیں حضرت ابرارحق

چھیڑ کر اشرف علیؒ کا کیسا ساز آرزو
دیر سے نغمہ سرا ہیں حضرت ابرارحق

جسکی خوشبو سے معطر ہے تصوف کا چمن
وہ گل صدق وصفا ہیں حضرت ابرارحق

پتھروں کی ضرب پیہم سے بھی نہ آئی شکن
جانے کیسا آئینہ ہیں حضرت ابرارحق

کوئی دیکھے تو بصیرت کے دریچوں سے ذرا
پرتو نورِ خدا ہیں حضرتِ ابرارحق

بوئے تقویٰ سے جو رہتا ہے معطر ہر گھڑی
وہ لباس فاخرہ ہیں حضرت ابرارحق

ایک اک لمحہ توکل کا تجلی زار ہے
پیکر نور غنا ہیں حضرت ابرارحق

روح گل جانِ بہاراں غیرتِ گلزار کے
عندلیب خوشنوا ہیں حضرتِ ابرارحق

دردِ ناحق سے پریشاں ہوگئے اسعدؔ جو تم
تیرے ہر دکھ کی دوا ہیں حضرت ابرارحق

عرض مرتب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

صاحب جمال، حضرت ابرار وفدائے سنت سید الابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ وشیخ طریقت، محبوب حضرات اکابر محی السنہ حضرت اقدس شاہ مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ حکیم الامت مجدد الملت اشرف العلماء حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے آخری چراغ اور رشد و ہدایت کے ایسے آفتاب تھے، جس کے نور کی ضیا پاشیوں سے پورا عالم فیضیاب و مستفیض ہو رہا تھا۔

میرے حضرت اقدس فقیہ الامت غوث وقت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ کے ایسے لاڈلے اور چہیتے شاگرد رشید تھے کہ اپنے اس محبوب ولائق شاگرد پر خود استاد کو فخر و ناز تھا، اور کسی شاگرد کیلئے کتنے عظیم فخر کی بات ہے کہ اسکے ایسے عظیم استاذ اس پر فخر کریں۔ وَ كَفٰى بِهٖ فَخْرًا۔

اور وہ بجا طور پر اپنے شیخ و مرشد حضرت حکیم الامت و مجدد الملت قدس سرہٗ کے حکیم الامت و مجدد الملت ہونے کی واضح و بین نشانی و دلیل تھے۔

وہ اپنے جد اعلیٰ فنافی الرسول (ﷺ) شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی نسبی و باطنی نسبتوں کے حامل و امین تھے۔

وہ حضرات اکابر سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم سالار قافلہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی بواسطہ و سلسلہ روحانی نسبتوں سے پورے طور پر فیضیاب تھے جسکی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ نے انکو ایسا صاحب جمال و کمال بنایا تھا کہ کہا جاسکتا تھا:

ع:۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

نیز سید الابرار امام الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین ﷺ (فداہ ابی و امی) کی مبارک سنتوں کی فدائیت و شیدائیت کی وجہ سے ان کو حق تعالیٰ شانہٗ نے ایسی شان محبوبیت عطا فرمائی تھی کہ جو انکو قریب سے دیکھتا وہ ان پر فدا و شیدا ہو جاتا اور محبوب خدا ﷺ کے بارے میں جو بیان کیا گیا ہے:۔

"من راٰہ بداھۃ ھابہ ومن خالطہ معرفۃ احبہٗ" (شمائل ترمذی)

کہ جو ان کو اچانک دیکھتا مرعوب ہو جاتا، اور جو قریب سے دیکھتا فریفتہ ہو جاتا کا مفہوم سمجھ میں آ جاتا۔

ان تمام اوصاف وکمالات کے ساتھ حق تعالیٰ شانہ نے انتہائی رأفت ورحمت اور شفقت کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا، جس کی وجہ سے آپ اس ذات عالی فخر موجودات ﷺ کے نائب نظر آتے تھے، جس کی شان میں خالق کائنات جل و علا شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا ہے:۔

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"

نبی کریم ﷺ مومنین کیساتھ خود انکے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے تھے۔ (بیان القرآن)

نیز ارشاد فرمایا ہے:۔

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ۔"
بعد اسکے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپؐ ان کے ساتھ نرم رہے۔ (بیان القرآن)
نیز ارشاد فرمایا ہے:۔
"اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔" بیشک آپ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔
اور جس ذات گرامی نے اپنے بارے میں خود اعلان فرمایا ہے:۔
"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔" (مشکوٰۃ شریف مع حاشیہ، ۴۳۲)
بیشک میں سب سے اعلیٰ قسم کے اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

البتہ آپ کے اندر مادرانہ رحمت کے ساتھ پدرانہ شفقت کا غلبہ تھا، کہ جس میں تربیت اخلاق وعادات کا پہلو بھی پیش نظر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کوتاہیوں پر روک ٹوک، کی بھی نوبت آتی ہے۔

خود اس ناکارہ کے ساتھ اپنی بے انتہا ناپاکیوں اور گندگیوں کے باوجود حضرت والا قدس سرہٗ کا معاملہ انتہائی مشفقانہ تھا۔

حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتوں میں بہت ہی اضافہ ہوگیا تھا، جس کی وجہ سے بندہ ناکارہ کیلئے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ میرے حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کے گویا قائم مقام ہوگئے تھے، اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی شفقتوں سے حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کی شفقتیں یاد آجاتی تھیں، اپنے گوناگوں اعذار وامراض کے باوجود "جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ" کے سالانہ اجلاس میں اپنے پورے قافلہ کیساتھ پابندی کے ساتھ شرکت فرمانا اور انتہائی مسرت کا اظہار فرمانا انہیں شفقتوں کا نتیجہ تھا، حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کے وصال کے بعد حضرت ہردوئی قدس سرہٗ نے اس کو برابر نبھایا، اور حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کی قائم مقامی فرمائی۔

بعض مرتبہ کسی دوسری جگہ کے سفر کے موقع پر اُدھر سے گزرتے ہوئے پہلے سے کسی دعوت کے بغیر مدرسہ میں تشریف لاتے، اور انتہائی مسرت کے ساتھ بیان بھی فرماتے اور اجلاس میں بیان سے حضرت والا قدس سرہٗ کو انتہائی مسرت ہوتی تھی، کہ ڈاکٹروں اور معالجوں کی طرف سے طویل بیان سے پابندی اور خدام کی بار بار یاد دہانی کے باوجود طویل بیان فرماتے، اور ایک مرتبہ تقریباً ایک گھنٹہ بیان کے بعد فرمایا اب تو میرے دل کی کھڑکی کھلی ہے۔

ایک مرتبہ یہاں کے جلسے کی وجہ سے اپنے یہاں جلسہ کی طے شدہ تاریخ کو تبدیل فرمادیا۔

یہ ناکارہ ہردوئی خدمت والا میں حاضر ہوتا، انتہائی شفقتوں کا معاملہ فرماتے کہ یہ ناکارہ پانی پانی ہوجاتا، اسٹیشن پر گاڑی بھیجتے، دو تین خادموں کو بھیجتے پہلے سے انکو تاکید فرماتے میرٹھ سے نوچندی صبح چار بجے کے قریب پہنچتی ہے، سردیوں میں اس وقت تک رات ہوتی ہے، صبح صادق بھی نہیں ہوتی، عشاء بعد ہی تاکید فرماتے کہ فلاں فلاں اسٹیشن جائیں، تین بجے اٹھیں ان کے اٹھنے کا انتظام فرماتے، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے اسی حسن انتظام کی وجہ سے بعض دفعہ بڑی پریشانی سے حفاظت ہوئی کہ ایک مرتبہ گاڑی اسٹیشن پر ہردوئی پہنچ گئی اور ساتھیوں میں سے کسی کی آنکھ نہیں کھلی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے فرستادہ خدام نے اسٹیشن پر تلاش کیا کسی کو نہ پاکر بندہ کے موبائل پر فون کیا کہ آپ کونسے ڈبہ میں ہیں، تب آنکھ کھلی گاڑی چلدی تو خدام نے گاڑی کے گارڈ سے رابطہ قائم کرکے گاڑی رکوائی تب بمشکل اترنا ہوا، اور بعض ساتھیوں کو جو دوسرے ڈبہ میں خواب خرگوش میں مست تھے چلتی گاڑی سے ان کو اتارا، اگر حضرت والا قدس سرہٗ کا یہ حسن انتظام نہ ہوتا تو شاید لکھنؤ پہنچ کر ہی آنکھ کھلتی اور کتنی دشواری ہوتی، ملاقات پر جب حضرت والا قدس سرہٗ سے اس کا

تذکرہ آیا تو فرمایا آئندہ آنے والوں سے گاڑی کے ساتھ ڈبہ کا نمبر بھی معلوم کیا کرونگا۔

ایک دفعہ اور ایسا ہی واقعہ پیش آیا، نوچندی ہی سے ہردوئی پہنچنا تھا اور اس وقت استاذ محترم حضرت مولانا عبداللہ صاحب بستوی مدنی قدس سرہٗ بھی ہمراہ تھے، اسٹیشن پر گاڑی رکی، مگر حضرت مولانا قدس سرہٗ کو پیشاب کا عارضہ تھا، بہت سخت تقاضہ ہوتا تھا، بیدار ہوتے ہی حضرت مولانا بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، سب ساتھی پلیٹ فارم پر اتر گئے سامان اتارلیا گیا، اور گاڑی چلدی خدام نے جب دیکھا کہ حضرت مولانا مرحوم نہیں اترے بہت مستعدی سے گاڑی کی چین کھینچ کر گاڑی کو رکوایا، تب حضرت مولانا قدس سرہٗ اترے اس وقت بھی اگر خدام کی مستعدی اور حسن انتظام نہ ہوتا تو سخت دشواری کا سامنا ہوتا، ہم سب ہردوئی اور حضرت مولانا قدس سرہٗ تنہا ٹرین میں، کیا حال ہوتا، اور حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کا حسن انتظام کہ اسٹیشن پر آنے والے خدام کے ساتھ وہیل چیر گاڑی بھی موجود تھی، تاکہ اسمیں بٹھا کر پلیٹ فارم سے باہر آسانی سے لایا جاسکے، چونکہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب قدس سرہٗ معذور تھے، زیادہ چل نہیں سکتے تھے، ان چیزوں کی طرف عام طور پر نظر بھی نہیں جاتی۔

اس ناکارہ کی ہرحاضری پر پہلے سے کمرہ کا انتظام ساتھیوں کے اعتبار سے، بستر، گدے، تکئے، چادریں، ٹھنڈا پانی، گرمی میں کولر وغیرہ غرض ہر ہر چیز کا انتظام فرماتے اور خود براہِ راست جا کر ملاحظہ فرماتے، بار بار جائے قیام پر خود تشریف لاتے کبھی اپنی قیام گاہ پر بلوا کر ضیافت فرماتے، اور اپنی مسرتوں کا اظہار فرماتے، اپنی مسجد میں بیان کی فرمائش فرماتے عصر بعد مجلس میں بھی بیان کی فرمائش ہوتی، اگر کئی روز پہلے وہاں اطلاع کردی جاتی تو بعض مرتبہ اہل بستی کو بھی اطلاعات کراتے اور شہر کی دیگر مساجد میں اعلانات کراتے کہ فلاں نماز کے بعد فلاں کا بیان ہوگا، کوئی خاص مسئلہ ہوتا از راہ شفقت اس میں مشورہ فرماتے، اپنے مقتیان اور بعض اساتذہ کا کوئی گھنٹہ خالی کرا کر ان سے فرماتے کہ فلاں کے پاس

جا کر بیٹھیں اور استفادہ کریں، حالانکہ کہاں یہ گنہگار خادم اور کہاں ان حضرات کا استفادہ یہ سب حضرت والا قدس سرہٗ کی شفقت ہی شفقت ہوتی تھی، واپسی کا نظام دریافت فرماتے اور ٹکٹ سیٹ وغیرہ کی برابر فکر فرماتے، اسٹیشن پر تحقیق کراتے گاڑی کی تحقیق کراتے وقت پر ہے یا نہیں، یا کتنی تاخیر سے آرہی ہے، واپسی کے وقت باہر تک تشریف لاتے اور جب تک مدرسہ سے رخصتی نہ ہو جاتی برابر کھڑے یا وہیل چیر میں بیٹھے رہتے، اور چہرہ سے رخصتی پر خاص اثر محسوس ہوتا، کبھی کوئی جملہ بھی ارشاد فرمادیتے جس سے انداز ہوتا کہ واپسی کا حضرت پر خاص اثر ہے، مثلاً جو آیا اس کو جانا ضرور ہے وغیرہ وغیرہ۔

ایک دفعہ واپسی کا نظام دریافت فرمایا، عرض کردیا گیا اس پر ارشاد فرمایا:۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے، مہمان کے نظام میں تسہیل کی کوشش کرنی چاہئے یہ نہ ہوسکے تو تکمیل کی کوشش کرنی چاہئے، یہ بھی نہو سکے تو کم از کم تبدیل کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

واپسی پر بھی دو تین خادم حسب ضرورت اسٹیشن تک ضرور بھیجتے تاکہ بہ آسانی گاڑی میں سوار کرا سکیں، اور اسٹیشن کے قریب حاجی کبیر صاحب جو حضرت والا قدس سرہٗ کے خاص مقربین میں سے ہیں، اور اسٹیشن کے قریب ہی انکا مکان ہے، اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مہمانوں کی خدمت بڑی خوش دلی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ انکو اطلاع فرماتے اگر گاڑی میں کچھ تاخیر ہوتی تو وہ اپنے مکان ہی پر لیجا کر آرام کراتے چائے ناشتہ کا انتظام کرتے، اور ٹرین کے آنے پر وہ خود اسٹیشن پر آکر ممکن راحت رسانی کی کوشش کرتے، اور وہاں سے واپس ہونے کے بعد جب تک وطن پہنچ کر بخیریت رسی کی اطلاع نہ کرائی جاتی برابر فکر مند رہتے اور بخیر پہنچنے کی اطلاع سے انتہائی مسرور ہوتے۔

حضرت والا قدس سرہٗ کا بغرض علاج علی گڑھ یا ممبئی قیام ہوتا بغرض عیادت

وہاں حاضری ہوتی، حضرت والا قدس سرہٗ کی شفقتوں کا وہاں بھی یہی حال ہوتا۔

ایک مرتبہ ممبئی بغرض علاج قیام تھا اور سخت بیماری کی خبریں تھیں، بندہ بغرض عیادت حاضر ہوا، پہلے سے محب مکرم الحاج عبدالحفیظ صاحب زید مجدہم عطر والے کو اطلاع کی اور ان سے عرض کیا کہ حضرت والا قدس سرہٗ کے خادم سے دریافت کریں کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات میں کس وقت سہولت ہوگی منشا یہ تھا کہ قیام بھائی عبدالحفیظ صاحب کے یہاں رہیگا اور حضرت والا قدس سرہٗ کی حسب سہولت ملاقات ہوتی رہے گی، بھائی عبدالحفیظ صاحب نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خادم سے معلوم کیا خادم نے حضرت والا قدس سرہٗ سے عرض کیا حضرت والا قدس سرہٗ نے فوراً بھائی عبدالحفیظ صاحب کو بلوایا اور پوری تفصیل دریافت فرمائی کونسی ٹرین سے آرہے ہیں، ٹرین کس وقت پہنچتی ہے، اور فرمایا آتے ہی میرے پاس لیکر آئیں، بندہ اسٹیشن پر پہنچا تو بھائی عبدالحفیظ صاحب کے ساتھ حضرت والا قدس سرہٗ کے خادم، نواسہ صاحب میزبان خاص سب گاڑی کے ساتھ موجود تھے، کہ حضرت والا قدس سرہٗ نے بھیجا ہے، ندامت سے اس ناکارہ کا کیا حال ہوا ہوگا، وہ تو ظاہر ہے وہ حضرات لیکر حضرت والا قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچے فوراً شرف باریابی حاصل ہوا، سفر کی خیریت وحالات دریافت فرمائے، اپنے سامنے دسترخوان بچھوایا اور ناشتہ کرایا، اور اپنے سامنے تمام انتظامات طے کرائے، شام کا کھانا فلاں جگہ، ناشتہ فلاں کے یہاں، دوپہر کا، شام کا کھانا فلاں جگہ، قیام فلاں جگہ، عشاء بعد بیان فلاں مسجد میں، کل کو عشاء بعد فلاں مسجد میں، اور عصر بعد خود اپنے یہاں اپنی قیام گاہ پر مجلس میں، اور عشاء بعد بیان کے لئے اپنے خدام کو بھی شرکت کا حکم فرمایا اور ایک خادم سے فرمایا ٹیپ رکارڈ لیکر جائیں اور لا کر مجھ کو بھی سنائیں، اور خادم نے بتایا کہ حضرت والا قدس سرہٗ نے تمام بیان ٹیپ ریکارڈ سے سنا۔

اب ان شفقتوں کو یاد کر کر کے رونے کے سوا کیا ہے، ان تمام چیزوں کے بیان کرنے سے مقصود صرف خدام پر مہربانی وخورد پروری اور بندہ نوازی اور انتہائی شفقتوں کو بیان کرنا اور ان کا نمونہ دکھانا ہے، اپنے کسی کمال کا اظہار نہیں کہ یہ ناکارہ ہرگز ہرگز ان شفقتوں کا اہل نہیں یہ تو سب حضرت والا قدس سرہٗ کی خوردنوازی وبندہ نوازی ہوتی تھی، اور ان سب میں بھی میرے حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کی نسبت کو زیادہ دخل ہے، ورنہ اس ناکارہ کو اپنا حال خود معلوم ہے، جب بھی اپنے حضرت قدس سرہٗ اور ان حضرات اکابر قدس اللہ اسرارہم کی خدمات میں حاضری ہوتی تھی، "یَاغَفَّارُ یَاسَتَّارُ" کا وظیفہ برابر پڑھتا تھا، کہ اللہ پاک اپنی شان غفاری وستاری کا معاملہ فرمائے، اور اس ناپاک کی ظاہری وباطنی گندگی وناپاکی ظاہر ہو کر ان پاکیزہ اور مقدس ہستیوں کو روحانی ایذا نہ ہو اور میرے خالق ومالک تعالیٰ شانہ نے ہمیشہ غفاری وستاری کا معاملہ فرمایا، اور ان بزرگوں کے یہاں رسوائی سے بچایا، اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے ایسے پاک اور مقدس اور پاکیزہ ہستیوں کی شفقتوں سے نوازا یہ اس کا عظیم احسان وکرم ہے، اللہ پاک حشر بھی اپنے فضل وکرم سے ان پاکیزہ حضرات کے ساتھ کرائے، اور وہاں بھی رسوائی سے حفاظت فرمائے، آمین ۔

حضرت اقدس ہردوئی قدس سرہٗ کا وصال ہوا ایک بجلی سی دل پر گر پڑی اور وہ صدمہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے، اور زبان بیان سے عاجز ہے، مختلف حضرات نے مرثیے لکھے مضامین لکھے مگر یہ ناکارہ ایک حرف بھی نہ لکھ سکا، احباب نے توجہ بھی دلائی سب حضرات لکھ رہے ہیں، آپ نے کچھ نہیں لکھا، مگر یہ ناکارہ سوچتا ہی رہا کہ ایسی عظیم ہستی کے بارے میں لکھوں تو کیا لکھوں:۔

دامان نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گلچین بہارتو زتنگی داماں گلہ دارد

اُدھر اپنی کاہلی وسستی اور بہانہ مشاغل کثیرہ کا خوئے بدرا بہانہ بسیار کا مصداق حسن اتفاق کہ ایک ماہ کا طویل سفر پیش آ گیا، اور سفر میں باوجود یکہ خود مشاغل کثیرہ درپیش ہوتے ہیں، مگر تاہم کچھ نہ کچھ وقت فرصت مل ہی جاتا ہے۔

مخدوم ومکرم حضرت اقدس مولانا قاری ابوالحسن اعظمی صاحب استاذ القراء دارالعلوم دیوبند خلیفہ حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کی حسن المحاضرہ جس میں حضرت والا قدس سرہٗ کا مختصر تذکرہ بھی موجود ہے، اسکے ضروری حصہ کی فوٹو کاپی نیز مخدوم ومکرم حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب قدس سرہٗ خلیفہ حضرت والا قدس سرہٗ کی مجالس ابرار کے بعض ضروری حصوں کی فوٹو کاپی اور حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کی تصنیفات اور مواعظ وغیرہ اور بعض ضروری کاغذات واشتہارات ہردوئی سے حاصل کرکے ساتھ رکھ لئے تاکہ فرصت کے اوقات کو کام میں لایا جاسکے، اور ان چیزوں سے مدد حاصل کی جاسکے، اس طرح سفر میں حسب فرصت ''حیاتِ ابرار'' لکھنا شروع کی تاکہ اس کے ذریعہ خود اپنے دل محزون کو بھی تسلی وتشفی ہو، بقول مجنوں:۔

گفت مشق نام لیلیٰ می کنم خاطر خود راتسلی می دہم

اور بقول شاعر: اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ
هوالمسک ما کررتہ یتضوع (امام شافعیؒ)

اسی طرح دیگر بہت سے غمگین ومحزون دلوں کو بھی ان اوراق سے کچھ تسلی ہوجائے گی، اُدھر یہ خیال بھی سوار تھا، کہ سفر کے بعد اتنی فرصت ملنا بھی مشکل ہے اور پھر احباب کو کیا جواب دیا جائیگا، اسلئے بنام خدا سفر ہی میں ترتیب کا کام شروع کردیا گیا، اور دیگر متعلقہ کتابیں وہاں کے مدارس کے کتب خانوں سے لیکر ان سے مدد لی جاتی رہی، اور میرے خالق ومالک حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ کرم واحسان ہے کہ آغاز سفر سے ترتیب کا آغاز ہوکر

انتہاءسفر پر اس ترتیب ”حیات ابرار“ کی بھی تکمیل ہوگئی، گو بعض ضروری اضافے بعد میں بھی کئے گئے، اس کریم آقا ومولیٰ کا شکر کس طرح ادا کیا جاسکتا ہے۔ ”اللّٰھم لا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ“ اب احباب کی خدمت میں یہ منتشر اوراق جو سفر کی حالت میں لکھے گئے ہیں، وہ بھی مختلف شہروں مختلف بستیوں مختلف مکانوں میں جس کو ”سوغات سفر“ بھی کہہ سکتے ہیں، اس امید کے ساتھ پیش خدمت ہے کہ کوئی اللہ کا نیک بندہ خوش ہو کر اس نا کارہ کے حق میں دعا کر دے اور اس نا کارہ کا بھی کام بن جائے۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزے برحمت — کند در کار ایں مسکین دعائے

اور حضرت محی السنہ قدس سرہٗ کے تذکرہ نگاروں میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں سوت کی انٹی والی بوڑھی عورت کی طرح کسی درجہ میں شمولیت ہو کر اس نا کارہ کی مغفرت کا ذریعہ بنجائے۔

یہ اوراق حضرت محی السنہ قدس سرہٗ کی کوئی باقاعدہ سوانح نہیں ہے، اس لئے کہ باقاعدہ سوانح حیات کی ترتیب وتالیف یہ تو حضرت محی السنہ قدس سرہٗ کے خاص خدام کا منصب ہے، جن کو سفر، حضر، میں حضرت والا قدس سرہٗ کی طویل صحبت میسر آئی، اور استفادہ کے زیادہ مواقع میسر آئے، اور وہ اس کو انشاء اللہ بحسن وخوبی انجام دینگے، یہ نا کارہ اس عظیم کام کا ہر گز ہر گز اہل نہیں، نیز ایسی جامع صفات وکمالات عظیم ہستی وشخصیت کی سوانح نگاری اتنی آسان بھی نہیں۔ ؎

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
لیک حیرانم کہ نازش را چساں خواہد کشید

دوران سفر اپنے حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ اور حضرت محی السنہ قدس سرہٗ

اور دیگر حضرات اکابر کی توجہات کا برابر احساس رہا، اور خواب میں زیارات کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا جو اس تحریر کے عند اللہ مقبول ہونے کی دلیل ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اور اس کریم ذات سے یہی امید ہے کہ اس نے اس ترتیب کی محض اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا فرمائی وہ ان شاء اللہ اس کو قبولیت سے بھی نوازے گا۔ ؎

جو ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ جو سہو و نسیان اس تحریر میں پائیں اس سے ضرور مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے، کہ سفر کی کاوش ہے کہ نہ کتابوں کا ذخیرہ پاس نہ سکون واطمینان اور جمعیت خاطر میسر، جو تالیف و تصنیف کیلئے انتہائی لازمی ہے، اخیر میں قارئین کرام سے انتہائی لجاجت کے ساتھ گذارش ہے کہ اس ناچیز و ناکارہ کو اپنی مخصوص و مستجاب دعاؤں میں ضرور یاد فرما کر احسان فرمائیں، کہ انتہائی محتاج اور سائل ہوں اور محتاج و سائل کا حق ہوا کرتا ہے۔

جن حضرات نے اس ترتیب میں جس طرح کا بھی تعاون فرمایا، ان سب حضرات کے لئے بھی دل و جان سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور اس کتاب کو قبول عام و تام سے نوازے، نیز احقر کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے، آمین یارب العالمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم۔ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم۔
وَصَلَّى اللّٰه تعالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ۔ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلىٰ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن اِلىٰ يَوْمِ الدِّيْن۔

محمد فاروق غفرلہٗ

۲۸؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ بروز بدھ قبیل العصر

مشائخ خاندان

حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

محی السنہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ کے خاندانی حالات

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ کے جد اعلیٰ شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ ہیں جن کا خاندان ہمیشہ سے اولیاء کاملین اور مشائخ حقہ کا خاندان رہا ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اپنے خاندانی مشائخ کا تذکرہ ''اخبار الاخیار'' میں خود تحریر فرمایا ہے، اسی کی تلخیص پیش کرتا ہوں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی حالات

آغا محمد ترک بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے جد امجد محمد ترک بخاری سلطان علاؤ الدین خلجی کے زمانے میں بخارا سے دہلی تشریف لائے، چونکہ یہ اپنے قبیلہ کے سردار تھے، اسلئے بہت سے ترک جو آپکے مرید اور رشتہ دار تھے، وہ بھی آپ کے ہمراہ بخارا سے دہلی آ گئے، بادشاہ کی نظر عنایت اور انکی مخلصانہ تربیت کے باعث عزت وشوکت کے بلند ترین منصب پر فائز ہوئے۔

سلطان علاؤ الدین خلجی گجرات فتح کرنے کے ارادہ سے نکلا اور اپنے ساتھ چند امیروں اور آپ کو بھی ہمراہ لیا، اور فتح کرنے کے بعد آپ کو وہاں رہنے کا حکم دیا، آخرکار ایک دن آپ کی کسی امیر سے رنجش پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے آپ وہاں سے چل کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے، اور پہلے سے زیادہ عزت وعظمت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

جب سلطان علاؤ الدین خلجی کی حکومت ختم ہوئی تو ہمارے جدامجد اپنے فرزندوں کے ساتھ جوکہ فضیلت ذاتی اورکسبی کے مالک تھے،سلطان قطب الدین اورسلطان محمد تغلق کے زمانے میں بھی لوگوں میں ممتاز نظرآتے تھے،اوراس آیت کے مصداق بنے ہوئے تھے "المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا"

ترجمہ:۔(مال وفرزند دنیاوی زندگی کی زینت ہیں)

اللہ نے آپ کو (۱۰۱) نرینہ اولاد دی،ان کے علاوہ آپ کی زندگی میں آپ کے پوتے وغیرہ بھی تھے،لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہی آپ کے تمام بیٹے بحکم الٰہی انتقال کرگئے،صرف ایک بڑالڑکا ملک معزالدین زندہ رہا،اس حادثہ کی وجہ سے آپ کی آسائش وفراغت سب کی سب رنج وغم سے بدل گئی،آپ نے حکومت کے بلند ترین منصب وعزت کو چھوڑ کرسیاہ لباس پہنااورشیخ صلاح الدین سہروردی کی خانقاہ میں بغرض اعتکاف بیٹھ گئے،ایک عرصہ بعدآپ کوغیبی اشارہ ہواکہ اہل وعیال کی طرف رجوع کیاجائے،نیز یہ کہ موجودہ فرزند ملک معزالدین کی بکثرت اولاد ہوگی،اورتاقیام قیامت وہ باقی رہے گی،اللہ تعالیٰ نے ملک معزالدین کوان کے سوبھائیوں کی فضیلت،استعداد اورنعمتوں سے مالامال کیااوربے انتہا صلاحیتوں سے نوازااوراپنے بیٹے ملک موسیٰ کو اپنی دولت وغیرہ حوالہ کرکے ۷۳۹ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے،عیدگاہ شمسی کے عقب میں آپ کامزارہے۔

آغا ملک موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

ملک موسیٰ بھی مملکت کے بڑے عہدہ داراوررئیس وقت تھے،ماوراءالنہر گئے اوروہاں سے صاحب قرآن امیر تیمورگورگاں کے معزز عہدیدار کے طور پر دہلی تشریف

لائے، اور اپنے آباواجداد کا سلسلہ تازہ کیا اور دہلی میں سکونت اختیار کی پھر ان کی اولاد میں سے کوئی بھی باہر نہیں گیا۔

شیخ فیروز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ملک موسیٰ کے کئی لڑکے تھے، جن میں ایک کا نام شیخ فیروز تھا، جو میرے والد کے حقیقی دادا تھے، یہ شیخ فیروز تمام فضائل ظاہری و باطنی سے موصوف تھے، اور دینی و کسبی نعمتوں سے مالامال تھے، فن جنگ میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے، جنگی ترکیبوں میں اپنی قوت طبع اور سلیقہ کے لئے بے نظیر تھے، علم شاعری، دلیری، سخاوت، ظرافت، لطافت، عشق ومحبت اور دیگر صفات حمیدہ میں یکتائے روزگار تھے، نیز دولت وحشمت، عزت وعظمت میں شہرۂ آفاق تھے، ہمارے گھر میں شیریں کلامی، ذوق وظرافت آپ ہی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، آپ سلطان بہلول کے دور خلافت کے ابتدائی زمانہ میں بقید حیات تھے، آپ نے سلطان حسین شرقی کی آمد اور سلطان بہلول سے جنگ کا قصہ نظم کیا ہے، جو ہمارے پاس تھا لیکن اس وقت موجود نہیں ہے، البتہ اس کے دو شعر یاد ہیں، جو سلطان بہلول کو حسین شرقی نے مخاطب کر کے کہے ہیں:۔

ایا قابض شہر دہلی شنو	حیاتت چو خواہی ازیں جا برو
منم قابض ملک مارا ست ملک	خدا داد مارا خدا را ست ملک

شیخ فیروز ۸۶۰ھ میں بہرائچ گئے تھے، جہاں جنگ میں شہادت پائی اور وہیں دفن ہوئے، جنگ میں جاتے وقت آپ کی اہلیہ محترمہ نے کہا کہ امید سے ہوں آپ نے جواب دیا انشاء اللہ بیٹا پیدا ہوگا، اور اس سے بکثرت اولاد ہوگی، پیٹ کے فرزند اور تم دونوں کو اللہ کے سپرد کیا، جنگ میں نہ معلوم کیا صورت پیش آئے۔

شیخ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

غرض یہ کہ اللہ نے ان کو بیٹا دیا جنکا نام سعد اللہ تھا، اور وہ میرے حقیقی دادا تھے یہ بھی اپنے والد محترم کی طرح فضیلت، لطافت، ظرافت، خوش طبعی، عشق و محبت وغیرہ میں ہمہ صفت موصوف تھے، بچپن ہی سے آپ کے چہرہ و بشرہ سے رشد و ہدایت اور بزرگی کے آثار نمایاں تھے، علم کی دولت حاصل کرنے کے بعد مصباح العاشقین شیخ محمد منگنؒ کے مرید ہوئے، جو اپنے زمانہ کے کاملین میں سے تھے، ان کی خدمت میں رہ کر خوب ریاضت کی اور پیر و مرشد کی مہربانیوں کی وجہ سے ان کے خلیفہ بنے اس کے بعد انہوں نے اپنے بڑے فرزند شیخ رزق اللہ کو بھی شیخ محمد منگن سے بیعت کرائی۔

میرے والد بزرگوار شیخ سیف الدینؒ فرماتے تھے، کہ ہمارے والد ماجد شیخ سعد اللہ ہر وقت ذوق و شوق، ریاضت و مجاہدہ اور فقر و طلب میں فنا تھے، راتوں کو جاگتے اور گریہ وزاری کرتے تھے، اور عاشقانہ اشعار پڑھتے تھے، ان میں سے امیر خسرو کے یہ شعر مجھے یاد رہ گئے ہیں جو اخیری راتوں میں پڑھا کرتے تھے:۔

اشعار

ہمہ شب رود رہی رابرہ صبا نشستہ

ہمہ کس بخواب راحت من مبتلا نشستہ

غرض ورای امکاں چہ خیال فاسد است ایں

ہوس جمال سلطاں بدل گدا نشستہ

میرے چچا فرمایا کرتے تھے، کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے

دریافت کیا کہ ابا جان! کبیر شاعر جولے سے پڑھا کرتا تھا، یہ مسلمان تھا یا کافر؟ فرمایا؛ موحد تھا، اس پر میں نے کہا کیا غیر مسلمان اور کافر بھی موحد ہوتا ہے؟ جواب دیا؛ ابھی یہ سمجھنا مشکل ہے، ان شاء اللہ آئندہ سمجھ جاؤ گے، غرض کہ دادا شیخ سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بروز جمعہ ۲۲ / ربیع الاول ۹۲۸ھ کو وفات پائی۔

شیخ سیف الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس وقت میرے والد شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی عمر ۸ / سال کی تھی، والد ماجد فرماتے تھے کہ جب ہمارے والد بزرگوار کا وقت قریب آیا تو مجھے نماز تہجد کے وقت کوٹھے پر لے گئے، نماز تہجد پڑھ کر مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور کہا، اے اللہ! تو جانتا ہے، کہ میں نے اپنے دوسرے لڑکوں کی تربیت کی اور انکے حقوق ادا کئے، اس کو یتیم بیکس چھوڑے جا رہا ہوں، ابھی اس کے حقوق ادا کرنا میرے ذمہ تھے اس لئے اس کو تیرے حوالہ کر رہا ہوں، تو ہی اس کا محافظ ہے، یہ دعا کر کے فوراً کوٹھے سے اتر آئے۔

دادا صاحب کے وصال کے بعد میرے والد بزرگوار شیخ سیف الدینؒ میں اپنی ذاتی استعداد اور والد صاحب کی دعا کی برکت سے آثار ترقی نمودار ہونے لگے، آپ نے دو بھائیوں کی موجودگی میں اپنی والدہ کی خوب خدمت کی، خرچ کی تنگی اور دیگر موانع کے باوجود تعلیم حاصل کرنے لگے، شاعری، فضیلت قبولیت، ذوق وشوق، محبت والفت خوش طبعی، خوش کلامی، حضور قلب، ذکر الٰہی لطائف وظرائف، باریک بینی اور دور رسی میں یکتائے زمانہ اور ملک کی یادگار ثابت ہوئے۔

شہر والے کہتے تھے، کہ دِلّی ان بھائیوں کی وجہ سے دہلی ہے، مقام عقل وتمیز کو پہنچنے کے بعد والد صاحب نے درویشانہ طریقہ اختیار نہیں کیا، نیز درویشوں کی خدمت

کا انہیں خیال تک نہیں ہوا، باجود دیکہ اپنے ہم عصر رئیسوں اور مالداروں سے اپنی کفافِ معیشت کے حصول میں ملتے جلتے رہتے تھے، لیکن ان میں سے کسی کو بھی آپ کے فقر و غنا کا علم نہ ہوسکا، شہر کے صرف گنے چنے لوگ ہی میرے چچا صاحبان اور والد بزرگوار کے حالات درویشانہ سے واقف تھے، باقی شہر بھر کے تمام لوگ ان کے علم و فضل، سخن فہمی، سخن شناسی، سخن گوئی، خوش مزاجی کی تعریف کرتے اور اسی اعتبار سے ان سے واقف تھے، ہاں جو ان کی خلوت کے ساتھی تھے وہ ان کے فقر و غنا سے واقف تھے، اور باوجود تمام ظاہری اور باطنی وسیلوں کے دنیا کی شوکت و حشمت کی طرف رخ نہیں کرتے تھے، بلکہ تمام ہمت اور پوری نیت کے ساتھ صرف قلب اور باطن کی جانب متوجہ رہتے تھے، قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہمیں دنیا کی طلب، مال و دولت کی زیادتی مالداری اور سرمایہ داری کا شوق نہیں ہے کیونکہ ہمارا دلی رجحان صرف محبت الٰہی اور فقر کی طرف ہے، جب نفس کی گفتگو ہوتی ہے، تو ادھر دل لگا جاتا ہے، نیز فرماتے تھے کہ مجھے ان لوگوں پر حیرت آتی ہے، جو اپنا اعتبار بڑھانے کے لئے لوگوں کے کام کرتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ لوگوں سے کیا واسطہ، صرف خدا سے وابستہ رہنا چاہئے، فرماتے تھے کہ مجھے سات سال کی عمر سے جس میں ادراک، شعور اور عقل کی ابتداء ہوتی ہے، دردِ محبت، طلب الٰہی اور معرفت کا شوق دامن گیر تھا، اور اسی ذکر و فکر میں عمر بسر ہوئی ہے، نیز فرماتے تھے، کہ مجاہدہ اور ریاضت کے زمانے میں میں نے وہ حالات دیکھے ہیں جن کا اظہار نہ کرنا ہی اسرار اور راز داری ہے، اور یہی چیز فقیروں کے لئے ضروری ہے۔

فرماتے تھے کہ دنیا کی لذت کی مثال بالکل لذت احتلام کی طرح ہے جو ایک لمحہ کے بعد زائل ہو کر اپنی کثافت و کدورت باقی رکھتی ہے، نیز فرماتے تھے، ابتدائی زمانہ میں نسبت یاد داشت برقرار رکھنے کی کوشش کیا کرتا تھا، اور اب یہ حالت ہے کہ ایک لمحہ

کے لئے بھی غافل ہونا چاہوں تو یہ بات میرے اختیار میں نہیں ہے، علاوہ ازیں ابتدائی زمانہ میں مجھے اس راہ میں ایسی مشکلات درپیش ہوئیں کہ جان نکلنا باقی رہ گیا تھا، اتنی وحشت ہوتی تھی، کہ اپنی جان دیدی جائے، میں نے اکثر ارادہ کیا کہ کسی کنویں میں کود پڑوں اور اس کشمکش سے نجات پاؤں لیکن پروردگار نے اپنی مہربانی سے مجھ پر معرفت کے دروازے کھول دیئے، اور اس حقیر نالائق کو گراں مایہ نعمتوں سے سرفراز فرمایا، آپ فرماتے تھے، کہ سالکان تصوف جو نوافل و مستحبات ادا کرتے ہیں میں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ہے، مگر اللہ نے مجھے عاجزی، حسرت، ندامت اور نیستی کی نعمت سے سرفراز کیا تھا، کاش یہ سب بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو جائیں، اور یہ جملے آپ نے اس مجلس میں کہے جبکہ مشرب قلندریہ کا آپ کے سامنے تذکرہ ہوا اور آپ سے کہا گیا تھا، کہ آپ نے زیادہ سے زیادہ نوافل و مستحبات ادا نہیں کئے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ فرائض کی تکمیل کرتے، دوسرے لوگوں کے رسوم و عادات ناجائز کو ناکارہ فرماتے اور قلب کو اللہ کی جانب مائل کرتے تھے، فرماتے تھے، میں بذاتہ کچھ نہیں ہوں اور جو کچھ ہوں وہ اسی راہِ معرفت کے مشرب کے سبب سے ہوں۔

آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ سے نسبت و ارادت تھی اور دوسرے سلسلوں کے ذریعہ بھی اجازت و نسبت حاصل تھی، مشغولیٔ باطن کی وجہ سے آخر عمر میں سلسلہ نقشبندیہ پر قائم ہو گئے تھے، اور زیادہ سے زیادہ آپ پر مشرب توحید غالب تھا۔

فرماتے تھے جب میں بڑے بڑے علماء اور فضلاء کو طلب عزت و جاہ اور کثرت اموال میں لوگوں سے لڑتے ہوئے دیکھتا ہوں تو خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ بہت زیادہ پڑھ کر بہت بڑا آدمی نہ بنا۔

اکثر اوقات احقر سے فرماتے تھے کہ علمی بحثوں میں کسی سے تکرار نہ کرنا اور نہ کسی بھی

شخص کو مشقت میں ڈالنا، اور اگر فریق مخالف حقیقت پر ہو تو اس کی بات بلا چون و چرا مان لینا، اور جب تم حقیقت وصداقت پر ہو تو اپنے فریق مخالف کو دو تین مرتبہ سمجھانا تا کہ وہ صداقت قبول کرلے، ورنہ آخر میں اس سے کہو کہ ہمیں یہی بات معلوم ہے جو تم سے کہہ رہے ہیں، اور ممکن ہے کہ جو تم کہہ رہے ہو وہ بھی امر واقعہ ہو، اور اگر یہ گفتگو تمہارے کسی استاد یا پیر سے ہو تو ان سے اپنی محبت اور خوش اعتقادی کو برقرار رکھو اور کسی صورت میں بھی ان سے جنگ نہ کرو، ان سے تعصب نہ کرو کیونکہ محبت کرنے والوں کا کام ہی یہ ہے کہ وہ محبت سے کام لیں، یاد رہے کہ اساتذہ ومشائخ کی محبت ہی سودمند ہے، اور لڑائی جو کی جاتی ہے، وہ اپنے نفس کیلئے ہوتی ہے، دوستوں سے کوئی نہیں لڑتا۔

آپ فرماتے تھے کہ سالکانِ طریقت کو چاہئے کہ مشائخ کے اقوال پر اعتماد کریں اور کامل طور پر انکے احکام پر کاربند رہیں، اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف رکھتا ہو لیکن اس کی بابت کوئی شک وشبہ نہ کرتے ہوئے پیر ومرشد کے حکم پر "آمَنَّا وَصَدَّقْنَا" کہے، نیز یہ وہ راستہ ہے کہ اس میں شروع ہی سے پیر ومرشد کے کہے کو بے چون و چرا مانتا رہے، ورنہ آگے چلکر اس کے لئے نقصان کا سبب ہوتا ہے، پہلے تو پیر ومرشد کی پیروی واعتقاد میں مشغول رہے، اور پھر رفتہ رفتہ اس کی صحبت اور اپنے ذوق وشوق فطرت سلیمہ کے مطابق تحقیق ویقین کے مرتبہ پر فائز ہو جائے۔

فرماتے تھے ابتداءً مجھے بھی مسئلہ توحید میں ایک قسم کا تردد تھا، میں اپنے دل میں کہتا تھا، کیا اتنے علماء کرام اور مشائخ عظام جو توحید کا اعتقاد رکھتے ہیں، یہ سب گمراہی پر ہیں، ان بزرگوں کے سامنے میری کیا ہستی ہے، اب حالت یہ ہوگئی کہ لاکھوں حیلے بہانے کروں تب بھی راہ توحید کے بارے میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہوتا۔

فرماتے تھے میں جب کسی کی جانب نظر کرتا ہوں تو پہلے اس میں ایک اجمالی

بسیط نور کی کیفیت دکھائی دیتی ہے،اس کے بعد تفصیلی حالات وکوائف اس شخص کی صورت وشخصیت ظاہر کرتے ہیں۔

آپ کی علالت کے آخری زمانے میں آپ کے ایک دوست تیمارداری کے لئے آئے،آپ نے ان سے فرمایا دوست! جانتے ہو مشاہدہ کی کیا حالت ہے، واقعہ یہ ہے کہ اللہ کو مظاہر کونیہ میں اس طرح دیکھتے ہیں جیسے آئینہ میں صورت اس طرح دیکھی جائے کہ آئینہ درمیان میں نہ رہے اور صورت پیش نظر رہے،فقیروں کی اس دنیا میں دید کی یہی صورت ہے اور آخرت میں انکے دیکھنے کا ایک دوسرا ہی طور ہے۔

طریقت کے کئی راستے ہیں اور صاحبانِ ہمت نے متفرق راہیں اختیار کرلی ہیں،لیکن اصلیت یہ ہے کہ معیت حق کو اس طرح پیش نظر رکھا جائے کہ کسی وقت کسی معاملہ اور کسی چیز میں غیر حق نہ دکھائی دے،اور فوراً ہی اس دیدار الٰہی سے خیال منتشر نہ ہوجائے، ہاتھ سے دنیا کے کام کرتے رہو اور دل کو یار کی طرف لگائے رکھو۔

شعر
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
می دار نہفتہ چشم دل جانب یار

ترجمہ:۔ (ہر جگہ ہر شخص کے ساتھ اور ہر کام میں اپنے دل کی آنکھوں کو یار کی طرف لگائے رکھو)

میرے والد بزرگوار اور چچا صاحب قبلہ کی یہ حالت تھی کہ یہ دونوں جب کسی کی جانب توجہ کرتے یا اس کی تربیت فرماتے اور طلبگار میں ذرا سی بھی قابلیت ہوتی تو وہ متأثر ہوکر اثرات تربیت اور توجہ قبول کرتے ہوئے لیاقت مآب ہوجاتا،مجھ فقیر کو یقین ہے کہ انہوں نے اپنی محبت والفت کی خاص نظروں اور عنایت فرمائیوں سے جو انسانی طبیعت کا خاصہ ہے مجھے مخصوص فرمایا ہے،مجھے یاد ہے کہ والد بزرگوار کے سامنے میں ایک

دن ایک علمی مسئلہ پر گفتگو کر رہا تھا، وہ میری جانب متوجہ تھے، چنانچہ انہوں نے دونوں ہاتھ میرے منہ پر ملتے ہوئے مجھے دعا دی اور فرمایا مجھے تمہارے چہرے پر ایک تجلی اور نور جگمگاتا ہوا دکھائی دیا، جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، اللہ جانتا ہے کہ وہ کیا کیفیت تھی۔

فرماتے تھے کہ مجھے درویشوں کی صحبت سے یہ حال نصیب ہوا ہے کہ ہر آدمی کی حالت کو بتا سکتا ہوں، میں نے آپ کی اس صفت کا بار بار مشاہدہ کیا کہ جس آدمی کے متعلق کوئی بات کہہ دی تو اگرچہ اس وقت اس میں موجود نہ تھی، لیکن بعد میں ضرور اس میں نمودار ہوتی تھی، مبالغہ کر کے فرماتے تھے، اگر اندھیری رات میں بھی کسی کو ہاتھ لگا کر دیکھوں تو اس کی حقیقت حال بیان کر دوں گا۔

فرماتے تھے کچھ لوگ ایسے ہیں جو تصنع، تکلف، منافقت اور دکھاوا کرتے ہیں، اور خود کو ایسا ظاہر کرتے ہیں گویا ان کو مخلوق سے کسی قسم کی کوئی طلب نہیں ہے، اور حقیقتاً ہونا بھی یہی چاہئے کہ تصنع و تکلف برطرف کر کے تمام مخلوق سے صداقت و الفت کا برتاؤ کیا جائے، انسان کا ظاہر و باطن یکساں ہونا چاہئے اور اصل معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ راست بازی کا ہے جو ہمیشہ ٹھیک رہنا چاہئے۔

والد بزرگوار نے بہت سی غزلیں، رباعیاں، نظمیں قصیدے لکھے لیکن وہ صفحۂ قرطاس پر لکھنے نہ پائے تھے، کہ انتقال فرما گئے شہر کا ایک مشہور بدمعاش آپ کے کلام کے صندوقچے اس خیال سے چرا لے گیا کہ ان میں زر نقد ہوگا، لیکن محرومی کے سبب تمام مسودات کو راز فاش ہو جانے کے خوف سے نذرِ آتش کر دیا۔

آپ کی مثنوی سلسلۃ الوصال ہے جس میں تقریباً پانچ سو اشعار ہیں جس کے متعلق فرماتے تھے کہ غلبہ شوق کی وجہ سے یہ پوری مثنوی ایک دن میں لکھی اور پھر اس پر نظر ثانی نہیں کی، اگر اس میں کوئی غلطی پائی جائے تو پڑھنے والے اصلاح کر لیں چنانچہ

پیرو مرشد شیخ امان اللہؒ کی مدح میں لکھا ہے:۔

اشعار

ہر چہ زمن در سخن آمد یقین | ہست ہم از صحبت آں مرد دیں
ورنہ چہ حدے است کہ راز دروں | از دہن چوں منی آید بروں !
من کیم وکیستم وچیستم | از دم عیسیٰ نفسے زیستم
ہست دل اوبحق آویختہ | آب صفت درہمہ آمیختہ
دست من ودامن او بایقین | مقصد ومقصود من آں شاہ دیں
عشق رخش ہمدم وہمساز من | در غمش مونس وہمراز من

غرض کہ پدر بزرگوار اپنے بڑھاپے کے زمانے میں جب کہ محویت وفنا کا ان پر غلبہ تھا کھانے پینے پہننے، راحت وآرام، صحبت اور شعروشاعری وغیرہ سے بالکل علیحدہ ہو گئے تھے، اگر ان کے علاج معالجہ کی کوشش کی جاتی تو فرماتے میں نے آج تک کون سا اچھا کام کیا ہے، جو آئندہ کے لئے صحت وتندرستی کی خواہش کروں، میرا وجود عدم دونوں برابر ہیں، آپ پر خوف الٰہی اتنا غالب ہوگیا تھا، کہ کبھی بھی خشیت الٰہی سے فارغ نہ بیٹھتے اور فرماتے میں اپنی ذات میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھتا جس پر ناز کرسکوں، اور اس کو دربار الٰہی میں پیش کروں اس کے بعد خوب گریہ وزاری کرتے، اگر کوئی شخص آپ کی تسلی کیلئے کہتا کہ خدا کے خوف سے ایک آنسو بھی دوسری عبادتوں سے افضل ہے، اور آپ کے تو اسقدر آنسو نکل چکے ہیں اب نہ روییئے، تو فرماتے کہ حیرانی ہے، میری نگاہ جب اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور استغناء پر پڑتی ہے، تو اپنی تمام عبادتیں اور طاعتیں برباد نظر آتی ہیں، خدا ہی جانتا ہے کہ انجام کیسا ہوگا اسی وجہ سے ہر وقت رونے کو جی چاہتا ہے۔

آخر زمانے میں یہ حالت ہوگئی کہ جب میں گھر پر بوقت تلاوت قرآن پاک ان

آیات کو بالکل آہستہ پڑھتا، جن میں عذاب کا تذکرہ ہے اور اگر کبھی ذراسی رمق ان کے کان میں آیات عذاب کی پڑ جاتی تو وہ بے انتہا روتے اور جاں بلب ہو جاتے البتہ رحمت وکرم الٰہی کی آیات بوقت تلاوت ذرا بلند آواز سے پڑھتا جس کے سننے سے آپ میں فرحت وتازگی پیدا ہوتی، بیماری کے زمانے میں ایک رات یہ حالت رہی کہ تین گھنٹہ تک وہ بے سدھ رہے، پھر رات کے اخیری حصہ میں جب ان کو ذرا ہوش آیا تو میں نے پورے شوق اور خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی اور جب اس آیت پر پہنچا؛

اِنَّ الَّذِينَ قَالُوْا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَنْ لَا تَخَا فُوْا وَ لَا تَحْزَ نُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْن"

جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا مربی، تربیت کرنے والا اور پالنے والا ہے، پھر اپنے اس قول پر ثابت قدم رہتے ہیں، تو فرشتے ان لوگوں کے پاس آ کر کہتے ہیں تم کسی قسم کا خوف وملال نہ کرو تم کو جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے، جس کا اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے)

مجھ سے یہ آیت سنکر بڑے خوش ہوئے، اور بار بار اس جملہ کو دہراتے رہے کہ بیٹے! رحمت ہو اور سو بار رحمت ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے ذوق وشوق اور عمر میں زیادتی کرے تم اپنے نیک اعمال کا بدلہ پاؤ گے۔

چنانچہ آج تک مجھ فقیر عبدالحق کو والد محترم کی یہ دعائیں یاد ہیں، اور امید ہے کہ ان کی دعا میرے لئے سرمایہ دارین ثابت ہوگی، والد بزرگوار نے انتقال سے تھوڑی دیر پہلے فرمایا وہ اشعار اور دعائیں جو عفو ومغفرت کیلئے مناسب حال ہوں ایک کاغذ پر لکھ کر میرے کفن کے ساتھ رکھ دینا اور یہ رباعی بھی۔

رباعی

دارم دل کہ غمیں بیامرز ومپرس صد واقعہ درکمیں بیامرز ومپرس
شرمندہ شوم اگر بپرسی عملم اے اکرم الاکرمین بیامرز ومپرس

اور یہ دو اشعار بھی:۔

قد مت علی الکریم بغیر زاد
من المحسنات والقلب السلیم
فحمل الزاداقبح کل شئی
اذاکان القدوم علی الکریم

اسکے بعد فرمایا منکر نکیر کے جواب میں لکھو! اللہ میرا رب ہے، محمد رسول اللہ ﷺ میرے نبی ہیں، اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ ہیں۔

ایک دن فرمایا ہم کو دنیا سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا ہے، اس کے تیسرے دن عصر کی نماز کے وقت حالت غیر ہوگئی، میں (عبدالحق) اس وقت مسجد میں تھا، بلوایا، میں نے آکر دیکھا تو اسوقت آپ میں ایک عجیب قسم کا ذوق وشوق اور تازگی کے آثار تھے، جسے تحریر نہیں کرسکتا، چنانچہ فرمایا بابا اب ہم کو کسی قسم کا رنج وغم نہیں ہے، اب تم عبادت الٰہی میں مصروف ہو کر دعا کرو اللہ تعالیٰ جلدی ہم کو اپنے یہاں بلالے، میری زندگی بھر کا مقصود ہاتھ آگیا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے نکل جائے، میں (سیف الدین) ہمیشہ یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اے اللہ تو مجھے اپنی یاد میں مصروف رکھ اور اس دنیا سے شوق وذوق کے ساتھ لیجا، اللہ کا فضل وکرم ہے اس وقت جمال بامراد نمودار ہے، اگر اس حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے یہاں بلالے تو ان کا بہت بڑا فضل وکرم ہے، اس حالت میں آپ کے جو دوست واحباب عیادت کے لئے آتے تھے، تو آپ ان سے فرماتے تھے کہ دعا کرو

اللہ تعالیٰ جلدی خاتمہ بخیر کر دے، اگر کوئی کہتا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا اور تندرستی دے تو اس سے ناراض ہو کر کہتے خدا کے لئے یہ نہ کہو بلکہ دعا کرو اللہ جلد مجھے اپنے پاس بلا لے، کبھی فرماتے اگر کوئی آدمی دو تین دن سرائے میں رہے تو عاجز و تنگ ہو جاتا ہے، اور میں نے ستر سال اس سرائے دنیا میں بسر کئے ہیں بتاؤ میں غمگین اور ملول کیوں نہ ہوں؟

آپ نے کھانا بالکل ترک کر دیا تھا، فرماتے تھے دل ہی نہیں چاہتا کھاؤں کیسے اور کھانے سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہے، نیز اس خوف سے بھی نہیں کھاتا کہ اس سے مزید بقائے حیات کا سبب ہو جاتا ہے، یہاں جو گھڑی گزر رہی ہے وہ مصیبت معلوم ہو رہی ہے، میرا دل تو صرف اللہ کی طرف لگا ہوا ہے، ایک شخص حالت علالت میں گلاب کا پھول آپ کے پاس لایا، آپ نے اسکو سونگھ کر درود شریف پڑھا اور فرمایا گلاب کی خوشبو اور درود شریف دونوں بارگاہِ نبوت (ﷺ) میں پیش ہوتے ہیں، اور گلاب کا جسم یہاں تو لوگوں کے سامنے موجود رہتا ہے، اس کے بعد حوض سلطان اور اس کے اطراف واکناف کے مقامات اور اپنے اوقاتِ عبادت یاد کر کر کے خوش ہوئے اور فرمایا انشاء اللہ عنقریب ہم پھر ان مقامات کی دل کھول کر بہ آزادی سیر کرینگے، آپ پر سکرات کا عالم طاری تھا کسی نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا باغ، نہریں اور سادات بخارا موجود ہیں، انہیں دیکھ رہا ہوں۔

زمانۂ علالت میں ایک دن فرمایا، حضرت غوث الثقلین کا فرمان آیا ہے، پڑھو کیا لکھا ہے، میں فقیر (عبد الحق) نے عرض کیا کیسا فرمان کون لایا ہے؟ فرمایا ایک صالح وسعادت مند لایا ہے، ذرا ٹھیک ٹھیک پڑھو کیا لکھا ہے؟ ایک دن میں فقیر (عبد الحق) نے آپ کی علالت کے زمانے میں عرض کیا انسان کی عاجزی کیا کوئی عجیب وغریب بات ہے؟ فرمایا حقیقت عاجزی یہ ہے کہ ضرورت وحاجت جو ماہیت امکانی کے لئے

لازمی ہے اس کو وجدان کے ذریعہ معلوم کریں، اور ساتھ ہی اس ذو معنی کا ادراک بھی ہو اس حالت کو عاجزی کہتے ہیں اور یہی انوکھی چیز ہے۔

ایک دن فرمایا بیٹے! خوش الحان حافظ تمہارے دوست ہیں، انہیں بلواؤ، کچھ قرآن شریف سنیں گے، اسکے بعد فوراً ہی فرمایا رہنے بھی دو، تم خود ہی دن رات ہمارے پاس بیٹھے قرآن شریف پڑھتے ہو، پس یہی بہت کافی ہے، اب کسی بات کی خواہش نہیں، یہ عبودیت کا وقت ہے، اللہ جب چاہیں گے کسی کو بھیج کر بلالیں گے۔

اسی دن انتقال سے پہلے میں نے سنت طریقہ پر آپ کو تلقین کی اور عرض کیا درویش اس وقت پاس انفاس میں مشغول رہتے ہیں، تو آپ نے آنکھیں کھول کر آہستہ سے کہا ہاں ''پاس انفاس'' اس وقت کارآمد ہوتا ہے کیونکہ تمام اعضائے جسمانی بیکار ہوگئے ہیں، اور سانس لینے کی بھی قوت نہیں ہے، اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے کئی مرتبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم'' فرمایا اور خاموش ہو کر دل میں اللہ کی یاد کرنے لگے، جس کا اثر یہ ہوتا کہ دل میں سے کلمہ طیبہ کی آواز آتی، اور اس کے چند لمحہ بعد آپ ۲۷/شعبان ۹۹۰ھ کو رحمت حق سے پیوست ہو گئے بعض لوگوں نے آپ کی تاریخ وفات ولی تحت النقاب بھی نکالی ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے آمین۔

شیخ سیف الدین علیہ الرحمہ شیخ امان پانی پتی علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے، ایک دفعہ شیخ امان اللہ نے حالات دریافت کئے تو عرض کیا میرا کوئی حال نہیں جب زیادہ اصرار کیا تو عرض کیا:۔

''مجھے اکثر اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین سے عرش تک تمام عالم میرے احاطہ میں ہے، اور میں سب پر محیط ہوں''

شیخ نے فرمایا تمہارے اندر تخم توحید موجود ہے۔شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے شغل قلب جس کو سجدۂ قلب بھی کہتے ہیں حاصل کیا جس کے بارے میں شیخ امان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، کہ پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، آگ میں کودنا، یہ سب چیزیں تو آسانی سے حاصل ہو جاتی ہیں، لیکن سجود قلب مشکل سے حاصل ہوتا ہے، شیخ امان رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی نے اپنے دست مبارک سے ایک خط لکھا جس میں مسودۂ خلافت اور مختلف اقسام کے علوم تحریر فرمائے، اور شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ فرمایا، آپ ہی کے فرزند ارجمند شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش ماہِ محرم ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اپنے مختصر حالات،اخبارالاخیار،میں تحریر فرمائے ہیں،اس کی تلخیص پیش کرتا ہوں،ملاحظہ فرمائیں:

والد ماجد اپنی پیری اور کمزوری کے زمانے میں میری طرف اکثر متوجہ رہتے تھے،جوانی ختم ہوجانے اور دوستوں کے انتقال کی وجہ سے وہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوئے،اس زمانے میں میری عمر تقریباً چار سال کی تھی،اس وقت میں آپ کی خدمت اور دلدہی کیا کرتا تھا،آپ ہمہ وقت مجھ پر شفقت وعنایت فرمایا کرتے،انہی دنوں جبکہ میں بچہ تھا،صوفیوں کے اقوال سناتے اور شفقت وعنایت فرمایا کرتے،اور میری باطنی تربیت کرتے اور میں بھی فطری طور پر ان باتوں کے سننے کا متوالا تھا،وہ باتیں کرتے کرتے،خاموش ہوکر بالکل ازخود رفتہ ہوجاتے۔

جس زمانہ میں میری عمر دوڈھائی سال کی ہوگی،اس وقت کی اکثر باتیں اب تک مجھے یاد ہیں،اور یہ وہ باتیں ہیں جو دانشمندوں کی آگاہی کے لئے بے انتہا ضروری اور مفید ہیں،غرض کہ جس زمانے میں پدر بزرگوار کی مہربانیوں کے ظہور کا وقت آیا تو میں تحصیل علوم میں مشغول ہوگیا،اور شب وروز ذکر وتذکرہ اور بحث وتکرار میں بسر کرنے لگا اکثر اوقات وہ بذات خود مجھ سے علمی مباحث سنتے اور خوش ہوکر خاص طور سے علم توحید کے مسائل اس طرح سمجھاتے گویا علم شہود اور آنکھوں دیکھی باتیں کررہے ہیں،جب مقدمات علمی کے لحاظ سے علم شہود وحقیقت کے سمجھنے میں مجھے کچھ شبہ ہوجاتا تو فرماتے اسی قسم کے شکوک وشبہات ان مسائل میں اکثر وبیشتر پیدا ہوتے رہتے ہیں،اور انشاء اللہ یہ تمام شبہات آئندہ دور ہوکر تم خود بہ جمال یقینی ان کا مشاہدہ کرلوگے،تاہم جہاں تک بھی

ہوسکے کوشش کرتے رہو، اور ہمیشہ اسی خیال میں رہو کہ مسائل بخوبی از بر ہوجائیں۔

میں نے حروف تہجی پڑھنے سے پہلے دو تین سپارے قرآن کریم کے اس طرح پڑھے کہ والد ماجد مجھے ایک ایک سبق لکھ کر دیتے اور میں پڑھتا جاتا، اس کے بعد ان کی تربیت وشفقت کا یہ اثر ہوا کہ روزانہ جتنا قرآن کریم پڑھتا وہ ان کو سنا دیا کرتا، چنانچہ اس طرح دو تین مہینہ کے اندر میں نے پورا قرآن کریم پڑھ لیا، اور جس طرح معلم صاحبان مدرسہ میں اپنے شاگردوں کو رٹاتے ہیں، میں نے رٹا نہیں، والد ماجد نے مجھے فا یا قاف تک تختی لکھائی تھی اس کے بعد شاید ایک مہینہ میں مجھے لکھنے پر قدرت حاصل ہوگئی، اور میں انشاء (مضمون) لکھنے لگا، اللہ تعالیٰ نے والد ماجد میں یہ اثر وخاصیت رکھی تھی، کہ کوئی شخص چاہے کتنا ہی غبی ہو ان کی توجہ اور تربیت سے اس غبی شخص میں صلاحیتیں ظاہر ہوجاتی تھیں، اور مجھے جو کچھ ملا وہ صرف والد بزرگوار کی توجہ مہربانی کا اثر ہے، اور انہوں نے پورے حقوق پدری میری تربیت وتعلیم پر صرف فرمائے، بوستاں وگلستاں، دیوان خواجہ حافظ اور نظم کی مروجہ کتابیں خود پڑھائیں، بچپن سے لیکر قرآن کریم ختم ہونے تک اور اسکے بعد میزان منشعب سے لیکر کافیہ کی بھی خود ہی تعلیم دی، پڑھانے کے زمانہ میں اکثر وبیشتر فرمایا کرتے، انشاء اللہ تم جلد عالم بنجاؤ گے، اور اس تصور سے مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو درجہ کمال عطا کرے گا، اور میں تمہارے دائرہ درس وافادیت پر اپنے بڑھاپے میں تکیہ کروں گا، کبھی چند کتابوں کے نام لیکر فرماتے بس یہ کتابیں پڑھ لو، عالم ہوجاؤ گے، فرماتے ہر علم کی تھوڑی تھوڑی کتابیں پڑھو جو تمہارے لئے کافی ہیں، اور اس کے بعد انشاء اللہ برکت وسعادت کے دروازے کھل جائیں گے، اور تم تمام علوم بلا تکلف حاصل کرلو گے، والد ماجد کے ان پاکیزہ جملوں نے وہ اثر کیا کہ کتب متداولہ ومروجہ میں نے جلدی جلدی پڑھیں، اور کم مدت میں زیادہ سے

زیادہ علوم حاصل کئے، علوم کی وسعت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالہا سال اور بہت عرصہ تک تعلیم کے حصول میں زندگی بسر ہوئی، علوم نحو میں کافیہ، لب، اور ارشاد وغیرہ کے بعض اوقات ایک نشست میں سولہ سولہ صفحے پڑھ جاتا، اور شوق کا یہ حال تھا کہ جب کوئی کتاب حاشیہ والی ملجاتی، تو اسے استاذ سے نہ پڑھتا بلکہ اکثر اوقات اسے خود ہی پڑھ کر سمجھ لیتا، ہاں اگر کوئی مشکل باب ہوتا تو اسے لازماً استاذ کے روبرو پڑھکر سمجھتا تھا، البتہ اتنا یاد ہے کہ کتاب کی اصل عبارت اس کے حاشیہ کے ذریعہ بخوبی سمجھ لیا کرتا تھا، میرے ہاتھ جو کتاب پڑتی، میں اسکے اول وآخر کا لحاظ کئے بغیر اسے کھول کر آخر تک پڑھ لیا کرتا مطالعہ کو مقدم اور ضروری سمجھتا کیونکہ علم کا حصول میرا نصب العین تھا، بارہ تیرہ سال کی عمر میں شرح شمسیہ اور شرح عقائد نسفی پڑھی، اور پندرہ سولہ برس کی عمر میں مختصر المعانی اور مطول ختم کی اور لوگوں کے خیال سے بیس برس کی عمر میں فلسفہ، ادب، اور فقہ وحدیث وغیرہ پڑھ چکا تھا، اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، کہ اس کے بعد ایک سال کچھ دنوں میں قرآن کریم بھی حفظ کیا اور کلام اللہ کی حفاظت میں آیا اور وہ نعمت پائی جس کے ایک حرف کا شکریہ بھی سو سال میں ادا نہیں کرسکتا، غرض کہ تمام کتب مروجہ پر میں نے عبور حاصل کیا پھر ادب، فلسفہ، علم کلام وغیرہ میں مہارت اور پڑھانے کی مشق کے لئے ماوراء النہر گیا، اور وہاں تحصیل علوم میں اتنا مشغول رہا کہ تعلیم ومطالعہ کتب سے شب وروز میں دو تین گھنٹہ کی فرصت ملتی تھی، جب اساتذہ کرام کے روبرو اثنائے سبق میں انوکھی بحث کرتا یا مفید بات کہتا تو وہ فرماتے، اے عزیز! ہم تجھ سے استفادہ کرتے ہیں، اور تمہارے شکرگزار ہیں، خدا جانے وہ کیا شوق تھا، اور وہ کیسی طلب تھی، اگر اتنا ذوق وشوق طلب الٰہی اور باطن کی صفائی کے لئے ہوتا تو نہ معلوم کس مقام پر پہنچتا۔

ایک مرتبہ جبکہ میں کافیہ وغیرہ پڑھا کرتا تھا، ہمارے ساتھی طالب علم آپس

میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے، حصول علم کے بعد کیا کرو گے؟ بعض نے ظاہری طور پر کہدیا کہ ہمارا مقصد معرفت الٰہی ہے، بعض نے اپنی سادگی سے کہا، ہمارا مقصد حصول دنیا ہے، پھر مجھ سے پوچھا، بتاؤ تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا مجھے بالکل نہیں معلوم کہ تحصیل علم کے بعد معرفت الٰہی میں مشغول رہوں گا یا دنیا طلبی میں، البتہ فی الحال اتنا معلوم ہے کہ پہلے زمانے کے عقلمندوں اور عالموں نے کیا کہا ہے اور کشف حقیقت اور معلوم مسائل میں کون کون سے موتی پروئے ہیں، اس کے بعد جو حالت پیش ہوگی، دیکھا جائیگا، کہ عیش وعشرت دنیاوی کی طرف متوجہ ہونگا یا محبت الٰہی اور طلب آخرت کے راستہ پر گامزن ہونگا۔

بچپن ہی سے مجھے معلوم نہیں کہ کھیل کود کیا ہوتا ہے، اور خواب وراحت مصاحبت ودوستی اور سیر وتفریح کیا چیز ہے۔ ؎

شب خواب چہ وسکوں کدام است
خود خواب بعاشقاں حرام است

شوق علم وعمل میں کبھی وقت پر کھانا نہ کھایا اور بروقت آبائی محل میں نہ سویا، موسم سرما کی سخت ٹھنڈی ہواؤں اور موسم گرما کی تپتی ہوئی تیز دھوپ میں گھر سے روزانہ دو مرتبہ مدرسہ جاتا تھا، دوپہر کو گھر آکر ایک دو نوالے بقائے حیات کی خاطر کھالیتا، عرصہ دراز تک قبل از وقت مدرسہ جا کر ایک دو پارے چراغ کی روشنی میں تلاوت کرتا، اور اس پر طرہ یہ کہ گھر پر جتنا وقت ملتا اس میں کوئی لمحہ بیکار نہ بیٹھتا بلکہ مطالعہ کتب، بحث وتکرار میں لگا رہتا، رات دن پڑھتا نیز رات کے کسی حصہ میں خوشخطی بھی لکھتا۔

میرے والدین رحمۃ اللہ علیہما ہمیشہ فرماتے کہ کسی وقت تو محلہ کے بچوں کے ساتھ کھیل کود کر دل خوش کرلیا کرو اور رات کو آرام سے سویا کرو، لیکن میں عرض کرتا کہ کھیل کود سے

جب دل خوش کرنا ٹھہرا تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں کہ لکھتا پڑھتا رہوں۔

عام طور پر لوگ اپنے بچوں کو مدرسہ جانے اور پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں، اس کے برعکس مجھے کھیل کود کی جانب متوجہ کیا جاتا تھا۔

پڑھتے پڑھتے جب رات کے بارہ بج جاتے تو والد ماجد فرماتے، بابا کیا کر رہے ہو؟ تو میں فوراً ہی لیٹ جاتا تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے، اور پھر عرض کرتا جی میں سو رہا ہوں، فرمائیے کیا حکم ہے؟ اس کے بعد پھر پڑھنے لگتا، اکثر ایسا ہوتا کہ چراغ کی لو سے میرے صافے اور سر کے بالوں میں آگ لگ گئی، اور مجھے اس وقت پتہ چلا جب حرارت میرے دماغ پر پہنچی۔

اشعار

چہ دود ہائے چراغ کہ در دماغ نہ رفت — کدام بادۂ محنت کہ در ایاغ نہ رفت

کدام خواب و چہ آسائش وکجا آرام — چہ خارخار کہ در بستر فراغ نہ رفت

بحیرتم ز دل خود کہ عمر رفت ولے — ز کنج غم کدہ ہرگز بصحن باغ نہ رفت

تحصیل علم کے شوق اور محنت کے باوجود نماز وظیفے، شب بیداری، مناجات وغیرہ میں فطری طور پر بچپن ہی سے اتنا مشغول تھا کہ لوگ حیرت کرتے تھے، اب بھی اللہ کے فضل و کرم سے شب خیزی کا شوق ہے، اور مجھے اس راہ سے کافی نعمتیں ملی ہیں، اور اس وقت پہلے سے بھی زیادہ محنت و ریاضات اور تعلیم و افادہ میں مشغول ہوں، تعلیم و افادہ نہیں کہنا چاہئے، بلکہ تعلیم و استفادہ کہنا اچھا ہے، گوشۂ تنہائی میں پڑا ہوں دنیا کے نیک و بد سے مجھے کوئی واسطہ نہیں ہے، نیز لوگوں کی دوستی و دشمنی سے میرا دل خالی ہے، اور نحوی جملوں زید و عمر کے قصوں سے علیحدہ ہوں۔

رباعی

صد شکر کہ باہیچ کسم کارے نیست واز من بدل ہیچکس آزارے نیست
گر بر دلِ دشمنان من بارے ہست بر خاطر دوستانِ من بارے نیست

پروردگار عالم نے جس کی نعمتوں کا شکر ہی ادا کرنا میرے بس میں نہیں، اس نے مجھ غریب کو اپنے ذوق وشوق کی اس حالت سے مخصوص اور مالا مال کیا ہے کہ میرا دل اور میرا تمام وقت صرف اس کے حضور میں مشغول رہتا ہے، اور لوگوں کے میل جول وغیرہ سے الگ ہوں میں اپنے خیال میں مگن ہوں، اگرچہ وہ راز ہائے سربستہ کا سراہی ہو یا مالیخولیا، لیکن یہ مقطعہ میرے حالات کا آئینہ دار ہے۔ ؎

حقی کجا وصحبت کس کز خیال دوست
دارم بخود چو مردم دیوانہ عالمے

بحکم والد ماجد کہ ''ملائے خشک و ناہموار نہ بننا'' میں بچپن ہی سے ہمیشہ عشق ومحبت کا دم بھرتا ہوں، اور غم خواری و دردمندی کی راہ چلتا ہوں۔ ؎

بیدرد نہ ایم ہرگز از عشق
دائم دل دردناک داریم

امید ہے کہ صاحب قدم کی بدولت میرا دل کارفرمائی کرے اور اصل کام یہ ہے کہ نفس کو بیکار کر دیا جائے میں بیکار نہ رہوں، اور میں اپنا جی اس طرح خوش کروں کہ کام کے آغاز یا اس کے دوران میں جن چیزوں کے ذریعہ قدم ڈگمگا جاتے ہیں، اور دل کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، وہ تمام دقتیں میرے سامنے آئیں، اور پھر پردۂ غیب سے میری دستگیری ہو اور کارخانہ نفس وشیطان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ غلبہ پا کر مجھے گوشہ نشین

بنادے، اور دوسروں سے میں اپنی روزی طلب کرنے کے بجائے صرف اللہ ہی سے ہر چیز کا طلبگار ہو جاؤں۔

ایک عرصہ تک عقل کی معارضت اور وہم کی مزاحمت سے مجھے توحید کی حقیقت سمجھ میں نہ آئی، جو کہ طالبانِ حقیقت کے لئے اولین شرط ہے، آخر کار جب مخلوق کے مشوروں سے مقصد براری نہ ہوئی تو مجبوراً اللہ ہی سے طلب خیر کی، اور اس طلب میں عقل کی گتھیاں سلجھائیں تا کہ دیوانگی کا ساتھ چھوٹے۔ ؎

زیں خرد بیگانہ می باید شدن
دست در دیوانگی باید زدن

غرض کہ راحت و آرام کے حصول اور خطرات و وسواس کے زوال کے بعد جس کا نتیجہ مایوسی ہوا کرتا ہے میں تمام امور سے ہاتھ دھو کر اور لوگوں سے آنکھیں بند کر کے دردل پر اس انتظار میں بیٹھ گیا، کہ اب کیا ہوتا ہے، اور کونسی راہ کھلتی ہے، چنانچہ جس نے دربارِ الٰہی میں توبہ کی وہ مایوس نہ رہا اور جس نے اللہ کے حضور التجا کی وہ کامیاب ہوا، کہ احکام کے پیش نظر اچانک بیکسوں کے چارہ گر اور آوارہ لوگوں کے رہنما نے مجھے اپنی طرف بلایا، اور خانماں برباد کی گردن میں زنجیر شوق ڈال کر اپنے گھر کی جانب کھینچ لیا اور مجھ گم کردہ راہ کو منزل مقصود تک پہنچا دیا یعنی اپنے حبیب پاک ﷺ کے دربار فیض آثار میں پہنچا دیا اور ان کی نوازشات سے سرفراز ہوا۔ ؎

حاشا وان یحرم الراجی مکانہ
اویرجع البحار منہ غیر محترم

مجھ فقیر حقیر کو حضرت خبیر و بشیر و نذیر ﷺ کے انعامات و اکرامات سے جو کچھ بشارت ملی ہے، وہ بیان سے باہر ہے، اور یقین ہے کہ یہ آثار و انوار نیک لوگوں

کیلئے ان شاء اللہ ضامن وکفیل ہونگے۔

اگر چہ میں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اس قابل نہیں ہوں کہ اپنا مطلب حاصل کرسکوں لیکن امید قوی ہے اور پائے یقین مضبوط ہے، کہ کشتی نوح میں بیٹھا ہوا ہوں، اور انشاء اللہ ساحل نجات پر پہنچ جاؤنگا، اور وہاں پہنچ کر جمال الٰہی سے مسرور ہوں گا، اور جوکوئی دنیاوی کشتی میں بیٹھ کر سرکشیاں اور غرور کرے تو وہ اسکا بھی یقین کرلے کہ آتش دوزخ کے طوفان سے اس کو ہرگز ہرگز نجات نہیں مل سکے گی، علاوہ ازیں ایک اور سعادت اور عظیم ترین نعمت حاصل ہو۔ ؏

لیکن ازشوقِ حکایت بزباں می آید

سنئے! جب سعادت ازلی نے مجھے یہ نعمت ابدی سرفراز فرمائی، تو میں ہمیشہ اسی اشتیاق میں رہا کہ میرے مقصود کی مجھے بشارت مل جائے، تاکہ تسلی واطمینان کے ساتھ راہ سلوک میں تیزی سے آگے قدم بڑھاؤں، اور اگر طلب فرقت کی سوزش ہے، تو معلوم ہوجائیگا، کہ یہ کتنی بڑی آرزو ہے، اور مقصد کتنا عظیم الشان ہے۔ ؎

من ووصال تو ہیہات بس عجب ہوس است
ہمیں کہ نام توام برزباں رود نہ بس است

ہمیشہ اسی خیال میں رات دن کاٹ رہا تھا، کبھی راتوں کو اس لئے بیدار رہتا کہ بارقہ جمال نظر آئے اور دن کو یہی جستجو رہتی کہ خواب وخیال میں اس کے وصال کی نشانی مل جائے۔ ؎

اگر تو وعدہ وصلم دہی بہ بیداری — حرام باد سر خود اگر بخواب آرم
وگر بخواب نمائی جمال خود یکدم — بروز حشر نخواہم کہ سر زخواب آرم

اور یہ حالت اس وقت تک رہی جبکہ عقل کا پردہ اور طلب کی خواہش درمیان سے

اٹھ گئی، اور اللہ کے فضل وکرم نے اپنا کام کر دکھایا، مجھ غریب کو براہِ راست اپنی چوکھٹ پر پہنچا دیا اور ان بیداریوں کے نتیجہ میں وہ خواب دیکھا جو ہزار بیداریوں سے بہتر و برتر ہے۔

بخیالے ز تو راضی و بخوابے خوشنود
حاصل از وصل تو خوابی و خیالے دارم

یہ اس واقعہ کا اجمالی ذکر ہے جس کو زبان وقلم سے ادا ہی نہیں کیا جاسکتا۔

حقا بیان شوق بپایاں نمی رسد
کوتاہ ساز قصہ دور دراز را

شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر حجاز

حضرت شیخ اڑتیس سال کی عمر میں ۹۹۶ھ میں حجاز کی طرف روانہ ہوئے، اور رمضان سے کافی عرصہ پہلے آپ مکہ معظمہ پہنچ گئے، چنانچہ رمضان ۹۹۶ھ تک انہوں نے وہاں کے محدثین سے صحیح بخاری ومسلم کا درس لے لیا تھا، اور پھر شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہاں انہوں نے علم کی تکمیل کرائی اور علم طریقت وسلوک سے آشنا کیا، شیخ علیہ الرحمہ کی خوش قسمتی تھی کہ آپ کو ایسا رہبر کامل مل گیا، غرض شیخ عبدالوہاب متقی سے پورا پورا اکتساب علم کیا، اور ان سے حد درجہ متأثر ہوئے، انہی کے ساتھ رمضان گزارا اور فریضہ حج بھی ساتھ ہی ادا کیا، بعد ازاں آپ اپنے شیخ کے حکم سے ان کے زیرِ نگرانی حرم کے ایک حجرہ میں عبادت وریاضت کرتے رہے۔

حضرت رسول اکرم ﷺ سے شیخ کو عشق تھا جب دیارِ محبوب میں پہنچتے تو برہنہ پا ہو جاتے چار بار زیارت رسول اکرم ﷺ سے مشرف ہوئے اور حجاز میں تین سال قیام فرمایا۔

حجاز سے ہندوستان کو واپسی

علم وعمل کی تمام وادیوں سے گزارنے کے بعد شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ کو ہندوستان واپس جانے کا حکم فرمایا لیکن حضرت شیخ ہندوستان کے حالات سے ایسے دل برداشتہ تھے کہ طبیعت واپس ہونے کو نہیں چاہتی تھی، لیکن شیخ کے حکم سے مجبور ہو گئے، اور یہ ارادہ کیا کہ بغداد کے راستہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار کی زیارت کر کے ہندوستان واپس ہوؤں، لیکن شیخ نے اس کی بھی بعض وجوہات کی بناء پر اجازت نہیں دی، آخر شوال ۹۹۹ھ میں آنکھوں میں آنسو اور دل میں حسرت لئے اس مقدس سرزمین سے رخصت ہوئے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۰۰ھ میں ہندوستان تشریف لائے، یہاں آ کر دیکھا تو اکبر کے مذہبی افکار دین الٰہی کی شکل اختیار کر چکے تھے، اسلامی شعار کی تضحیک کی جا رہی تھی، ایسے روح فرسا حالات میں شیخ عبدالحق نے ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور قرآن وحدیث کے درس وتدریس میں مشغول ہو گئے، اور یہ سلسلہ زندگی کے آخری لمحات تک جاری رہا۔

شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی پیشوا

شیخ نے ابتداء میں اپنے والد ماجد مولانا سیف الدینؒ سے روحانی تعلیم وتربیت حاصل کی، حضرت سید موسیٰ گیلانیؒ جو سلسلۂ قادریہ کے مشہور بزرگ ہیں، ان سے شیخ محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت محبت تھی، چنانچہ ۶ر شوال ۹۸۵ھ میں سید موسیٰ سے وابستہ ہوئے، اورانہوں نے اپنی خلافت سے نوازا شیخ عبدالوہاب متقی سے مکہ معظمہ میں تعلیم حاصل کی جن سے شیخ کی ملاقات کاذکراوپر گزرچکا، حضرت خواجہ باقی باللہ مشہورترین بزرگ ہیں، جن کی پوری زندگی احیاءسنت وا ماتت بدعت میں گذری، شیخ محدث ؒ نے آپ کے دست حق پرست پر بھی بیعت کی اور فیضیاب ہوئے۔

شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

۲۱ر ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو یہ آفتاب علم جس نے چورانوے سال تک فضائے ہند کومنور رکھا غروب ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون، آپ کی وصیت کے مطابق حوض شمسی کے کنارے پر سپرد خاک کیا گیا، اورشیخ نورالحق ؒ نے نماز جنازہ پڑھائی آپ کی تاریخ ولادت ''شیخ اولیاء'' اورتاریخ رحلت ''فخر عالم است'' ہے۔

حضرت شیخ محدثؒ کی تصانیف

شیخ محدث کی چورانوے سال کی عمر ہوئی، اوراس عمر کا بیشتر حصہ تصنیف وتالیف میں بسر ہوا، ہر علم وفن پر آپ نے کتابیں لکھی ہیں، جن کی تعـداد ۶۰؍ ہے، اگر مکاتیب ورسائل کو بھی شامل کرلیا جائے، تو یہ تعداد ۱۱۶؍ تک پہنچتی ہے، ان میں سے مشہور مطبوعہ کتابیں درج ذیل ہیں :۔

نمبر شمار	نام کتاب	موضوع	زبان	کیفیت
۱	اخبارالاخیار فی احوال الابرار	سیر وتذکرہ	فارسی	مطبوعہ (اردو ترجمہ مولانا فاضل صاحب
۲	آداب الصالحین	اخلاق	″	″ اردو ترجمہ نواب قطب الدین دہلوی
۳	آداب اللباس	″	″	مطبوعہ اردو ترجمہ
۴	اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ	حدیث	فارسی	مطبوعہ
۵	ترجمہ زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار	سیر	″	مطبوعہ
۶	تکمیل الایمان وتقویۃ الایمان	عقائد	″	مطبوعہ (اردو ترجمہ بھی شائع ہوا)
۷	توصیل المرید الی المراد	تصوف	″	مطبوعہ (اردو ترجمہ بھی شائع ہوا)
۸	جذب القلوب الی دیار المحبوب	تاریخ	فارسی	مطبوعہ (اردو ترجمہ بھی شائع ہوا)
۹	شرح سفر السعادت		″	مطبوعہ
۱۰	شرح فتوح الغیب	تصوف	″	مطبوعہ
۱۱	فہرس التوالیف	ذاتی	فارسی عربی	مطبوعہ
۱۲	کتاب المکاتیب والرسائل	مکاتیب	فارسی	مطبوعہ (اردو ترجمہ بھی شائع ہوا)
۱۳	ماثبت بالسنہ فی ایام السنہ	حدیث	عربی	مطبوعہ
۱۴	مدارج النبوۃ	سیر	فارسی	مطبوعہ (اردو ترجمہ بھی شائع ہوا)
۱۵	مرج البحرین	تصوف	″	مطبوعہ (اردو ترجمہ بھی شائع ہوا)
۱۶	نکات الحق والحقیقت	″	″	مطبوعہ۔

معاصرین

حضرت شیخ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے معاصرین میں حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ زیادہ مشہور ہیں۔

شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد

شیخ محدث کے تین فرزند ہوئے، سب سے بڑے فرزند شیخ نورالحق مشرقی ہیں جو اپنے والد محترم کی طرح صاحب علم وفضل ہوئے، خود حضرت شیخ محدثؒ آپ سے بیحد خوش تھے، اور اپنا وجود ثانی کہتے تھے، شیخ نورالحقؒ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں ''تیسیر القاری'' کے نام سے چھ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح بھی شامل ہے، آپ نے اپنے والد کی حیات میں ہی شاہجہاں کے عہد میں اکبرآباد کی قضا کا عہدہ قبول کرلیا تھا، اور جب شیخ محدث کا انتقال ہوا تو شیخ نورالحق نے اپنے باپ کی مسند ارشاد کو سنبھال لیا، شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند شیخ علی محمد جید عالم اور بزرگ تھے، آپ نے بھی متعدد کتابیں تصنیف فرمائی تھیں، تیسرے فرزند شیخ محمد ہاشم ہیں، یہ علم حدیث میں خاص مناسبت رکھتے تھے، محمد ہاشم کے لڑکے محمد عاصم سے حضرت شیخ محدث کو بہت محبت تھی۔

05 Makhsoos Asatza Kiram (Hayat.Abrar)

مخصوص اساتذۂ کرام

حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

خدایاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے
نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظل رحمانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہیں کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہیں کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہیں کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخندانی

حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد اسعد اللہ صاحب قدس سرہٗ

آپ کے والد ماجد کا نام مولانا رشید اللہ بن مولانا مفتی بشارت اللہ ہے، ۱۳۱۵ھ میں آپ کی پیدائش ریاست رامپور میں ہوئی، تاریخی نام مرغوب اللہ اور چراغ علی ہے

آپ نے قرآن شریف اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھ کر کچھ عرصہ رام پور کے ایک سرکاری اسکول میں انگریزی تعلیم حاصل کی، شوال ۱۳۲۹ھ کے آخر میں آپ اپنے چچا حکیم محمد فضل اللہ صاحبؒ کے ساتھ رامپور سے تھانہ بھون تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر حضرت مولانا الحاج عبداللہ صاحبؒ گنگوہی قدس سرہٗ سے تعلیمی رشتہ قائم کیا، ابتدائی عربی سے متوسط کتابوں تک آپکے استاذ مولانا مرحوم رہے، ترجمہ کلام پاک اور مشکوٰۃ شریف حضرت اقدس تھانویؒ سے پڑھی مشکوٰۃ شریف کے چند اسباق حضرت مولانا عبداللہ صاحبؒ کے پاس بھی ہوئے۔

تھانہ بھون کے زمانہ میں آپ نے حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ، حضرت مولانا شبیر علی صاحبؒ سے بھی متعدد کتابیں پڑھیں۔

شوال ۱۳۳۲ھ میں آپ مظاہر علوم سہارنپور میں تشریف لائے۔

۱۳۳۴ھ میں آپ مظاہر علوم کے معین مدرس بنائے گئے، ایک سال بعد شوال ۱۳۳۸ھ میں پندرہ روپے مشاہرہ پر مستقل استاذ تجویز کئے گئے۔

اہل برما کے مخلصانہ اصرار پر آپ ان کے یہاں دو مرتبہ تشریف لے گئے، مجموعی طور پر برما میں آپ کا قیام تین سال رہا، وہاں رہ کر آپ نے پورے تدبر و تیقظ کے ساتھ جامعہ کی انتظامی ذمہ داریوں کو سنبھالے رکھا، وہاں آپ کی ذات سے بہت علمی و دینی ماحول قائم ہوا، عقائد حقہ کی تبلیغ ہوئی، آپ کے وعظ و تقریر سے بہت سی دینی غلط فہمیوں کا

ازالہ ہوا، سنت و بدعت کی حقیقت اور ان میں باہمی فرق وہاں کے عوام پر آشکارا ہوا۔

یکم صفر ۱۲۶۵ھ میں آپ اپنی مادر علمی مظاہر علوم سہارنپور کے نائب ناظم بنائے گئے، حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ کے سانحہ ارتحال کے بعد یکم محرم الحرام ۱۳۷۴ھ میں آپ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔

آپ کی پوری زندگی علم و عمل اور احیائے دین کے لئے قربانیاں دینے میں گزری، ریواڑی، پنجاب، راجپوتانہ، متھرا، آگرہ، گانوہ کی زمین آپ کی ان خدمات کو ابھی تک نہ بھولی ہوگی، جو آپ نے ارتداد اور شدہی کے سنگین اور ہولناک زمانہ میں وہاں جا کر انجام دیں۔

تاریخ کے اس ہولناک دور میں راجپوتانہ اور ملکانوں کا علاقہ آپ کے لئے گھر کا آنگن اور مکان کا صحن بنا ہوا تھا، قریہ قریہ اور گاؤں گاؤں تشریف لے جا کر وعظ فرماتے، تقریریں کرتے، مناظرہ کی مجلسیں منعقد کر کے آریوں اور اسلام دشمن جماعتوں کو زیر کرتے، صبح سے شام تک جنگلوں اور پتھریلے علاقوں کا سفر کر کے اسلام کی دعوت دینا اور شب میں چنے کھا کر کسی درخت کے نیچے رات گزار دینا آپ کا معمول بن گیا تھا، جن علاقوں میں مذہبی تعصب اور بے گانگی زیادہ ہوتی وہاں کے دوکاندار آپ کے ہاتھوں چنے فروخت کر دینے سے بھی انکار کر دیتے تو مجبوراً وہ رات فاقہ کے ساتھ بسر کرنی پڑتی۔

اس زمانہ میں جذبۂ دعوت آپ پر اس قدر چھا گیا تھا، کہ بغض و عناد سے بھرے ہوئے علاقوں میں جہاں کوئی شناسا تو کیا ملتا کلمۂ دین و قرآن پر ایمان رکھنے والا بھی نہ ہوتا تھا، آپ تمام خطرات و خدشات کا مقابلہ کرتے ہوئے، کبھی جماعت لیکر اور بسا اوقات تن تنہا پہنچ جاتے اور پورے یقین اور بھرپور عزم و ایقان کے ساتھ وحدانیت و رسالت پر تقریر فرماتے، اس پر کئے جانے والے اعتراضات کے تسلی بخش جوابات

دیتے اوراپنے سامعین کو اس حقیقت پر جماد یتے کہ اسلام تمام مذاہب کے مقابلہ میں سب سے برتر مذہب اورسب سے بڑھ کر ہے۔

جب کسی علاقہ یا گاؤں کے متعلق آپ کو معلوم ہوتا کہ وہاں صبح کو ارتداد کا بازار گرم ہوگا، اورآریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈر پنڈت مدن موہن مالویہ، شروہانند پنڈت دھرم بھکشو وغیرہ آئیں گے، تو آپ بے چین ہوجاتے اور ہزار دقتیں اٹھا کر راتوں رات اس علاقے میں پہنچ جاتے اور صبح ہوتے ہی مدلل اور مستحکم تقریر کے ذریعہ میدان اپنے ہاتھ میں لے لیتے اوراسلام کی حقانیت ثابت کرکے اہل باطل پر اس قدر عرصہ حیات تنگ کرتے کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنی پڑتی، کتنی مرتبہ ایسا ہوا کہ باطل کے ان علم برداروں نے اپنے نظام اور جلسے صرف اس وجہ سے ملتوی کردیئے کہ وہاں جامعہ عربیہ مظاہرعلوم سہارنپور کی جانب سے حضرت مولانا قدس سرہٗ پہنچ چکے تھے، اوران کے خلاف اپنی دفاعی حیثیت مضبوط کر چکے تھے۔ "جزاہ اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین"

شاعری کا ذوق آپ کو ہمیشہ رہا نوعمری سے ہی اشعار، غزلیں، نعتیں اور مدحیہ قصائد بکثرت کہے، مشاعروں میں شرکت بھی فرمایا کرتے تھے، اپنا کلام بھی سناتے لیکن شاعری میں کسی کو اپنا استاذ نہیں بنایا، اس کے باوجود اونچے اونچے نامور شعراء آپ کے کلام سے محظوظ ہوتے اورآپکو سلطان کشورسخندانی، سریرآرائے ملک معانی، تاج البلغاء سراج الادباء جیسے القاب سے یاد کرتے۔

مظاہرعلوم جیسی معیاری دینی درسگاہ کے عہدۂ اہتمام کو آپ نے جس بیدار مغزی اورحوصلہ مندی کے ساتھ سنبھالا اس سے آپ کی قوت عمل انتظامی صلاحیت اور بھرپور فہم وفراست کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

آپ نے اپنا اصلاحی تعلق حضرت اقدس تھانوی نوراللہ مرقدہٗ سے قائم کیا، کثرت

کے ساتھ خدمت والا میں حاضر ہوتے، بعض مرتبہ طویل قیام کی نوبت بھی آ جاتی، حصول علم کے دوران حضرت تھانویؒ سے بیعت کی درخواست کی، حضرت حکیم الامتؒ طلباء کو بیعت نہیں کرتے تھے، کہ پہلے تعلیم مکمل کرلو، اس کے بعد بیعت ہونا، لیکن آپ کی صلاحیتوں اور درخشاں مستقبل کو محسوس فرما کر اسی وقت بیعت فرما کر داخل سلسلۂ عالیہ کرلیا اور پھر بعد میں چاروں سلاسل میں آپ کو اجازت بیعت مرحمت فرمائی۔

آپ کی ذات سے جس طرح علمی فیض جاری ہوا اسی طرح روحانی سلسلہ کو بھی ترقی ہوئی، متعدد حضرات آپ کے فیض صحبت سے صاحب نسبت و تعلق ہوئے، جن حضرات کو آپ نے اجازت بیعت وخلافت فرمائی، وہ سب الحمد للہ مخلوق کے لئے ذریعہ خیر و برکت بنے ہوئے ہیں، اور ان سے دین کی مہتم بالشان خدمات جاری وساری ہیں۔

تصنیفات وتالیفات

(۱) اسعاد النحو، (۲) تکمیل العرفان فی تسہیل حفظ الایمان، (۳) فتنۂ ارتداد اور مسلمانوں کا فرض، (۴) القطائف من اللطائف (۵) حجاج (۶) اسعاد الطالبین (۷) صحائف اسعد، (۸) کلام اسعد (۸) کلام (۹) مصباح الطحاوی (۱۰) **اسعاد الاسعد المکالمۃ بینی و بین المعقولین** وغیرہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کی تصنیفات ہیں۔

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کیمل پوری

رئیس الاساتذہ مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور

آپ کے والد کا نام حکیم گل احمد ہے، بہبودی ضلع کیمل پور (مغربی پنجاب پاکستان) مولانا کی پیدائش ۲۷/اگست ۱۸۸۲ء میں ہوئی، ابتدائی فارسی اور عربی کی تعلیم کافیہ تک اپنے علاقہ کے ایک عالم مولانا فضل حق شمس آبادی شاگرد رشید اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ سے حاصل کی، اس کے بعد مختلف علوم وفنون کی تعلیم متفرق اساتذہ سے حاصل کی۔

مظاہرعلوم میں آپ نے ۱۳۳۱ھ میں دورۂ حدیث پڑھا، ۱۳۳۲ھ میں فنون کی کتب پڑھیں، آپ امتحان سالانہ میں اول نمبرات سے کامیاب ہوئے۔

مظاہرعلوم سے فراغت کے بعد ایک سال آپ نے دارالعلوم دیوبند میں گزارا اور حضرت شیخ الہندؒ کے درس میں شریک ہوئے، ۱۳۳۳ھ میں دیوبند سے واپسی پر آپ کو مظاہرعلوم میں پندرہ روپے مشاہرہ پر استاذ بنادیا گیا۔

عہدۂ صدارت پر

۱۳۳۴ھ میں جب حضرت اقدس سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ حجاز تشریف لے گئے تو اپنی غیبت میں آپ نے حضرت مولانا کو صدر مدرس تجویز فرمایا، اس وقت یہ تجویز عارضی تھی مگر جب حجاز پہنچ کر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ نے ہجرت کی نیت فرما کر مستقل وہاں قیام کاارادہ فرمالیا تو اس عارضی تجویز کو مستقل کردیا گیااور آپ اس عہدۂ جلیلہ پر آخر تک فائز رہے۔

آپ کے زمانۂ صدارت میں مدرسہ کے لئے انضباطِ تعلیم کا نقشہ ترتیب دیا گیا جس کا مقصد یہ تھا کہ اساتذہ کی تعلیمی رفتار کا علم ہو سکے، ہر ماہ یہ نقشہ جات حضرت مولانا قدس سرہٗ کی خدمت میں پیش ہوتے تھے، اور ان کو ملاحظہ فرما کر تعلیمی فروگزاشتوں پر اساتذہ کو متوجہ فرماتے اور متعینہ مقدار سے کم پڑھانے پر باز پرس فرماتے۔

حضرت مولانا عبد الرحمن صاحبؒ کے زمانۂ صدارت کی کل مدت ۲۳؍سال ہے مجموعی طور پر مولانا نے تقریباً ۳۵؍سال مظاہر علوم میں پڑھایا اس عرصہ میں جو کتابیں زیر درس رہیں وہ یہ تھیں:۔

فن حدیث میں مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ، طحاوی شریف، مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی، موطا امام محمد اور بقیہ علوم وفنون میں بیضاوی شریف، توضیح تلویح، ہدایہ رابع، شمس بازغہ، مدارک، میرزاہد، درمختار، ملاحسن۔

اقلیدس آپ کا خاص سبق تھا، اور اس میں بڑی مہارت رکھتے تھے، جب شکل کھینچنے کی ضرورت پیش آتی تو چٹائی ہٹا کر انگلی سے زمین پر بنا کر سمجھا دیتے، کاغذ پینسل وغیرہ کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے۔

آپ اردو، فارسی، عربی، پشتو، پنجابی اور بنگالی زبان بخوبی جانتے تھے، اور بے تکلف ان زبانوں میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

ترمذی شریف سے مولانا کو خاص لگاؤ تھا، اور سچی بات یہ ہے کہ انہوں نے اس کتاب کا حق ادا کر دیا، ایک عرصہ تک آپ نے مدرسہ میں یہ کتاب پڑھائی ہے، اور سب کا اس پر اتفاق رہا کہ حضرت مولانا سے بہتر طریقہ پر ترمذی شریف پڑھانے والا اس وقت پورے ملک میں کوئی نہیں تھا، چنانچہ آپ کی مطبوعہ تقریر ترمذی سے پورے طور پر اس کی تائید وتوثیق ہوتی ہے۔

بیعت وارشاد

آپ نے اپنا روحانی تعلق سب سے پہلے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے قائم کیا، فطری صلاحیتوں اور مجموعہ کمالات ومحاسن ہونے کی وجہ سے حضرت بھی مولانا پر خصوصی توجہ وشفقت فرماتے تھے، حضرت کے وصال کے بعد حضرت اقدس تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے۔

حضرت مولانا مرحوم اپنے پیش آمدہ مشکل مسائل اور سلوکی معاملات میں حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع فرمایا کرتے، حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ مولانا کامل پوری نہیں کامل پورے ہیں۔

جس زمانہ میں آپ مظاہر علوم میں صدارت تدریس کے منصب پر فائز تھے، تو حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازخود مولانا کو مجاز بیعت بنادیا، اس پر مولانا نے معذرت کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ میں نے تو ابھی تک بیعت بھی نہیں کی، پھر خلافت کا استحقاق کیسا؟

اس پر حضرت اقدس نے جو جواب مرحمت فرمایا وہ یہ تھا کہ میرے نزدیک اہلیت شرط ہے، بیعت شرط نہیں۔

حق تعالیٰ نے آپکی ذات کو محاسن ومفاخر کا مجموعہ بنایا تھا، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ اور حضرت اقدس تھانویؒ کی روحانی توجہات وبرکات نے آپ میں مزید چار چاند لگائے، اور آپ نے ارشاد وسلوک میں ایک خاص مقام پیدا کیا درس وتدریس کے مشاغل کے ساتھ ساتھ سالکین کی روحانی تربیت میں بھی مشغول رہتے، کبار علماء طلباء، تجار، ملازمین، غرض ہر شعبہ کے لوگ آپ کے فیوض سے مستفیض ہوئے، اور رشد وسلوک

کے منازل آپ کی رہنمائی میں طے کئے، خود حضرت اقدس تھانوی ؒ اپنے سے بیعت ہونے والے اکثر علماء وفضلاء کو تربیت کے لئے حضرت مولانا ہی کے حوالے فرماتے۔

۱۹۴۷ء کے ہولناک فسادات سے قبل رمضان المبارک کی تعطیلات میں اپنے وطن بہبودی تشریف لے گئے، ادھر تقسیم ملک ہوگیا، اور آمد ورفت کے راستے مسدود ہوجانے کی وجہ سے آپ کا مظاہر علوم میں واپس آنا مشکل ہوگیا، چونکہ پاکستان میں دینی مدارس کا قیام تیزی سے عمل میں آرہا تھا، اس لئے آپ کا وہاں رہ جانا بھی ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا، اور آپ اولوالعزمی کے ساتھ خدمت دین اور نشر علم میں مشغول ومنہمک ہوگئے، چنانچہ پہلی مرتبہ ۱۳۶۹ھ تک تین سال مدرسہ خیر المدارس ملتان میں رہے، اس مختصر قیام میں (۱۰۸) طلباء نے آپ سے علوم حدیث کی سند حاصل کی اور فارغ التحصیل ہوئے۔

۱۳۶۹ھ سے ۱۳۷۲ھ تک دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار حیدرآباد میں شیخ الحدیث کے اہم اور عالی عہدے پر رہے، اس کے بعد چار سال جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک کی مسندِ حدیث سنبھالی اور وہاں کے شیخ الحدیث منتخب ہوئے، آخر عمر تک آپ یہیں خدمات انجام دیتے رہے۔

۲۷ر شعبان ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۱ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو پنڈی (پاکستان) میں علم وعمل، زہد وتقویٰ، پارسائی وپاکبازی کا روشن مینارہ آسودہ خاک ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ

آپ کی سوانح ''تجلیات رحمانی'' کے نام سے آپ کے صاحبزادے مولانا سعید الرحمن صاحب ؒ ترتیب دے چکے جو پاکستان سے شائع ہوچکی ہے۔

حضرت مولانا الحاج سید عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

آپ کے والد ماجد کا نام مولانا جمعیت علی صاحبؒ ہے، آپکی ولادت پورقاضی ضلع مظفر نگر میں ہوئی، تحقیقی طور پر آپ کی سنہ پیدائش معلوم نہیں، تخمینی اندازہ ۱۲۹۹ھ کا ہے، قرآن پاک اپنے وطن میں حافظ امانت علی صاحب بگھروی کے پاس رہ کر حفظ کیا حافظ صاحب موصوف مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد پورقاضی میں پڑھاتے تھے، حفظ قرآن کے بعد ابتدائی کتب فارسی اپنے والد محترم سے بھاولپور جا کر پڑھیں ایک مرتبہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ بھاولپور تشریف لائے، تو اس موقع پر والد محترم نے مولانا کی دینی تعلیم کیلئے حضرت اقدس سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کر دیا، اور آپ اس طرح حضرت کے ہمراہ سہارنپور آ گئے، ۱۴ر جمادی الثانیہ ۱۳۱۵ھ میں آپ کا داخلہ جامعہ مظاہر علوم میں ہوا، اس وقت آپ کی عمر ۱۶ر سال تھی۔

۱۳۲۲ھ میں آپ نے کتب صحاح کے ساتھ بیضاوی، ہدایہ آخرین، اور قاضی مبارک پڑھ کر فراغت پائی، ۱۳۲۳ھ میں شعبہ فنون میں داخلہ لے کر توضیح تلویح، دیوان متنبی، صدرا، پڑھی۔

آپ نے بخاری شریف، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ شریف، حضرت اقدس سہارنپوریؒ سے نسائی شریف، حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ سے اور مشکوٰۃ شریف مولانا ثابت علی صاحبؒ سے پڑھی ہیں۔

دورۂ حدیث شریف کے امتحان سالانہ میں موصوف اپنی تمام جماعت میں اوّل نمبرات سے کامیاب ہوئے، جس پر آپکو منجانب مدرسہ بطور انعام تفسیر بیضاوی

شریف سورہ بقرہ، مسامرہ شرح مسایرہ تاریخ تیموری فتوح الشام دی گئیں۔

درس وتدریس

فراغت کے بعد ۱۳۲۳ھ میں آپ اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کی تجویز کے مطابق مظاہر علوم کے استاذ بنائے گئے۔

شوال ۱۳۳۹ھ میں آپ استاذ حدیث بنائے گئے، چوں کہ اس زمانہ میں حضرت اقدس سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ بذل المجہود کی تالیف میں مشغول تھے، اس لئے صبح کے وقت کے تمام اسباق دوسرے اساتذہ پر تقسیم کئے گئے، مولانا کے پاس بخاری شریف اور ترمذی شریف کے اسباق آئے اس طور پر پہلی مرتبہ حدیث کی ان دو کتابوں کا درس مولانا کے حوالہ ہوا، مولانا موصوف جید الاستعداد علماء میں سے تھے، ہر فن کی کتاب بلا تکلف پڑھاتے، درس نظامی کی تمام کتابوں پر آپ کو عبور حاصل تھا لیکن آپ کی محنت کا اصل میدان حدیث شریف تھا فن حدیث کی بلند و بالا کتاب بخاری شریف کا درس سالہا سال تک آپ نے دیا ہے، ۱۳۴۴ھ میں جب حضرت اقدس سہارنپوریؒ حجاز تشریف لے جارہے تھے تو صحاح ستہ کے اسباق حضرت مولانا عبداللطیف صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کامل پوریؒ اور حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب نوراللہ مرقدہم پر تقسیم کئے گئے، ۱۳۴۶ھ سے لیکر ۱۳۷۲ھ تک بخاری شریف جلد ثانی کا درس حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ہوتا رہا۔

اہتمام وانتظام

حضرت اقدس سہارنپوری نوراللہ مرقدہٗ جب ۱۳۳۳ھ میں حج کیلئے تشریف

لے گئے تو عارضی طور پر آپ مظاہر علوم کے ناظم بنائے گئے، آپ نے اس موقع پر انتہائی تیقظ اور بیدار مغزی کے ساتھ اہتمام کے فرائض انجام دئے اور اپنی اہلیت وصلاحیت کا اعتراف اپنے اکابر سے کرایا۔ ۱۳۴۷ھ؁ حضرت مولانا عنایت علی صاحب نور اللہ مرقدۂ مہتمم اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم رہے، ۲۰/جمادی الثانیہ ۱۳۴۷ھ؁ میں حضرت مولانا عنایت الٰہی صاحب علیہ الرحمہ کے وصال پر یہ دونوں عہدے حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض کئے گئے، بیعت تو آپ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدۂ سے تھے، مگر اجازت وخلافت حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ سے حاصل ہوئی۔

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ شانہ نے بے مثال اوصاف وکمالات اور گوناگوں محاسن سے نوازا تھا، آپؒ نسب کے اعتبار سے میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا حاجی خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کے خصوصی خادم تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم حضرت مولانا حامد حسن گنگوہی قدس سرہٗ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن قدس سرہٗ اسیر مالٹا کے خصوصی شاگرد اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے رفیق درس تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بسم اللہ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ نے کرائی۔

گنگوہ کے اور اپنے خاندان نورانی ماحول میں پرورش پائی، ولیہ صفت رابعۂ عصر صاحبزادی صاحبہ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے مکان میں انکے اپنے مکتب میں قرآن پاک حفظ کیا۔

درویش صفت زاہد وقت حضرت مولانا فخر الدین گنگوہی قدس سرہٗ تلمیذ رشید حضرت مولانا مظہر نانوتوی قدس سرہٗ (جنکی طرف نسبت کرتے ہوئے مدرسہ مظاہر علوم نام رکھا گیا)۔

اور اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے ابتدائی کتب پڑھیں، اور پھر مظاہر علوم کے علمی وروحانی ماحول میں اپنے وقت کے ممتاز خدا ترس حضرات علماء کرام (مناظر اسلام حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب قدس سرہٗ خلیفہ حضرت تھانویؒ ناظم مظاہر علوم سہارنپور۔

امام نحو حضرت مولانا ظہور الحق صاحب قدس سرہٗ۔

حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب کامل پوریؒ، صدر مدرس مظاہر علوم سہارنپور خلیفہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ۔

فقیہ عصر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب قدس سرہٗ مفتی اعظم مظاہر علوم سہارنپور۔

حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب قدس سرہٗ ناظم مظاہر علوم سہارنپور۔

محدث عصر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ شیخ الحدیث مظاہر علوم) سے علوم کی تحصیل و تکمیل کی۔

اور پھر دار العلوم دیوبند میں داخل ہو کر:۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ۔

حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ۔

شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب قدس سرہٗ۔

حضرت مولانا رسول خاں صاحب ہزاروی قدس سرہٗ۔

حضرت مولانا علامہ ابراہیم بلیاوی صاحب قدس سرہٗ۔

حضرت مولانا نبی حسن صاحب قدس سرہٗ۔

جیسے ماہرین حضرات سے علوم کی تکمیل کی۔

اور پھر قطب الارشاد حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ سے سلوک و معرفت کی منزلیں طے فرمائیں۔

حکیم الامت اشرف العلماء حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ۔

قطب وقت حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہٗ۔

بانیٔ تبلیغ داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ۔

جیسے یگانہ روزگار حضرات، رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے، اور اپنی فطری اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ان حضرات سے بہت کچھ ظاہری باطنی، روحانی، معنوی، محاسن و کمالات حاصل کر کے مجمع الکمالات اور گلدستہ محاسن بن گئے۔

"ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم"

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔

علوم نقلیہ و عقلیہ، تفسیر و حدیث، فقہ و فتاویٰ، سیرت و تاریخ، رجال، ادب، نحو و صرف، منطق و فلسفہ، ریاضی، اقلیدس، متون و شروح، حواشی و تعلیقات ہر ایک فن میں آپ کو کامل دستگاہ اور وسعت مطالعہ کے ساتھ وہ تعمق و تبحر حاصل تھا، کہ ہر فن کے آپ امام معلوم ہوتے تھے، اور آپ کا خداداد حافظہ و استحضار تو بڑے بڑے اہل علم حضرات کو حیرت میں ڈالدیتا تھا کسی بھی فن کا مسئلہ ہوتا، آپ اس سے متعلق کتاب کے صفحے کے صفحے پڑھتے چلے جاتے تھے، اور ہر مسئلہ سے متعلق اپنی ایسی مضبوط اور پختہ رائے رکھتے تھے، کہ معلوم ہوتا تھا کہ اسکے مالۂ وماعلیہ پر پوری بصیرت حاصل ہے، اور بہت گہرائی کے ساتھ آپ نے اس کو حاصل کیا ہے، اور یہ آپ کا مخصوص فن ہے، آپ نے اپنی پوری زندگی اسی پر لگائی ہے۔

آپکی مجلس مختلف علوم وفنون میں مہارت رکھنے والے پختہ کار علماء کا ایک بورڈ معلوم ہوتی تھی، کہ ایک طرف کوئی مفسر اعظم جلوہ فگن ہے تو دوسری طرف کوئی محدث عصر

جلوہ فرما، ایک طرف کوئی مفتی اعظم ہے، تو ایک طرف سیرت و تاریخ اور رجال کا ماہر ایک طرف کوئی شیخ الادب ہے، تو ایک طرف امام نحو و صرف مسند نشیں، ایک طرف منطق و فلسفہ کا امام ہے، تو دوسری طرف شیخ طریقت، زاہد وقت، بوریہ نشیں۔

آپ کی مجلس کیا ہے، گویا علوم وفنون کا موجیں مارتا ایک سمندر ہے، جو علوم وفنون کے موتی اپنے ساحل پر بکھیر رہا ہے، اور لوگ سمیٹ سمیٹ کر دامن بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔

حاضرین مجلس میں جو صاحب جس فن سے متعلق سوال کر رہا ہے اسکے مطابق علماء کا بورڈ انکو جواب دے رہا ہے اور علوم کے جواہر لٹا رہا ہے، اور یہ پورا بورڈ حق تعالیٰ شانہٗ نے ایک شخص اور ذات واحد (حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ) میں جمع کر دیا ہے۔

لیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی الواحد

ایک صاحب ذوق اور صاحب دل عالم دین مولانا مفتی رضاء الحق زید مجدہم شیخ الحدیث دارالعلوم زکریا نے جب آپ کی مجلس کی یہ کیفیت دیکھی تو پھڑک اُٹھے، اور ان کے قلم نے مندرجہ ذیل اشعار کی شکل میں ان کی قلبی کیفیت و تاثر کی ترجمانی کر ڈالی۔

ساقی نامہ

ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے
پھر ہوش نہیں رہتا مستانہ بناتا ہے

یہ فیض خلیلی ہے یہ بادِ بہاری ہے
مخمور نگاہوں کا یہ بادہ خماری ہے

ہر ظرف سفالی کو پیمانہ بناتا ہے
ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے

ہر علم میں جولانی ہر سانس میں رحمت ہے
اس پھول کی خوشبو میں پوشیدہ لطافت ہے

شفقت سے ستم گر کو جانانہ بناتا ہے
ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے

بیمار محبت کو دل بھر کے پلاتے ہیں
فرقت کے مریضوں کو سینے سے ملاتے ہیں

اغیار کو الفت کا پروانہ بناتا ہے
ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے

گنگوہ کا فیضاں ہے یہ شیخ کی نسبت ہے
یہ ابر ہے محمودی باران رحمت ہے

دنیا کی محبت سے بیگانہ بناتا ہے
ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے

ہر وقت ضیا پاشی، خلوت میں مسیحائی
ہر لمحہ عطر بیزی، جلوت میں بھی تنہائی

عرفاں کے گلستاں میں میخانہ بناتا ہے
ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے

مرشد ہے یہاں کامل جب علم پہ ہے عامل
صیّاد ذرا دیکھو ہر مرغ یہاں بسمل

یہ نظم رضاان کا نذرانہ بناتا ہے
ساقی کا کیا کہنا دیوانہ بناتا ہے

اور آپ کے کمالات ومحاسن سے متأثر ہو کر جس پر جان اور دل قربان کر کے فریفتہ و دیوانہ اور مرغ بسمل خود بن گئے، دوسروں کو بھی دعوت دینے لگے کہ تم بھی اس شیخ بے بدل کے گرد جمع ہو جاؤ اور ان سے وابستہ ہو کر دامن کو اپنی مراد سے بھر لو چنانچہ فرماتے ہیں:۔

اشعار

دلوں پر تم فقیروں کی حکومت دیکھنے آؤ فقیہ بے بدل کا تاج عظمت دیکھنے آؤ

بہت پیاری ہے یارو مفتی محمود کی مجلس اگر کچھ ذوق دل میں ہے حلاوت دیکھنے آؤ

پریشان حال کو ملتی ہے تسکیں انکی محفل میں کہ کامل شیخ سے رکھتے ہیں نسبت دیکھنے آؤ

یہ غنچوں کی چٹک گل کی مہک، عنبر صفت محفل بہا رآخرت، ذوق عبادت دیکھنے آؤ

یہ ضبط وحافظہ وہی ہے کبھی نہیں ہرگز کرامت گر نہ دیکھی ہو کرامت دیکھنے آؤ

شریعت جسم پر نافذ، طریقت قلب پر فائز شریعت ساتھ ہو ایسی طریقت دیکھنے آؤ

عجب پرنور روحانی غذا ہے انکے جلوؤں میں مسرت اور سعادت دل کی راحت دیکھنے آؤ

اسی محفل سے صوفی کا مشام جاں معطر ہے رموز عشق احمد، سر وحدت، دیکھنے آؤ

سنی ہوگی قیامت کی پریشانی خطیبوں سے ذرا ایوان بدعت میں قیامت دیکھنے آؤ

انہی کے ذہن عالی میں مسائل رقص کرتے ہیں شعر پر شعر کہتے ہیں یہ قدرت دیکھنے آؤ

یہ استحضار، یہ حاضر جوابی نکتہ سنجی میں کہ عقل ابن سینا محو حیرت دیکھنے آؤ

انہی کا فیض ہے جاری انہی کی ہر ادا پیاری انہی کا علم ہے بھاری یہ ہیبت دیکھنے آؤ

مسائل اور عبارات اکابر ان کو ہیں از بر میرے پیارے فقاہت میں نزاکت دیکھنے آؤ

بلند ہے مرتبہ ان کا تواضع کا یہ عالم ہے کہ مجھ احقر پہ فرماتے ہیں شفقت دیکھنے آؤ

بزرگوں سے محبت ہر وقت دل میں مہکتی ہے
رضا کو چھوڑ دو اس کی محبت دیکھنے آؤ

فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کے فتاویٰ کا مجموعہ اکتیس جلدوں میں شائع ہو کر عالمگیر شہرت و مقبولیت حاصل کر چکا ہے، دیگر متعدد تصانیف بھی الحمدللہ معروف اور مقبول ہیں، تفصیلی حالات کیلئے ''حیات محمود جلد اول و دوم'' ملاحظہ فرمائیں۔

فقیہ الامت حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کی حضرت ہردوئی قدس سرہٗ پر انتہائی شفقت

حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کا مقولہ مشہور ہے، کہ اللہ پاک پوچھیں گے دنیا سے کیا لے کر آئے ہو؟ تو مولانا قاری صدیق اور مولانا ابرارالحق صاحب کا نام پیش کردوں گا۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ مولانا ابرارالحق صاحبؒ نے مجھ سے ''الفوز الکبیر'' پڑھی، جو اس وقت مستقل مطبوعہ نہیں تھی، بلکہ منہاج العابدین کے حاشیہ پر تھی، اس کا اردو ترجمہ بھی نہ ہوا تھا، لمعات، سطعات، ہوامع، شمس بازغہ، قاضی مبارک وغیرہ سب خارج میں پڑھیں، نصاب کی کتب میں قدوری پڑھی وہ بھی خارج میں مولانا نے ''مختصر المعانی'' پڑھنے کو مجھ سے کہا تھا، میں نے فن ثانی حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سے پڑھنے کا مشورہ دیا، انہوں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت ناظم صاحبؒ نے منظور فرمالیا، اور سبق کا وقت تہجد کا طے فرمایا، مولانا ابرارالحق صاحبؒ نے مجھ سے آ کر بتلایا، میں نے کہا منظور کرلو، اور شرط کرلو کہ اٹھانا آپ کے ذمہ ہوگا، اور فن ثالث مجھ سے پڑھ لو، چنانچہ میں نے فن ثالث پڑھایا، چونکہ وہ علم بدیع میں ہے، اس کی مثال میں عربی اشعار ہیں، میں ان میں ان کے ساتھ فارسی، اردو، کے اشعار بھی کثرت سے سناتا تھا۔ (ملفوظات ثالث، ص ۱۰۵)

حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ کی عظمت کس قدر حضرت کے قلب میں تھی، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے، کہ جس زمانہ میں حضرت والاؒ کا قیام سہارنپور میں تھا، معمول یہ تھا کہ ہر جمعرات کو سہارنپور سے دیوبند تشریف لے جاتے تھے، اور جمعہ کو وہاں سے واپسی ہوتی تھی، ایک جمعرات کو استفسار پر فرمایا کہ آج دیوبند نہیں جانا ہے، کیونکہ

حضرت مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خط ان کے ایک طالب علم کے پاس آیا ہے کہ جمعرات کی شب میں سہارنپور پہنچ رہے ہیں، اس میں لکھا ہے کہ محمود کو اطلاع کر دیں اس لئے دیوبند کا سفر ملتوی کر دیا (ملفوظات جلد سوم ۱۰۴) اس تعلق وشفقت وعظمت کے اظہار کے لئے ایک خط کا اقتباس ملاحظہ فرمائیے، یہ خط ۱۴۱۲ھ کا ہے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بیماری کی وجہ سے علاج کے لئے دہلی میں مقیم تھے، طبیعت سخت خراب تھی، حضرت مولانا ابرارالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گرامی نامہ آیا فوراً جواب لکھوایا۔

باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

عزیزم عافاک اللہ وسلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی، جب آپ بنگلہ دیش سے واپس آرہے تھے اور میں جانے کی تیاری کر رہا تھا، تاہم میں بیماری سے صحت یاب ہو کر بنگلہ دیش ہو آیا، پھر دہلی ایکسرے ہو کر طے پایا کہ آپریشن ضروری ہے، مشین سینے کے اندر رکھی جائے گی وہ قلب کی معاونت کریگی، چنانچہ آپریشن ہوا، اور مشین رکھدی گئی، تقریباً دو ہفتے تک وہ زور وشور کے چکر نہیں آئے، پھر دیوبند پہنچ کر نزلہ گرا احباب حاجز نے مدافعت کی جس سے ہچکی شروع ہوگئی، کئی شب بیدار رہ کر بیٹھ کر گذاری، آج پھر ایکسرے تھا، ڈاکٹر کی رپورٹ ہے کہ سر میں کچھ دانے ہیں، وہ متورم ہوجاتے ہیں تو چکر آتے ہیں الخ۔

آپکی طرف سے بہت خیال وملال ہے، دل سے دعا کرتا ہوں حق تعالیٰ شانہٗ شفاء کامل، عاجل دائم عطا فرمائے، آپ کی تو دنیا کو ضرورت ہے، میری تو زندگی گذر گئی کسی کام کا نہیں رہا۔ شاعر نے کہا ہے:۔

فما للمرء خیر فی حیاۃ

اذا ما عد من سقط المتاع

جہاں تک مجھے علم ہے میرے خاندان میں کسی کی اتنی عمر نہیں ہوئی جتنی میری ہوگئی،، پہلے کچھ لکھنے پڑھنے کا کام کیا کرتا تھا، اب وہ بھی نہیں رہا فتویٰ لکھنا بند کر دیا، اسلئے کہ حافظہ بھی ضعیف کہ پچھلا پڑھا ہوا یاد نہیں، ناظرہ بھی ضعیف کہ پڑھا نہیں جاتا، پھر فتویٰ کس اعتماد پر لکھوں دیکھئے کب تک جینا ہے، کس حال میں جینا ہے، وقت موعود سے پہلے تو جانا ممکن نہیں، آپ کو حق تعالیٰ فیض رسانی کے لئے تادیر حیات رکھے اور پوری صحت اور قوت کے ساتھ رکھے۔ الخ

مندرجہ بالا مکتوب گرامی میں جس شفقت ومحبت اور ہمدردی کا حضرت والاؒ نے مظاہرہ فرمایا ہے، وہ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں۔

حضرت مولانا ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ دیوبند تشریف لاتے تو حضرت والاؒ کی موجودگی میں حضرت کے مسترشدین کی اصلاح طلب امور میں اصلاح فرماتے، رمضان المبارک میں جب کہ دور دور سے علماء ومشائخ حضرتؒ کے یہاں معتکف ہونے کے لئے تشریف لاتے تو حضرت مولانا ابرارالحق صاحبؒ اپنی تشریف آوری کے موقع پر معتکفین کو بھی مناسب ہدایات سے نوازتے، جب تک بات مکمل نہ ہوتی، حضرت والا فقیہ الامت قدس سرہٗ بھی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، اور حضرت مولانا کے بیان سے محظوظ ہوتے، اور اپنے ہونہار شاگرد رشید کو داد وتحسین سے نوازتے۔

ایک دفعہ رمضان المبارک میں نماز ظہر سے فارغ ہوتے ہی حضرت مولانا قدس سرہٗ نے یہ کہہ کر بیان شروع فرمادیا کہ حضرت والا قدس سرہٗ کی طرف سے مجھے اسکی اجازت حاصل ہے کہ جو چیز قابل اصلاح دیکھوں اسکی طرف توجہ دلاؤں، حضرت والا فقیہ الامت قدس سرہٗ برابر مسجد میں تشریف فرما رہے، گویا اپنے تلمیذ کے جذبۂ اصلاح امت کو داد وتحسین دیتے رہے۔

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کو استاذ کے ساتھ ساتھ اپنا مربی وسرپرست تصور فرماتے تھے، اور اپنے ذاتی امور تک میں مشورہ فرماتے، اور ہدایت حاصل فرمایا کرتے۔

حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ بھی حضرت ہردوئی قدس سرہٗ سے بے انتہا شفقت فرماتے۔

ایک دفعہ ہردوئی تشریف لیجارہے تھے، راستہ میں، ٹرین میں، ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔

اس سے دریافت فرمایا؛ آپ کہاں جارہے ہیں؟

اس نے کہا؛ ہردوئی!

حضرت نے فرمایا؛ کیوں؟

اس نے جواب دیا؛ وہاں مدرسہ میں میرا بیٹا پڑھتا ہے، اس سے ملاقات کے لئے جارہا ہوں۔

اس نے حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ سے دریافت کیا؛ آپ کہاں جارہے ہیں؟

حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا؛ میں بھی ہردوئی جارہا ہوں!

اس نے پوچھا؛ کیوں؟

حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا؛ وہاں مدرسہ میں میرا بیٹا پڑھتا ہے، اس سے ملنے جارہا ہوں۔

اس نے پوچھا؛ آپ کے بیٹے کا کیا نام ہے؟

حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا؛ میرے بیٹے کا نام ابرارالحق ہے۔

اسی غایت تعلق کی بناء پر حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ بار بار ہردوئی تشریف

لیجایا کرتے، کانپور قیام کے زمانہ میں بعض مرتبہ کئی کئی روز قیام فرماتے۔

اور ایک مرتبہ اڑھائی تین ماہ ہر دوئی میں قیام فرمایا، جبکہ تبدیلیٔ آب وہوا کی غرض سے حضرت والا قدس سرہٗ مظاہر علوم سے الگ تھے، حضرت ہر دوئی قدس سرہٗ کو پاکستان کا سفر درپیش تھا، انہوں نے اپنے لوگوں کو حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ کے پیچھے لگادیا کہ جانے نہ دینا چنانچہ انہوں نے اصرار کیا اور حضرت ہر دوئی قدس سرہٗ کی غیبت میں اڑھائی تین ماہ قیام فرمایا، اور اس دوران مدرسہ کی پوری سرپرستی بلکہ نگرانی ونظامت کے فرائض بھی انجام دئے۔

اور آخری دور میں تو حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ حضرت ہر دوئی صاحبؒ کا اپنے بزرگوں کی طرح اکرام واحترام فرمایا کرتے تھے۔

شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ

آپ کی ولادت ۱۲؍رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ کو کاندھلہ میں ہوئی، اور علم دین کی غذائے لطیف پر آپ کی پرورش ہوئی، بچپن ہی میں آپ گنگوہ بھیج دیئے گئے، جہاں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (جنکا آپ کے والد ماجد سے خصوصی تعلق تھا) کے سایۂ عاطفت اور دامانِ شفقت میں آپ کا نشوونما ہوا، اور آپ ان کی گود میں کھیلے اور پلے بڑھے، آپ نے شعور کی آنکھیں کھولیں تو محبت وشفقت کا یہ ماحول اپنے چاروں طرف پایا، جب آپ کی عمر ۸؍سال کی ہوئی، تو مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ نے انتقال فرمایا، لیکن آپ ۱۸؍سال کی عمر تک گنگوہ میں رہے، آپ کے والد ماجد کو آپ کی تربیت کا بڑا خیال تھا، اور وہ آپ کی ہر نقل وحرکت اور ہر چھوٹی بڑی چیز پر پوری نظر رکھتے تھے، آپ کے والد کو آپ کی تعلیم سے زیادہ آپ کی تربیت کا اہتمام تھا، اردو فارسی کی ابتدائی کتب آپ نے اپنے عم نامدار حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قدس سرہٗ سے پڑھی، اور قرآن مجید حفظ کیا۔

۱۳۲۵ھ میں آپ اپنے والد کے ساتھ حصول علم میں لگ گئے۔

۱۳۳۳ھ میں صحاح ستہ (سنن ابن ماجہ کو چھوڑ کر) اپنے والد سے پڑھیں۔

۱۳۳۴ھ میں بخاری اور ترمذی شریف اپنے استاذ اور مرشد ومربی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری قدس سرہٗ (جن کا خلیفہ ہونا اور فیضان علم ومعرفت کا واسطہ ہونا آپ ہی کی قسمت میں تھا) سے پڑھیں، اس کا سلسلہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ ہی کی خواہش وایماء سے شروع ہوا تھا، اس لئے کہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کو سعادت، صدق طلب، اور علو ہمت کے آثار اپنے تلمیذ رشید میں صاف نظر آرہے تھے، نیز والد صاحب رحمہ اللہ سے بھی، حضرت سہارنپوریؒ کا گہرا تعلق اور ارتباط تھا، جو اس کا سبب بنا۔

آپ نے پوری مدت درس ومطالعہ میں کامل انہماک اوریکسوئی میں گزاری اور صرف اسباق اوراسباق کی تیاری اورحدیث کے ماٰخذ ومراجع اورکتابوں سے واسطہ رکھا جب آپ کے شیخ حضرت اقدس مولاناخلیل احمدصاحب قدس سرہٗ نےسنن ابوداؤد کی شرح لکھنی چاہی تواس میں آپ کواپنادست راست بنایا،اس طرح بذل المجہود بشرح ابی داؤد پانچ ضخیم جلدوں میں تیار ہوگئی۔[1]

اسی محنت وکوشش نے آپ کے اندرتصنیف وتالیف کا خاص ذوق اورملکہ پیدا کردیااورفن حدیث پرآپ کی نظر بہت گہری اوروسیع ہوگئی،اور بالآخرخلافت ونیابت اورمقبولیت ومرجعیت کی دولت حاصل ہوئی۔

محرم ۱۳۲۵ھ کےشروع میں آپ اسی مدرسہ مظاہرعلوم میں جس میں آپ کے شیخ تدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے(اورجس میں آپ کے والدصاحبؒ بھی مدرس رہ چکے تھے)بہت قلیل مشاہرہ پرمدرس مقررہوگئے،اس وقت تمام اساتذہ میں آپ سب سےکم عمر تھے،لیکن اس کے باوجود وہ اہم کتابیں جواکثرنوجوان اساتذہ کو نہیں ملتیں،آغاز تدریس ہی میں آپ کومل گئیں،یہاں تک کہ آپ صدرمدرس اوراسکے بعدشیخ الحدیث کےمنصب جلیل پرفائز ہوئے،آپ کازیادہ تراشتغال سنن ابی داؤد سے رہا،ناظم مدرسہ حضرت مولاناعبداللطیف صاحبؒ کے انتقال کے بعدصحیح بخاری شریف مکمل آپ کے سپردکردی گئی،اورضعف بصارت اورامراض کےتسلسل کے باوجودطویل عرصہ تک آپ کااسی سےاشتغال رہا۔

مدرسہ کی تنخواہ آپ نےکبھی قبول نہ کی،شروع زمانہ میں قبول کی ہوئی تنخواہ بعد میں مدرسہ میں جمع فرمائی،اس طرح حدیث کی یہ خدمت اس پورےطویل عرصہ تک

[1] اب وہ عربی ٹائپ میں ۲۰؍جلدوں میں مصر سے شائع ہوئی۔

آپ نے بلا معاوضہ اور خالصتاً اجر وثواب کی نیت سے انجام دی، اور اس کا مادی بدلہ قبول کرنے کے کسی طرح روادار نہ ہوئے، دو مرتبہ آپ کو دوسری جگہوں سے بڑے گرانقدر مشاہرہ پر مدرسی کی پیش کش ہوئی، جو اس برائے نام تنخواہ سے بہت زیادہ تھی، لیکن آپ نے پورے عزم واستقامت اور یقین واعتماد کے ساتھ اس سے معذرت کر دی، اس کا صلہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر ایسا دیا جس کا شاید تصور بھی اس وقت آپ کو نہ آتا ہوگا، اور ہر طرح کے انعامات والطاف سے آپ کو سرفراز فرمایا۔

سنہ ۱۳۴۴ھ کے سفر میں آپ کو اپنے شیخ سے اجازت عامہ اور خلافت مطلقہ حاصل ہوئی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ نے ۱۳۴۵ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے، اور مسند ارشاد وتدریس درس حدیث، مسترشدین و مریدین کی تربیت ونگرانی، ملک کے مختلف دینی مراکز سے تعلق ورابطہ، دینی وتبلیغی، جماعتوں کے ساتھ مخصوص توجہ، کا یہ اہم کام آپ کی ذات سے متعلق ہوگیا، چنانچہ آپ کا دولت خانہ علماء وطلباء اور مختلف النوع مہمانوں کا مرکز بن گیا، سستی آپ کو چھو کر نہیں گزری، باغ وبہار طبیعت کے مالک، خوش اخلاق اور مہمان نواز مجلس میں مہمانوں سے ہنسنے ہنسانے کی دل چسپ باتیں کرتے، چشم پر آب رہتیں، اور حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اولیاء امت کا تذکرہ یا کوئی مناجات اور شوقیہ اشعار پڑھے جاتے تو اس وقت ضبط واخفاء حال کی کوشش کے باوجود آپ کے آنسو چھلک پڑتے اور آپ کی اس اندرونی کیفیت اور سوز فرقت کو ظاہر کر دیتے۔

خصوصیت سے رمضان میں آپ کی مشغولیت اور روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرنے کا معمول شب بیداری اور بہت قلیل غذا پر قناعت، دوسری سب سے بڑی مشغولیت رمضان میں یہ رہتی کہ سینکڑوں بندگان خدا آپ کے یہاں اکثر پورے ماہ مبارک

کااعتکاف کرتے اور آپ کے مہمان ہوتے جن کی تعداد ہزارڈیڑھ ہزار تک پہنچ جاتی، رمضان المبارک کے اس نورانی اجتماع کے لطف وکیف کااندازہ اس کو ہوسکتا ہے جس کو رمضان المبارک کے دنوں میں وہاں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی ہو۔

بارگاہ نبوی ﷺ میں آپ کے ادب، ذات نبوی ﷺ سے آپ کے عشق وشیفتگی کی وجہ سے حجاز مقدس کے متعدد اسفار فرمائے، اور تمنا فرماتے کہ اسی پاک سرزمین میں آپ کو مستقل قیام کا موقع مل جائے، اور یہیں سے اپنے مالک کے دربار میں حاضر ہوں واپسی کاذکر تک آپ کو بہت شاق ہوتا لیکن ہندوستانی مسلمانوں کے پرخلوص اصرار نیز انکے مخصوص مسائل کا یہ تقاضہ تھا کہ آپ انکے درمیان تشریف فرما ہوں، دینی مدراس اور تبلیغی جماعت کے لئے بھی آپ کی سرپرستی ورہنمائی بے حد ضروری تھی، چنانچہ ان تمام تقاضوں سے مجبور ہوکر، بالا ٓخر حجاز مقدس کی کشش اور مدینہ کے قیام کے شوق نے وہاں کے قیام کو اصل اور ہندوستان کے قیام کو (جو رمضان المبارک میں خدام واہل تعلق کی تربیت اور ہندوستانی مسلمانوں کی معنوی تقویت کے لئے بہ مجبوری اختیار کیا جاتا تھا) ثانوی وعارضی بنانے پر مجبور ہوئے ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۹۶۹ء سے آپ نے مدینہ میں مدرسہ علوم شرعیہ کو جو مسجد نبوی کے زیرسایہ باب النساء وباب جبرئیل سے متصل تھا، اپنی مستقل قیام گاہ بنالیا تھا، وہاں بھی ذکروشغل مریدین کی تربیت تصنیف وتالیف اور ڈاک کے ہی مشاغل رہتے جو آپ کی زندگی کا معمول بن گئے تھے۔

یکم شعبان ۱۴۰۲ھ بروز پیر مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے، فقیہ الامت مفتی صاحب قدس سرہٗ کے اس شعر میں تاریخ وفات کو بیان کیا گیا ہے۔

یک شعبان چودہ سودو پیر کادن بعد عصر
ہے یہ تاریخ وصال حضرت شیخ الحدیث

حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

{حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ کے مربی اور شیخ ومرشد}

آہن کو سوز دل سے کیا نرم آپ نے
نا آشنائے درد کو بسمل بنا دیا
مجذوب در سے جاتا ہے دامن بھرے ہوئے
صد شکر حق نے آپ کا سائل بنا دیا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

مجاہدین تھانہ بھون وشاملی کے امیر وامام سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کے فیض یافتہ خلیفہ ومجاز ہیں۔

ولادت باسعادت

۵ رربیع الثانی ۱۲۸۰ھ بروز چہارشنبہ بوقت صبح صادق، مادۂ تاریخ ''کرم عظیم'' ہے۔

طفولیت

تقریباً پانچ سال کی عمر میں والدہ صاحبہ کا سایۂ عاطفت سر سے اٹھ گیا، اور والد صاحب نے بڑے محبت وشفقت کے ساتھ پرورش اور تربیت فرمائی، بارہ برس کی عمر ہی سے تہجد اور وظائف کا اہتمام شروع فرمادیا تھا۔

خواب

بہت بچپن میں خواب دیکھا، کہ ایک پنجرہ میں دو خوبصورت کبوتر ہیں، اور شام ہوگئی اندھیرا ہوگیا، ان کبوتروں نے حضرت نور اللہ مرقدہٗ سے کہا اندھیرا ہوگیا ہے، ہمارے پنجرے میں روشنی کردو، حضرت نے جواب دیا تم خود یہ کرلو، چنانچہ انہوں نے اپنی چونچیں رگڑیں اور خوب تیز روشنی ہوگئی، اور تمام پنجرہ روشن ہوگیا۔

حضرت کے ماموں واجد علی صاحبؒ نے تعبیر دی کہ دو کبوتر روح اور نفس تھے، انہوں نے یہ درخواست کی کہ تم مجاہدہ کرکے ہم کو نورانی کرو، تم نے جو یہ کہا کہ تم خود ہی روشنی کرلو، اور انہوں نے اپنی اپنی چونچیں رگڑ کر روشنی کرلی، اس کا یہ مطلب تھا کہ تم مجاہدہ نہ کروگے، انشاء اللہ بلا ریاضت ومجاہدہ ہی حق تعالیٰ تمہاری روح اور نفس کو نورِ عرفاں سے منور فرمادیں گے۔

مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانوی نور اللہ مرقدۂ حضرت نور اللہ مرقدۂ کو بچپن میں مکتب میں پڑھتے دیکھ کر فرمایا کرتے تھے:۔

میرے بعد یہ لڑ کا میری جگہ ہوگا۔

تحصیل علوم

حفظ قرآن پاک اور ابتدائی فارسی میرٹھ میں پڑھی، پھر تھانہ بھون اور درسیات کی تکمیل دیوبند میں کی، زمانہ طالب علمی ہی میں جبکہ مرض خارش کی وجہ سے چھٹی لے کر وطن آئے ہوئے تھے، بطور خاص مشغلہ مثنوی زیر و بم، فارسی میں تصنیف فرمائی، جبکہ عمر شریف، صرف اٹھارہ برس تھی، چنانچہ اس کی تمہید اس طرح شروع فرماتے ہیں:۔

ادہمی گوید گرفتار درد و نالہ نادان ہشدہ سالہ الخ

زمانہ طالب علمی میں ہی مناظرہ کا شوق تھا، جہاں کوئی غیر مذہب والا مناظرہ کرنے دیوبند آتا، حضرت نور اللہ مرقدۂ خبر پاتے ہی پہنچ جاتے اور اس کو مغلوب کر دیتے عیسائیوں، آریوں، شیعوں، غیر مقلدوں سب ہی سے تقریباً زمانہ طالب علمی میں مناظرے فرمائے۔

۱۳۰۰ھ میں دار العلوم دیوبند سے فراغت ہوئی، حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی نور اللہ مرقدۂ کے مقدس ہاتھوں دستار بندی ہوئی، حضرت تھانوی ؒ کو جب معلوم ہوا، کہ ہماری دستار بندی کی جائی گی، اپنے ہم سبقوں کو لیکر حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ؒ صدر المدرسین دار العلوم دیوبند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:۔

حضرت ہم نے سنا ہے کہ ہم لوگوں کی دستار بندی کی جائیگی، اور سند فراغ دیجائیگی، حالانکہ ہم اس قابل ہر گز نہیں، لہٰذا اس تجویز کو منسوخ فرما دیا جائے، ورنہ اگر ایسا کیا گیا، تو مدرسہ کی بڑی بدنامی ہوگی، کہ ایسے نالائقوں کو سند دی گئی، یہ سن کر مولانا کو جوش

آ گیا، اور فرمایا کہ تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے، یہاں چونکہ تمہارے اساتذہ موجود ہیں، اس لئے ان کے سامنے تمہیں اپنی ہستی کچھ نظر نہیں آتی، اور ایسا ہی ہونا چاہئے، باہر جاؤ گے تب تمہیں اپنی قدر معلوم ہوگی، جہاں جاؤ گے بس تم ہی تم ہو گے، باقی سارا میدان صاف ہے، اطمینان رکھو۔

اساتذہ

اساتذہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نور اللہ مرقدۂ اور شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود حسن صاحب نور اللہ مرقدۂ زیادہ مشہور ہیں۔

خدمات

حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدۂ کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے، سیدی ومرشدی فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت مولانا القاری الحافظ الحاج اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدۂ حکیم الامت تھے بہت بڑے بزرگ تھے، چشتی قادری نقشبندی سہروردی نسبتوں کے جامع تھے، انہوں نے مدت دراز تک تدریس، تذکیر، تصنیف، تزکیہ کے ذریعہ دینی خدمات انجام دیں، اور بہت بڑی جاہلوں کی جماعت کو عالم بنایا، فاسقوں کی جماعت کو متبع سنت اور صالح بنایا، غافلوں کی جماعت کو ذاکر بنایا، صحیح راہ سے بھٹکتے ہوؤں کو راہ ہدایت پر چلایا، جو لوگ خدائے پاک کی معرفت سے ناآشنا تھے، ان کو عارف بنایا، قرآن کریم کی بہترین اور اپنے دور کی لاجواب تفسیر تحریر فرمائی، جس کا نام ”بیان القرآن“ ہے، روزمرہ کے پیش آنے والے مسائل فقہیہ کے جواب دیکر ”امداد الفتاویٰ“ کے نام سے بہت سی جلدیں شائع کیں، مبتدعین نے جو غلط باتیں بزرگان دین کی طرف سے منسوب کی تھیں، ان کی تنقیح

کر کے ایک ایک چیز کو صاف کیا، ان کیلئے مستقل کتاب "السنۃ الجلیلہ"، تصنیف فرمائی، حضرت شیخ ابن عربی علیہ الرحمہ پر جو اعتراضات کئے گئے تھے ان کی تردید کے لئے "التنبیہ الطربی لابن العربی" تصنیف فرمائی، حضرت نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ طیبہ کیلئے "نشر الطیب"، تصنیف کی، درود شرف کے فضائل پر، زاد السعید، تصنیف کی، باطنی احوال اور ترقیات کے لئے "التکشف" تصنیف کی، سالکین کی اصلاح کے لئے تربیت السالک تحریر فرمائی۔

غرض ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، اور بہت بڑی تعداد اپنے خلفاء ومجازین کی چھوڑی جو اپنی اپنی جگہ بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد اول)

وفات

بعمر ۸۲ رسال تین ماہ دس یوم ۱۵ ررجب ۱۳۶۲ھ یوم دوشنبہ گزرنے کے بعد شب سہ شنبہ میں بوقت عشاء تقریباً ۱۰ ربجے گویا ۱۵ ر ۱۶ ررجب کی درمیانی شب میں اس دارفانی کو الوداع کہا اور واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مادۂ تاریخ

"اشرف علی نور اللہ مرقدہٗ" سے تاریخ وفات نکل آتی ہے، ۱۳۶۲ھ

نظمیں: ۔حضرت تھانویؒ کے وصال پر نظمیں اہل دل واہل درد حضرات نے بہت کہیں جو خاتمہ اشرف السوانح میں شائع ہوگئی ہیں، یہاں صرف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی نظم پیش کی جاتی ہے۔

نظم

از:۔جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نوراللہ مرقدہٗ

وہ حکیم امت خیرالوریٰ قطب ہدیٰ وہ دواامت کے ہر بیمار اور ناشاد کی

صدق صدیقی تھا جس میں عزم فاروقی کیساتھ ایک درخشاں یادگار اسلاف اور امجاد کی

مشغلہ راہ ہدیٰ نور محمد کی ضیا آہ وہ زندہ نشانی حضرت امداد کی

حضرت اشرف علی تھانوی روحی فداہ جن سے قائم تھیں ہزاروں مسندیں ارشاد کی

ہیں سبھی اہل کمال اور اہل دل مصروف کار دیکھ لو خالی پڑی ہے پر جگہ استاذ کی

کیوں نہ ہوں چشم فلک سے خون کے آنسو رواں کیوں نہ ہو روئے زمین صف ماتم وفریاد کی

خستہ حالوں کیلئے اب ہے نہیں جائے پناہ آسماں تانبے کا ہے آج اور زمین فولاد کی

وائے ناکامی کہ ہم جیسے تباہ وخستہ دل اور چھائی ہے گھٹائیں ہر طرف الحاد کی

ناخدا غم کردہ ہے کشتیٔ امت اے کریم ہے زبوں حالت مجمع وافراد کی

المدد بہر حبیب خود الٰہی المدد
امت مرحوم پھر محتاج ہے امداد کی

خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے چند اشعار

خواجہ مجذوبؒ کے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں، جن سے حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کی خدمات پر کچھ روشنی پڑتی ہے:۔

ہر ایک نارسیدہ کو واصل بنا دیا ناقص کو اک نگاہ میں کامل بنا دیا

نقشِ بتاں مٹایا دکھایا جمالِ حق آنکھوں کو آنکھ دل کو سب کے دل بنا دیا

عشقِ بتاں ہوا ہے مبدل بہ حبِ حق وجہِ فنا کو زیست کا حامل بنا دیا

کیا ناخدا تھے آپ بھی اس بحرِ عشق کے گرداب ہولناک کو بھی ساحل بنا دیا

فیضِ نظر سے نفس کی کایا پلٹ ہوئی جو تھے رذائل ان کو فضائل بنا دیا

اس روسیاہ کو آپ نے جو ننگ بزم تھا پرتو سے اپنے رونقِ محفل بنا دیا

ایسے کو جو پڑا تھا مذلت کے قعر میں
اتنا اُبھارا کہ صدرِ افاضل بنا دیا

ولادت سے تکمیل علوم تک

وطن شریف

آپ کا ''وطن اصلی'' نواح دہلی میں مقام ''پلول'' ہے، آپ کے اجداد وہیں رہتے تھے، آپ کے والد محترم نے ہردوئی، میں قیام فرمایا، اور ہردوئی کو ہی اپنا وطن و مسکن بنالیا اور ہردوئی ہی میں حضرت والا قدس سرہٗ کی پیدائش ہوئی، اور ہردوئی کو ہی آپ نے مرکز رشد و ہدایت بنایا، اور اسی سرزمین کو آپ کے وطن اصلی ہونے کا شرف حاصل ہوا، جناب حافظ شکیل احمد سنسار پوری صاحب نے اپنے اشعار میں اسکا تذکرہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں۔

تھا آبائی وطن تو پلول جو ہے اطراف دہلی میں
وہاں سے کھینچ لایا آب و دانہ انکو یوپی میں

سلسلہ نسب

حضرت والا کا سلسلہ نسب حضرت مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ سے جاملتا ہے، اور اوپر بیان کیا جاچکا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کے اجداد، بخارا، سے تعلق رکھتے تھے، اور بخارا سے آ کر ہی دہلی کو شرف سکونت، بخشا اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے تمام آباء و اجداد، علم و عمل تقوی، و پرہیزگاری اشاعت دین و سنت میں یکتائے روزگار تھے، حافظ شکیل احمد سنسار پوری، حضرت والا قدس سرہٗ کی اس نسبت کو اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

تھے آباء اور اجداد ان کے سب مشہور خوبی میں
تصوف، علم، و تقویٰ، زہد، میں اور خلق نبوی میں
ہے نسبت شاہ عبدالحق محدث کے گھرانے سے
یہ درِّ بے بہا آیا اسی علمی خزانے سے

حضرت والا قدس سرہٗ کے نام مبارک کے ساتھ، حقی، کی نسبت اسی وجہ سے تھی۔

والد ماجد

آپ کے والد ماجد جناب وکیل مولوی محمود الحق صاحبؒ گو پیشہ کے اعتبار سے وکیل تھے، لیکن انتہائی نیک وصالح فرائض کے علاوہ سنن ومستحبات کے پابند، صدق وامانت، تقویٰ وطہارت میں ممتاز اور مشہور تھے، خلاف حق کسی معاملہ میں کوئی ان سے تعاون کی امید نہیں کرسکتا تھا۔

حب خداوندی، حب نبوی، میں سرشار رہتے تھے، اسی وجہ سے اصلاح نفس اور تکمیل سلوک، کاان پرغلبہ ہوا، اوراس عظیم مقصد کیلئے حکیم الامت حضرت اقدس تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور اصلاحی تعلق قائم فرمایا، اپنے تمام حالات کی حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہٗ کواطلاع دیتے اورحضرت حکیم الامت قدس سرہٗ جوارشادفرماتے دل وجان سے اس پرعمل کرتے۔

مکاتبت کاسلسلہ برابرقائم رہتا، اورحضرت حکیم الامت کی خدمت اقدس میں حسب موقع حاضری بھی دیتے، حضرت اقدس تھانوی قدس سرہٗ بھی ان کے یہاں تشریف لاتے اورقیام فرمایا کرتے تھے، حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے مواعظ اور دیگر تصنیفات کاخودبھی مطالعہ فرماتے اوراپنے گھرمیں بھی سناتے اوران کو پڑھنے کی تاکید فرماتے، جس کی وجہ سے تمام گھرکاہی نورانی ماحول بناہواتھا، غرض کہ والد محترم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوراپورااکتساب فیض فرمایا، اورحضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پراعتماد فرماتے ہوئے، ان کواپنے مجازین صحبت میں شامل فرمایا۔

امانت ودیانت، تقویٰ وطہارت، نیکی وپرہیزگاری، میں شہرت کی وجہ سے انکا پیشہ وکالت بھی خوب چلا، اورخوب ترقی ہوئی، اس کو حافظ شکیل احمدصاحب نے کہاہے:۔

پدران کے تھے مشہور زماں صدق و دیانت میں
اسی سے کی ترقی خوب ہی اپنی وکالت میں

والدہ محترمہ

حضرت اقدس قدس سرہٗ کی والدہ محترمہ نور اللہ مرقدہا کے بارے میں حضرت مولانا عبد القوی صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت قدس سرہٗ کی والدہ محترمہ بھی نہایت ہی رقیق القلب، ملنسار، اور خوش مزاج خاتون تھیں، ایک رئیس خاندان سے تعلق تھا، غربا پروری اور یتامیٰ نوازی میں اپنی مثال آپ تھیں، مصیبت زدوں کی مصیبت میں شرکت اور ان کی دلداری میں پیش پیش رہتی تھیں۔ (صوت القرآن، ص ۱۸/اگست، ستمبر ۲۰۰۵ء)

ولادت سے تکمیل علوم تک

ولادت:۔ ۲۰/دسمبر ۱۹۲۰ء مطابق ۱۳۳۹ھ ہے۔

بسم اللہ:۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کی بسم اللہ عارف باللہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب قدس سرہٗ محدث دار العلوم دیوبند نے کرائی۔

حفظ قرآن پاک:۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت والا کو بچپن ہی سے علمی، دینی، روحانی ماحول عطا فرمایا تھا، اور حضرت والا کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، جس کی وجہ سے بچپن ہی سے حضرت والا قدس سرہٗ اس شعر کا مصداق تھے:۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

ایسے مبارک نورانی ماحول میں آپ نے آنکھیں کھولیں پھر فطری خداداد صلاحیتیں جس کی وجہ سے بچپن ہی سے دین آپ کی رگ رگ میں سرایت کرگیا، اور بچپن ہی میں آپ کے قلب میں حب خداوندی وحب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تخم جم گیا جو برابر پھلتا پھولتا اور پروان چڑھتا چلا گیا۔

کھیل، کود، تفریح، سے بچپن ہی سے آپ کو کوئی رغبت نہ تھی، حصول علم کا شوق قلب میں بھرا ہوا تھا، یہ اثر اس نسبت کا تھا، جو آپ کو اپنے جد اعلیٰ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ سے حاصل تھی، ان کی کھیل کود سے طبعی نفرت اور حصول علم کا ذوق وشوق اوپر گزر چکا، بالکل یہی کچھ کیفیت حضرت والا قدس سرہٗ کی بھی تھی۔

اسی وجہ سے جب ان کو پڑھانے کیلئے بٹھایا اور حفظ کلام پاک شروع کیا تو بہت کم عمری ہی میں صرف آٹھ برس کی عمر میں مکمل کلام پاک حفظ کرلیا۔

مسنون دعائیں

حق تعالیٰ شانہٗ کو چونکہ حضرت والا کو آگے چل کر محی السنۃ بنانا، اور احیاء سنت کا عظیم کام لینا تھا، اس لئے بچپن ہی سے حضرت والاؒ کے قلب مبارک میں اتباع سنت کا جذبہ وشوق ودیعت فرمایا تھا، کہ کلام پاک حفظ کے ساتھ ساتھ وضو، طہارت، کھانے پینے، سونے، سوکر اٹھنے، مسجد میں داخل ہونے، مسجد سے نکلنے، بیت الخلاء میں داخل ہونے، اور بیت الخلاء سے نکلنے اور اسی طرح بہت سے کاموں کے کرنے کی مسنون دعائیں اپنے شوق سے یاد کرلیں تھیں، اور اسی کے مطابق عمل بھی شروع کردیا تھا، اور ہر ہر چیز میں اتباع سنت کا شوق پیدا ہوگیا تھا، اور بچپن ہی سے کسی سنت کا ادنیٰ خلاف کرنا بھی ناگوار خاطر تھا۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او در دلش انداختند

ابتدائی تعلیم

حفظ کلام پاک کے بعد حضرت والا قدس سرہٗ نے ابتدائی تعلیم اردو لکھنا، پڑھنا نقل، املا وغیرہ اردو کی کتابیں، اور اس کے بعد فارسی کی کتابیں اور ابتدائی عربی کی تعلیم ہردوئی ہی میں انجمن اسلامیہ کے مدرسہ میں حضرت مولانا انوار احمد انبیہٹوی مظاہری ؒ سے حاصل کی۔

دینی تعلیم کے لئے انتخاب

حضرت والا قدس سرہٗ کے اور بھی بھائی بہن تھے، مگر دینی تعلیم کے لئے والد صاحب نے حضرت والا قدس سرہٗ کا انتخاب اپنے شیخ و مرشد حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے حسب ایماء فرمایا، حضرت مولانا عبد العلی فاروقی زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت قدس سرہٗ کا تعلق ایک خوش حال اور عصری تعلیم یافتہ لیکن دین پسند گھرانے سے تھا، ان کے والد ماجد محمود الحق صاحب ؒ اپنے وقت کے ایک نامور وکیل تھے، ان کی اولاد میں سے ایک صاحبزادہ انوار الحق حقی صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سبکدوش اور وظیفہ یافتہ پروفیسر ہیں، دوسرے چھوٹے بھائی پاکستان میں کسی اعلی منصب کے وظیفہ یافتہ ہیں، ایک صاحبزادی مرادآباد کے ایک گرلز کالج میں پرنسپل ہو کر وظیفہ یافتہ ہیں، سب بھائی بہنوں میں تنہا حضرت مولانا قدس سرہٗ ہی تھے جن کا انتخاب انہوں نے اپنے مرشد حکیم الامت حضرت تھانوی ؒ کے ایماء پر دینی تعلیم کے لئے کیا تھا، اور

اس میں کیا شک ہے، کہ اخلاص نیت کی برکت سے حق تعالیٰ نے ان کے اس فرزند کو اس طرح قبول فرمایا، کہ نہ صرف وہ ایک عالم باعمل بنا، بلکہ اس کی قرآن وسنت سے پختہ وابستگی نے اسے روز اوّل ہی سے یہ امتیاز عطا کیا کہ ایک مرتبہ مرشد تھانویؒ نے وکیل صاحبؒ سے دریافت کیا کہ آپ کا ایک بیٹا عصری تعلیم حاصل کر رہا ہے، اور دوسرا دینی تعلیم، آپ نے دونوں میں کیا فرق محسوس کیا؟

وکیل صاحبؒ نے نہایت ہی بلیغ جواب دیا کہ میں جب اپنے جوتے کے لئے پکار کر کہتا ہوں تو عصری تعلیم حاصل کرنے والا بیٹا میرے جوتے نوکر کے ذریعہ بھجوا دیتا ہے، اور یہ دینی تعلیم حاصل کرنے والا نوکر سے نہیں بھجواتا ہے، بلکہ خود لے کر آتا ہے۔

اللہ اللہ! کسی صالح وخدا شناس باپ کا اپنے بیٹے کی سعادت مندی ولیاقت پر یہ اعتماد، اور اپنے انتخاب پر اس درجہ اطمینان، کیا کسی بیٹے کے لئے معمولی سرمایہ ہے؟ اور پھر اس ''سرمایہ'' میں اضافہ وترقی تو ایسی ہوئی کہ ''اگر پدر نتواند پسر تمام کند'' کی بات یوں صادق آ کر رہی کہ اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود باپ تو مرشد تھانویؒ سے مجاز بیعت ہونے کے حق دار نہ بن سکے لیکن بیٹا صرف ۲۲ / برس کی عمر میں اس مقام پر پہنچ گیا کہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ جیسے بااصول اور متبع سنت مرشد نے اسے اجازت بیعت وارشاد عطا فرمادی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

مظاہر علوم میں داخلہ

مظاہر علوم سہارنپور جو اس وقت مرکز علوم وفنون ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم تربیت گاہ بھی تھی، محدث جلیل رشیدی علوم معارف کے حامل وامین، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ کے انتقال کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا، ان کے روحانی اثرات پورے طور پر مظاہر علوم کے چپہ چپہ پر چھائے ہوئے تھے۔

ادھر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ کے علوم ومعارف کے حامل وامین اور صحیح معنی میں جانشین شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی وجہ سے مظاہر علوم میں خانقاہی رنگ غالب تھا، اور درودیوار تک سے روحانیت ٹپکتی تھی، تقدیر خداوندی نے حضرت والاؒ کی تکمیل علوم وحصول معارف کے لئے اسی مقدس ومبارک درسگاہ کا انتخاب فرمایا اور حضرت والاؒ کمسنی اور معصومانہ زمانہ میں جبکہ حضرت والاؒ کی عمر مبارک کل دس برس کی تھی، اور حضرت والاؒ کا مزاج بھی ایسے ہی نورانی ماحول کا جویاں تھا، چونکہ پہلے سے ایسے ہی نورانی ماحول کا خوگر اور دلدادہ تھا طبیعت پر دینی رنگ پہلے سے غالب تھا، یہاں کے ماحول نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا، اور اس کو اور زیادہ نکھار کر بالکل کندن بنادیا۔

۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں آپ نے مظاہر علوم میں بعمر دس سال داخلہ لیا اور نحو میر، شرح مائۃ عامل، تیسیر المبتدی، کبریٰ، کافیہ وغیرہ کی تعلیم سے اپنی تعلیم کا آغاز فرمایا۔

نو سالہ تعلیمی نقشہ

آئینہ مظاہر علوم محی السنۃ نمبر کے مطابق نو سالہ تعلیمی نقشہ حسب ذیل ہے:۔

۱۹۳۱ء میں کافیہ، شرح مأۃ عامل، نحومیر، دستور المبتدی، کبریٰ مفید الطالبین، تیسیر المنطق، قال اقول، ہدایۃ النحو، مذکورہ کتابوں کو جس محنت و دلجمعی کے ساتھ پڑھا، اس کا اندازہ مظاہر علوم کے تعلیمی ریکارڈ سے ہوتا ہے، کہ شروع کی چھ کتابوں میں کل بیس نمبرات میں سے بیس اور بعد کی دو کتابوں میں انیس اور مؤخر الذکر کتاب میں ساڑھے سترہ نمبرات حاصل کئے تھے۔

مدرسہ کے تعلیمی ریکارڈ کے مطابق آپ نے مظاہر علوم میں کل ۹ رسال تعلیم حاصل کی چنانچہ سن اور کتابوں کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

۱۹۳۲ء:۔ نفحۃ الیمن، قدوری، منیۃ المصلی، بحث فعل، نور الایضاح، تہذیب، مرقات، کافیہ، شرح تہذیب۔

۱۹۳۳ء:۔ اصول الشاشی، بحث اسم، کنز الدقائق، میر قطبی، تلخیص المفتاح، قطبی تصدیقات۔

۱۹۳۴ء:۔ مختصر المعانی، سلم العلوم، شرح وقایہ، نور الانوار، ہدیہ سعدیہ۔

۱۹۳۵ء:۔ ہدایہ، مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف، مقدمہ مشکوٰۃ، نخبۃ الفکر، رشیدیہ۔

۱۹۳۶ء:۔ مظاہر العلوم کی روداد کے مطابق اس سال بخاری شریف، نسائی شریف کا امتحان دیکر آپ بیمار ہوگئے، جب کہ مدرسہ کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ بخاری شریف ترمذی شریف، اور ابو داؤد شریف کا امتحان دیکر بیمار ہوئے، باقی کتابوں کا امتحان نہ دے سکے، اس لئے اہل مدرسہ نے آپ کے لئے تجویز کیا کہ:۔

''جو کتابیں باقی ہیں، ان کی تکمیل ضروری ہے، تمام کتب دورۂ حدیث شریف میں امتحان دینا ہوگا''

چنانچہ ۱۹۳۷ء کو پھر مدرسہ میں داخل ہو کر بخاری شریف، مسلم شریف،

ترمذی شریف ابوداؤد، نسائی، طحاوی، شمائل ترمذی، موطاامام محمدؒ، وموطاامام مالکؒ اور ابن ماجہ پڑھیں۔

خدمت حضرت ناظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دوران قیام مظاہرعلوم آپ کو مزاجی مناسبت مظاہرعلوم کے ناظم اعلی استاذ کل حضرت مولاناسید عبداللطیف صاحبؒ سے زیادہ ہوئی اس لئے حضرت والا قدس سرہٗ حضرت ناظم صاحب قدس سرہٗ کے حاضر باش خدام میں شامل ہو گئے، اور خداداد صلاحیتوں نیز خدمت کے خاص مزاج کی وجہ سے حضرت ناظم صاحب قدس سرہٗ کے منظور نظر ہو گئے، جس کی وجہ سے حضرت ناظم صاحب قدس سرہٗ کی صحبتوں سے فیضیاب ہونے کا خوب موقع ملا۔

روزنامچہ کا معمول

اکابر اہل اللہ اولیاء اللہ اور تمام مشائخ حدیث نے زمانہ طالب علمی میں اپنے اوقات کی بڑی قدر کی ہے، اور وقت کی قدر کرنے کی وجہ سے اور ایک ایک سانس اور ایک ایک لمحہ صحیح استعمال کرنے اور وصول کرنے کی وجہ سے وہ اپنے ہمعصر اور اقران میں ممتاز اور فائق ہو گئے۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے:۔

ترا ہر سانس نخل موسوی ہے
یہ زجر و مد جواہر کی لڑی ہے

شروع ہی سے حضرت والاؒ کے مزاج میں وقت کی قدردانی اور وقت کا صحیح استعمال

اور اس کیلئے نظم وضبط اور اصول و معمولات کی پابندی کا اہتمام تھا، بلکہ کم عمری ہی سے روز نامچہ تک بنانے کا اہتمام تھا، اور مولانا مفتی محمد حمزہ صاحب زید مجدہم نے حضرت والا قدس سرہٗ کے زمانۂ طالب علمی کی درسی کاپی اور روز نامچہ وغیرہ دیکھے ہیں، ان کی روایت کے مطابق ۱۳؍سال کی عمر میں صبح کے معمولات کچھ اس طرح کے لکھے گئے تھے، آج تہجد میں اتنے بجے اٹھا، ناظم صاحب کی طہارت اور وضو کا پانی رکھا، نماز پڑھی، پھر حضرت سے مختصر المعانی کا سبق پڑھا، اور فجر تک فلاں فلاں کتابوں کا مطالعہ کیا، الخ انتہی بمرادہ۔

زمانۂ طالب علمی میں محنت و جفاکشی

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

وبالجـــدتکتســـب المعـــالی

ومـــن رام العلـــیٰ ســـهر الليـــالی

محنت و مشقت کے ذریعہ ہی بلند مقامات حاصل کئے جاتے ہیں، اور جو شخص بلند مقامات کا ارادہ رکھتا ہے، وہ راتوں کو جاگتا ہے۔

حضرت والا قدس سرہٗ کو زمانۂ طالب علمی سے ہی فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ سے خاص تعلق تھا، اور حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ بھی حضرت والا قدس سرہٗ کے ساتھ خاص شفقت کا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔

شاگرد کے حق میں استاذ سے بڑھ کر کس کی شہادت زیادہ وزنی ہو سکتی ہے۔

حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں جس سے حضرت والا قدس سرہٗ کی زمانۂ طالب علمی میں انہماک اور محنت و جفاکشی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

ارشاد فقیہ الامت قدس سرہٗ:۔

عرض کیا گیا کہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ نے جناب سے کیا کیا کتابیں پڑھیں، ارشاد فرمایا فوز الکبیر جو اسوقت مستقل مطبوعہ نہ تھی، بلکہ منہاج العابدین کے حاشیہ پر تھی، اس کا اردو میں ترجمہ بھی نہ ہوا تھا، مظاہر علوم کے کتب خانہ میں صرف ایک ہی نسخہ تھا ''لمعات''سطعات''ہوامع''شمس بازغہ''قاضی مبارک''وغیرہ سب خارج میں پڑھیں، نصاب کی کتب میں قدوری پڑھی وہ بھی خارج میں مولانا نے مختصر المعانی پڑھنے کو مجھ سے کہا تھا میں نے فن ثانی حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سے پڑھنے کا مشورہ دیا، انہوں نے حضرت سے عرض کیا حضرت ناظم صاحبؒ نے منظور فرمالیا، اور سبق کا وقت تہجد کا طے فرمایا، مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ نے مجھ سے آ کر بتلایا میں نے کہا منظور کرلو، اور یہ شرط کرلو کہ اٹھانا آپ کے ذمہ ہوگا، اور فن ثالث مجھ سے پڑھلو، چنانچہ میں نے فن ثالث پڑھایا، چونکہ وہ علم بدیع میں ہے، مثال میں عربی اشعار ہیں میں ان کے ساتھ فارسی، اردو کے اشعار بھی کثرت سے سناتا تھا (اس واقعہ سے استاذ شاگرد دونوں میں طلب علم کا شوق، اخلاص للہیت، ایثار، وہمدردی وغیرہ اوصاف خوب ظاہر ہیں جنکا اس وقت فقدان ہے۔ ''فالی اللہ المشتکی''

بزمانہ طالب علمی استفتاء

۱۹۳۳ء میں جس وقت آپ یہاں تیسری جماعت میں زیر تعلیم تھے، آپ کی فطری اور خوابیدہ صلاحیتوں میں کس قدر نکھار پیدا ہو چکا تھا، اس کا اندازہ دار الافتاء''مظاہر علوم'' کے اس ریکارڈ سے ہوتا ہے، جہاں آپ کے علمی استفتاء موجود ہیں، جو آپ نے مستفتی کی حیثیت سے کئے تھے، چنانچہ بطور''مشتے نمونہ از خروارے''ایک سوال جو داڑھی کے دھونے اور مسح سے متعلق ہے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسح لحیہ فرض ہے یا غسل لحیہ ہر دو صورت میں ربع ہے یا ثلث ہے، یا کل؟ یا مسح مایلاقی البشرۃ و یا غسلہ اور اس میں اگر اختلاف ہے تو مع ادلہ اور قول مختار کیا ہے تحریر فرمائیں؟

ابرار الحق

متعلم مدرسہ ہذا، ۲۵/۱۱/ ۱۳۵۲ھ

اہل علم حضرات بخوبی واقف ہیں کہ اس قسم کا علمی تحقیقی اور اختلافی سوال وہی کرسکتا ہے جس کی متعلقہ مسئلہ پر گہری نظر ہو، ورنہ داڑھی کا دھونا یا اس پر مسح کرنا ربع، ثلث اور کل کی قید، مسح مایلاقی البشرۃ پر نظر، اختلاف الائمہ مع ادلہ اور قول مختار (مفتیٰ بہ) کا سوال ایک عام شخص اور کم پڑھا لکھا طالب علم نہیں کرسکتا۔

حضرت محی السنۃ تعلیمی محنت، خداداد صلاحیت اور اساتذہ کرام کے فیضانِ نظر کی بدولت شروع ہی سے مظاہر علوم میں مخصوص پہچان بنا چکے تھے، اساتذہ اور ارباب مدرسہ کو آپ سے خاص لگاؤ تھا۔

اس علمی استفتاء کا محققانہ جواب حضرت مفتی سعید احمد صاحب اجراڑوی ؒ مفتی اعظم مظاہر علوم نے تحریر فرمایا، جس پر تائیدی اور توثیقی دستخط استاذ الکل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید عبد اللطیف پورقاضوی ؒ نے ثبت فرمائے، جواب درج ذیل ہے۔

الجواب حامداً و مصلیاً: ۔غسل لحیہ میں فقہاء احناف کے اقوال مختلف ہیں، تقریباً آٹھ اقوال ہیں (۱) مسح کل (۲) مسح ربع (۳) مسح ثلث (۴) مسح مایلاقی البشرۃ (۵) غسل ربع (۶) غسل ثلث (۷) غسل کل (۸) عدم غسل و مسح، لیکن لحیہ کثہ غیر مسترسل میں صحیح اور مفتی بہ روایت یہ ہے کہ تمام دھویا جائے، علاوہ ازیں تمام روایات مرجوح عنہ ہیں، جیسا کہ بحر الرائق، بدائع الصنائع، درمختار میں ہے "وغسل جميع اللحية فرض يعني

عملیاً ایضاً علی المذهب الصحیح المفتی به المرجوح الیه وماعداهذه الروایة یجب غسله ولا مسحه بل یسن وان الخفیفة التی تری بشرتها یجب غسل ما تحتها. "لحیہ خفیفہ" کادھونا واجب ہے اور مسترسل کادھونا مسنون ہے۔

سعید احمد غفرلہ ۲۶/ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ ہذا ۲۷/ ذیقعدہ ۱۳۵۲ھ

تحصیل تجوید وفن قرأت

قرآن پاک کو صحیح مخارج اور صفات کی رعایت کرتے ہوئے پڑھنا کتنا اہم اور ضروری ہے، اس کی ضرورت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا، مگر یہ چیز جتنی ضروری اور اہم ہے، اتنا ہی اس سے لاپرواہی برتی جارہی ہے۔

اسی طرح مخارج اور صفات کی رعایت کیساتھ ساتھ قرآن پاک کو خوش الحانی سے پڑھنا بھی قرآن پاک کا حق ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

زَیِّنُوْا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِکُمْ۔ قرآن پاک کو اپنی آواز سے مزین کرو۔ (یعنی خوش آوازی کے ساتھ پڑھو)

ابو داؤد شریف: ۱/ ۲۰۷، کتاب الوتر باب کیف یستحب الترتیل فی القرأة۔

اسی طرح ارشاد ہے:۔

مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَیْسَ مِنَّا جوشخص قرآن کے ساتھ تغنی نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اس کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ جو شخص قرآن پاک کے ساتھ استغنا نہ کرے یعنی قرآن پاک کے ساتھ مستغنی نہ ہوجائے (کہ پھر دنیوی مال ودولت کا لالچ نہ رہے)

وہ ہم میں سے نہیں۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ جو شخص قرآن پاک کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

اللہ رب العزت نے حضرت والا قدس سرہٗ کو ابتداء ہی سے قرآن پاک کو صحت اور عمدگی اور خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کا خاص ذوق عطا فرمایا تھا، حسن اتفاق کہ اس زمانہ میں سہارنپور کی جامع مسجد میں اپنے زمانہ کی مایۂ ناز شخصیت شیخ القراء حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ کے بڑے بھائی شیخ القراء حضرت المقری عبدالخالق صاحبؒ امام وخطیب تھے، جو فن تجوید وقرأت میں بہت مشہور تھے، حضرت والا قدس سرہٗ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور باوجودیکہ حضرت والا قدس سرہٗ کا کوئی وقت خالی نہیں تھا، تمام وقت بھرا ہوا تھا، اور جامع مسجد مدرسہ سے قدرے فاصلہ پر ہے، مگر قرآن پاک کے ساتھ بے انتہا شغف وتعلق کی بناء پر استفادہ کی شکل نکال ہی لی، کہ حضرت والاؒ نماز فجر سے قبل جامع مسجد پہنچ جاتے، نماز فجر جامع مسجد میں ادا فرماتے، اور نماز فجر کے بعد حضرت قاری صاحبؒ سے تجوید وقرأت کی تعلیم حاصل کرتے، حضرت قاری صاحبؒ نے بھی حضرت والاؒ کے ذوق وشوق کی بنا پر خاص توجہ وعنایت کا معاملہ فرمایا، اُدھر فطری ذوق وشوق ادھر استاذ کی خاص توجہ وعنایت نے اپنا رنگ دکھایا اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو فن تجوید وقرأت میں خاص کمال، بلکہ ملکہ حاصل ہوگیا، بلکہ قرآن پاک کی اسی طرح قرأت وتلاوت جس طرح وہ نازل کیا گیا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج پر اس طرح چھا گئی، کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بن گئی، اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حسن قرأت کا روح پرور انداز ایسا لطف اندوز ہوتا تھا، کہ سامعین پر بے خودی کی حالت طاری ہوجاتی اور جی چاہتا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ پڑھتے رہیں، اور ہم سنتے رہیں، بعض جلسوں میں جہاں

حضرت والا قدس سرہٗ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوتی بعض حضرات صرف حضرت والاؒ کی روح پرور قرأت اور والہانہ انداز میں اشعار سننے کیلئے ہی دور دراز سے شرکت فرمایا کرتے، اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو حسن صوت (لحن داؤدی) کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت قاری ابوالحسن صاحب زیدمجدہم کا بیان

حضرت قاری ابوالحسن صاحب زیدمجدہم سابق صدر القراء دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں، راقم الحروف کو اپنی کم عمری ہی سے مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ کے جلسۂ سالانہ کے ذریعہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حسن قرأت سے استفادہ کا موقع ملتا رہا ہے، بلکہ مدرسہ ہذا کے جلسہ سالانہ میں حاضری کا ایک بڑا داعیہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن کریم کی آیات سننے اور آپ کے روح پرور انداز میں اشعار پڑھنے سے قلب و دماغ کو سال بھر اس جلسہ کا انتظار رہتا تھا، کم عمری کے باعث وعظ کے مشتملات سمجھ میں تو کم آتے لیکن آپ کی صدائے دلنواز اور کیف آور انداز سے خوب محظوظ ہونے کا موقع ملتا حضرت والا قدس سرہٗ سے اسی زمانہ سے عقیدت پیدا ہوگئی تھی، اور ۱۳۷۹ھ سے باقاعدہ قریب سے دید وشنید کے مواقع ملتے رہے، حضرت والا ہمارے گاؤں، جگدیش پور میں بھی تشریف لائے، وعظ فرمایا اس وقت احقر حفظ قرآن کریم کر رہا تھا، قرآن کریم کو کما حقہ کامل عظمت ومحبت کے ساتھ تلاوت مع التجوید کے حضرت والا ایک محرک اعظم بن گئے، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کی صفت ہے، اس کی ذات سے نکلا ہوا ہے، اس کا حق اور اس کی عظمت کا تقاضہ یہی ہے۔ انتہی (حسن المحاضرات)

اساتذہ دورہ حدیث شریف

دورہ حدیث شریف کی کتابیں حضرت والاؒ نے مندرجہ ذیل حضرات اساتذہ کرام سے پڑھیں۔

بخاری شریف جلد اوّل اور ابو داؤد شریف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے پڑھی۔

بخاری شریف جلد دوم حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب قدس سرہٗ ناظم مظاہر علوم سے۔

مسلم شریف، نسائی شریف، حضرت مولانا منظور احمد خاں صاحب قدس سرہٗ سے۔

ترمذی شریف اور طحاوی شریف، حضرت مولانا عبد الرحمن کامل پوریؒ صدر المدرسین مظاہر علوم سے۔

دورہ حدیث شریف دو سال میں

دورہ حدیث شریف کے سال حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ علیل ہو گئے، جس کی وجہ سے دورۂ حدیث شریف کی دو سال میں تکمیل فرمائی، حالانکہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ تمام ساتھیوں میں ممتاز تھے، اور ششماہی امتحان میں مستحق انعام قرار پائے تھے، لیکن اس کے باوجود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے سال پھر باقاعدہ دورہ حدیث شریف میں داخلہ لیکر تکمیل فرمائی۔

مخصوص رفقاء درس

حضرت والا قدس سرہٗ کے مخصوص رفقائے درس میں حضرت جی، داعی کبیر،

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہٗ امیر تبلیغ اور حضرت جی ثالث حضرت اقدس مولانا انعام الحسن صاحب قدس سرہٗ امیر تبلیغ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

خصوصی انعام

پہلے سال ۱۳۵۵ھ میں جبکہ حضرت والا قدس سرہٗ کے، رفقائے درس میں شیخین حضرت مولانا محمد یوسف صاحب قدس سرہٗ اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ بھی شامل تھے، شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ نے امتحان ششماہی کے موقع پر اعلان فرمایا کہ تمام جماعت میں جو اول نمبر پاس آئے گا، اس کو ”بذل المجہود“ کا پورا سیٹ دونگا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اتنے ممتاز ساتھیوں میں اس عظیم انعام کے مستحق حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ ہی قرار پائے (روداد مظاہر ۵۵-۵۶ھ) ” ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ “

دورہ حدیث شریف کا دوسرا سال

۱۳۵۵ھ میں دورہ حدیث کے سال، امتحان ششماہی میں حضرت والا قدس سرہٗ تمام ساتھیوں میں اول نمبر سے پاس ہوئے اور عظیم انعام کے مستحق ہوئے، مگر سال کے اخیر میں علیل ہو گئے، اور شدت علالت کی بنا پر امتحان سالانہ میں بعض کتابوں کے امتحان میں شرکت نہ فرما سکے، جسکی وجہ سے پھر آئندہ سال ۱۳۵۶ھ میں دوبارہ دورۂ حدیث میں داخلہ لیکر تکمیل فرمائی اور امسال بھی تمام ساتھیوں میں اوّل نمبر سے کامیاب ہوئے، اور ۹ رکتابوں کا بیش قیمت مجموعہ انعام میں حاصل فرمایا۔

سند حدیث حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

شجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء۔

مرکز الاسانید الشاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم العمری الدھلوی

مرجع الاسانید الشاہ عبد العزیز بن الشاہ ولی اللہ احمد العمری الدھلوی۔

مولانا رشید الدین خاں الدہلوی — مجمع الاسانید الشاہ محمد اسحاق ابن بنت الشاہ عبد العزیز الدہلوی — الشاہ ابو سعید سعید الدہلویؒ

استاذ الاساتذہ مولانا مملوک علی النانوتویؒ

مولانا محمد مظہر الدین نانوتویؒ — الشیخ مولانا احمد علی المحدث سہارنپور — مولانا عبد القیوم البدھانویؒ — الشاہ عبد الغنی مجددی الدہلوی المہاجر المدنی

مولانا خلیل احمد الانصاری السہارنپوری المہاجر المدنی — مولانا عنایت الٰہی السہارنپوری — مولانا خلیل احمد الانصاری السہارنپوری المہاجر مدنی — سید الطائفہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ — مولانا یحییٰ الکاندھلوی

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا الکاندھلوی المہاجر المدنی صاحب اوجز المسالک

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

یہ سب اسناد منتہیٰ ہوتی ہیں، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ پر اور حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کی سند حدیث مصنف کتاب تک، رسالہ شفاء العلیل اور مصفّٰی، مسوّٰی، شرح موطا اور ترمذی شریف کے شروع میں موجود ہے اور مصنف کتاب سے حضرت نبی اکرم ﷺ تک ہر حدیث کے شروع میں موجود ہوتی ہے۔

دورہ حدیث شریف میں نمبرات امتحان سالانہ

دورہ حدیث شریف کے امتحان سالانہ کے حاصل کردہ نمبرات درج ذیل ہیں:

بخاری شریف ۲۱/مسلم شریف ۲۰/ترمذی شریف ۱۵½/ابوداؤد شریف ۱۷/

نسائی شریف ۱۹/طحاوی شریف ۱۶/شمائل ترمذی ۲۱/مؤطا امام محمد شریف ۱۵½

مؤطا امام مالک شریف ۱۵/ابن ماجہ شریف ۱۵/کل نمبرات ۱۷۵/ہیں۔

تنبیہ:۔ واضح ہوکہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں کل نمبرات ۲۰/ہوتے ہیں۔

آئندہ صفحہ پر سند الفراغ بیان کی جاتی ہے۔

{یہ صفحہ سند الفراغ کے عکس کے لئے ہے}

تکمیل فنون

دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد حضرت والا قدس سرہٗ نے مدرسہ مظاہر علوم میں داخلہ لیکر دو سال میں منقولات سے بڑھ کر معقولات کی اعلیٰ کتابیں پڑھیں اوران میں بھی امتیازی نمبرات سے کامیابی حاصل فرما کر گرانقدر کتابوں کے مجموعہ کے ساتھ پانچ روپے کا نقد انعام بھی حاصل فرمایا۔

چنانچہ تکمیل فنون کے پہلے سال ۱۳۵۷ھ میں مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔

بیضاوی شریف، رسم المفتی، ترمذی شریف، شمائل ترمذی شریف، مدارک، سراجی، پھر دوسرے سال ۱۳۵۸ھ میں مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں:۔

تصریح، اقلیدس، عروض المفتاح، حماسہ، خلاصۃ الحساب، شمس بازغہ، مسلم الثبوت، متنبی، صدرا، توضیح تلویح، شرح چغمینی، سبع شداد۔

تکمیل فنون کے سالوں میں بھی اول نمبر سے کامیابی اور وقیع انعام کا حصول حضرت والاؒ کی کمال فطانت و ذہانت اوراعلیٰ استعداد کا بین ثبوت ہے۔

کمال استعداد کی عظیم شہادت

کسی شخص کے بارے میں اسکے شاگرد اور فیض یافتہ حضرات اسکے کمال وخوبی کے معترف ہوں، یہ زیادہ کمال کی بات نہیں، اگرکسی کے بڑے اوراساتذہ حضرات اور باکمال حضرات کسی کے کمال اورخوبی کے مداح اورمعترف ہوں توبلاشبہ یہ واقعی خوبی وکمال کی پختہ دلیل ہوگی۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہردوئی قدس سرہٗ کا حال بھی ایسا ہی ہے، کہ انکے اساتذہ حضرات ان کے کمال استعداد اور کمال اخلاص اور تقویٰ وطہارت کے معترف اورمداح رہے ہیں، محدث جلیل حضرت علامہ ظفر احمد صاحب قدس سرہٗ شیخ الاسلام پاکستان کی ایک تحریر پیش کی

جاتی ہے، جس کی تصدیق وتوثیق حضرت والا قدس سرہٗ کے شیخ ومرشد حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی ؒ نے فرمائی ہے، جس سے بخوبی اندازہ ہوجائیگا، کہ حضرت ہر دوئی قدس سرہٗ کو یہ حضرات اکابر کس نظر سے دیکھتے تھے، اوران کے نزدیک انکا کیا مرتبہ تھا۔

کیا خوب کسی نے کہا ہے: ۔

عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند
بنما اہل نظر را گوہر خود را

حضرت علامہ ظفر احمد صاحب ؒ نے ۲۲/ذی قعدہ ۵۸ھ کو مدرسہ جامع العلوم کانپور کے مہتمم جناب لطیف الرحمن صاحب ؒ کو جو گرامی نامہ تحریر فرمایا ہے اس کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

اقتباس مکتوب گرامی علامہ ظفر احمد عثمانی قدس سرہٗ

ایک صاحب میری نظر میں ہیں جو بہت دیندار ہیں اور ذی استعداد ہیں مدرسین مدرسہ مظاہر علوم اور وہاں کے ناظم صاحب کو بھی جہاں تک میں نے سنا ہے، ان کی استعداد پر پورا وثوق ہے، اوران کا نام مولوی ابرار الحق سلمہٗ ہے، چند سطروں کے بعد آگے فرماتے ہیں، علوم شرعیہ درسیہ کی تحصیل بڑی محنت سے مظاہر العلوم میں کی ہے، اور بحمداللہ حافظ وقاری بھی ہیں، اور تحصیل علم کے ساتھ تدریس کا فرض منصبی بھی انجام دیتے رہے ہیں، طلبہ کو انکا طریقہ پسند ہے اور تقوی، طہارت، علم وعمل، میں اپنے ہم عصروں اور ہمسروں میں بہت ممتاز ہیں، میرے خیال میں اس دوسری جگہ کیلئے وہ زیادہ موزوں رہیں گے، اور صرف ۲۵/روپیہ ماہانہ تنخواہ پر بخوشی آ جائینگے، اگر آپ ان کو پسند کریں تو جلد از جلد جواب دیں، تاکہ ان سے گفتگو کر کے جلد بھیج دوں۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ نے ان الفاظ میں اسکی تصدیق وتوثیق فرمائی کہ:

احقر اشرف علی بھی تحریر بالا میں لفظ بہ لفظ متفق ہے۔ والسلام

نکاح اور درس وتدریس

نکاح

حضرت قدس سرہٗ کا نکاح آپ کے پیر ومرشد حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے مشورہ سے ڈاکٹر احمد شاہ کی صاحبزادی کے ساتھ ہوا، آپ کی اہلیہ محترمہ نے باوجود ایک جدید تعلیم یافتہ اور نہایت ہی متمول خاندان سے تعلق رکھنے اور اپنے والدین کی ایک ہی بیٹی ہونے کی حیثیت سے بہت ہی ناز ونعم کی عادی ہونے کے باوجود بھی اپنے آپ کو خالص دین دار اور ایک عالم ومصلح کے مزاج کے موافق بنایا اور رفاقت کا واقعی حق ادا فرمایا، آپ حضرت قدس سرہٗ کیلئے ایک صالحہ وقانتہ رفیقہ حیات ہی نہیں وفادار خدمت گزار عقیدت کیش بھی تھیں، انکے معمولات زندگی ایک ولی کامل کا نمونہ ہیں، عورتوں میں اسکی نظیریں اقل قلیل ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی اور ہمت وصبر نصیب فرمائے، اور ان کا سایہ دراز فرمائے، آمین۔

درس وتدریس (مظاہر علوم میں تقرری)

مظاہر علوم کے حضرات اکابر اپنے اس ہونہار فرزند جلیل اور اپنے مدرسہ کے نو فارغ التحصیل اور فیض یافتہ کے کمالِ استعداد، تقویٰ وطہارت، سلامتی مزاج وغیرہ اوصاف سے بخوبی واقف تھے، اسلئے ارباب مظاہر علوم نے باہمی مشورہ سے ۱۳۵۸ھ میں تکمیل فنون سے فراغت کے بعد حضرت والا قدس سرہٗ کا مدرسہ مظاہر علوم میں معین مدرس کے عہدہ پر تقرر فرمالیا۔

اور حضرت والاؒ نے دوسال تک بحسن وخوبی فرائضِ تدریس انجام دیئے، جس سے طلبہ اور ارباب مدرسہ بہت مطمئن اور خوش رہے۔

کسی شخص کے کمالِ استعداد کی اس سے بڑھ کراور کیا دلیل ہوسکتی ہے، کہ اس کو بعدفراغت اس کی مادرعلمی اورمظاہرعلوم جیسی عظیم درسگاہ میں خود اس کے اساتذہ تقرر فرما کرخدمت تدریس کاموقع دیں۔

جامع العلوم کانپور میں تقرر

کانپور، ہندوستان، کابڑاخوش قسمت صنعتی شہر ہے جس کوحکیم الامت مجددالملت جیسی جامع المنقول والمعقول نادرروزگار،علمی شخصیت کی خدمات حاصل رہی ہیں، حضرت والا تھانوی ؒ ان ۱۳۰۱ھ میں اہل کانپور کی درخواست پر مدرسہ ''فیض عام'' کانپور میں صدارت کے منصب پرفائز ہوئے، لیکن کچھ عرصہ کے بعد جناب عبدالرحمن خان صاحب اورحاجی کفایت اللہ صاحب ؒ کے اصرار پر''محلہ پٹکاپور'' میں حضرت تھانوی ؒ نے درس دیناشروع کیا یہ ایک نیامدرسہ تھاجہاں منقولات اور معقولات کی تعلیم شروع ہوئی، نیز جامع مسجد، کی مناسبت سے حضرت تھانوی ؒ نے مدرسہ کانام'' جامع العلوم'' رکھا حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے یہاں تقریباً چودہ سال تک درس وتدریس اوراصلاحی خدمات میں اپناوقت صرف فرمایا ۱۳۱۵ھ میں آپ کانپور سے واپس اپنے وطن تھانہ بھون تشریف لاکر''خانقاہ امدادیہ'' کوآبادکیا۔

حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے زمانہ میں جامع العلوم کانپور ایک مرکزی حیثیت اختیار کرگیاتھا، اور پورے شہر بلکہ شہر کے اطراف قرب وجواراوردور درازتک علاقوں میں حضرت تھانوی ؒ کافیض پھیلا ہواتھامگرحضرت اقدس تھانوی ؒ کے وہاں سے تشریف لانے کے بعدمدرسہ تنزلی کاشکار ہوگیا، حضرت تھانوی ؒ کواس مدرسہ کابڑا فکرتھا، ارباب مدرسہ بھی فکرمند تھے، کہ کوئی اچھی شخصیت جووہاں کیلئے موزوں ہوملجائے، ارباب مدرسہ نے اپنی اس ضرورت کااظہارحضرت تھانوی ؒ سے کیا، حضرت تھانوی ؒ نے

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کو وہاں کے لئے مناسب خیال فرمایا، اور حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی علیہ الرحمہ نے مہتمم مدرسہ کے نام حضرت تھانویؒ کے مشورہ اور حکم سے گرامی نامہ تحریر فرمایا، جس کی حضرت تھانوی نے پوری پوری تصدیق فرما کر تصدیقی دستخط ثبت فرمائے گرامی نامہ اوپر گزر چکا۔

چنانچہ حضرت تھانویؒ حسب خواہش ارباب جامع العلوم حضرت ہردوئی، کا جامع العلوم کانپور میں تقرر فرمایا، اور حضرت ہردوئی اپنے شیخ ومرشد حضرت تھانویؒ کے حسب ایماء ومشورہ مظاہر علوم سے جامع العلوم کانپور تشریف لے گئے، اور تقریباً دو سال جامع العلوم میں بحسن وخوبی تدریسی خدمات انجام دیں۔

فتح پور ہنسوہ میں قیام

فتح پور ہنسوہ کے ذمہ داران کا تعلق حضرت تھانویؒ سے تھا، وہاں ایک ماہر استاد ومربی کی سخت ضرورت پیش آئی، انہوں نے حضرت تھانویؒ سے درخواست کی کہ حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کو وہاں بھیج دیا جائے، حضرت تھانویؒ نے ان کی ضرورت کی اہمیت کے پیش نظر وہاں جانے کا مشورہ دیا، اور حضرت ہردوئیؒ اپنے شیخ ومرشد کے حسب ایماء جامع العلوم کانپور سے فتح پور ہنسوہ، تشریف لے گئے، اور وہاں مدرسہ اسلامیہ میں تدریس وتربیت کے فرائض بحسن وخوبی انجام دئے، اور یہاں بھی تقریباً دو سال ہی قیام رہا۔

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

اشرف المدارس ہردوئی کا قیام

کسی مدرسہ کی ملازمت اور مدارس میں ماتحت رہ کر کوئی شخص آزادی کے ساتھ خاطرخواہ اپنی صلاحیتوں کا استعمال نہیں کرسکتا، یہی وجہ تھی کہ حضرت والا تھانویؒ نے چودہ سال (از ۱۳۰۱ھ سے ۱۳۱۵ھ تک) مدرسہ جامع العلوم کانپور سے منسلک رہ کر تعلیمی وتدریسی خدمات کے بعد خودکو آزاد کرلیا اور ''خانقاہ امدادیہ'' تھانہ بھون کو اپنی خدمات کا مرکز بنایا، اور وہاں رہ کر وہ خدمات انجام دیں جس کی مثال ملنا مشکل ہے، اسی طرح مصالح اور ضرورت کے تحت حضرت تھانویؒ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو مدرسہ کے قیام کا حکم فرمایا، چنانچہ حضرت والا ہردوئی نے اپنے شیخ اور مرشد کے حکم کے مطابق اپنے وطن ہردوئی میں حضرت تھانویؒ کے نام سے ''اشرف المدارس'' ماہ شوال ۱۳۶۲ھ'' میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، جس مدرسہ سے آج ہردوئی جیسے کفرستان اور ظلمت کدہ میں علم وتعلیم اور تزکیہ وتربیت کی ایسی شمع روشن ہوئی، جس کی روشنی سے آج نہ صرف ہندوستان اور ایشیاء بلکہ افریقہ اور یورپ کے شائقین حضرات کے قلب ودماغ منور ہورہے ہیں۔

مدارس میں بالعموم صحت کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم، بچوں کی دینی تربیت واخلاق وعادات کی اصلاح ودرستگی میں توجہ کی کمی ہے، جس کے نتیجہ میں عمل بالدین جو مدارس کے قیام کی روح ہے، اس میں ضعف آرہا ہے، ان حالات میں ایسے مدرسہ کی ضرورت تھی، کہ جس میں صحت کیساتھ قرآن پاک کی معیاری تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا بھی بطور خاص اہتمام ہو، دیگر اداروں کے کارکنان بھی حضرت والا دامت برکاتہم کے طرز اور نہج کے زریں فوائد کھلی آنکھوں دیکھ کر اپنے زیر انتظام مدارس اور مکاتب کو اسی روش پر چلانے کی سعی کرنے لگے ہیں، اور ''مدرسہ اشرف المدارس'' آج پورے ایشیاء

بلکہ اس سے باہر غیر ممالک میں بھی ایک معیار بن چکا ہے۔

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی، صرف ایک مدرسہ نہیں بلکہ ایک تحریک ہے، جس کے ذریعہ اصلاح وتربیت کا مختلف النوع طریقہ پر خدمات کا عظیم کارنامہ انجام دیا جارہا ہے، جس کا فیض ہندوستان سے باہر ملکوں میں بھی پھیل رہا ہے۔

حضرت والا قدس سرہٗ کافی عرصہ تک ابتدائی سے لیکر وسطیٰ تک کی کتابیں بذات خود پڑھاتے رہے، اور آخر تک مدرسہ کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو وقف رکھا، اور معذوری کے باوجود ہر ہر شعبہ کی نگرانی فرماتے رہے، صبح ناشتہ کے بعد جب مدرسہ شروع ہوتا ذوق وشوق کے ساتھ دعا وترانہ میں شرکت فرماتے، اور اساتذہ وطلباء کو قیمتی نصیحتوں سے نوازتے درسگاہوں میں پہنچتے، دارالطلبہ میں جاتے، مطبخ کا معائنہ فرماتے بیت الخلاء غسل خانوں تک کو جا کر دیکھتے۔

انتقال کے روز بھی مدرسہ کے ایک ایک شعبہ میں تشریف لے گئے، اور ہر ایک جگہ کا معائنہ فرمایا، اور مناسب ہدایات سے نوازا۔

کیفیت مدرسہ

حضرت والا قدس سرہٗ نے یہ مدرسہ حضرت تھانویؒ کے ذوق ومسلک کے مطابق قائم فرمایا، اور اسی نہج پر اخیر تک باقی رکھا، خود اپنے ذاتی مکان کے احاطہ میں مدرسہ قائم کیا، حسب ضرورت تعمیرات کا اضافہ کیا گیا، مگر انتہائی سادہ طریقہ پر اور بقدر ضرورت، اور پھر مدرسہ کے لئے نہ کوئی سفیر اور نہ کوئی محصل چندہ، نہ کوئی اعلان، نہ اپیل نہ کوئی اشتہار، نہ کسی چندہ دینے والے کو رسید دینے کا التزام، نہ کسی مخصوص جماعت ہی کا اہتمام، جن جماعتوں کے بچے ہوئے ان کا انتظام کر دیا گیا، کسی سال کسی جماعت کے بچے نہ ہوئے اور جماعت

نہ بن سکی، کوئی پروا نہیں ہوئی، کہ کوئی کیا کہے گا، امسال فلاں جماعت نہیں جتنے طلباء ہوتے ان کی سہولیات کا پورا انتظام، کھانے، ناشتہ کا معقول انتظام کیا جاتا۔

طلباء کی تیمارداری اور معالجہ

طلباء کیلئے، دوادارو اور معالجہ کا بہترین انتظام کیا جاتا، بیمار طلبہ کیلئے مستقل ایک کمرہ کا، دارالشفا، یا دارالمرضیٰ، کے نام سے انتظام تھا تاکہ بیمار طلبا کی پوری دیکھ بھال کی جاسکے، اوران کی عیادت نیز معالجہ کا معقول بندوبست ہوتا، ڈاکٹر کو دکھایا جاتا یا بلایا جاتا، اور بہترین علاج کرایا جاتا، پرہیز کا معقول انتظام ہوتا، اور بیمار طالب علم کی پوری دلجوئی کی جاتی، خود حضرت والاقدس سرہٗ بار بار عیادت کے لئے تشریف لاتے، جس کی وجہ سے اساتذہ کرام اور طلباء بھی عیادت کیلئے بار بار حاضری دیتے، عیادت کے فضائل بیان کئے جاتے، تاکہ زیادہ سے زیادہ عیادت کا اہتمام کیا جائے، اس طرح عیادت کی سنت پر بھی عمل ہو جاتا، اور بیمار طلباء کی دلداری بھی ہو جاتی کہ شاید ان کے گھر پر بھی ایسا علاج اور ایسی تیمارداری و دلداری نہ ہو پاتی۔

مستطیع طلباء سے ان کے مصارف بھی وصول کئے جاتے تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت انتہائی شفقت کے ساتھ کی جاتی، بچے اس شفقت کے سامنے اپنے والدین کی شفقت کو بھول جاتے۔

گرم پانی کا انتظام

سردی کے زمانہ میں چوبیس گھنٹہ گرم پانی کا انتظام رہتا، اور یہ انتظام اساتذہ، طلباء سب کے لئے ہوتا، سردی کے زمانہ میں کوئی وقت بھی ایسا نہ ہوتا کہ اس وقت گرم پانی کا انتظام نہیں ہے، اور طلباء کو ادنیٰ درجہ کی بھی تکلیف ہو، یہ گوارا نہیں تھا۔

جنریٹر کا انتظام

طلباء کی سہولت کی وجہ سے ہی مدرسہ میں جنریٹر کا معقول انتظام کیا گیا تھا، اور ایک جنریٹر کے بجائے، دو-دو جنریٹر کا انتظام رہتا کہ خدانہ خواستہ ایک خراب ہوجائے تو دوسرا موجود رہے، بروقت اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جنریٹر چلانے کے لئے مستقل ایک ملازم رکھا گیا، جس کی رہائش کا انتظام جنریٹر روم کے متصل کیا گیا، تاکہ جنریٹر چلانے میں معمولی تاخیر بھی نہ ہو، بجلی کسی وقت بھی غائب ہو، دن میں یارات میں فوراً جنریٹر چلا دیا جاتا ہے، تاکہ اساتذہ، طلبا کو بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ادنی درجہ کی بھی تکلیف نہ ہو۔

دارالطلبہ میں بجلی کا معقول انتظام

مدارس میں عموماً درسگاہوں میں بجلی کا اہتمام رہتا ہے، دارالطلبہ کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوتی، اور اگر بجلی کا انتظام ہوا بھی جنریٹر کی روشنی کا دارالطلبہ میں عموماً اہتمام نہیں کیا جاتا، مگر حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں دارالطلبہ میں روشنی کا خاص اہتمام تھا، کہ جنریٹر کی روشنی جس طرح مسجد و درسگاہوں میں پہنچتی اسی طرح دارالطلبہ میں بھی یہ سہولت برابر میسر تھی۔

دارالطلبہ میں کولر کا انتظام

درالطلبہ میں پنکھوں کیساتھ ساتھ کولروں کا بھی انتظام کیا گیا تھا، اور یہ سہولت تمام طلباء کے لئے میسر تھی۔

غیر ملکی طلباء کیلئے انتظام

غیر ملکی طلباء چونکہ انکے ملکوں میں آسائش وسہولیات کا پورا انتظام ہوتا ہے، اور وہ حضرات اسی کے عادی ہوتے ہیں، اس لئے غیر ملکی طلباء کے لئے خاص ان کے مناسب سہولیات کا انتظام کیا جاتا ہے مگر یہ سب سادگی کیساتھ ہوتا تاکہ طلباء کسی درجہ میں مجاہدہ کے عادی رہیں۔

ٹھنڈے پانی کا انتظام

گرمی کے زمانہ میں ٹھنڈے پانی کا بھی معقول انتظام رہتا، اس کیلئے ٹھنڈے پانی کی مشینوں کا انتظام کیا گیا تھا، جن میں چوبیس گھنٹے ٹھنڈے پانی کی سہولت میسر رہتی اور مشینیں اس طرح رکھی گئی تھیں کہ دارالطلبہ میں رہنے والے اور درسگاہوں میں پڑھنے والے برابر بسہولت ٹھنڈا پانی استعمال کر سکیں۔

دیگر مدارس میں کوشش

حضرت والا قدس سرہٗ کو یہ فکر تھی کہ دیگر تمام مدارس میں بھی طلباء کے لئے یہ سب سہولیات میسر ہوں تاکہ طلباء عزیز، مہمانان کرام رسول اللہ ﷺ سہولت کیساتھ تحصیل علم میں مشغول رہیں، چنانچہ بعض ارباب مدارس کو اس کی طرف توجہ بھی دلائی۔

ارباب دارالعلوم ومظاہر علوم سے مکاتبت

حضرت والا قدس سرہٗ کو بتایا گیا کہ بعض بڑے مدارس میں موسم سرما میں دارالطلبہ میں گرم پانی کا معقول انتظام نہیں رہتا جس سے طلباء کو تکلیف ہوتی ہے، کسی کو

غسل کی حاجت ہوتی ہے، تو سخت پریشانی ہوتی ہے، بعض طلباء کی اس مجبوری کی وجہ سے نماز فجر نکل جاتی ہے، حضرت والا قدس سرہٗ اس خبر کو سنکر بے چین ہو گئے، اور فوراً ذمہ داران دارالعلوم ومظاہرعلوم کو خطوط روانہ فرمائے، اور جواب کیلئے ٹکٹ لگا ہوا، لفافہ ساتھ میں رکھا تاکہ جواب جلد آسکے۔

حضرت مولانا محمد سلمان صاحب مدظلہٗ ناظم مظاہرعلوم کے نام جو مکتوب گرامی ارسال فرمایا، اس کو نقل کیا جاتا ہے۔

مکتوب گرامی حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ

بنام حضرت مولانا محمد سلمان صاحب زیدمجدہم ناظم مظاہرعلوم

مکرمی جناب ناظم صاحب مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور زید لطفہ السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعض ثقہ حضرات سے یہ اطلاع ملی ہے کہ موسم سرما میں آپ کے یہاں مسجد میں تو گرم پانی کا انتظام رہتا ہے، لیکن مدرسہ کے دارالاقامہ میں طلبائے کرام کے لئے نہیں رہتا۔

اس اطلاع کی کیا حقیقت ہے، مطلع فرمائیں، جزاك اللہ تعالیٰ جواب کے لئے لفافہ رجسٹری مرسل ہے۔ والسلام

ابرارالحق

۱۶؍صفر المظفر ۱۴۲۶ھ ۲۷؍مارچ ۲۰۰۵ء یوم یکشنبہ

اس کے جواب میں حضرت مولانا محمد سلمان صاحب زیدمجدہم نے اپنے گرامی نامہ میں پوری تفصیل بیان فرمائی، ملاحظہ فرمائیں:۔

مکتوب گرامی حضرت مولانا سلمان صاحب زید مجدہم

بنام حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ

۲۲؍صفر ۱۴۲۶ھ باسمہٖ سبحانہ تعالیٰ

مخدوم مکرم ومحترم حضرت اقدس دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ............امید ہے کہ حضرت والا کے مزاج گرامی بخیر ہوں گے، حق تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ تادیر حضرت والا کا سایہ ہم خدام کے سروں پر قائم رکھے، اور فیوض سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، حضرت والاؒ کا گرامی نامہ موصول ہوا جو روایت حضرت والا کو پہنچی کہ موسم سرما میں مسجد میں تو گرم پانی کا انتظام رہتا ہے لیکن دارالاقامہ میں طلباء کے لئے نہیں ہوتا، یہ روایت واقعہ کے مطابق ہے، قدیم زمانہ سے اکابر کے یہاں بھی یہی معمول چلا آرہا ہے کہ مسجد میں جو پانی گرم ہوتا ہے، طلبہ اسکو استعمال کرتے ہیں، ان کیلئے علیحدہ سے گرم پانی کا نظم نہیں ہے، احاطہ کی مسجد مدرسہ کی ضروریات میں سے ہے اور اس کی علیحدہ سے کوئی آمدنی نہیں ہے، بلکہ مدرسہ کے سالانہ بجٹ میں جیسے دیگر مصارف کے مدات ہیں مسجد کا ایک مستقل مد ہے، اور مسجد کے جملہ مصارف مدرسہ کے بجٹ سے ادا کئے جاتے ہیں، موسم سرما میں نمازوں کے اوقات کے علاوہ بھی دیگر محدود اوقات میں گرم پانی کا نظم ہوتا ہے، اور طلبہ کے غسل وغیرہ کے لئے نظم رہتا ہے، احاطہ دارقدیم اور مسجد کلثومیہ کا بھی یہی قدیم نظم ہے، اسی طرح احاطہ دارجدید میں بھی نظم ہے، باقی الحمد للہ تعالیٰ مدرسہ میں خیریت ہے ہم سب دعاؤں کے محتاج ہیں، اور حضرت والا کی صحت وعافیت کیلئے دعاؤں کا اہتمام ہوتا ہے۔ فقط والسلام

محمد سلمان

(مہر) ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹؍صفر ۱۴۲۶ھ

اس کے جواب میں حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ نے حضرت مولانا محمد سلمان صاحب زید مجدہم کو گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں گرم پانی اور جنریٹر سے متعلق مزید تفصیل طلب فرمائی۔ حضرت والا قدس سرہٗ کا گرامی نامہ ملاحظہ ہو:۔

مکتوب گرامی حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ

بنام حضرت مولانا محمد سلمان صاحب زید مجدہم

مکرمی جناب مولوی محمد سلمان صاحب مدظلہٗ العالی ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ میں طلباء کرام کے لئے گرم پانی کے سلسلہ میں آپ کی جوابی تحریر

مورخہ ۲۲رصفر ۲۶ھ جو یہاں ۲۴رصفر ۲۶ھ کو آ گئی تھی۔

وقتی وفوری امور کی مشغولی نیز مہمانوں کا ہجوم اور ناسازی طبع پھر یہ کہ ابھی موسم سرما دور ہے، ان وجوہ سے جواب نہیں لکھا گیا۔

(۱)......مطلع کیجئے کہ مدرسہ کے کتنے حلقہ ہیں اور کس قدر طلباء کرام ان میں رہتے ہیں۔

(۲)......فی الحال جو نظام آپ نے گرم پانی کا تحریر کیا ہے، وہ تمام طلباء کے لئے کفایت کرتا ہے یا کہ نہیں؟

(۳)......مدرسہ میں کتنے جنریٹر ہیں، اور کس کس قدر طاقت کے؟

(۴)......مدرسہ کی برقی ضروریات ان سے پوری ہو جاتی ہیں یا نہیں؟

جواب کے لئے رجسٹرڈ لفافہ مرسل ہے۔ والسلام ابرارالحق

اسی طرح دیگر ارباب مدارس کے نام بھی خطوط روانہ فرمائے، اختصار کی وجہ سے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

تربیت طلباء کا خاص اہتمام

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں حضرت والا قدس سرہٗ نے تعلیم کے ساتھ ساتھ طلباء کرام کی تربیت کا خاص اہتمام فرمایا تھا، اور اس کے لئے ایسے جامع اصول تجویز فرمائے تھے، کہ تربیت خود بخود ہو کر رہتی تھی۔

اولاً تو طلباء کے لئے چوبیس گھنٹہ کے معمولات اس طرح مقرر کئے جاتے تھے کہ طلباء کا پورا وقت اس میں مشغول ہو جاتا تھا کسی طالب علم کو اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ جس میں خرافات کی سوچ سکے، اور معمولات میں بھی تربیت کا خاص خیال رکھا گیا تھا تمام معمولات تجویز فرما کر اسکا نقشہ بنا کر آویزاں کر دیا جاتا تھا، اور طلباء کو ہدایت کر دی جاتی تھی اس نقشہ کے مطابق اپنے اوقات عزیز کو گزاریں۔

معمولات ملاحظہ ہوں:۔

معمولات یومیہ طلباء کرام

بعد فجر (۱)......شرکت معمول مسجد۔

(۲)......روزانہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینا۔

(۳)......تفریح بطور مشی وخبب۔

(۴)......مسجد سے نکلنے پر سلام وسنن کی مراعاۃ رکھنا۔

(۵)......تلاوت بعدہٗ صلوٰۃ اشراق۔

(۶)......بعدہ ناشتہ۔

(۷)......مشغولی تعلیم بمدرسہ حسب نظام۔

(۸)......ختم تعلیم پر طعام۔

(۹)...... بعدہٗ استراحت و مشغولی مطالعہ۔

(۱۰)......تیاری نماز ظہر بعد اذان۔

(۱۱)......شرکت ختم خواجگان برائے کبار حسب تجویز ناظم صاحب۔

(۱۲)......مشغولی تعلیم بمدرسہ۔

(۱۳)......تیاری نماز عصر بعد اذان۔

(۱۴)......بعد عصر شرکت معمول مسجد۔

(۱۵)...... بعدہٗ تفریح و تکمیل ضروریات۔

(۱۶)......نماز عصر کے ۵ ؍منٹ بعد حاضری در مجلس مذاکرہ تا اذان مغرب۔

(۱۷)...... بعد مغرب اوّابین۔

(۱۸)......مشغولی تعلیم تقریباً ایک گھنٹہ۔

(۱۹)......طعام کی تیاری و فراغت۔

(۲۰)......تیاری نماز عشاء بعد اذان۔

(۲۱)...... بعد عشاء سنن قیام لیل۔

(۲۲)......مشغولی تعلیم تقریباً ۴۵ ؍تا ۶۰ ؍منٹ مع تذکرۂ سنن نوم۔

(۲۳)......تیاری نوم۔

(۲۴)......قبل اذان فجر بیداری حسب نظام مجوزہ۔

ابرارالحق

ناظم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی صاف شدہ ۴ ؍ربیع الاول ۱۴۲۵ھ

۲۵ ؍اپریل ۲۰۰۴ء یوم یکشنبہ

معمولات یومیہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ طلباء کرام کا تمام وقت کس طرح مشغول کیا گیا ہے اور تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا کس طرح خیال رکھا گیا ہے، کہ اس کے مطابق عمل کرنے سے طالب علم، طالب علمی ہی کے زمانہ سے سنن وآداب اور مستحبات نیز اشراق واوابین، قیام لیل (نماز تہجد) اور ہمہ وقت کی سنتوں کا عادی ہوجائیگا، اور زمانۂ طالب علمی ہی میں انضباط اوقات کی عادت ہوجائیگی تحصیل کمال کے لئے جس کی اہمیت ظاہر ہے۔

ہدایات برائے طلباء کرام

مدرسہ میں دارالاقامہ میں جو طلباء مقیم رہتے ہیں، انکے لئے پانچ منٹ قبل مسجد پہنچنا ضروری ہوتا ہے، اور ہر ہر حجرہ میں امیر حجرہ اور نائب امیر حجرہ مقرر ہوتے ہیں۔

امیر حجرہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ حجرہ میں مقیم تمام طلباء کی پوری نگرانی کرے، کسی طالب کی کوئی بات خلاف ضابطہ دیکھے تو حضرت ناظم صاحب زیدمجدہم کو اطلاع کرے۔

مسجد میں نماز سے پانچ منٹ قبل اپنے حجرہ کے طلباء کی حاضری لے جس سے غیر حاضر طلباء کا علم ہوجائے اور غیر حاضر طالب علم کی ذمہ داران کو اطلاع دے نیز تمام طلباء کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اور اپنے حجرہ کے دائیں بائیں صفائی کا پورا خیال رکھیں۔

اوقات مدرسہ کے اندر اپنے اپنے حجروں کی چابیاں دفتر میں جمع کرنا ضروری ہے۔

امیر حجرہ ان تمام امور کی نگرانی کرتا ہے۔ امیر حجرہ کے موجود نہ ہونے کی صورت میں (کہ وہ بیمار ہے یا رخصت پر ہے) نائب امیر حجرہ، امیر حجرہ کے فرائض انجام دیتا ہے، اس سلسلہ میں ہدایات کا پرچہ ہر حجرہ میں آویزاں کردیا جاتا ہے، اس کی نقل پیش کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ہدایات برائے طلبہ مقیمین دارالاقامہ

(۱)...... امیر حجرہ یانائب امیر حجرہ کو جماعت سے پانچ منٹ قبل مسجد پہنچنا چاہئے ایک ساتھ جمع ہو کر جائیں گے ہر نماز میں حاضری لیکر نگراں کو بتلائیں گے کون غیر حاضر ہے، نیز جگہ مقررہ پر بیٹھنا چاہئے۔

(۲)...... کاپی اور قلم مدرسہ کی طرف سے امیر کو دیا جاویگا، وہ نام وغیرہ حاضرین کا لکھے گا۔

(۳)...... اپنے کمرہ اور اس کے دائیں بائیں سامنے صفائی کا خیال رکھیں گے، باری سے صفائی کا نقشہ بھی بنا کر پیش کیا جاوے، جو نہ کرے کہنے پر یاد دھانی کی جاوے، پھر بھی نہ کرے نائب ناظم کو اطلاع کی جاوے، نائب امیر یا امیر حجرہ اطلاع کرے۔

(۴)...... اپنے اپنے کمروں کی کنجیاں سبھی طلباء کرام دیں گے ترانہ کی گھنٹی سے ۵ر منٹ قبل تک۔

محمد کلیم اللہ عفی عنہ

۳ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۱۳ر مئی ۲۰۰۵ء

معمولات مسجد

تقریباً ہر نماز کے بعد کچھ معمولات تجویز کئے گئے ہیں، اور تمام طلباء پر ان میں شرکت ضروری ہوتی ہے، ان معمولات میں شرکت کرنے سے ہی طلباء کرام کو بہت کچھ فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

ان معمولات میں، ایک مسئلہ کا بتلانا، نماز کی سورتوں کا ترجمہ یاد کرانا، نماز کی عملی مشق

ہے،تکرارسنن،تصحیح کلام پاک،تفسیر کلام پاک،تلاوت کلام پاک،ایک گناہ کبیرہ یاد کرانا۔

سیرت رسول اکرم ﷺ کا بیان جمعرات کے روز آداب گشت بیان کرنے کے بعد طلباء محلہ میں جا کر گشت بھی کرتے ہیں،اور مغرب بعد حسب تجویز کسی کا بیان بھی ہوتا ہے۔

مسجد کے معمولات کی تفصیل کے لئے ''معمولات مسجد'' کے پرچہ کی نقل پیش کی جاتی ہے۔ملاحظہ ہو:۔

معمولات مسجد حقی مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

بعد نماز فجر

(۱)......ایک مسئلہ بتلانا تعلیم الدین سے۔

(۲)......نماز کی سورتوں کا ترجمہ یاد کرانا ایک ایک لفظ۔

(۳)......عملی مشق نماز مع تکرار سنن۔

(۴)......تصحیح کلام پاک کا آسان طریقہ۔

(۵)......حفظ کا آسان طریقہ۔

(۶)......تفسیر کلام پانچ سات منٹ۔

(۷)......تلاوت کلام پاک ایک رکوع کسی تصحیح کنندہ یا طالب علم سے۔

(۸)......دعاء۔

(۹)......پاروں میں دیکھ کر تلاوت (کم از کم تین منٹ)

بعد نماز عصر

(۱)......تصحیح کا آسان طریقہ پچھلا سننا،اور اگلا،کہلوانا۔

(۲)...... ایک گناہ کبیرہ، پچھلا سنانا، اور آگے ایک بتلانا۔

(۳)...... ایک پچھلی سنت، کا سننا، اور اگلی کو بتلانا۔

بعد نماز عشاء

(۱)...... ۵-۷ منٹ سیرت پاک از اسوۂ رسول اکرم ﷺ بعدہٗ آیت کریمہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کا ورد ۱۱؍مرتبہ اور اوّل آخر درود شریف تین تین مرتبہ۔

یوم پنجشنبہ بعد نماز عصر

بعد از معمولات یومیہ، آداب گشت بعدہٗ گشت محلہ، بعد نماز مغرب بیان ۲۵؍تا ۴۵؍منٹ۔

یوم جمعہ کے معمولات کی دفتی الگ سے آویزاں ہے۔ ابرارالحق

صاف شدہ ۴؍ربیع الاول ۱۴۲۵ھ ۲۵؍اپریل ۲۰۰۴ء

معمولاتِ جمعہ

تمام ایام میں جمعہ کی خاص فضیلت حدیث پاک میں وارد ہوئی ہے، اور جمعہ کے دن کے خاص معمولات بھی حدیث پاک میں بیان فرمائے گئے ہیں، ان کی رعایت کرتے ہوئے، جمعہ کے روز کے معمولات تجویز کئے گئے ہیں، تاکہ تمام طلباء کرام بچپن سے ہی ان کے عادی ہوجائیں۔

یوم جمعہ کے معمولات کو الگ سے پرچہ پر لکھ کر آویزاں کیا گیا ہے، اسی کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

پرچہ کی نقل پیش کی جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:۔

معمولات یوم جمعہ مسجد حقی

(۱)......نماز فجر میں-معتدل موسم میں کبھی کبھی ناغہ کے ساتھ اکثر مسنون قرأت یعنی سورۂ الٓم سجدہ، وسورۂ دھر پڑھنا۔

(۲)......نماز فجر میں-اعمال ستہ جمعہ سنانا۔

(۳)......نماز فجر میں-نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کا ایک ایک لفظ کا ترجمہ

(۴)......// // -نماز کی عملی مشق،قیام،رکوع،سجدہ،تمام ارکان کی۔

نوٹ:۔اس کے بعد تمام طلباء بالائی مسجد سے چھوٹے طلبہ اور بڑے طلبہ اور تصحیح کنندگان اور مہمان حضرات برآمدۂ مسجد میں بیٹھ جاتے ہیں ۔

تصحیح قرآن پاک کا آسان طریقہ

(۱)......سورۃ الفاتحۃ، والناس سے ایک ایک لفظ کی درستگی۔

(۲)......حفظ کا آسان طریقہ،سورۂ یٰسٓ شریف،سورۂ واقعہ،سورۂ ملک میں سے ایک دو کلمہ یاد کرانا۔

(۳)...... پانچ منٹ تفسیر قرآن پاک۔

(۴)......طلبہ صغار میں سے کسی سے ایک رکوع کی تلاوت سننا۔

(۵)...... بعد تلاوت دعاء اسکے بعد طلبہ مدارس چلے جاتے ہیں، تصحیح کنندگان اور مہمان حضرات تقریباً تین منٹ پاروں میں دیکھ کر تلاوت کرتے ہیں ۔

نماز جمعہ

(۱)......اذان جمعہ کے فوراً بعد بیان تقریباً ۲۵ منٹ۔

(۲)...... بیان کے ختم پر ہر صف میں گشت برائے ضروریات مسجد تقریباً ۳۰ سکنڈ

(۳)...... عربی خطبہ سے پہلے تقریباً دس منٹ پہلے سنتوں کے لئے موقعہ۔

بروز جمعہ نماز عصر

(۱)...... جماعت سے ایک دومنٹ پہلے "درود شریف" کی حدیث سنانا۔

(۲)...... بعد نماز و دعاء، درود شریف کا ورد۔

(۳)...... معمولات یومیہ۔ ابرار الحق

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ ۱۶ اپریل ۲۰۰۴ء

بروز جمعہ بعد نماز عصر درود شریف

جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے قبل مندرجہ ذیل درود شریف کی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے، کہ اس کو اسی مرتبہ پڑھنے سے اسّی سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور اسّی برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے، درود شریف یہ ہے:۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا"

بروز جمعہ قبل المغرب اہتمام دعا

حدیث شریف میں آیا ہے، کہ جمعہ کے روز ساعت اجابت (مقبولیت کی گھڑی) ہوتی ہے، اس میں جو دعا کی جائے، قبول ہوتی ہے، اس میں حضرات ائمہ کرام کے اقوال مختلف ہیں چالیس سے زائد اقوال ہیں، لیکن زیادہ راجح یہ ہے کہ وہ گھڑی بعد عصر قبیل الغروب ہوتی ہے، حضرات مشائخ ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے رہے ہیں، حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ کے یہاں بھی مسجد حقی میں بطور خاص اس کا اہتمام ہوتا ہے، اساتذہ، طلبہ، مہمانان کرام، سب کو اس کی ترغیب دیجاتی ہے۔

معمولات طلبا یوم جمعہ

جمعہ کا روز چونکہ چھٹی کا ہوتا ہے، اس لئے طلباء کو جمعہ کے روز کھیل، کا موقع بھی دیا جاتا تھا، کہ جمعہ کے روز کے معمولات کی بھی پابندی ہو اور کھیل، کود کا موقع بھی ملجائے، اس کے لئے طلباء کرام کیلئے جمعہ کے روز کے معمولات کا پرچہ الگ سے آویزاں کیا جاتا تھا، اس کی نقل پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں :۔

معمولات طلبائے کرام یوم جمعہ

(۱)...... بعد فجر پڑھائی کی چھٹی کی گھنٹی کے بعد طلبہ اپنے حلقوں میں جاویں۔

(۲)...... حلقوں کی صفائی کریں اور سامان سلیقہ سے رکھیں۔

(۳)...... ناشتہ کی گھنٹی پر ناشتہ لینے کے لئے حسب ترتیب مجوزہ جاویں۔

(۴)...... ناشتہ کے بعد حسب نظام مجوزہ حلقہ وار کھیل سکتے ہیں۔

(۵)...... باری باری سے جمعہ کی تیاری میں مشغول رہیں۔

(۶)...... اذان اول سے نصف گھنٹہ قبل حلقہ بند کر کے مسجد پہنچیں۔

(۷)...... نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اپنے حلقوں میں آرام کریں تا اذان عصر۔

ابرارالحق

صاف شدہ ۸ / ربیع الاول ۱۴۲۶ھ ۱۸ / اپریل ۲۰۰۵ء

اصول صحیحہ کے مطابق کام کرنا

حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں حدود کی رعایت بہت تھی، احکام شرع کو موہوم مصلحتوں کیلئے نظر انداز نہیں فرماتے تھے، مثلاً بعد نماز عشا اعلان ہوتا تھا، کہ سنتوں اور نفلوں سے فراغت کے بعد پانچ دس منٹ سیرت پاک سنانے کا معمول ہے، جس کو زیادہ ضروری

کام نہ ہو شرکت فرمائے، اعلان کے الفاظ میں حدود کی کس درجہ رعایت کی گئی ہے۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی کی نماز میں خلل واقع ہو تو مسجد میں بلند آواز سے ذکر وتلاوت ممنوع ہے، حضرت کے یہاں مسجد میں اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو لاؤڈ اسپیکر بند کر دیا جاتا، ارشاد فرماتے، بس اتنا ہی تو ہوگا کہ دور والے نہیں سنیں گے، قریب والے سن لیں گے، نمازی کی نماز میں خلل تو نہیں ہوگا۔ (آئینہ مظاہر علوم)

ترانہ کا اہتمام

حضرت والا قدس سرہٗ کو ترانہ کا بہت اہتمام تھا، اس میں خود بھی اہتمام سے شرکت فرماتے، تمام اساتذہ وطلبہ کرام بھی شرکت فرماتے، باہر سے آنے والے مہمانوں کو بھی شرکت کی ترغیب دیتے۔

اولاً ترانہ پڑھا جاتا، جس میں حمد ومناجات کے اشعار بھی ہوتے، جس سے طلبہ کو حمد ومناجات کے اشعار بھی یاد ہو جاتے۔

پھر بعض بچوں سے ''ادعیۂ مسنونہ'' اور سنن نماز سنیں جاتیں، اس سے طلبہ کو ''ادعیۂ مسنونہ'' وسنن نماز کا شوق پیدا ہوتا، پھر حضرت والا قدس سرہٗ مختصر نصائح فرماتے، اور مجلس ترانہ ختم ہو کر سب اساتذہ وطلبہ اپنے اپنے درجات میں پہنچ جاتے۔

ترانہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا کہ ترانہ کے بعد سب اساتذہ وطلبہ صحیح وقت پر اپنی اپنی درسگاہوں میں حاضر ہو جاتے، ترانہ صبح وقت مدرسہ سے تقریباً آدھا گھنٹہ پہلے ہوتا تھا۔

بعد عصر مجلس

عصر بعد حضرت والا قدس سرہٗ کی مجلس ہوتی جس میں تمام حضرات اساتذہ کرام

وطلبہ کرام ومہمانان کرام شرکت فرماتے۔

مجلس میں کوئی کتاب مثلاً ''اشرف السوانح'' وغیرہ یااور کوئی اصلاحی کتاب پڑھ کرسنائی جاتی، اور حضرت والا قدس سرہٗ موقع بموقع بطور تشریح کچھ ارشاد فرماتے:۔

مجلس کے ختم پر کسی بچہ سے کوئی دعایا کوئی سنت وغیرہ سنتے، اس مجلس کا بھی بچوں کی تربیت میں خاص اثر ہوتا۔

بچوں کی خاص ترتیب

بچوں کی عمر کے اعتبار سے تقسیم کی جاتی، (۱) کبار (۲) متوسطین، (۳) صغار اسی اعتبار سے ان کی ترتیب قائم کی جاتی۔

مثلا رہائش میں بھی اسکا لحاظ ہوتا اور بچوں کی عمر کے اعتبار سے ہی ان کو جگہ دی جاتی، مثلاً ایک کمرہ میں کبار، ایک میں متوسطین، ایک میں صغار، کاانتظام ہوتا، اور ایک درجہ والوں کا دوسرے درجہ میں جانا، یاان سے ملنا جلنا جرم شمار ہوتا۔

اسی طرح درسگاہوں میں بھی ان کو عمر کے اعتبار سے ہی رکھا جاتا۔

کبار الگ، متوسطین الگ، صغار الگ، ہر ایک کی درسگاہ الگ ہوتی۔

نماز میں بھی اس کا لحاظ رکھا جاتا، صغار کو بالکل الگ اوپر کی منزل میں رکھا جاتا تاکہ کبار سے اختلاط کی نوبت ہی نہ آئے۔

یہی ترتیب، کھانا پینے میں بھی ہوتی، کہ حلقہ کے اعتبار سے کھانا تقسیم کیا جاتا، کہ فلاں گھنٹی پر، فلاں حلقہ والے، فلاں گھنٹی پر فلاں حلقہ والے، کھانا لینگے۔

ترتیب کے خلاف کسی کو کھانا نہیں دیا جاسکتا تھا، رخصت کے اوقات میں جب کھیلنے کا موقع دیا جاتا اس میں بھی یہ ترتیب ملحوظ رہتی کہ حلقہ وار کھیلنے کی اجازت ہوتی، ایک

حلقہ کے بچے کا دوسرے حلقہ کے بچوں کے ساتھ کھیلنا بھی جرم تھا، اور منشاء یہی تھا کہ آپس میں اختلاط ہوکر مفاسد پیدا نہ ہوں جسکی طرف عموماً مدارس میں توجہ نہیں دیجاتی، اور باہمی اختلاط کیوجہ سے بڑے مفاسد پیدا ہوجاتے ہیں، اور بعض دفعہ ان کے تدارک اور تلافی کی شکل بھی ممکن نہیں رہتی۔

نظامِ نگرانی

اصول وضوابط خواہ کیسے ہی عمدہ وضع کرلئے جائیں لیکن جب تک نگرانی نہ ہوکہ ان پر عمل ہورہا ہے، یا نہیں، خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔

حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں ''اشرف المدارس'' میں اصول وضوابط کے ساتھ نگرانی کا نظام بھی انتہائی مضبوط اور مستحکم تھا جس کی وجہ سے اصول برائے، اصول اور ضابطے، برائے ضابطے نہیں تھے، بلکہ برائے عمل تھے، اور ہر طالب علم یقین رکھتا تھا کہ یہاں کے اصول وضوابطہ کا مطلب ان پر عمل کرنا ہی ہے، بلاعذر عمل نہ کرنے کی کوئی شکل ہی نہیں اسلئے جن طلباء میں کاہلی وسستی ہوتی، وہ چندروز میں چستی اور مستعدی سے بدل جاتی تھی، اب آئندہ نظام نگرانی کی کچھ جھلک پیش کی جاتی ہے۔

نگرانی نماز

پنجگانہ نمازوں میں سخت نگرانی کی جاتی تھی، کہ طلباء اپنے اپنے حلقہ کے اعتبار سے ہی نمازوں میں شرکت کرتے ہیں یا نہیں۔

اور کوئی طالب علم اس کی خلاف ورزی تو نہیں کرتا، ہرنماز میں، ہر ہر حلقہ، میں نگراں، مقرر ہوتے تھے، اور انکا نقشہ بنا کر آویزاں کردیا جاتا تھا نقشہ کی نقل ملاحظہ ہو۔

نقشہ نگرانی نماز پنجگانہ مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

اوقات	حلقہ جات	نگراں حضرات
نماز فجر	حلقۂ کبار ۵-۶-۲۲-۲۴	جناب مولوی عبد السمیع صاحب
	حلقہ متوسطین ۱۸-۱۱-۱۲	؍؍ مفتی فہیم احمد صاحب
	حلقہ صغار	؍؍ مولوی عتیق الرحمن صاحب
	حلقہ کبار ۵-۶-۲۲-۲۴	؍؍ مفتی بلال صاحب
نماز ظہر	؍؍ متوسطین ۱۸ ؍تا ۱۱	مولوی جمیل احمد صاحب
	حلقہ صغار	مولوی عتیق الرحمن صاحب
نماز عصر	حلقہ کبار و متوسطین	مفتی عبید الرحمن صاحب
	حلقۂ صغار	حافظ محمد مصطفی صاحب
نماز مغرب	حلقہ کبار و متوسطین	حافظ شفیق احمد صاحب
	حلقہ صغار	مولوی عبد السمیع صاحب
نماز عشاء	حلقۂ کبار	مفتی عبید الرحمن صاحب
	حلقہ متوسطین	مولوی عبد السمیع صاحب
	حلقہ صغار	حافظ محمد مصطفی صاحب

ابرار الحق ۱۴۲۵ھ

صاف شدہ مورخہ ۲۵ ؍ربیع الاول ۱۶ ؍ ۲۰۰۴ء

اسی طرح بوقت استراحت و بوقت ترانہ ومجلس بعد عصر، کیلئے نگراں، مقـرر تھے، اور ہر وقت کی نگرانی کے نظام کا نقشہ بنایا جاتا تھا، اسی کے مطابق عمل درآمد کیا جاتا تھا، بعض نقشے نقل کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

نقشہ نگرانی بوقت استراحت مدرسہ ہذا

ایام	درجہ عربی وفارسی	درجہ حفظ	مطبخ ومیدان وصدر پھاٹک	دستخط اطلاعی
شنبہ	مولوی افضال الرحمن	حافظ شفیق احمد	مفتی بلال احمد	بلال احمد
یکشنبہ	مولوی احمد علی	حافظ محمد رئیس	مولوی عتیق الرحمن	عتیق الرحمن
دوشنبہ	مفتی فہیم احمد	مولوی عبد السمیع	منشی شفیق احمد	شفیق احمد
سہ شنبہ	مفتی شفقت اللہ	حافظ محمد مصطفی	مولوی مجتبیٰ	محمد مجتبیٰ
چہارشنبہ	مولوی جمیل احمد	حافظ ابرار جلیل	حافظ انوار خلیل	انوار خلیل
پنجشنبہ	مفتی عبید الرحمن	حافظ عبد الرؤف	مولوی محمد ہاشم	محمد ہاشم

نوٹ:۔ مقامات نگرانی ہر ماہ تبدیل ہوا کریں گے۔

ابرار الحق

ناظم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۲۷ر صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

۷ر اپریل ۲۰۰۵ء

نقشہ نگرانی بوقت ترانہ

نمبر شمار	اسمائے اساتذہ کرام	حلقہ	نمبر شمار	اسمائے اساتذہ کرام	
①	مولوی محمد ہاشم صاحب	۱۰	⑩	مولوی جمیل احمد صاحب	۱۸الف
②	مولوی محمد مجتبیٰ صاحب	۹	⑪	مولوی احمد علی صاحب	۱۸/ب
③	حافظ رئیس احمد صاحب	۸	⑫	مولوی افضال الرحمن صاحب	۲۴
④	حافظ ابرار جلیل صاحب	۷ج	⑬	مولانا عبدالرؤف صاحب	۱۸د
⑤	حافظ شفیق احمد صاحب	۷ب	⑭	مفتی شفقت اللہ صاحب	۵
⑥	حافظ رفیق احمد صاحب	۷الف	⑮	حافظ محمد مصطفی صاحب	۶
⑦	مولوی عبدالسمیع صاحب	۱۱	⑯	مفتی فہیم احمد صاحب	۲۲ومسجد
⑧	مولوی عتیق الرحمن صاحب	۱۲الف	⑰	مولوی بلال صاحب	پھاٹک جالی
⑨	منشی احمد شفیق صاحب	۱۳ب			

ابرارالحق

۲۸/ربیع الاول ۱۴۲۶ھ ۸/مئی ۲۰۰۵ء

نقشہ نگرانی بعد عصر و مذاکرہ دینی درمجلس

نمبر شمار	ایام	نگراں حضرات	کیفیت
✿	شنبہ	جناب مفتی فہیم احمد، مولوی محمد ہاشم صاحبان	دستخط
✿	یکشنبہ	جناب مولوی عبدالسمیع، حافظ محمد رفیق صاحبان	عبدالسمیع
✿	دوشنبہ	حافظ ابرار جلیل، مولوی جمیل احمد صاحبان	محمد ابرار، جمیل
✿	سہ شنبہ	مفتی عبیدالرحمن، حافظ محمد انوار خلیل صاحبان	عبیدالرحمن
✿	چہارشنبہ	حافظ مصطفی مولوی عتیق الرحمن صاحبان	احقر مصطفی، عتیق
✿	پنجشنبہ	حافظ شفیق احمد، حافظ محمد رفیق صاحبان	شفیق احمد، رفیق احمد
✿	جمعہ	حافظ جلیل صاحب جناب مفتی بلال صاحب	محمد بلال عفرلہ

کتاب سنانے والے حضرات

(۱)......جناب حضرت اقدس قاری امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۲)......مولوی محمد شعیب صاحب دامت برکاتہم

(۳)......مفتی عبیدالرحمن صاحب دامت برکاتہم

(۴)......مفتی فہیم صاحب دامت برکاتہم

دستخط حضرت اقدس ناظم صاحب دامت برکاتہم

ابرارالحق

۱۴؍صفر المظفر ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۵؍مارچ ۲۰۰۵ء

اسی طرح طلباء کرام سے امامت کی مشق بھی کرائی جاتی تھی، تاکہ امامت کی عادت ہوجائے، خوف نکل جائے، جوکوتاہیاں ہیں ان کی بھی اصلاح ہوجائے۔

امامت کے لئے اساتذہ، وطلباء کرام دونوں کو موقع دیا جاتا تھا، اوراس کا نقشہ بنا کرآویزاں کیا جاتا تھا۔نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

نقشہ امامت نماز پنجگانہ در مسجد حقی ہردوئی

نمبرشمار	اوقات	اسمائے اساتذہ کرام وطلبہ کرام
✫	نماز فجر	مفتی عبیدالرحمن صاحب
✫	نمازظہر	مولوی عبدالسمیع صاحب
✫	نمازعصر	مولوی عبدالسمیع صاحب
✫	نمازمغرب	مفتی فہیم احمد صاحب، حافظ محمد رئیس صاحب
✫	نمازعشاء	مولوی عتیق الرحمن صاحب
✫	نماز جمعہ	مفتی عبیدالرحمن صاحب مفتی فہیم احمد صاحب
✫	بیان قبل ازنماز جمعہ	حضرت اقدس مولانا قاری امیرحسن صاحب مولانا محمد شعیب صاحب مفتی فہیم احمد صاحب مفتی عبیدالرحمن صاحب

دستخط　ابرارالحق (حضرت والا قدس سرہٗ) صاف شدہ ۱۲؍صفرالمظفر ۱۴۲۵ھ

اسی طرح نمازوں کی عملی مشق بھی کرائی جاتی تھی، اور عملی مشق کے دوران بھی نگرانی ہوتی تھی، اس کے لئے بھی نگراں مقرر ہوتے تھے، اوراس کا نقشہ بنا کرآویزاں کیا جاتا تھا۔ملاحظہ ہو۔

نقشہ اسمائے طلبہ و تصحیح کنندگاں برائے نگرانی صفوف در مسجد حقی بوقت علمی مشق بعد نماز فجر

نمبر شمار صف	دائیں جانب	بائیں جانب
صف اول	مولوی اسلم	محمد احسن
	حافظ سلیم الرحمن	جنید
	حافظ نفیس	محمد حامد
صف دوم	مولوی ظہیر	اشتیاق
	حافظ عظمت علی	فضیل
	حافظ عمر	محمد خالد
صف سوم	مولوی شکیل	قطب الدین
	حافظ عرفان	اسلام
	منشی قطب الزماں	کاشف
صف چہارم	مولوی صادق	زبیر
	حافظ ندیم	اقبال
	حافظ اکرام	کلیم اللہ
صف پنجم	مولوی قمر الدین	حبیب
	حافظ مسرور احمد	حذیفہ
	منشی ذبیح اللہ	مستقیم
صف ششم	حافظ صادق	ارشد
	منشی وسیم	عبد المقسط
	منشی یونس	رشید احمد

ابرار الحق

عصر بعد مجلس میں دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو کتاب سنانے کا پابند کیا گیا تھا اوران کی نگرانی کے لئے اساتذہ کرام کو مقرر کیا گیا تھا، اور اساتذہ وطلباء کو مطلع کر کے ان کے اطلاعی دستخط بھی کرائے گئے تھے۔ نقشہ ملاحظہ ہو:۔

بحکم حضرت والاؒ بعد عصر مجلس میں کتاب سنانیوالے دورۂ حدیث شریف کے طلبہ اور انکے نگراں اساتذہ کرام کے اسماء گرامی

ایام	اساتذہ کرام	دستخط اطلاعی اساتذہ	اسمائے طلبا کرام دورہ	دستخط اطلاعی طلباء کرام
شنبہ	مفتی فہیم احمد	فہیم احمد	قطب الدین، عبد المقسط، محمد احسن	قطب الدین
یکشنبہ	مولانا افضال الرحمن	افضال	عبد المقسط، محمد احسن، سلیم الحق	عبد المقسط وغیرہ
دوشنبہ	مولانا احمد علی صاحب	احمد علی	احسن، سلیم الحق، محمد ارشد	احسن، سلیم الحق
سہ شنبہ	مفتی عبید الرحمن	عبید الرحمن	سلیم الحق، محمد ارشد، محمد عارف	ارشد بجنوری
چہارشنبہ	مفتی شفقت اللہ	شفقت اللہ	محمد ارشد، محمد عارف، محمد حسیب	عارف، حسیب
پنجشنبہ	مولانا عبد الرؤف صاحب	عبد الرؤف	محمد عارف، حسیب، قطب الدین	حسیب وغیرہ
جمعہ	مفتی عبید الرحمن	عبید الرحمن	محمد حسیب، قطب الدین، محمد احسن	از: احسن

ابرار الحق ۱۲؍ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

نوٹ:۔ ایک خانہ میں تین طلبا کے نام درج کئے گئے ہیں، جن میں سے اصل باری پہلے طالب علم کی ہے باقی دو پہلے والے کی عدم موجودگی میں سنانے کیلئے تیار رہیں۔

(۲) جناب مولانا عبد الرؤف صاحب کی عدم موجودگی یا عذر کی صورت میں جناب مفتی فہیم احمد صاحب نگراں رہیں گے۔

موسم گرما میں ایک وقت مدرسہ

موسم گرماء میں مدرسہ ایک وقت ہوتا تھا، بعض دفعہ بعض طلباء کا پارہ باقی رہ جاتا انکا پارہ بعد نماز ظہر سنا جاتا، اس کے لئے بھی سننے والے اساتذہ اور نگرانی کرنے والے مقرر کئے جاتے تھے، اور وہ بھی کبار، متوسطین، صغار، کیلئے علیحدہ علیحدہ مقرر ہوتے تھے، اور ان کا بھی باقاعدہ نقشہ بنا کر آویزاں کیا جاتا تھا۔

نقشہ "ملاحظہ" فرمائیں:۔

نقشہ نظام نگرانی اہل بقایا بعد نماز ظہر بزمانہ مدرسہ یکوقتی

مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی ماہ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ مئی ۲۰۰۵ء

خدمات	نگراں حضرات	دستخط
تعلیم اہل بقایا صغار دار جدید میں ایک گھنٹہ ۳/۱۵ تا ۴/۱۵	حافظ شفیق احمد صاحب	شفیق احمد
تعلیم اہل بقایا متوسطین حلقہ ۱۱/ ۱۲/ کے دالان ۳/۱۵/ تا ۴/۱۵	حافظ مصطفی	مصطفی اعظمی
تعلیم اہل بقایا کبار دار الاہتمام کے سامنے	حافظ ابرار جلیل	حافظ ابرار جلیل

نوٹ:۔ تعلیم کے بعد دار جدید میں مولوی عتیق الرحمن صاحب حلقہ ۱۱/ ۱۲/ میں مولوی جمیل احمد صاحب حلقہ ۱۸/ میں حافظ محمد رفیق صاحب، نگراں رہیں گے۔

طلباء بعد ظہر آرام کریں گے۔ دستخط حضرت والا قدس سرہٗ

ابرار الحق

۲۰/ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ ۳۰/ اپریل ۲۰۰۵ء

بعد عصر مجلس میں فرش بچھانے اور بعد مجلس فرش اٹھانے کی ذمہ داریاں بھی ادلتی بدلتی رہتی تھی، اور اس کا نقشہ بھی آویزاں کیا جاتا تھا۔

نقشہ کی نقل ملاحظہ فرمائیں:۔

نقشہ برائے فرش بچھانا و اٹھانا مجلس بعد عصر

خدام مجوزہ برائے فرش مجلس بعد عصر **کیفیت**

مولوی اسرار علی صاحب، حافظ عابد الرحمن صاحب

حافظ اعجاز احمد صاحب، محمد ارشد، قطب الدین

محمد احسن، محمد انوار ملازم

حافظ طیب تاؤلی، حافظ وقار احمد صاحب، حافظ محسن

محمد عارف، عبد المقسط، محمد حبیب

محمد انوار ملازم

حافظ فرحان، حافظ محمد حمزہ، حافظ محمد توصیف

محمد فضیل، محمد اقبال، محمد سلمان

محمد انوار ملازم

نظام گھنٹی

مدرسہ کے اوقات میں جو گھنٹی بجائی جاتی ہے، حضرت والا کے یہاں اس کا بھی ایک نظام مقرر تھا کہ کس وقت گھنٹی میں، کتنی مرتبہ، گھنٹی بجائی جائے گی، اور گھنٹی کون بجائیگا، اس کا بھی باقاعدہ نقشہ آویزاں کیا جاتا تھا۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

نقشہ نظام گھنٹہ در اوقات مقررہ مدرسہ

اوقات	تعداد گھنٹی	خدام	کیفیت
قبل نماز فجر ۱۰ منٹ	۲۵ رگھنٹی	معین اللہ	جنکی باری ہے ان کی عدم موجودگی
بعد تعلیم	۱۵رر	محمد شفیع	میں ان کے بعد والے کی ذمہ داری
بوقت ناشتہ	۱۰رر	انوار	ہے، وہ خود گھنٹی کی ذمہ داری رکھیں
بوقت ترانہ	۲۵رر	اشفاق	یاد دھانی نہیں کی جائیگی۔
استراحت	۱۵رر	محمد شفیع	
چھٹی دوپہر	۱۵رر	محمد شفیع	
طعام دوپہر	۱۰رر	انوار	
تعلیم بعد ظہر	۲۵رر	اشفاق	
چھٹی قبل عصر	۱۵رر	محمد شفیع	
مجلس	۱۵رر	معین اللہ	
چھٹی بعد تعلیم بعد مغرب	۱۵	انوار	
تقسیم طعام شام	۱۰رر	انوار	دستخط حضرت والا قدس سرہٗ
ختم تعلیم بعد عشا	۱۵رر	محمد شفیع	ابرار الحق
برائے آرام	۱۰رر	معین اللہ	صاف شدہ ۹ر ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
بعد استراحت	۲۵ر	معین اللہ	۱۹ر اپریل ۲۰۰۵ء

ہر نقل وحرکت پر نظر

اسی طرح طلباء کرام کی ہر نقل وحرکت پر نظر رکھی جاتی تھی، اور ہر ہر چیز میں

تربیت کا خاص خیال رکھا جاتا تھا مثلاً وضو وغسل کرنے، کپڑے دھونے میں بھی اس کی کوشش کی جاتی کہ طلباء کرام ابھی سے اسکے عادی ہو جائیں کہ فضول خرچی نہ ہو اور کسی شخص کو اس کے کسی عمل سے اذیت نہ ہو اس لئے ٹنکی یا نل سے وضو کرنے کی ممانعت تھی کہ اس سے اسراف کا اندیشہ ہے، لوٹے میں پانی لیکر وضو کریں کہ اس میں اسراف سے حفاظت ہے۔

نیز غسل خانہ، میں کپڑے دھونے کی ممانعت تھی، کہ کوئی غسل کرنا چاہے نہیں کرسکتا، اس سے اس کو اذیت ہوگی، اس سلسلہ میں ایک اعلان ملاحظہ ہو۔

اطلاع

غسل خانہ میں وضو نہ کریں بلکہ لوٹے میں پانی لیکر باہر وضو کریں اور فراغت کے بعد اپنے کپڑے اندر نہ چھوڑیں۔　　　ابرارالحق

درخواست دینے کا وقت

کسی طالب علم کو کوئی درخواست دینا ہے، تو اس کے لئے بھی وقت مقرر تھا کہ فلاں وقت درخواست دے سکتا ہے، ہر وقت نہیں اس کی افادیت طرفین کیلئے ظاہر ہے ہنگامی ضرورت اس سے مستثنیٰ ہوتی ہے، اس سلسلہ میں اعلان ملاحظہ ہو۔

اعلان

جمیع طلبہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ جملہ درخواستیں صبح کی پہلی گھنٹی اور شام کی پہلی گھنٹی میں ہی پیش کریں۔　　　ابرارالحق

۴؍ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

کھانالانے کے بارے میں ہدایت

اسی طرح کھانالانے کے سلسلہ میں بھی خاص ہدایات کی جاتی تھیں، تاکہ رزق کاپوراپورااکرام مثلاً کھانا کھلاہوانہ لیجائیں، ڈھک کرلیجائیں، اسی طرح روٹی یاچاول وغیرہ کے اوپرسالن کابرتن نہ رکھیں اس سلسلہ میں بھی ایک اعلان ملاحظہ فرمائیں۔

ضروری ہدایات ازحضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم ناظم مدرسہ

جمیع حضرات (طلباء کرام اساتذہ وحضرات اہل تصحیح ومہمانان کرام) سے گزارش ہے کہ کھاناڈھک کرلیجائیں، کھلاہوالیجانے سے احتیاط کریں، نیزروٹی یاچاول پردال یاسالن کابرتن بھی نہ رکھیں یہ بھی اکرام رزق کے خلاف ہے۔

محمدکلیم اللہ عفی عنہ

۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۲۱؍مئی ۲۰۰۵ء یوم شنبہ

شرائط داخلہ

مناسب معلوم ہوتاہے کہ مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں طلبہ کرام کے داخلہ کیلئے جوشرائط تھیں، ان کوبھی نقل کردیاجائے، دستوریہ تھاکہ جوسرپرست حضرات اپنے بچہ کوداخل کراناچاہتے تھے، رمضان المبارک ہی میں ان کودرخواست دینی ہوتی تھی، ان کے واسطے شرائط داخلہ کاپرچہ بھیجدیاجاتاتھا، اس کوپُرکرکے وہ بھیجتے تھے، اس کے بعدداخلہ کی منظوری عدم منظوری کی اطلاع ان کودیدی جاتی تھی۔

شرائط داخلہ ملاحظہ فرمائیں:۔

شرائط داخلہ دارالاقامہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ اشرف المدارس

(ا)......مدرسہ کے قیام کا مقصد محض دینی تعلیم وتربیت ہے،اس لئے دارالاقامہ کے ہر طالب علم کو مندرجہ ذیل باتوں سے پرہیز رکھنا ہوگا۔

(الف)......سیاسیات حاضرہ جلسہ جلوس اخبار ورسائل کا مطالعہ،سبق کی تکرار،اور عصر و مغرب کے درمیانی وقت جو تفریح کیلئے مخصوص ہے،اس میں بھی دوسرے طلبہ کے ساتھ زیادہ اختلاط کسی شہری شخص یا طالب علم سے کسی قسم کا کوئی تعلق رکھنا، اپنے سے تین چار سال بڑے یا چھوٹے طلبہ کے ساتھ بے تکلفی برتنا،تنہائی میں ملنا،بات چیت کرنا یا ان کے حجرے میں سوائے کسی اشد ضرورت کے ان کے پاس جانا،سبق کے علاوہ کسی اور موضوع پر بحث ومباحثہ کرنا،آپس میں لڑائی جھگڑا کرنا،پتنگ اڑانا یا لوٹنا،آتش بازی چھڑانا،تاش،شطرنج کھیلنا،باجہ سننا، پان تمباکو کھانا،سگریٹ بیڑی وغیرہ پینا۔

اگر پان تمباکو کی عادت ہو تو اس کے ترک کرنے کا اہتمام کرنا۔

(ب)......امور ذیل کی ہر طالب علم کو سختی سے پابندی کرنا ہوگی،پنجوقتہ نماز باجماعت لباس وہیئت میں اسلامی وضع،کا اہتمام،کارکنان مدرسہ،امیر حجرہ،اپنے سے بڑے طلبہ کا احترام،اپنے سے چھوٹوں پر شفقت،ہر ضرورت وتکلیف میں ناظم دارالاقامہ کو بلا پس وپیش اطلاع کرنا،مدرسہ کی وقتی ہدایات پر عمل اپنے کو مثل مریض اور اساتذہ ومنتظمین کرام کو مشفق ومعالج سمجھ کر برتاؤ رکھنا،بلا اجازت،حدود دارالاقامہ سے،غیر حاضر ہونا،خواہ کتنی ہی قلیل مدت کیوں نہ ہو،بلا اجازت آپس میں یا کسی بیرونی طالب علم یا شخص سے دعوت یا ہدیہ کا معاملہ کرنا،گھر خط لکھنے کے لئے اجازت حاصل کرنا۔

(۲)......جملہ اساتذہ و منتظمین مدرسہ کے ارشادات کی تعمیل بلا پس و پیش کرنا ہوگی، چاہے وہ نفس پر کتنی ہی شاق گزرے بصورت عدم تعمیل ادب سے اظہار عذر، انکی شان میں کسی قسم کی بے ادبی وگستاخی کرنا، کیونکہ یہ علم سے محرومی کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس مہلک مرض وعادت سے محفوظ رکھیں، اساتذہ کرام و ناظم صاحب مدرسہ کی تادیب کا تحمل کرنا ہوگا۔

(۳)......سرپرستان طلبہ کا فرض ہوگا کہ......

(الف)......بچوں کے نام مہینہ میں ایک بار سے زیادہ خط ارسال نہ فرمائیں، ناظم صاحب کے نام ہر ہفتہ جوابی خط دریافت خیریت کیلئے بھیجنے میں مضائقہ نہیں۔

(ب)......دریافت طلب امور کیلئے جوابی خط ارسال فرمائیں، خطوط غور وتحمل کے بعد تحریر فرمائیں کہ ان میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے طالب علم کو تشویش ہو بالخصوص کسی کے انتقال یا کسی تقریب کی اطلاع۔

(ج)...... یہاں کے جس خط پر نائب ناظم کے دستخط نہ ہوں اس کا اعتبار نہ کریں، اور اس کی اطلاع فوراً کریں بلکہ اسی خط کو روانہ فرمائیں، اسی طرح اگر قرائن خارجیہ سے معلوم ہو جائے کہ بچہ بلا اجازت آیا ہے تو فوراً واپس پہنچانا اور بصورت مجبوری فوری اطلاع فرمانا۔

(د)......مدرسہ کے متعلق کوئی غیر مناسب بات معلوم ہو تو اس کی فوراً تصدیق فرمائیں، بلا تصدیق و تحقیق اس کا نہ تذکرہ فرمائیں، اور نہ اس کے بارے میں کسی رائے کا اظہار فرمائیں۔

(ہ)......طالب علم کو بلا ضرورت شدید (جسکا اظہار ناظم صاحب پر ضروری ہوگا) تین ماہ سے قبل گھر نہ بلانا، اور گھر آنیکی صورت میں رخصت کے اختتام پر فوراً واپس

فرمانا، اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے تاخیر ہو تو اس کی اطلاع کرنا، ورنہ مسلسل ایک ہفتہ کی غیر حاضری سے نام خارج کردیا جائیگا، پھر دوبارہ داخلہ ناظم صاحب مدرسہ کی رائے پر موقوف ہوگا۔

(د)......جملہ تعطیلات مدرسہ حتی کہ عید الاضحی، رمضان المبارک، کی تعطیلات میں بھی رخصت کی منظوری یا نامنظوری، سفر کی ابتدا اور انتہاء کے تعین کا مدار ناظم صاحب دار الاقامہ کی رائے پر منحصر کرنا، اور ان کی تجویز کے موافق پورے طور سے عمل کرنا۔

(ز)......بچوں کے وطن کے قیام کے زمانہ میں بچہ کی پورے طور پر نگرانی کرنا اور گاہ گاہ پڑھے ہوئے اسباق کے مطالعہ کی تاکید کرتے رہنا، اور خود سننا یا کسی سے پچھلا سنوانا۔

(ح)......مدرسہ کو روحانی شفاخانہ، طالب علم کو مریض، اپنے کو تیماردار، اور اساتذہ و منتظمین تربیت کو معالج خیال کرکے ان اصول کی جو ایک مریض کے علاج میں اختیار کئے جاتے ہیں، سختی سے پابندی کرنا مثلاً بچوں کی جن اخلاقی کمزوریوں کا علم ہوتا رہے انکی اطلاع فرماتے رہنا، اور وطن کے قیام کے زمانہ میں بڑوں اور چھوٹوں اور برابر والوں سے برتاؤ کی حالت اور دفعہ کے الف وب کے امور کی پابندیوں میں کوتاہی کی اطلاع کرنا اور مزید قیام میں ہر پندرھویں دن ان حالات سے خصوصی طور پر مطلع فرماتے رہنا۔

(ط)......بچوں کے ذریعہ زبانی پیغام سے اجتناب فرمانا اور ان کے لئے از قسم سامان لباس وغیرہ بطور اباحۃ کے ارسال کرنا، اور ناظم صاحب مدرسہ کو ان تمام اشیاء میں تصرف کرنے کا مختار فرمادینا، اور کھانے پینے کی جو چیزیں بچوں کے ہمراہ آویں ان میں ان کی تصریح فرمانا کہ یہ محض بچوں کے لئے ہیں یا ان کے صرف میں ناظم صاحب مدرسہ کو اختیار ہے۔

(ی)......مصارف دارالاقامہ کی دفعہ ۱۲/کا خاص اہتمام فرمانا۔

(۴)......عموماً ۱۰/سال سے ۱۴/سال تک کے طلبہ کا داخلہ دارالاقامہ میں ہوتا ہے، اس سے کم وبیش عمر والوں کا داخلہ ناظم صاحب کی خصوصی رائے پر موقوف ہے

(۵)......ان امور کی خلاف ورزی پر مصالح مدرسہ کے ماتحت تادیباً مصلحتاً ناظم صاحب مدرسہ کو ہر طالب کے اخراج یا وطن بھیجنے کا اختیار ہوگا، چھوٹے بچوں کو گھر پہنچایا جاویگا، اور جو طلبہ تنہا سفر کر سکتے ہیں، ان کو سفر خرچ دے کر وطن روانہ کر دیا جائیگا، جو ان کے حساب میں وضع ہوگا۔

ایقاظ:۔ طالب علم اور انکے سرپرست اگر امور بالا کی پابندی کے ساتھ مدرسہ سے تعلیمی تعلق پسند کرتے ہوں تو حسب ذیل عبارت کو پڑھ کر دستخط یا نشان انگوٹھا ثبت کر دیں۔

''میں اقرار کرتا ہوں کہ شرائط دارالاقامہ پر لفظ بہ لفظ مطلع ہوگیا ہوں اور پورے غور وخوض کے بعد ان سب کو بسر وچشم منظور کرتا ہوں۔

دستخط طالبعلم مع مختصر پتہ وتاریخ............... دستخط سرپرست.......... مختصر پتہ وتاریخ

ناظم دارالاقامہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ اشرف المدارس ہردوئی

اخراج

جسم انسانی میں کسی جگہ کینسر وغیرہ ہوجائے، تو بقیہ جسم کے تحفظ کی خاطر اس کا آپریشن کرنا بھی پڑتا ہے، اسی طرح بعض طلبہ میں ایسی کوتاہیاں ہوجاتی ہیں، اور ان کی اصلاح کی بھی امید نہیں رہتی، اور اندیشہ ہوجاتا ہے، کہ دوسرے طلبہ بھی اس سے متأثر نہ ہوجائیں، ایسی صورت میں اس طالب علم کا اخراج ضروری ہوجاتا ہے، جس سے

دوسرے طلبہ بھی محفوظ ہوجاتے ہیں، اور اس طالب علم کو بھی سخت ٹکر لگ کر اگر اس میں کسی درجہ صلاحیت باقی ہے، اس کے اصلاح پذیر ہونے کی توقع ہوتی ہے۔

اس لئے حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں بھی کچھ اہم کوتاہیوں پر اخراج کیا جاتا تھا، اور موجبات اخراج کوتاہیوں کو لکھ کر انکا نقشہ بنا کر آویزاں کر دیا جاتا تھا، تاکہ ان کو دیکھ کر طلبہ محتاط رہیں۔

ہم ان کوتاہیوں کا نقشہ بھی پیش کرتے ہیں، تاکہ قارئین غور فرمائیں کہ جن چیزوں کو ہم انتہائی معمولی سمجھتے ہیں حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں وہ کتنی اہم تھیں۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

موجبات اخراج

(۱)......آپس میں لڑائی جھگڑا کرنا۔ (۲)......درسگاہ، سے بلا اجازت، چلا جانا۔

(۳)......استاذ سے بے ادبی کرنا۔ (۴)......بغیر اجازت خود مدرسہ سے باہر جانا۔

(۵)......سینما دیکھنا۔ (۶)......آموختہ یاد نہ ہونے پر چھٹی لے لینا۔

(۷)......تعلیمی یا اخلاقی شکایت بار بار آنا۔

(۸)......کبار کا متوسطین وصغار سے بات چیت کرنا۔

(۹)......متوسطین کو حلقہ کبار، میں پایا جانا۔ (۱۰) بلا عذر معمولات مسجد میں غیر حاضری۔

(۱۱)......گٹکھہ کھانا۔ (۱۲)......درجہ ومسجد میں مقررہ جگہ پر نہ بیٹھنا۔

(۱۳)......کسی کی غلطی یا بے عنوانی کی اطلاع طلباء کو کرنا (یہ غیبت ہے اور حرام ہے)

(۱۴)......اپنی مقررہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ رہنا (۱۵) پردہ شرعی نہ کرنا۔ ابرارالحق

صاف شدہ ۲۸ / محرم ۲۰ھ ۱۵ / مئی ۱۹۹۹ء

اصول برائے اساتذہ کرام

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ بہت اصول پسند تھے ان کے مدرسہ اشرف المدارس اور آپ کے زیرنگرانی دیگر مدارس اور شاخوں میں جتنے اساتذہ کا تقرر ہوتا تھا چاہے کسی بھی عہدہ پر ہو اس کے لئے قاعدہ نورانی کا امتحان اور مشق ضروری تھی، اس سے دو بڑے فائدے تھے، ایک تو مدرس صاحب کو قرآن کریم صحیح قواعد کے ساتھ پڑھنا آجاتا تھا، اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ نفس مرجاتا تھا، خاکساری وتواضع کی صفات پیدا ہوجاتی تھیں عزور وتکبر، انانیت اور نفس پرستی کا دور دور تک شائبہ نہیں رہتا تھا۔

آپ کا ایک معمول یہ بھی تھا کہ اساتذہ ومدرسین کا کسی نہ کسی بزرگ شخصیت سے تعلق اور روحانی واصلاحی رابطہ ضرور ہو کہ ایسے حضرات کی ذات سے مدرسہ کے اصول وقانون کے خلاف کسی بات کے سرزد ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے، پھر جب استاذ کے اندر خشیت وللہیت ہوگی تو شاگردوں کو بھی اس سے سبق ملے گا، اور پوری جماعت سلوک واحسان کے رنگ میں رنگتی چلی جائے گی، اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ خلاف قانون کسی امر کے سرزد ہونے پر براہِ راست پیر ومرشد سے رجوع کرکے اس کا اخراج آسان ہوتا ہے۔ (آئینہ مظاہر علوم)

بے اصولی پر معطلی

استاذ کی بے اصولی کرنے پر حضرت والا قدس سرہٗ اپنا معمول ارشاد فرماتے ہیں۔

”جب مدرسہ کا کوئی استاذ بے اصولی کرتا ہے اور اپنی غلطی تسلیم کرکے تلافی نہیں کرتا تو اسے فوراً معطل کردیتا ہوں، یہ نہیں سوچتا کہ جب دوسرا مل جائے، تب معطل کروں، کیونکہ میں اس بے اصولی اور اس پر اصرار کو اس کی ممات سمجھتا ہوں کیونکہ حیات

اصلی باقی نہ رہی، پس اگر استاذ کا انتقال ہو جائے تو اس وقت کیا کریں گے، اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کا انتقال ہو گیا، پھر دوسرے استاذ کا کیا انتظار لیکن پہلے تو میں معطل کیا کرتا تھا، اب یہ کرتا ہوں کہ مستقل سے عارضی کر دیتا ہوں کیونکہ معطل کرنے میں مفاسد زیادہ تھے، اور استاذ کی سبکی تھی، پس مستقل سے غیر مستقل کر دیا جاتا ہے، بے اصولی کے جرم میں استقلال ساقط پھر آنکھیں کھل جاتی ہیں"۔

(محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق حقی قدس سرہٗ)

ہدایات برائے اساتذۂ کرام

جس طرح طلباء کرام کے لئے نظام تعلیم وتربیت آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا اسی طرح حضرات اساتذہ کیلئے بھی خاص ہدایات تھیں، اور وقتاً فوقتاً حضرات اساتذہ کے لئے بھی ہدایات کے نقشے آویزاں کئے جاتے تھے، اور حضرات اساتذہ کے لئے ان ہدایات پر عمل کرنا ضروری تھا۔

بعض دفعہ اساتذہ باہم یا کسی آنے والے مہمان سے اوقات مدرسہ میں گفت گو کرتے ہیں، اور گفتگو طویل ہو جاتی ہے، یا اپنا کوئی ذاتی کام کرتے ہیں، جس سے طلبہ کا حرجِ عظیم ہوتا ہے، اس کے لئے حضرت اقدس حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کے ملفوظات میں سے مندرجہ ذیل ملفوظ دفتی پر لکھ کر ہر ہر درسگاہ میں آویزاں کیا جاتا تھا، ہر استاذ اس پر عمل کرے اور طلباء کا حرج کرنے سے احتراز کریں۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کا ملفوظ ملاحظہ فرمائیں:۔

کام کے وقت کام کرنا چاہیئے

از............................ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں ایک جگہ

مدرس ہوں بعض لوگ اوقات تعلیم کے وقت پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں، ان سے باتیں کرنے میں جو طلبا کا حرج ہوتا ہے، کیا یہ بھی خیانت ہوگی؟ فرمایا بیشک یہ خیانت ہے، ان لوگوں کو منع کر دینا چاہئے، کہ یہ کام کا وقت ہے، عرض کیا جو اس وقت تک ہو چکا یا آئندہ اتفاقاً ایسا پھر ہو جائے تو کیا اس کا کوئی بدل ہو سکتا ہے، فرمایا سوائے توبہ کے اور کوئی بدل نہیں، عرض کیا خارج اوقات میں کام کر دیا جائے، فرمایا یہ بھی اس کا بدل نہیں، فرضوں کے قائم مقام نفلیں، تھوڑا ہی ہو سکتی ہیں، کام کے وقت کام کرنا چاہئے اور لوگوں کو منع کر دینا چاہئے۔

ملفوظات حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ

ملفوظات ۱۶۴/الاضافات الیومیہ ۹۸/جلد ۴/قسط نمبر ۱ ابرار الحق

صاف شدہ ۲۴/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ ۲۸/ستمبر ۱۹۹۶ء

حضرات اساتذہ کرام کیلئے ہدایات سے متعلق بعض پرچے ملاحظہ فرمائیں:۔

ہدایات خصوصی برائے عملہ مدرسہ

از جناب حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب مدظلہ ناظم مدرسہ

(۱)...... عملہ کا ہر شخص باوضو رہنے کی کوشش کرے۔

(۲)...... جب خدمات سے کچھ وقت خالی بچے تو ذکر و اذکار میں مشغول رہیں۔

(۳)...... کسی کو کچھ پریشانی لاحق ہو تو آپس میں ایک دوسرے سے تذکرہ نہ کریں البتہ مجھ سے کہہ سکتے ہیں۔

(۴)...... کام کے بارے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں اور آپس میں بھائی بھائی بنکر رہیں۔ محمد کلیم اللہ عفی عنہ ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۲۵/مئی ۲۰۰۵ء یوم چہارشنبہ

اعلان

جمیع اساتذہ کرام درجہ عربی فارسی وحفظ وناظرہ کو مطلع کیا جاتا ہے، کہ جو نظام ادعیہ کے سلسلہ میں جاری فرمایا ہے، اس کی پابندی سب کے لئے اہم ہے اس میں ناغہ نہ ہونا چاہئے، اور ''ادعیہ'' کی جانچ بھی ہوتی رہے۔ والسلام

بحکم حضرت کلیم اللہ صاحب قائم قام ناظم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

۲۱ر صفر المظفر ۱۴۲۴ھ ۲۴ر اپریل ۲۰۰۳ء

اعلان

جمیع حضرات مدرسین کرام و منتظمین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ صفائی درجوں کی ہو یا کہیں اور کی، سب پڑھائی سے قبل ہونی چاہئے، بعد میں صفائی نہیں ہوگی۔ والسلام

محمد کلیم اللہ عفی عنہ

۲۱ر صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

08 Madarsa Ashraful Madaris (Hayat.Abrar)

نقشہ یادداشت نظام دور باہم اساتذہ کرام مدرسہ ہذا

نام اساتذہ کرام		نام اساتذہ کرام	نام اساتذہ کرام مدرسہ ہذا
مولوی افضال الرحمن	ہمراہ	مولوی عبدالرؤف صاحب	مولوی افضال الرحمن صاحب
مفتی شفقت اللہ	ہمراہ	مفتی عبیدالرحمن صاحب	مفتی شفقت اللہ صاحب
مولوی فہیم احمد	؍؍	مولوی عتیق الرحمن صاحب	مولوی فہیم احمد صاحب
مولوی محمد ہاشم	؍؍	حافظ ابرار جلیل صاحب	مولوی محمد ہاشم صاحب
حافظ شفیق احمد	؍؍	حافظ انوار خلیل صاحب	حافظ محمد رئیس صاحب
حافظ عبدالرؤف	؍؍	مولوی عبدالسمیع صاحب	حافظ عبدالرؤف صاحب
مولوی محمد بلال	؍؍	حافظ محمد رفیق صاحب	مولوی احمد علی صاحب
حافظ محمد مصطفی	؍؍	منشی احمد شفیق صاحب	مولوی عبیدالرحمن صاحب
مولوی جمیل احمد	؍؍	مولوی احمد علی صاحب	مولوی عتیق الرحمن صاحب
حافظ رئیس احمد	؍؍	حافظ محمد خالد صاحب نیم اعلیٰ	حافظ مصطفی صاحب
حافظ شکیل احمد اعمی	؍؍	مولوی محمد مجتبیٰ صاحب	حافظ شفیق احمد صاحب+

حافظ محمد خالد+ حافظ شکیل احمد اعمیٰ صاحب+مولوی محمد بلال صاحب+ حافظ محمد رفیق صاحب+
حافظ ابرار خلیل صاحب+مولوی محمد مجتبیٰ صاحب+منشی احمد شفیق صاحب
حافظ انوار جلیل صاحب۔

نوٹ:۔ مدرسہ صبح کا وقت ۱۵؍۷؍تا ۳۰؍۱۱؍رہے گا۔(۲) دور کیلئے ۱۵؍۱۱ تا ۳۰؍۱۱ رہیگا کام ونگرانی بھی رہے گی۔(۳) سورۂ فاتحہ کے لفظ **الحمد** سے آغاز ہوگا۔

حضرات اساتذہ کرام وخدام مدرسہ اشرف المدارس

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند باتیں قلب میں آئیں داعیہ ہوا کہ تحریر کر دوں تا کہ جملہ حضرات ان کا اہتمام کریں۔

- حضرت والا قدس سرہٗ کے سامنے جو معمولات جاری تھے، ان پر اہتمام سے عمل کریں۔
- مدرسہ کی چیزوں کی نگرانی وفکر کو ہر شخص اپنا فرض منصبی سمجھے۔
- جو امور آپکے متعلق نہ ہوں ان پر بھی نگاہ رکھیں اور ان میں کوتاہی دیکھ کر چشم پوشی ہرگز نہ کریں، بلکہ ان کی اصلاح کی فکر کریں، اگر اپنی استطاعت سے باہر ہو تو اپنے بڑوں کو فوری مطلع کریں۔
- آپس میں میل محبت سے ملکر اپنے کاموں کو انجام دیں، اور ایک دوسرے کا تعاون کریں۔
- حضرت والا قدس سرہٗ نے ادارہ پر اپنی محنت ومشقت صرف کر کے اس کو بنایا ہے، کوئی عمل ایسا نہ کریں، جس سے اس کے وقار میں فرق آئے اور حضرت کو واپس تشریف لانے پر اس کا صدمہ ہو۔
- ہر شخص وقت نکال کر سوچے کہ ہم نے آج اللہ تعالیٰ کیلئے مدرسہ کا کتنا کام کیا۔

والسلام

محمد کلیم اللہ عفی عنہ ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ ۲۷/جون ۲۰۰۲ء

نظامِ مطبخ

حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں مطبخ کا نظام بھی قابل دید اور قابل تقلید تھا، کتنے آٹے میں کتنی روٹیاں تیار ہونگیں، سالن کس حساب سے تیار ہوگا اور اس میں مصالحہ جات کس حساب سے ڈالے جائیں گے، چائے میں، دودھ، شکر، کتنا اور کس حساب سے ڈالے جائیں گے یہ سب چیزیں متعین تھیں، اور اس کا بھی باقاعدہ نقشہ بنا کر آویزاں کیا جاتا تھا، اور اس کے مطابق عمل درآمد کیا جاتا تھا۔

اس سلسلہ میں بعض نقشوں کی نقل پیش کی جاتی ہے، جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے، کہ حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں ''مطبخ'' کا نظام بھی کتنا اعلیٰ اور نرالی شان کا تھا۔

نقشہ نظام پخت طعام مطبخ مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

اجناس	مقدار
آٹا:	ایک سیر آٹے میں بیس چپاتی یا دس دوھری روٹی پکتی ہیں۔
چاول:	فی روٹی ایک چھٹانک یا ۵۰ رگرام کے حساب سے پکایا جاتا ہے۔
دال:	ایک سیر آٹا کیلئے ۲۰۰ رگرام اور چاول کیلئے ۲۵۰ رگرام
ترکاری:	ایک سیر آٹا یا چاول کیلئے شوربے دار ترکاری پانچ سو گرام اور خشک ترکاری ایک کلو۔
گوشت:	ایک سیر آٹا یا چاول کیلئے ایک پاؤ ۲۵۰ رگرام مع ترکاری ۲۵۰ رگرام۔
تیل یا گھی:	۲۵۰ رگرام دال میں ۲۵ رگرام ایک کلو میں ایک سو گرام گوشت ایک پاؤ میں پچاس گرام ایک کلو میں دوسو گرام ترکاری ایک کلو تو خشک یا آدھا کلو شوربے دار میں ۵۰ رگرام۔

مصالحہ : گوشت ایک پاؤ میں مرچ سرخ ۵رگرام، دھنیا۱۵رگرام، پیاز ۶۰رگرام، ادرک ۱۰رگرام، دال میں......ایک پاؤ ۵رگرام لہسن ۲۵رگرام۔

چائے : پندرہ پیالی میں شکر ایک پاؤ دودھ ڈیڑھ پاؤ، پتی پندرہ گرام۔

ابرارالحق

صاف شدہ ۵رذی قعدہ ۱۴۲۵ھ

اسی طرح کس دن کیا سالن، پکیگا کس دن ارہر، کی دال، کس دن ماش کی دال، کس دن مسور، کی دال، کس دن گوشت وغیرہ پورے ہفتہ کا نظام متعین ہوتا تھا، اور اس کا نقشہ بھی آویزاں ہوتا تھا۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

نقشہ نظام دال وسالن مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی

	ایام	صبح	شام	کیفیت
☆	شنبہ	دال ارہر	دال مسور	گوشت آجانے پر بڑے
☆	یکشنبہ	دال ماش	ترکاری	کے گوشت کا
☆	دوشنبہ	دال ارہر	دال مسور	
☆	سہ شنبہ	دال مٹر یا چنا	ترکاری	
☆	چہارشنبہ	دال ماش	دال ارہر	
☆	پنجشنبہ	گوشت بکری	دال ارہر	ابرارالحق
☆	جمعہ	سب دالیں ملاکر	ترکاری	محمد شعیب عفی عنہ ۷؍۱۴۱ھ

تقسیم طعام

تقسیم طعام کا نظام بھی قابل تقلید ہوتا تھا، حلقہ وار کھانا تقسیم کیا جاتا تھا، اور اس میں بھی صغار، کبار، متوسطین کی ترتیب ملحوظ ہوتی تھی، تاکہ تقسیم طعام کے موقع پر بھی نہ اژدحام ہو، نہ شور، شرابہ، نہ صغار و کبار، کا اختلاط، ہر حلقہ والوں کے لئے الگ سے گھنٹی بجتی تھی، اور گھنٹی کی بھی شناخت ہوتی تھی، کہ اتنی مرتبہ گھنٹی فلاں حلقہ والوں کیلئے، اتنی مرتبہ فلاں حلقہ والوں کیلئے، اور اس کا بھی نقشہ بنا کر آویزاں کیا جاتا تھا، تاکہ طلباء اسی نقشہ کے مطابق کھانا حاصل کریں۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

نقشہ نظام گھنٹی بوقت تقسیم طعام وناشتہ

ابتدائی تقسیم وناشتہ	۱۰ر گھنٹی	برائے طلبہ صغار
دوسری گھنٹی	۲ر ر	اساتذہ و تصحیح کنندگان
تیسری گھنٹی	۳ر ر	حلقہ نمبر ۱۱ر تا ۱۳ر کیلئے
چوتھی گھنٹی	۴ر ر	حلقہ ۱۸ر تا ۲۲ر کیلئے
پانچویں گھنٹی	۵ر ر	حلقہ ۵ و ۶ر کیلئے
چھٹی گھنٹی	۶ر ر	خدام مدرسہ کیلئے

نوٹ:۔ ہر پندرہ دن کے بعد ۱۸ر تا ۵ و ۶ر میں تقدیم وتاخیر کی تبدیلی ہوتی ہے، یعنی کبھی ۱۸ر کے حلقہ والوں کو پہلے اور کبھی ۵ و ۶ر والوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

ابرار الحق ۱۴۲۲ھ صاف شدہ ۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

ملازمین مطبخ کیلئے ہدایت

اگر مطبخ کے ملازمین غیر حاضر ہوں توان کے لئے بھی نظام تجویز تھا، کہ ان کو جا کر باری باری معلوم کریں، نیز خدام مطبخ کام ختم ہونے پر نگراں صاحب کو اطلاع کر کے جائیں۔

اس سلسلہ میں ہدایات کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں:۔

ہدایات بہ سلسلہ مطبخ مدرسہ

- مطبخ کے ملازمین کی غیر حاضری بروقت مقرر پر فی الحال یہ نظام تجویز ہے، خدام ادارہ کے لئے کہ باری باری سے وہاں جا کر معلوم کرینگے، موٹر سائیکل سے جانے والوں کو جو وہ تیل کے مصارف پیش کرینگے، ان کو تیل کے مصارف دئے جائیں گے، اور سائیکل سے بھی جاسکتے ہیں۔
- خدام مطبخ وغیرہ کام کے ختم ہونے پر اطلاع نگراں صاحب کو کر کے جاوینگے، جب سب فارغ ہونگے تب جانے کو ملے گا۔ والسلام

محمد کلیم اللہ عفی عنہ

۳ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۳ مئی ۲۰۰۵ء

اہل دفتر کے لئے بھی خاص اصول اور ضابطے تھے، اہل دفتر پر ان کی پابندی لازم تھی، اس سلسلہ میں ہدایات کے بعض نقشے ملاحظہ فرمائیں:۔

مریض طلباء کے لئے ہدایت

مریض طلباء کے لئے اہل دفتر کو خاص ہدایت تھی۔ ہدایت کا نقشہ ملاحظہ ہو۔

ہدایات

- ☆ تعلیمی گھنٹی سے مریض طلبہ، دارالشفاء، میں آرام کریں گے۔
- ☆ بعد عصر، مریضوں کو چبوترہ پر منتقل کیا جاوے۔
- ☆ مریضوں کی منتقلی کے بعد دارالشفاء کو مقفل کردیا جاوے۔ والسلام

ابرارالحق

۱۹رمحرم الحرام ۱۴۱۵ھ

حضرت والا قدس سرہٗ کا نظام الاوقات

حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں انضباط اوقات کا خاص اہتمام تھا، کثرت علالت و امراض کے باوجود اپنا نظام الاوقات ہوتا تھا، اور اہل دفتر کو ہدایت ہوتی تھی کہ اس کی پابندی کریں، اخیر زمانہ کا نظام الاوقات ملاحظہ ہو:۔

نظام الاوقات

- ☆ ۹رتا۳۰-۹ کاغذات، مدرسہ پیش ہوں۔
- ☆ ۳۰-۹رتا۱۰ کاغذات، دفتر دعوۃ الحق۔
- ☆ ۱۰رتا۱۱ر ذاتی مشغولی۔
- ☆ ۱۱رتا۱۲ر ملاقات احباب کرام۔

ابرارالحق

۹رشوال المکرم ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۳رنومبر ۲۰۰۴ء

پانی کی ٹنکی کے لئے خاص ہدایت

پانی کی ٹنکی کے لئے نگرانی کا بھی خاص نظام مقرر تھا کہ اس میں پانی ہے یا نہیں اس کو کس وقت دیکھیں گے اس کا بھی وقت مقرر تھا اسکے لئے ہدایت ملاحظہ ہو۔

☆ ٹنکی پانی کی دیکھنے کے اوقات ۱۲/ بجے دن وقبل عشاء وقبل فجر مقرر کئے جاتے ہیں، ان اوقات کے علاوہ بھی پانی کے ہونے نہ ہونے کی دیکھ بھال ضروری ہے، اہل دفتر وانوار، خاص خیال رکھیں سبھی ملازمین کی ذمہ داری ہے۔ فقط والسلام

ابرارالحق ۱۴۲۲ھ

ہدایت خاص

برائے دفتر مدرسہ اشرف المدارس جملہ خدام دفتر کو ہدایت کیجاتی ہے، کہ آپس میں ایک دوسرے کے ادب واحترام اور عظمت ومحبت کا خاص خیال رکھیں، بے ادبی اور گستاخی سے اجتناب کریں۔ والسلام محمد کلیم اللہ صاحب عفی عنہ

۷/ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۵/ ستمبر ۲۰۰۳ء

طلبہ پر ماحول کا اثر

انسان پر ماحول کا اثر ہونا اور انسان کا ماحول کے اثرات کو قبول کرنا اور اس سے متأثر ہونا ایک کھلی حقیقت ہے، جس سے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں، بڑے بڑے گنہگار اور فاسق وفاجر شخص اچھے صالح ماحول میں چند دن گزارتے ہیں، اور ان کی حالت تبدیل ہونا شروع ہوجاتی ہے تبلیغی جماعت میں اور بزرگوں کی خانقاہوں میں اس کا خوب مشاہدہ کیا جاسکتا ہے، کتنے ہزاروں لاکھوں گنہگار فاسق وفاجر انسان تبلیغی جماعت

کے صالح اور نورانی ماحول کی برکت سے گناہوں سے توبہ کرکے تہجد گزار اور متقی و پرہیزگار بن گئے۔

اس طرح مشائخ کی خانقاہوں سے وابستہ ہو کر کتنی بڑی مخلوق جو خدا سے بیگانہ اور ناآشنا تھی وہ باخدا اور صاحب معرفت ونسبت بنکر مخلوق کیلئے ہادی و مصلح بن گئے، یہ سب ماحول ہی کا اثر ہے۔

اسی طرح مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی کے نورانی ماحول میں جو طالب علم پہنچ جاتا وہ متأثر ہوئے بغیر نہ رہتا، چند روز ہی میں صلاح وتقویٰ کے اثرات اس کے چہرے...... سے ظاہر ہونا شروع ہو جاتے، ہر چھوٹے بڑے گناہ کی نفرت دلوں میں بیٹھ جاتی، فرائض کے علاوہ سنن ومستحبات اور آداب کی پابندی شروع ہو جاتی، حتی کہ باوضو رہنا، باوضو سبق پڑھنا، باوضو سونا، اس کی مستقل عادت ہو جاتی، اور دوسرے مدارس میں جا کر بھی وہ ان چیزوں کے پابند رہتے، بعض طلبہ نے حضرت والا قدس سرہٗ کو لکھا کہ پورے سال میں صرف ایک یا دو حدیث چھوٹیں وہ بھی اس طرح کہ ہاتھ میں کوئی دانہ نکلا ہوا تھا، وہ پھوٹ گیا، جس کی وجہ سے وضو کرنے گیا، اس وقت ایک دو حدیث نکل گئی ورنہ پورے سال کوئی حدیث پڑھنے سے نہیں رہی۔

ایک طالب علم نے لکھا کہ اتنی مدت سے باوضو سو رہا ہوں، ایک طالب علم نے مطبخ سے دودھ استعمال کیا ایک عرصہ تک اس نے لکھا کہ میں اسکی قیمت جمع کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت والا قدس سرہٗ کا ایک ملفوظ ملاحظہ ہو:

فرمایا جب میں نے آیت "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا" کی تفسیر بیان کی تو ایک طالب علم آیا اور بتانے لگا ہم نے مختلف طلبہ کے بائیس سو روپے چرائے ہیں، اب کیا کریں؟ اس نے والد کو لکھا روپیے آئے، سترہ سو روپیے ساتھیوں

نے معاف کر دیئے، پانچ سو روپے ادا کئے گئے۔ (آئینہ مظاہر علوم)

غرض کہ وہاں مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں پڑھنے والے طلباء میں گناہوں کی نفرت، طاعات کی رغبت اور سنن و آداب کا ذوق وشوق پیدا ہوجاتا ہے، اور وہ اپنے گھروں میں جانے کے بعد وہاں بھی دینی ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خلاف شرع جو باتیں ہورہی تھیں خوبصورتی کے ساتھ ان کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً جن عورتوں سے شرعاً پردہ ہے، مگر ان سے پردہ نہیں کیا جاتا، جو بہت بڑا فتنہ ہے، طلباء اپنے گھروں میں جا کر گھر والوں کو سمجھاتے ہیں اور پردہ کا اہتمام کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک طالب علم کا خط جو اس نے اپنی غیر محرم عزیزہ کے نام لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مکتوب گرامی محمد وثیق قنوجی متعلم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی بنام عزیزہ غیر محرم

مکرمی ومحترمی جناب .... صاحب رصاحبہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام عرض یہ ہے کہ شریعت نے پردے کے کچھ احکام بتلائے ہیں، یعنی کس سے پردہ کرنا چاہئے اور کس سے پردہ نہیں کرنا چاہئے، اور جن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے، تو اگر ان سے پردہ نہ کیا جائے، تو گناہ کبیرہ ہے (یعنی بڑا گناہ ہے) اور گناہ کبیرہ کی سزا دوزخ ہے جبکہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ۷۰ رگنا زیادہ ہے، مرد کو جن سے پردہ کرنا ضروری ہے وہ یہ ہیں (۱) بھائی کی بیوی (بھابھی) (۲) بیوی کی بہن (سالی) (۳) خالہ، ماموں، پھوپھی، چچی کی لڑکیاں (۴) ممانی، چچی ان سے بھی مرد کو پردہ کرنا

ضروری ہے، اور عورت کو جن سے پردہ کرنا ضروری ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) شوہر کا بھائی (دیور) سے (۲) پھوپھا (۳) خالو (۴) ماموں، چچا، پھوپی کے لڑکے ان سے عورت کو پردہ کرنا ضروری ہے، اس لئے ہماری عمر پردہ کرنے کے قابل ہوگئی ہے، اس لئے ہم آپ سے پردہ کرنا چاہتے ہیں، تاکہ آپ بھی اس گناہ سے بچیں اور ہم بھی اس گناہ سے بچیں اور اگر آپ پردہ نہیں کریں گی تو ہم آپ کے گھر نہیں آئیں گے، اور ہمارے مدرسہ کا قانون بھی یہی ہے کہ جو طالب علم شرعی پردہ کریگا تو ٹھیک اور جو طالب علم شرعی پردہ نہیں کریگا اس کا مدرسہ سے نام خارج کردیا جائیگا۔

فقط والسلام

طالب علم: محمد وثیق قنوجی

متعلم مدرسہ اشرف المدارس حقی منزل ہردوئی

اکرام ضیف

ضیافت

حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ اَلْحَدِيْث۔
(ترمذی شریف،ص۱۸/ج۱)

جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اسکو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔

اسی لئے حضرات اولیاء کرام اور مشائخ امت کا ہمیشہ ہر زمانہ میں مہمان کے اکرام اور ضیافت کا معمول اور اہتمام رہا ہے، حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں بھی مہمان کی ضیافت و اکرام کا خاص اہتمام تھا، مہمان کی آمد سے لیکر واپسی تک مہمان کی راحت سے متعلق ایک ایک چیز پر نظر ہوتی تھی، کس کمرہ، میں قیام ہوگا، کتنے افراد ہیں ان کے بستر وغیرہ کا انتظام ٹھنڈے گرم پانی، کا انتظام، چائے، ناشتے، طعام، کا انتظام، اسٹیشن پر سواری بھیجنا، کون لینے کے لئے اسٹیشن جائیں گے، اس کا پورا بندوبست، واپسی کا کیا انتظام ہے، سیٹ پختہ ہوئی یا نہیں، کون سی ٹرین سے واپسی ہے، ٹرین وقت پر آ رہی ہے یا نہیں، کتنی تاخیر سے آ رہی ہے۔

اپنی انتہائی علالت اور ضعف کے باوجود ہر ہر مہمان کو وقت دینا اسکی بات سننا مہمان کے مطابق اور اس کے حسب حیثیت اس کی ضیافت کا اہتمام اور مہمان کی واپسی تک برابر مہمان کا خیال رکھنا اور ان کیلئے فکرمند رہنا، بلکہ مہمان واپس ہو کر جب تک اپنے مقام پر پہنچ کر بخیریت رسی کی اطلاع نہ کرتا، حضرت والا قدس سرہٗ برابر فکرمند رہتے، اور بخیریت اپنے مقام پر پہنچنے کی اطلاع سے انتہائی خوش ہوتے۔

البتہ مہمانوں کے لئے بھی خاص اصول اور ضابطے تھے، وہ اصول اور ضابطے

بھی اس لئے تھے کہ طرفین کو راحت ہو اور مہمانوں کا پورا پورا اکرام واحترام کیا جاسکے۔

مثلاً مہمانوں کیلئے ضروری تھا کہ پہلے سے اطلاع کریں کہ کس تاریخ میں، کس وقت، کس ٹرین سے پہنچ رہے ہیں، کتنے ساتھی ہیں، کب تک قیام ہوگا، کس وقت کس ٹرین سے واپسی ہوگی، جو شخص اس کی رعایت کرتا، حضرت والا قدس سرہٗ اس سے انتہائی خوش ہوتے اور اس کی راحت رسانی کا پورا انتظام کیا جاتا، جو شخص ان چیزوں کی رعایت نہ کرتا کہ پہلے سے کوئی اطلاع نہیں کی اچانک پہنچ گئے، اور کئی افراد بلکہ پورا قافلہ پہنچ گیا، اس سے حضرت والا قدس سرہٗ کو ناگواری ہوتی چونکہ اچانک پہنچنے والے کے لئے انتظامات کرنے میں سخت دشواری ہوتی ہے، اور خاطر خواہ آنے والے کی سہولت کا پورا پورا انتظام نہیں کیا جاسکتا۔

غرضیکہ حضرت والا قدس سرہٗ کی دلی خواہش ہوتی کہ ہر مہمان کا پورا پورا اکرام ہو اور اس کی راحت رسانی میں کوئی ادنیٰ فروگذاشت نہ ہو، بعض خاص مہمانوں کیلئے ان کی آمد سے قبل ہی منتظر رہتے، اور مہمان کے پہنچنے پر خود ملاقات کیلئے اپنی قیام گاہ سے باہر تشریف لاکر ملاقات فرماتے، اور انتہائی خوشی کا اظہار فرماتے، فوراً چائے کا انتظام فرماتے، پھر آرام کیلئے فرماتے، قیام گاہ بتاتے یا کسی کو بھیجتے کہ قیام گاہ پر پہنچا کر آؤ، پھر کھانے کو پوچھتے کس وقت کھائیں گے، یا بتاتے کہ فلاں وقت کھانا ہوگا، کس وقت تک قیام ہوگا، کونسی ٹرین سے واپسی ہوگی، سب دریافت فرماتے، مقصد سفر کو دریافت فرماتے، اور اس کے لئے وقت تجویز فرماتے کہ فلاں وقت ملاقات ہوگی، بار بار مہمان کی قیام گاہ پر تشریف لاتے، اور ضروریات کو دریافت فرماتے اور ارشادات سے محظوظ فرماتے۔

مہمان عالم کا مزید اکرام

مہمانوں میں کوئی اہم عالم ہوتے تو خود اپنی مسجد میں ان کے بیان کا اہتمام

کراتے، اپنی مجلس میں بھی بیان کراتے، اور بعض دفعہ شہر کی جامع مسجد میں بھی بیان رکھتے اور اسکے لئے دیگر مساجد میں اعلان کاانتظام فرماتے، کہ فلاں وقت، جامع مسجد میں فلاں صاحب کابیان ہوگا۔

کوئی مفتی صاحب تشریف لاتے تو اپنے یہاں کے مفتیان کرام کاکوئی گھنٹہ خالی کراکے ان کی خدمت میں بھیجتے کہ فلاں مفتی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں، ان سے استفادہ کریں، خود حضرت والا قدس سرہٗ کسی پیش آمدہ مسئلہ میں مشورہ طلب فرماتے

غرضیکہ مہمان کے اعزاز واکرام کی کوئی نوع ایسی نہ ہوگی جس کو اختیار نہ کیاجاتاہو۔

علماءاورضعفاءکاخاص اکرام

بڑوں کے اکرام کاعملی نمونہ یہ ہے کہ جب تک علماءکوغیرعلماء سے اور سفید ریش کو سیاہ ریش سے آگے نہ کردیاجاتامصافحہ نہ فرماتے، صبح کو آغاز تعلیم کے وقت دعامیں سب کھڑے رہتے، علماء اور سفید ریش حضرات کے لئے کرسیاں رکھنے کاحکم فرماتے اور بعد عصر مجلس میں ان کے لئے تکیے رکھوائے جاتے تھے۔ (آئینہ مظاہر علوم)

مہمان کی واپسی

جب مہمان کی واپسی ہوتی رخصت کیلئے قیام گاہ سے باہر تک تشریف لاتے، اور بوقت واپسی الوداعی سلام ومصافحہ اور معانقہ کے بعد بھی برابر مہمانوں کو دیکھتے رہتے، جب تک مہمان رخصت ہوکر، مدرسہ کے دروازے سے باہر نہ نکل جاتے برابر تشریف فرمارہتے، اور چہرہ مبارک سے انتہائی غم ظاہر ہوتاکہ مہمان کی رخصتی کاخاص غم ہورہاہے، جیسے کوئی عزیز دوست دوست سے جداہوتاہے، اور دوسرے دوست کواس کااحساس

ہوتا ہے، بالکل یہی کیفیت ہوتی، کبھی زبان مبارک سے کوئی جملہ بھی نکل جاتا جس سے غم کا اظہار ہوتا، مثلاً جو آیا اس کو جانا ضرور ہے۔

حضرت والا قدس سرہٗ کی اس کیفیت سے مہمان بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہتے، دل بھی بے قابو ہو جاتا، اور آنکھوں میں بھی آنسو بھر آتے اور بے اختیار زبان دل پر آ جاتا:

جان سے جانا ہے، تیرے در سے جاناں جانا
جئے جاتے ہیں مگر مردہ بنے جاتے ہیں
جب گلے مل کے وہ پلٹے تو یہ محسوس ہوا
جیسے نکالے لئے جاتا ہے سینہ سے کلیجہ کوئی

مہمانوں کیلئے اصول وضوابط

مگر اس کے ساتھ ساتھ مہمانوں کے لئے کچھ اصول اور ضوابط بھی تھے، جن کی پابندی کی جاتی تھی، اصول وضوابط سے متعلق ہدایات کے بعض پرچے نقل کئے جاتے ہیں۔

اولاً ایک پرچہ ملاحظہ فرمائیں، جس میں قرب وجوار کے مہمانوں سے متعلق اہل دفتر کو ہدایت کی گئی ہے۔

ہدایت برائے اہل دفتر

- ✡ قرب وجوار کے حضرات کے لئے شب کے قیام کی اجازت نہ ہوگی، ملاقات کر کے واپس جاویں، الا یہ کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کسی کو روکیں۔
- ✡ بیرونی متعارف حضرات کے قیام کی اجازت ہوگی۔

محمد کلیم اللہ

۱۹؍رجب المرجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۷؍ستمبر ۲۰۰۲ء

آمد کی غرض اور مدت قیام کا پرچہ

آنے والے مہمانوں کو ہدایت کی جاتی تھی کہ وہ اپنی آمد کی غرض اور مدت قیام کا پرچہ لکھ کر حضرت والا قدس سرہٗ کیلئے دفتر میں جمع کردیں، تاکہ اہل دفتر حضرت والا قدس سرہٗ کو پہنچادیں اور حضرت والا قدس سرہٗ ان کی مدت قیام کا لحاظ فرماتے ہوئے ان کے لئے وقت فارغ فرماسکیں۔

اس سلسلہ میں ضروری گذارش کے نام سے پرچہ کی نقل پیش خدمت ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:۔

ضروری گزارش

مجھ سے ملاقات کے لئے تشریف لانے والے حضرات اپنی آمد کی غرض اور مدت قیام کا پرچہ لکھ کر دفتر میں دیدیں زبانی پیغام بھیجنے سے احتیاط کریں۔ والسلام

ابرارالحق صاف شدہ ۵ رجب ۱۴۲۱ھ ۴ اکتوبر ۲۰۰۰ء

بلا اجازت نئے آنے والے مہمان حضرات کیلئے ہدایت

جو حضرات آنے والے نئے ہوتے ہیں، اور بلا اجازت واطلاع آجاتے ہیں، تو ان کے لئے بروقت طعام وغیرہ کے انتظام میں دشواری ہوتی ہے، اس لئے ان کیلئے ہدایت تھی کہ اپنے طعام کا خود انتظام کریں اس کے لئے مدرسہ میں انتظام تھا کہ کھانے کی قیمت جمع کریں اور کھانے کا انتظام کرائیں، اس سلسلہ میں ہدایت کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں:۔

نئے آنیوالے حضرات کیلئے اطلاع

یہاں مدرسہ میں مہمانوں کی مدنہیں ہے، جوآتا ہے وہ افراد کا مہمان ہوتا ہے، مثلاً ناظم یا نائب ناظم یا اساتذہ وغیرہ کا قیام کانظم کردیا جاتا ہے، طعام کانظم حسب مصالح خود کریں۔ والسلام محمد کلیم اللہ عفی عنہ ۱۱ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ مطابق یکم ستمبر ۲۰۰۱ء

صاف شدہ ۷ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء

دفتر میں پتہ درج کرانا

جدید آنے والے حضرات کیلئے یہ بھی ضروری تھا کہ اپنا نام و پتہ اور فون نمبر دفتر میں درج کرائیں، اور جس حلقہ میں قیام تجویز ہو وہاں قیام فرمائیں، اس سلسلہ میں ہدایت کے پرچہ کی نقل پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

جدید مہمانان کرام سے ضروری گزارش

جدید آنے والے حضرات اولاً دفتر مدرسہ اشرف المدارس میں تشریف لیجاکر اپنا نام و پتہ درج کرادیں، مع فون نمبر پھر وہاں سے جس حلقہ میں قیام تجویز ہو وہاں تشریف لیجائیں بلاضرورت ادھر اُدھر گھومنے پھرنے سے احتیاط کریں۔ والسلام

محمد کلیم اللہ عفی عنہ صاف شدہ ۷ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء

وقت ضائع نہ کریں

آنے والے مہمانان کرام کے بارے میں یہ بھی فکر ہوتی تھی کہ وہ اپنا وقت ضائع نہ کریں، بلکہ ذکر، تلاوت، وغیرہ میں مشغول رہیں، اس سلسلہ میں ہدایت کا پرچہ ملاحظہ فرمائیں:۔

ہدایت خصوصی برائے مہمانان کرام

جملہ مہمانان کرام سے گزارش ہے، کہ یہاں کے قیام کے زمانہ میں اپنے وقت عزیز کو ضائع نہ کریں، بلکہ اپنا وقت ذکر، تلاوت وکتب دینی کے مطالعہ میں صرف کریں

والسلام محمد کلیم اللہ عفی عنہ ۹؍ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۱۹؍مئی ۲۰۰۵ء

ملاقات کے لئے تعیین

بیرونی اور مقامی حضرات کے لئے جو باقاعدہ مہمان تو نہ ہوں البتہ ملاقات کرنا چاہتے ہیں، تو ان کے لئے بھی ملاقات کا وقت مقرر ہوتا تھا، اور اس کا بھی اعلان بذریعہ نقشہ کر دیا جاتا تھا، تاکہ اسکے مطابق ملاقات کرسکیں۔ نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

اعلان

بیرونی حضرات کیلئے ملاقات کا وقت ۱۱؍تا ۳۰-۱۱؍مقرر کیا جاتا ہے، اور مقامی حضرات کیلئے بعد نماز عصر بوقت مجلس حاضری تجویز کی جاتی ہے، بیرونی حضرات بھی مجلس میں شرکت کر سکتے ہیں، اطلاعاً مسطور رہے۔ والسلام ابرارالحق

۳؍صفر المظفر ۱۴۲۶ھ ۱۴؍مارچ ۲۰۰۵ء

جمعہ کے روز ملاقات

جمعہ کے روز کے مشاغل کی وجہ سے عمومی ملاقات نہیں ہوتی تھی، مہمانان کرام اس سے مستثنیٰ ہوتے تھے، اس کا بھی باقاعدہ اعلان نقشہ چسپاں کر کے کیا جاتا تھا۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں:۔

اطلاع ضروری

بوجوہ جمعہ کے دن فی الحال عام ملاقات کا معمول نہیں ہے، اِلَّا نَادِرًا جو کہ پہلے سے اجازت لے لے لہٰذا ملاقات کی زحمت نہ کریں، البتہ عصر کے بعد مجلس میں ملاقات کا وقت ہے۔ والسلام ابرارالحق ۳ر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ ۱۳ر مئی ۲۰۰۵ء

غیر متعارف سفراء کیلئے

جو سفراء حضرات متعارف ہوتے، ان کو مدرسہ میں قیام کی اجازت ہوتی تھی، البتہ جو غیر متعارف ہوتے تھے، ان کے قیام کی اجازت نہیں تھی، اس سلسلہ میں اعلان ملاحظہ فرمائیں:۔

اعلان

جو سفراء غیر متعارف ہوں ان کے قیام کی اجازت سے معذوری ہے۔ والسلام

ابرارالحق

صاف شدہ ۴ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ یکم ستمبر ۲۰۰۰ء

کتابوں کا تحفہ

مہمانوں کو رخصتی کے وقت ان کو حسب حیثیت کتابیں اور مطبوعہ پرچے دینے کا بھی معمول تھا، مثلاً مہمان اگر عالم ہے، تو اس کے اعتبار سے متعدد کتب اور رسائل کے مجموعے اس کو دیئے جاتے اور اگر غیر عالم ہے تو اس کے حسب حال مطبوعہ پرچے اس کو دیئے جاتے۔ اسی طرح کتابوں اور پرچہ جات کی تقسیم کا سلسلہ برابر جاری رہتا تھا، اور کوئی مہمان ہی شاید اس سے محروم رہتا ہو۔

تاثرات اضیاف

بعض ان حضرات کے تاثرات نقل کئے جاتے ہیں، جن خوش نصیب حضرات کو حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوا اور حضرت والا قدس سرہٗ نے ان پر شفقتوں کا مینہ برسایا۔

ان تاثرات سے اکرام ضیف کے مختلف پہلو بھی سامنے آئیں گے اور بعض دیگر اوصاف و کمالات بھی۔

تاثرات حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری زید مجدہم مفتی و استاذ حدیث مدرسہ شاہی مراد آباد

اہل علم کی عزت افزائی

حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں اہل علم خدام دین کی بڑی وقعت تھی، ان میں سے اگر کوئی ہردوئی حاضر ہوتا تو اس کا حد درجہ اکرام فرماتے، پہلے سے نظام معلوم ہوتا تو اسٹیشن پر لینے کے لئے آدمی اور سواری بھیجتے، قیام وطعام کا بہترین نظم فرماتے، اور موقع ہوتا تو طلبہ میں کچھ نہ کچھ بیان کرنے کا حکم فرماتے، راقم الحروف کو بھی متعدد مرتبہ یہ عزت افزائی نصیب ہوئی، کئی سال قبل احقر حاضر ہوا پہلے سے پروگرام تھا، حضرت والاؒ نے ملاقات کے وقت فرمایا کہ ’’جب سے آپ کی آمد کو سنا ہے، قلب میں ایک خاص فرحت محسوس کرتا ہوں‘‘، حضرت والا قدس سرہٗ کے حکم پر کئی مرتبہ اشرف المدارس کے سالانہ جلسہ اور انجمن اسلامیہ ہردوئی کے جلسہ ہائے سیرت میں شرکت کا موقع ملا، تقریباً ڈیڑھ ماہ

قبل احقر نوچندی اکسپریس سے ہردوئی حاضر ہوا، اور یہ گاڑی رات میں ساڑھے تین بجے ہردوئی پہنچتی ہے، دیکھا کہ حضرت والاقدس سرہٗ کی خاص ہدایت پر مولانا مفتی فہیم احمد اور حافظ کلیم حسن اسٹیشن پر سواری کے ساتھ موجود ہیں، مدرسہ آ کر مہمان خانہ میں کچھ دیر آرام کیا پھر حضرت کی طرف سے پیغام آیا کہ آج مسجد حقی میں فجر کی نماز آپ پڑھائیں، فجر کے بعد ناشتہ کا نظام تھا، اس کے بعد حضرت والا کی خدمت میں حاضری ہوئی، حضرت قدس سرہٗ کی طبیعت بہت کھلی ہوئی تھی، کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے، اسی درمیان مدرسہ کے ترانہ کا وقت ہوگیا (مدرسہ اشرف المدارس میں معمول ہے کہ روزانہ درس شروع ہونے سے پہلے سب طلبہ احاطہ میں جمع ہو کر دعائیہ ترانہ پڑھتے ہیں، اور اجتماعی دعا کرتے ہیں، اور اسی وقت بعض اہم ہدایت دی جاتی ہیں) مگر حضرت کی گفتگو جاری رہی، اور آپ نے منتظمین سے کہلوا بھیجا کہ ابھی سب طلبہ احاطہ میں جمع رہیں، اور کہا (راقم الحروف) جب احاطہ میں پہنچے تو ترانہ اور دعائیہ کلمات دوبارہ سنوائے جائیں، پھر احقر سے فرمایا کہ آپ ہمارے اس معمول کو بغور ملاحظہ کریں، اور کوئی بات قابل اصلاح ہو تو ضرور توجہ دلائیں، اور پھر اپنی بشاشت سے جتنی دیر چاہیں کچھ بیان کریں، قارئین اس سے حضرت والاقدس سرہٗ کی وسعت ظرفی خوردنوازی اور تواضع وفنائیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں، چنانچہ احقر نے سعادت سمجھ کر حضرت والاقدس سرہٗ کے حکم کی تعمیل میں چند منٹ بیان کیا، اور اس کے بعد احقر کو آگے سنڈیلہ اور کانپور کے سفر پر جانا تھا، حضرت والا خود وہیل چیئر پر باہر تشریف لائے اور گاڑی کے قریب آ کر احقر کو رخصت کیا۔

اسی سفر میں احقر نے اپنی کتاب ''اللہ والوں کی مقبولیت کا راز'' کا جدید ایڈیشن خدمت میں پیش کیا، حضرت والا کو وہ کتاب اس قدر پسند آئی کہ عصر کے بعد کی مجلس میں اس کے اقتباسات کافی دنوں تک سنوائے، اور بیچ بیچ میں تشریح فرماتے رہے، اور اس

کے بعض اجزا کو مجلس دعوۃ الحق کے کارکنان میں پڑھ کر سنوانے کا اہتمام فرمایا، بلاشبہ یہ حضرت والاقدس سرہٗ کی خوردنوازی ہی تھی، ورنہ اس عزت افزائی کا تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

وفات سے ۱۲؍دن قبل ۵؍مئی کو بھی احقر کی حاضری ہوئی، حضرت والا قدس سرہٗ نے حسب سابق نہایت توجہ اور اکرام کا معاملہ فرمایا، اور حضرت کا یہ معاملہ کسی خاص شخص کے ساتھ ہی نہیں تھا، بلکہ اہل علم کے ساتھ آپ اسی طرح اکرام اور اعزاز کا معاملہ فرماتے تھے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

نفاست اور سلیقہ مندی

شریعت اور سنت کی پابندی کے ساتھ حضرت والاقدس سرہٗ کے یہاں ہر چیز میں نفاست، پاکیزگی اور سلیقہ مندی کا بھی بڑا اہتمام تھا، سادگی کے ساتھ ہر چیز میں نفاست آپ کو پسند تھی، جس کا اثر آپ کے لباس، نشست گاہ اور مدرسہ و خانقاہ میں نمایاں نظر آتا تھا، حتی کہ وضوخانہ میں لوٹے بھی سب سلیقہ سے رکھے دکھائے دیتے تھے، طلبہ کو تاکید تھی کہ جب وہ مسجد میں جائیں تو اپنے جوتے اور چپل سب لائن اور سلیقے سے رکھیں، اِدھر اُدھر نہ ڈالیں، مدرسہ، مسجد اور خانقاہ کی دیواریں سفیدی سے رنگی ہوئی اور صاف ستھری رہتی تھیں، راستہ میں کوئی کوڑا کرکٹ یا کاغذ کا پرزہ دکھائی نہیں دیتا تھا، مسجد میں قرآن پاک سب جزدان میں رکھے جاتے، صفوں پر سفید جازم بچھائی جاتی، درسگاہوں میں بچھائے جانے والے فرش بھی معیاری ہوتے، اور حضرت والاقدس سرہٗ اس ضعف اور پیرانہ سالی کے باوجود بذات خود ان باتوں کی نگرانی اور معائنہ فرماتے رہتے تھے۔

آستانہ ابرار کی حاضری کے دو دن

حضرت مولانا عبد الاحد قاسمی تاراپوری

آج سے تقریباً پچیس سال پہلے کی بات ہے دہلی کے سفر کے دوران مرکز نظام الدین میں حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبری سے ملاقات ہوگئی، پوچھا کیا نظام ہے؟ فرمایا دیوبند سہارنپور، تھانہ بھون، گنگوہ، بزرگوں کی زیارت وفیض یابی، میں نے کہا وہ ہماری دیکھی بھالی، علم وطریقت کی چہیتی گلیاں ہیں، چلئے اب کی مرتبہ سفر کا رخ بنا کر لکھنؤ والی پٹی پر اپنے سفر کا آغاز کریں، سنا ہے وہاں بھی عرفان واحسان کے مکتب عشق ضوفشاں ہیں، اور عشق ومحبت کی دوکانیں سجی ہیں، جا کر آنے والوں نے بتایا کہ وہاں درس انسانیت کے مراکز ہیں، شب وروز رموز واسرار کی کلیاں چٹختی ہیں، شیخ کامل کی تلاش میں نورو معرفت کے متوالے آتے ہیں، اور دامن مراد بھر کر جاتے ہیں، غرض مولانا تیار ہو گئے، اور مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ وغیرہ حضرات کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل ہوا، پھر وہاں سے ہردوئی کے لئے سفر کا آغاز ہوا، رات دس بجے اشرف المدارس پہنچے وہاں کے ضوابط کی کچھ باتیں سن رکھی تھیں، شدید بھوک وتکان کا احساس تھا یکا یک دیوار پر آویزاں ایک تختی پر نظر پڑی جس پر لکھا ہوا تھا ”مہمان اپنے کھانے کا خود انتظام کرلیں“ پڑھ کر ہم سکتہ میں رہ گئے، ہمیں مہمان خانہ میں پہنچا دیا گیا، جہاں تہہ بہ تہہ گھاس اور اوپر ایک دری اور چادر اور تکیہ سب صاف شفاف سلیقہ سے لگے ہوئے تھے، خادم آئے، کہا کہ حضرت کو آپکی آمد کی اطلاع دے دی گئی ہے، ہم ابھی عشائیہ کی کشمکش میں ہی تھے، کہ تھوڑی دیر میں ایک خادم سفید پوش رومال میں ایک خوان لیکر کمرہ میں پہنچ گیا، چند لمحہ کے بعد ایک پرکشش، سفید پوش، نورانی چہرہ کا اچانک

دیدار ہوا قرینہ سے معلوم ہوا کہ یہی حضرت والا مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی قدس سرہٗ ہیں مسکراتے چہرے سے مصافحہ، معانقہ اور خیریت پوچھی اور دریافت کی اور پوچھا کہاں سے آئے ہیں؟ کس مقصد سے حاضری ہوئی ہے؟ کتنے روز قیام ہے؟ پوچھنے کے بعد فرمایا کھانا تناول کر لیجئے ایک خادم کو چھوڑ کر دولت خانہ تشریف لے گئے، ہم لوگ کھانے کیلئے بیٹھ گئے، مجھے حیرت ہوئی کہ گرم گرم روٹیاں اور چاول اور دو تین قسم کے سالن قرینہ سے طشتریوں میں سجے ہوئے ہیں، ہم بہت بھوکے تھے، سیر ہو کر کھایا، دستر خوان چلا گیا، ہم مشتاق تھے کہ اب صبح حضرت کی مسند ارشاد بچھے گی، حضرت کے ملفوظات سے مستفیض ہونگے، ذاکرین وشاغلین و معتکفین اور طالبین طریقت سے ملاقاتیں ہوں گی، خانقاہ اور طالبین کے کمرے دیکھیں گے، بہرحال صبح صادق سے کچھ پہلے ہی ہمیں اُٹھا دیا گیا، دیکھا کہ لوگ وضو کر کے جوق در جوق مسجد کی طرف رواں دواں ہیں، مسجد کے دروازے پر سب کے جوتے چپل خوب قرینے سے رکھے ہوئے ہیں، مسجد چھت سے فرش تک سفید پوش تھی، مسجد کی دو صفیں مکمل تھیں، تیسری صف بن رہی تھی، آناً فاناً وہ بھی بھر گئی، سب نماز کے انتظار میں ذکر وتلاوت میں مشغول تھے، تھوڑی دیر میں ٹھیک وقت پر حضرت مسجد میں تشریف لائے فجر کی نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے، قرأت کی آواز ایسی دلکش اور پرکشش تھی کہ پہلے کبھی نہ سنی تھی، نماز کے بعد اجتماعی معمولات کے بعد سب باہر کے میدان میں جس میں طالبین طریقت، مہمان، اساتذہ، بڑے طلبہ سب خاص ترتیب سے صف بصف کھڑے تھے، مہمانوں کے لئے بینچیں بچھی ہوئی تھی، ہم اس پر بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد لوگ اپنے اپنے مستقر پر گئے ہم بھی کمرے میں آ گئے خادم آئے، پوچھا ناشتہ کب کرو گے، ہم نے کہا جب سہولت ہو تھوڑی دیر میں پرتکلف ناشتہ آ گیا ہم نے ناشتہ کر لیا خادم نے کہا اب آپ آرام کر سکتے ہیں، حضرت سے نو بجے ملاقات ہوگی، مگر آٹھ

بجے میں کمرے کے احاطہ سے باہر نکل آیا میدان میں دیکھا کہ سارے دفاتر کھل چکے ہیں، اور سب اپنے اپنے کاموں میں فکرو بشاشت سے مصروف ہیں، کھڑے ہوئے سوچ رہا تھا کہ یااللہ یہ تین سو چار سو آدمیوں کا قافلہ جو مسجد سے نکلنے پر نظر آرہا تھا، کہاں غائب ہوگیا، دفتر کے اندرونی دیوار پر ایک تختی دیکھی، جس میں لکھا ہوا تھا کہ ''دفتر کے قلم، تکئے اور گدے سب منشی حضرات کے اپنے ذاتی ہیں'' باہر کچھ دیر گھومتا رہا، بہت سارے بزرگ صفت حضرات ایک دفتر سے دوسرے دفتر کو تیزی سے مجھے دیکھتے ہوئے نکل جارہے تھے، کسی نے نہیں پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو ۹ ربجے پھر باہر آیا تو عملہ اسی مستعدی کے ساتھ اپنے کام میں مشغول تھا، کچھ حضرات صبح کی گاڑی سے جانے والے اور کچھ نووارد مہمان چبوترے پر حضرت کی آمد کے منتظر تھے، تھوڑی دیر میں ایک پرکشش شخصیت کو اپنے گھر سے نکلتے ہوئے دیکھا معلوم ہوا کہ آپ کا وہ مکان ہے جس کو حضرت والا قدس سرہٗ نے اپنی پوری جائیداد سمیت سب مدرسہ کے لئے وقف کردیا ہے، اب تھوڑی دیر کے بعد حضرت میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر بشاشت ہو تو مدرسہ کا معائنہ کرلیجئے، حضرت نے بذات خود ایک گھنٹہ تک ہر تعلیمی شعبہ کا معائنہ کرایا، اساتذہ، طلبہ میں سے کسی ایک نے ہم کو دیکھنے کے لئے نہیں دیکھا، واپسی پر حضرت دفتر میں بیٹھے ہم بھی سامنے بیٹھ گئے، حضرت نے فرمایا کہ کوئی قابل اصلاح بات ہو تو فرمائیے، ٹھیک کرلیا جائیگا، ناکارہ نے حضرت کو کئی مشورے دے ڈالے، حضرت خوب غور سے سنتے رہے، اتنا ہی نہیں میرے ہاتھ میں مولانا مناظر احسن صاحب کی کتاب ''نظام تعلیم وتربیت'' ساتھ تھی حضرت سے میں نے کہا کہ اس کا مطالعہ ضرور فرمائیں حضرت نے بڑے شوق سے اس کو دیکھا، میں نے کہا حضرت اسکا پتہ نوٹ فرمالیجئے، حضرت نے بہت اہتمام سے پتہ نوٹ کیا، کسے معلوم تھا کہ ایک ادنیٰ سپاہی بچہ بادشاہ کی گود میں بیٹھ کر اس کی

داڑھی سے کھیل رہا ہے، زندگی کی احمقانہ حرکت پر جب کبھی یاد آ جاتی ہے، خوب شرمندگی محسوس کرتا ہوں۔

حضرت والا قدس سرہٗ کو دیکھا کہ کبھی مہمانوں سے محوگفتگو ہیں، کبھی طلبہ کی تربیت ونگرانی فرما رہے ہیں، کبھی ہر شعبہ میں جا کر دفتر کی دیکھ بھال اور انکو ہدایت دے رہے ہیں، اس عرصہ میں چلتے پھرتے بھی جب موقع ہو ارشد و ہدایت کے پھول جھڑتے ہوئے دکھائی دئے، اس ناکارہ کی حیثیت ہی کیا تھی، کہ حضرت کے کمالات اور ہر لمحہ اتباع سنت میں سرشار آپ کے ہر عمل کو پرکھ سکے، چونکہ عرصہ ہوا اپنے زمانے کے جبال العلم والعرفان حضرت الاستاذ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کی خانقاہوں سے بھی احقر تہی دست لوٹا تھا، اور ان شیوخ کی خاص خانقاہی انداز تربیت سے، حضرت والا قدس سرہٗ کے انداز اصلاح وتربیت جداگانہ تھے، اس لئے ان کو استعجاب کی نظر سے دیکھتا رہا لیکن ایک خاص طبعی مناسبت نے احقر کے دل ودماغ کو متأثر کر دیا، ہم ہردوئی سے الہ آباد حضرت مولانا محمد احمد صاحب کی خدمت میں پہنچے جذبہ عشق میں آپ کے ہاتھوں کو قرار نہ تھا، کبھی ران پر ہاتھ مار رہے ہیں، کبھی سر پر ہاتھ پھیر رہے ہیں، سوچا کہ ایسے مقرب بندوں کی ملاقات سے ابتک کیوں محروم رہے، حضرت مولانا نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہے ہو؟ ہم نے کہا فی الحال ہردوئی سے، حضرت نے فرمایا ان حضرات کی راحت وضیافت کا انتظام کرو، بھائی جلدی کرو، یہ مولانا ابرارالحق صاحب (قدس سرہٗ) کے پاس سے آ رہے ہیں، حضرت کے کلمات عالیہ سے مستفیض ہوئے، اور چند گھنٹے وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر اس نورانی ماحول سے واپسی کا رخ کیا۔

حضرت ہردوئی سے پہلی ملاقات کی دھندلی سے یادوں کی یہ سرگذشت تھی،

اس کے بعد پچیس سال تک حضرت سے عشق ومحبت میں مسلسل چکر کاٹتا رہا، اب حضرت والا کی ملاقات کا پچیس سال کے بعد یہ آخری اور دوسرا دن تھا، مورخہ ۹؍مارچ ۲۰۰۵ء کو کلکتہ کے سفر سے واپسی میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اب جبکہ حاضری ہوئی تو اشرف المدارس ہردوئی صرف مدرسہ نہ تھا ایک مقدس خانقاہ تھی وہ ایسے شیخ ومرشد کی خانقاہ تھی، جس کی نظیر چشم فلک نے روئے زمین پر کم دیکھی ہے، کبھی اس میخانے کے ساقی کو دیکھ کر جنید وشبلی سے دھوکہ ہوتا ہے، کبھی اجمیری وصابری کلیری سے، کبھی خانقاہ امدادی واشرفی کا نقش جمیل اسکے سامنے آتا ہے، تو محبت وحسرت کی نگاہوں سے دیکھتی ہے، اور کہتی ہے کہ خدایا اس امدادی اشرفی چشتیہ سلسلہ کے آخری چراغ کو کب تک دیکھنا نصیب ہوتا ہے، پھر اندھیری دنیا کو کیا دیکھنا ہے۔

یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اس آخری نصف دہائی میں اتباع واحیاء سنت کا جو نور ضوفشاں ہوا ہے وہ اس صدی کا ایک امتیازی روحانی باب ہے۔ بہت سے آپ کے ہم عصر بزرگوں نے اعتراف کیا ہے کہ ’’ابرار‘‘ سنت نبوی کی تعمیر وترویج میں ہم سب سے آگے ہے، محی السنۃ کا لقب صدیوں کے بعد عوام وخواص کے دل میں القاء ہوا اور آپ کے نام کا جزو بن گیا، اور ہزاروں لاکھوں انسان اس قدسی صفات سے مستفیض ہوئے اس آخری دن کے سفر میں حضرت والا قدس سرہٗ سے شرف ملاقات کا وہ پہلے دن کا دھندلا نقش تھا، اس کے بعد دو دہائیوں سے زیادہ تک خانقاہ عالی کے آستانہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوتا رہا، اس طویل عرصہ میں کبھی دھلائی، کبھی ڈانٹ ڈپٹ، کبھی چیں بہ جبیں آخری سالوں میں اکثر آپ کی شفقت ومحبت کے سایہ میں آکر کے سکون وسرور حاصل کرتا، کسے معلوم تھا کہ مرشدی کی ملاقات کا یہ آخری دن اور آخری دیدار ہے، مگر غیر شعوری طور پر ہردوئی اسٹیشن آنے سے پہلے دل مسرتوں سے اُچھل رہا تھا، اور اسٹیشن پہنچ

کر دیدار کا شوق تیز تر ہوگیا،ٹرین سے ہی یہ شعر زبان پر جاری ہوگیا۔

کیوں بادِ صبا آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلف یار ہے

حضرت سے خانقاہ میں پہنچ کر ڈرتے ڈرتے ملاقات ومعانقہ اور حسب ہدایت ہم حلقہ نمبر ۶ ر کے مہمان خانہ پہنچ کر رخت سفر چھوڑ دیا،حضرت والا قدس سرہٗ کو اپنی آمد اور واپسی ٹرین کی تخصیص اور رفیق سفر کی تحریری اطلاع حضرت کے دولت خانہ پر پہنچادی گئی،اتفاق کی بات ایک دن رات گذرنے کے باوجود بھی خلاف معمول حضرت قدس سرہٗ کی طرف سے بلاوانہ آیا،ان دنوں ملک اور بیرون ملک کے مہمانوں کا ہجوم اس قدر رہا کہ قافلے آتے گئے،اور حضرت رخصت کرتے گئے میں بے چینی سے دوسرے دن بھی حضرت کے بلاوے کا انتظار کرتا رہا سرسری ملاقات کے علاوہ بارگاہ میں باریابی کا شرف حاصل نہ ہوسکا،تیسرے دن صبر کا جام لبریز ہوگیا،نائب صاحب کو اطلاع کرائی جواب میں بتایا تمام آنے جانے والے مہمانوں کا نقشہ اور نظام حضرت کے ذہن میں ہے مہمانوں کا ہجوم کم ہو تب آپ کو بلالیں گے،چنانچہ ٹرین کی روانگی سے صرف دو گھنٹہ پہلے حضرت نے یاد فرمایا،اور رحمت وشفقت کی وہ بارشیں دل کی تپتی ہوئی زمین پر برسائیں جس کی چاشنی شاید موت کے کڑوے ذائقہ تک نہ بھول سکونگا،رفیق سفر کو ہٹادیا گیا،نائب صاحب کو آنے کی اجازت نہیں تھی،حتی کہ آپ کے چہیتے نواسے بھی آکر کھڑے ہوگئے،کہ حضرت گاڑی باہر آگئی ہے،سامان لگ چکا ہے،ٹرین میں صرف پندرہ منٹ باقی ہیں تاہم حضرت کی میرے ساتھ مشفقانہ اور رازدارانہ عنایتیں ہوتی رہیں، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ مجھ نااہل کو وداع کرنے کے لئے وہیل چیئر پر خود باہر تشریف لائے، خدائے پاک کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ حضرت کی آخری ملاقات ہے تو ہفتوں تک

میں اس خانقاہ کی دہلیز سے باہر نہ جاتا۔

تاثرات حضرت مولانا عبد العلی صاحب فاروقی زید مجدہم

شعور کی آنکھ کھلی تو حضرت مولانا ابرار الحق صاحب کی حکمرانی دل پر پائی، ان کی ہیبت و جلالت کا سکہ ان کی آخری سانس تک چلتا رہا، وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ تندخو اور کھرّے ہوں، یا بات بے بات جھڑک دینے کا اندیشہ ہو! نہیں نہیں نہیں! وہ تو قطرۂ شبنم کی طرح خوبرو، اور ایک مالی کی طرح اپنے گلشن کے گلوں ہی کے نہیں خاروں کے بھی قدرداں ونگہبان تھے، ان کی ایک لطیف مسکراہٹ دور دراز سے آنے والے مسافروں کی تھکاوٹ دور کر دیتی تھی، پھر ان کا پروقار استقبال، تبسم آمیز استفسار، اور ضیافت ومہمان نوازی کا والہانہ انداز، غرض کہ کیفیت کچھ یوں تھی کہ:۔ ؎

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جاں ایں جاست

ہاں سامنا کرنے سے جھجھک اور دل پر ہیبت اس بات کی ضرور رہا کرتی ہے کہ میرے بے اصول سراپا اور میری بے ربط گفتگو سے کہیں اس ''آبگینے'' کو ٹھیس نہ لگ جائے، اور میں فرحت وانبساط کے بجائے اذیت وانقباض کا ذریعہ نہ بن جاؤں، اس کے باوجود وہ جو بزرگوں کے یہاں ''نسبت'' کے نام سے ایک ''مراعاتی کالم'' ہوا کرتا ہے، اس کا فائدہ راقم الحروف کو خوب خوب ملا، ملاقات نہیں ملاقاتیں اتنی مرتبہ ہوئیں کہ تعداد یاد نہیں، خصوصی ضیافتوں کے مزے بھی لوٹے، یادگار لمحے میسر آئے، الطاف وعنایات کی بارشوں سے شرابور ہونے کی سعادت بھی ملی، ان کی خوردنوازی کے صدقے ان کے حلقوں میں کئی مرتبہ ''خصوصی مقرر'' بن کر دینی مجلسوں سے خطاب کرنے کے مواقع بھی ملے، اور میری ایک ادنی بلکہ صحیح معنوں میں ''گستاخانہ'' درخواست پر پہلے سے طے شدہ

پروگرام میں بروقت ترمیم کرکے ہردوئی سے لکھنؤ جاتے ہوئے دارالعلوم فاروقیہ کاکوری میں قدم رنجہ فرما کر اپنے نصیحت آمیز خطاب اور دعاؤں سے بھی نوازا الله الله۔ ؎

یہ عنایتیں یہ نوازشیں، مری ایک خستہ سی جان پر

اور پھر ابھی پانچ ہفتہ قبل ہی کی اس آخری زیارت وملاقات کو کیوں کر فراموش کرسکتا ہوں جو ۱۴؍ ۱۵؍اپریل ۲۰۰۵ء کو اس حال میں ہوئی تھی کہ شدید ضعف ونقاہت کے باعث حضرت والاقدس سرہٗ تین دن سے اپنے رہائشی کمرہ سے نکل کر مدرسہ نہیں آسکے تھے، اور جناب مولانا افضال الرحمن صاحب جیسے قریبی بلکہ "منہ لگے" بھی مجھے فون پر پیشگی اس بات کی یقین دہانی نہیں کراسکتے تھے کہ زیارت وملاقات ہو ہی جائیگی۔

سفر بلگرام ضلع ہردوئی کے ایک دینی جلسہ میں شرکت کے لئے تھا، اور میں نے اپنے مشفق بھائی مولانا افضال صاحب سے یہ کہہ دیا تھا کہ ہم لوگ نماز عصر مدرسہ اشرف المدارس کی مسجد میں ادا کریں گے، آپ اس کی اطلاع کردیں اگر اجازت مل گئی تو زیارت ومصافحہ ہوجائے گا، ورنہ میری قسمت۔

نماز عصر سے ۱۵؍ ۲۰؍منٹ قبل مدرسہ میں قدم رکھتے ہی مولانا افضال الرحمن کو منتظر پایا اور انہوں نے کہا بس جلدی کرکے ابھی نماز سے قبل ہی آپ حضرات ملاقات کرلیجئے، حضرت آپ لوگوں کے منتظر ہیں، اپنی قسمت پر ناز کرتے ہوئے میں نے اور میرے ساتھیوں مولانا حسین احمد صاحب، حافظ محمد ہاشم صاحب اور محمد حنیف صاحب (ڈرائیور) نے حاضری دی، اور حضرت والاقدس سرہٗ نے حسب سابق نہایت ہی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات ہی نہیں کی، بلکہ میرا نظام سفر دریافت فرمانے کے بعد فرمایا کہ نماز کے بعد میری طرف سے چائے پی لیں، اس کے بعد پھر ایک ملاقات ہوجائے گی، دوبارہ حاضری پر حضرت والا نے چائے کے سلسلہ میں دریافت فرمایا اور خاص طور پر

ڈرائیور صاحب کے بارے میں پوچھا اوران سے پھر مصافحہ فرمایا پھر بلگرام سے لکھنؤ واپسی کا نظام دریافت فرمایا اور میرے اس جواب پر کہ صبح فجر بعد واپسی ہوگی، اپنے خاص انداز میں فرمایا کہ اگر کوئی زحمت نہ ہو اور کسی نظام میں خلل نہ ہو تو صبح کا ناشتہ یہیں کرلیں،......اندھا کیا چاہے؟ چنانچہ ہم لوگ نماز فجر بعد ایک پیالی چائے پی کر بلگرام سے روانہ ہوکر، ہردوئی پہنچ گئے، یہ ۱۵/اپریل کی صبح تھی، اور جمعہ کا دن، حضرت والا کئی دن کے بعد آج اپنی مخصوص کرسی (وہیل چیئر) پر بیٹھ کر مدرسہ کے ایک ایک چپہ کا معائنہ فرمارہے تھے، اور مختلف ہدایات دے رہے تھے، مجھے مدرسہ میں داخل ہوتے ہی جہاں یہ خوشخبری ملی کہ آج حضرت والا قدس سرہٗ کی طبیعت بشاش ہے، اور مدرسہ آکر حسب معمول معائنہ فرمارہے ہیں، وہیں یہ جان کر ایک نامعلوم قسم کی بے چینی اور گھبراہٹ بھی ہوئی کہ اس دوران نظام میں کچھ بے ترتیبیوں کیوجہ سے حضرت والا قدس سرہٗ کو تکلیف ہوئی ہے، اور متعلقہ ذمہ داروں سے باز پرس فرمارہے ہیں، اور آج کل کے چلتے ہوئے الفاظ میں یوں کہنا چاہئے کہ ''موڈ آف ہے'' ابھی میں ''اپنی خیریت'' کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت والا قدس سرہٗ کی مخصوص کرسی آگئی، مجھے نہیں معلوم کہ کب غصہ آیا تھا، اور کس پر اترا تھا؟ میں نے تو اسی منور منور، اجلے اجلے چہرہ کی زیارت کی اور حضرت والا نے مسکراتے لبوں اور بولتی آنکھوں سے ہم ''بے استحقاقوں'' کا استقبال کرتے ہوئے مصافحہ کی سعادت بخشی، پھر بڑے اہتمام کے ساتھ اپنی نگرانی میں ہمیں ناشتہ کرایا، ناشتہ سے فراغت کے بعد حضرت والا قدس سرہٗ نے اپنی گھڑی پر نگاہ ڈال کر فرمایا کہ ابھی اتنی گنجائش ہے کہ آدھ گھنٹہ کے بعد بھی روانہ ہوکر آپ لوگ انشاء اللہ ۱۱/ بجے لکھنؤ پہنچ جائیں گے، اگر بار نہ ہو اور طبیعت میں انشراح ہو تو چند منٹ مسجد میں کچھ بیان کردیجئے، طلبہ واساتذہ کے علاوہ کچھ بیرونی مہمان اور قرب وجوار کی شاخوں سے آئے ہوئے

اساتذہ وعلماء بھی ہیں، تعمیل حکم کو اپنی سعادت سمجھتے ہوئے میں نے بلا تاخیر اپنی رضامندی ظاہر کر دی، کیونکہ ایسی سعادت پہلے بھی میسر آ چکی تھی، چند منٹ کے بعد میں مسجد پہنچ گیا اور مجھے کرسی پر بٹھا دیا گیا، اس کے بعد جو کچھ ہوا، اس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، دیکھا کہ حضرت والا قدس سرہٗ کی مخصوص کرسی آئی اور میری کرسی کے ٹھیک سیدھ میں کچھ فاصلہ پر روک دی گئی، مجھے کیا معلوم تھا کہ حضرت والا قدس سرہٗ کے روبرو اور انکی سماعت میں لاتے ہوئے مجھے اس طرح ''خطیب'' بن کر کچھ کہنا پڑیگا؟ کیوں کر بیان کروں کہ فوری طور پر میری کیا کیفیت ہوئی؟ کرسی سے کیوں کر اتروں؟ اور اپنی بے بضاعتی کا حوالہ دے کر حضرت قدس سرہٗ سے واپسی جانے کی درخواست کرنے کی ہمت کہاں سے لاؤں؟ کچھ بھی نہ کر سکا، اور بات اس حوالہ سے شروع کر دی کہ یہاں سب طالب علم بن کر آتے ہیں، اور مجھے اچھی طرح اس کا احساس ہے کہ ان طالبین میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کے سامنے مجھ جیسے تہی مایہ کو جرأت بیان نہ ہونا چاہئے، مگر کیا کروں؟ حکم حضرت والا قدس سرہٗ کا ہے، اور یہاں ان کے تشریف فرما ہونے سے یقین ہے کہ توجہ بھی فرمارہے ہوں گے، اس لئے اپنی نہیں بلکہ حضرت والا کی زبان سے مختلف مواقع پر سنی ہوئی کچھ باتیں آپ کے سامنے دہرانے کی جرأت کر رہا ہوں، نقل وتعبیر میں جو قصور ہو وہ میری زبان وفہم کے قصور کا نتیجہ ہوگا۔

۲۰-۲۵ رمنٹ بیان ہوا اور میں نے صاف طور پر محسوس کیا کہ ابتداء میں قائم ہونے والی ہیبت اور سانسوں کی بے ترتیبی کی کیفیت بہت جلد ختم ہوگئی، اور میں نے جو کچھ کہا شرح صدر کے ساتھ کہا اور درمیان تقریر وقفہ وقفہ سے حضرت والا قدس سرہٗ کے لبوں پر پھیلنے والی مسکراہٹ میرے لئے آکسیجن کا کام کرتی رہی، تقریر ختم ہونے کے بعد حضرت والا قدس سرہٗ کے چہرہ کی بشاشت لبوں کی مسکراہٹ تشجیعی کلمات، اور دعاؤں

نے مجھے یقین دلایا کہ ''کچھ کام کی بات'' ہوگئی، مزاج شناس دوستوں نے بھی نقد مبارکباد دی، حضرت والا قدس سرہٗ بہت مسرور ومحظوظ ہوئے ہیں، پھر یہ بھی علم ہوا کہ اس بیان کی کیسٹ کو بعد میں خود حضرت والا نے سنا بھی اور اہتمام کے ساتھ سنوایا بھی، کچھ دیر بعد حضرت والا قدس سرہٗ نے تو مجھے مصافحہ ومعانقہ فرما کر رخصت کر دیا، لیکن خدا گواہ ہے کہ اس کے بعد کئی دنوں تک میں ایک کیفیت وسرور کے عالم میں رہا، اپنی اس خوش بختی کا ذکر اپنے دوستوں اور گھر والوں سے بھی کیا، اور نہ جانے کیوں یہ یقین آج بھی قائم ہے کہ میری عاقبت سنورنے کا کچھ انتظام ہو ہی گیا۔ (صوت القرآن)

تاثرات حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی زیدمجدہم

فجر کی نماز پڑھ کر لکھنؤ سے روانہ ہوئے سردی کا موسم تھا، ۱۰؍بجے کے بعد ہردوئی پہنچے، مدرسہ اشرف المدارس میں داخل ہوتے ہی ہر طرف نظافت دیکھ کر مسرت ہوئی، حضرت قدس سرہٗ کو آمد کی اطلاع کر کے حاضری کی اجازت چاہی، حضرت قدس سرہٗ نے خادم کو بھیجا سلام کہلوایا اور فرمایا کہ تھوڑی دیر مہمان خانہ میں آرام کرلیں، خادم نے رضائی پیش کی بیت الخلاء، غسل خانہ، بتلایا ہر طرف صفائی اور نورانیت نظر آئی، تھوڑا وقفہ گذرا چائے اور بسکٹ سے تواضع کی گئی ۱۱؍بجے خادم تشریف لائے، اور فرمایا کہ حضرت نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ کچھ مہمانوں سے بات چیت کر رہا تھا، اس لئے دماغ میں ضعف محسوس کرتا ہوں، اگر آپ حضرات مزید تھوڑا انتظار کرلیں تو بہتر ہے، اور اگر واپسی میں عجلت ہے تو ابھی حاضر ہوجائیں، اللہ اللہ، بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی مہمانوں کی کیسی رعایت، کتنی صفائی سے معاملہ کرنا، ہم لوگوں نے عرض کیا حضرت آرام فرمالیں، ہمیں اتنی عجلت نہیں، نصف گھنٹہ کے بعد طلب فرمایا، بشاشت سے ملاقات فرمائی، اور قیمتی نصائح

فرماتے رہے، خصوصاً نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔

دس بارہ نوجوان علماء کو بلوایا اور ہر ایک سے سوال فرمایا کہ کہاں سے تشریف لائے ہیں، کس مدرسہ میں پڑھاتے ہیں، یہاں تشریف لانے کا مقصد کیا ہے، سب ہی حضرات نے باری باری اپنا تعارف کرایا ہر ایک نے یہ بھی کہا کہ ہم تجوید درست کرنے اور اپنی اصلاح کیلئے یہاں مقیم ہیں، اس سے حضرت کے عمومی فیض کا اندازہ ہوا، ہم حضرت کی بیماری کی وجہ سے جلدی ہی دعا کی درخواست کرکے باہر نکلے تو حضرت نے دعا فرمائی، اور ناظم کتب خانہ سے فرمایا کہ ان حضرات کو مطبوعہ کتابیں اور پرچے عنایت فرمادیں، ہم لوگ یہ قیمتی تحفہ لیکر لکھنؤ واپس آئے، آج ان واقعات کو یاد کرکے بے اختیار زبان پر یہ شعر آجاتا ہے:۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

(صوت القرآن)

تاثرات مفتی ابو الکلام صاحب قاسمی

مہمان! اللہ کے فرستادہ ہوتے ہیں، وہ قابل تعظیم اور لائق اکرام ہیں، ان کو آنکھوں اور پلکوں پر بٹھایا جائے، اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر ان کا اعزاز و اکرام کیا جائے، کھانے، پینے، رہنے سہنے اور ان کی ضروریات زندگی کا پورا پورا خیال رکھا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو کچھ تکلیف پہنچے اور آرام و راحت میں کچھ خلل آجائے، اور تکلیف اور خلل کو دور کرنے کی کوئی بھی تدبیر نہ کی جائے، ہر مسلمان مہمانوں کے ساتھ بہتر ہی سلوک کرتا ہے، آرام و آسائش اور کھانے پینے کا اپنی حیثیت سے بڑھ کر انتظام کرتا ہے، خود رنج و

مصیبت میں رہتا ہے، لیکن مہمانوں کے رنج و مصیبت کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے، حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب حقی قدس سرہٗ بھی ان مہمان نوازوں میں سے تھے، جن کے یہاں مہمان ہی سب کچھ ہوتے ہیں، وہ کھانے پینے کی ایک ایک چیز مہمانوں کے سامنے رکھ دیتے، اور ضروریات زندگی کا ہر طرح سے خیال کرتے، پھر بھی ظاہراً و باطناً شرمسار ہوتے، اور دل میں بار بار یہ خیال آتا کہ: ؎

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حالانکہ آپ مہمانوں کی خاطرداری میں ذرہ برابر بھی کسر نہیں چھوڑتے، رخصت کرتے وقت آپ فرماتے کہ ''بھائی صحیح طریقے سے آپ کی مہمان نوازی نہیں ہوسکی، اور خاطرداری کا حق ادا نہ ہوسکا، آپ معاف فرمائیں'' یہ آپ کی جلالت شان تھی کہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی کچھ نہ کرنے کا عندیہ ظاہر فرماتے، اللہ والوں کی یہی شان ہے اور اسی شان سے وہ اور لوگوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

تاثرات حضرت مولانا احمد نصر بنارسی صاحب زید مجدہم

اللہ تعالیٰ نے ضیافت اور مہمان نوازی کا خاص جذبہ عطا فرمایا تھا، ایک بار عشاء کے وقت حاضری ہوئی، ملاقات کے بعد فرمایا کہ آرام کیجئے، صبح گفتگو ہوگی، فجر سے پہلے خادم آ گیا، اور اس نے اطلاع دی کہ حضرت یاد فرماتے ہیں، جلدی سے باوضو ہو کر حاضر خدمت ہوا تو دیکھا کہ پرتکلف ناشتہ تیار ہے، فرمایا! کہ مجھے فجر بعد ایک جگہ جانا ہے، ناشتہ کرلو اگر واپسی ہوگئی تو پھر ملاقات ہوگی، ورنہ آپ اپنے نظام الاوقات کے مطابق تشریف لے جانا، دورانِ ناشتہ نصیحت آمیز گفتگو فرماتے رہے اور پھر حضرت گنج مرادآباد تشریف لے گئے، آج جب حضرت قدس سرہٗ ہمارے درمیان نہیں رہے، تو ان کی محبتیں

اور شفقتیں یاد آ کر قلوب کو رنجیدہ اور آنکھوں کو نمدیدہ کر رہی ہیں ۔(آئینہ مظاہر علوم)

تاثرات حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب زید مجدہم

اس حقیر نے ۲۵/سالہ نیازمندانہ اور عقیدت مندانہ تعلق اور حضرت قدس سرہٗ سے ایک بے حقیقت دیہاتی پر شفقت اور عنایت کے رشتہ کے بعد اس حادثہ عظیم پر اپنے دل کی تسکین کے لئے قلم اٹھایا ہے کہ کچھ یادیں قلم کی زبان سے نقل کر کے کچھ احسان شناسی کا مظاہرہ ہو جائے، ورنہ اہل دانش اور ارباب ادب و قلم رہتی زندگی تک حضرت کے فضائل اور مناقب بیان کرتے رہیں گے، اور اس موضوع کا حق ادا کرنا انہیں کو زیب دیتا ہے۔

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کے سلسلہ میں یہ بات تواتر کے ساتھ لکھی ہے کہ آپ کی شفقت وعنایت کسی خاص فرد یا جماعت کے لئے مخصوص نہ تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر صحابی کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ مجھ ہی سے شفقت و محبت فرماتے ہیں، ایک حقیقی وارث نبی کی حیثیت سے یہ بات حضرت محی السنۃ کے ہر خادم کو محسوس ہوتی تھی، یہ حقیر حضرت والا قدس سرہٗ سے باضابطہ رسماً اصلاحی تعلق نہیں رکھتا تھا، اور باوجود حد درجہ مناسبت اور تعلق کے اپنے مشاغل اور بعض دوسرے اعذار کے سبب بہت زیادہ حاضری بھی حضرت والا کی خدمت میں نہیں دے پاتا تھا، مگر جب بھی یہ حقیر حاضر خدمت ہوتا تھا، تو اس کو واپسی پر اس طرح لوٹنا ہوتا تھا کہ یہ خیال ہوتا کہ حضرت والا قدس سرہٗ دنیا میں سب سے زیادہ مجھ ہی سے شفقت اور تعلق کا اظہار فرماتے ہیں، یہ احساس نہ صرف یہ کہ اس حقیر کو ہوتا تھا، بلکہ ہمارے وہ تمام رفقاء جو وقتاً فوقتاً اس سیہ کار سے تعلق کے واسطہ

سے حضرت کی خدمت میں ملاقات کیلئے جاتے تھے وہ بھی یہ بات محسوس کرتے تھے کہ......

حضرت والا قدس سرہٗ ہم لوگوں سے والہانہ شفقت فرماتے ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ''آئینہ مظاہر علوم محی السنۃ نمبر'' کے اداریہ کی یہ سطریں بھی نذر قارئین کر دی جائیں، ملاحظہ فرمائیں:۔

ہردوئی کیا ہے؟

- صفّہ کے طرز پر سنت نبوی کی ترویج واشاعت کا ایک چلتا پھرتا مدرسہ ہے! جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی عملی مشق ہوتی ہے۔
- مردہ قلوب کو زندگی وتابندگی اور روح کو جلا وتقویت پہنچانے کا ایک عظیم مستشفیٰ ہے! جہاں روح کے مریضوں کا تشفی بخش علاج ہوتا ہے۔
- سلسلہ تھانویؒ کا آخری دارالسلطنت ہے! جہاں سے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے مریدین ومنتسبین کو اسلامی احکامات اور ہدایات پر چلنے کا حکم دیا جاتا ہے۔
- دینی وشرعی باریکیوں، نکات آفرینیوں اور حساس وپیچیدہ مسائل کو سلجھانے کیلئے دارالشرع اور دارالشوریٰ ہے! جہاں اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے لائحۂ عمل تیار ہو کر پوری دنیا میں اس کا نفاذ ہوتا ہے۔
- واردین وصادرین کیلئے دارالضیف ہے! جہاں سنت نبوی کے مطابق ان کی ضیافت اور مہمان نوازی کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔
- دور ودراز اور قرب وجوار کے طلبہ اور مہمانان رسول ﷺ کیلئے ایک شاندار علمی مرکز ہے! جہاں لوگ دن رات علمی تشنگی بجھانے میں مصروف رہتے ہیں۔
- مطالعہ کا ذوق وشوق رکھنے والے طلبہ، اساتذہ، اور عوام وخواص کیلئے باضابطہ

دارالکتب اوردارالمطالعہ بھی ہے! تاکہ مطالعہ کے ذریعہ ذہن ودماغ کو روشنی بخشی جاسکے۔

- غیر مستطیع غریب ونادار طلبہ کیلئے باقاعدہ مطبخ بھی ہے جہاں سے ان کو ناشتہ وکھانا فراہم کیا جاتا ہے۔
- پوری دنیا میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے والوں کیلئے ایک عظیم تدریبی مرکز بھی ہے! جہاں ان کو درس وتدریس کی عملی مشق اور تربیت دی جاتی ہے۔
- دعوتی اور تنظیمی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے والوں کیلئے مرکز دعوۃ الحق ہے، جس کے رہنما اصول وقوانین اور ضابطہ وآئین باقاعدگی کے ساتھ مرتب ہیں۔

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رہے گا رواں مگر
ہائے وہ میر کارواں نہ رہا

بیعت وتکمیل سلوک

اصلاح وتربیت

ثبوت بیعت

ثبوت بیعت قرآن پاک سے:۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْباً۔ (سورہ فتح)

تحقیق اللہ ان مسلمانوں سے خوش ہوا، جبکہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور جان لیا ان کے دلوں میں جو کچھ تھا ان کے قلب میں اطمینان پیدا کر دیا، اور ان کو ایک لگتے ہاتھ فتح دیدی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ فَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاهَدَ عَلَیْهُ اللّٰہَ فَسَوْفَ یُؤْتِیْهِ اَجْراً عَظِیْماً۔ (سورہ فتح)

جولوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں، خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے، پھر جو شخص عہد توڑیگا، تو اس کے عہد توڑنے کا وبال اس پر پڑے گا، اور جو شخص اس بات کو پورا کریگا جس پر خدا سے عہد کیا ہے، تو عنقریب خدا اس کو بڑا اجر دیگا۔ (معارف القرآن)

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰی اَنْ لَایُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ شَیْئاً وَلَا یَسْرِقْنَ وَلَایَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَایَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ

اے پیغمبر! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، اور نہ چوری کریں گی، اور نہ بدکاری کریں گی، اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی، اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لاویں گی، جسکو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان بنالیویں

وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ۔ (سورہ ممتحنہ)

اور مشروع باتوں میں سے آپ کے خلاف نہ کریں گی، تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے، اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے، بیشک اللہ غفور، رحیم ہے۔(معارف القرآن)

اس آیت میں مسلمان عورتوں سے ایک تفصیلی بیعت لینے کا ذکر ہے جس میں ایمان وعقائد کے ساتھ ساتھ احکام شرعیہ کی پابندی کا بھی معاہدہ ہے، سابقہ آیات جن کے سیاق میں یہ آیت بیعت آتی ہے، وہ اگرچہ ان مہاجرات کے ایمان کا امتحان کرنے کے سلسلہ میں ہیں اور یہ بیعت انکے امتحان ایمان کی تکمیل ہے، لیکن الفاظ آیت عام ہیں، نو مسلم مہاجرات کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ سب مسلمان عورتوں کیلئے عام ہیں، اور واقعہ بھی اسی طرح پیش آیا، کہ بیعت مذکورہ میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی صرف نو مسلم مہاجرات ہی نہیں دوسری قدیم عورتیں بھی شریک تھیں، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور مسند بغوی میں حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے چند دوسری عورتوں کی معیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو آپ ﷺ نے جن احکام شرعیہ کی پابندی کا معاہدہ اس بیعت میں لیا اس کے ساتھ یہ کلمات بھی تلقین فرمائے کہ "فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ" یعنی ہم ان چیزوں کی پابندی کا عہد اسی حد تک کرتے ہیں، جہاں تک ہماری استطاعت وطاقت میں ہے حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نقل کر کے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رحمت وشفقت ہم پر خود ہماری ذات سے بھی زائد تھی، کہ ہم نے تو بلا کسی قید وشرط کے عہد کرنا چاہا تھا، آپ ﷺ نے

اس شرط کی تلقین فرمادی تاکہ کسی اضطراری حالت میں خلاف ورزی ہوجائے، تو عہد شکنی میں داخل نہ ہو۔ (تفسیر مظہری)

اور صحیح بخاری شریف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بیعت نساء کے متعلق فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعہ ہوئی، مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے، عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا، اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے کبھی غیر محرم کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ (مظہری)

اور روایات حدیث سے ثابت ہے، کہ یہ بیعت نساء اس واقعہ حدیبیہ کے بعد ہی نہیں بلکہ بار بار ہوتی رہی، یہاں تک کہ فتح مکہ کہ روز بھی رسول اللہ ﷺ نے مردوں کی بیعت سے فارغ ہونے کے بعد کوہ صفا پر عورتوں سے بیعت کی اور پہاڑ کے دامن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے الفاظ کو دہرا کر نیچے جمع ہونے والی عورتوں کو پہنچا رہے تھے، جو اس بیعت میں شریک تھیں۔

اس وقت بیعت ہونے والی عورتوں میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہندہ بھی داخل تھیں، جو شروع میں حیاء کے سبب اپنے آپ کو چھپانا چاہتی تھیں، پھر بیعت میں کچھ احکام کی تفصیل آئی تو بولنے اور دریافت کرنے پر مجبور ہوگئیں، کئی سوالات کئے اور یہ واقعہ تفصیل سے تفسیر مظہری میں مذکور ہے۔ (معارف القرآن)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیعت صرف عورتوں سے لیجاتی تھی، مردوں سے نہیں ایسا نہیں بلکہ مردوں سے بھی بیعت لیجاتی تھی، جیسا کہ قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیات سے بھی معلوم ہوا، اور احادیث مبارکہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ملاحظہ ہو۔

اِنَّ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَکَانَ شَھِدَ بَدْرًا وَھُوَ اَحَدُ النُقَباءِ لَیْلَةَ الْعَقْبَةِ اِنَّ رَسُوْل اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَہُ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِہٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَأْتُوْا بِبُھْتَانٍ تَفْتَرُوْنَہُ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصَوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُہُ عَلَی اللّٰہِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فِی الدُّنْیَا فَھُوَ کَفَّارَةٌ لَہُ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْہُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَہُ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِكَ۔

(بُخَارِیْ شَرِیْف:۷، کِتَابُ الْاِیْمَان)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدر میں شریک ہوئے ہیں، اور لیلۃ عقبہ کے نقباء میں سے ایک ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اور حال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد موجود تھی)

مجھ سے بیعت کرو اس چیز پر:۔

(۱) کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرینگے۔

(۲) اور چوری نہیں کروگے۔

(۳) اور زنا نہیں کروگے۔

(۴) اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کروگے۔

(۵) اور کوئی بہتان نہیں باندھوگے، جس کو اپنے ہاتھ اور پیروں کے درمیان میں گھڑو۔

(۶) اور کسی معروف چیز میں نافرمانی نہیں ہوگی۔

پس جو اس عہد کو پورا کریگا اس کا اجر اللہ پر ہوگا، اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کی خلاف ورزی کرے اسکو دنیا میں سزا مل جائے تو وہ اس کیلئے کفارہ ہے۔ اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے، اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے تو اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے، چاہے اس کو معاف کرے اور چاہے اس کو سزا دے۔

ایک اشکال اوراس کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے جو بیعت ثابت ہے، وہ بیعت علی الاسلام، یا بیعت علی الجہاد ہوتی تھی، بیعت علی الاعمال نہیں، جو آج کل بزرگوں کے یہاں رائج ہے، وہ ثابت نہیں لہٰذا یہ بیعت بدعت ہے۔

حدیث مذکورہ بالا سے ان لوگوں کی غلطی معلوم ہوگئی، کہ حدیث مذکورہ میں جس بیعت کا ذکر ہے نہ وہ بیعت علی الاسلام ہے، کہ وہ حضرات پہلے سے مسلمان تھے، اور نہ بیعت علی الجہاد ہے، کہ اس میں جہاد کا تذکرہ تک نہیں، بلکہ صاف صاف بیعت علی الاعمال ہے، جو ہر زمانہ میں مشائخ کے یہاں معمول بہ رہی ہے، لہٰذا اس بیعت کو بدعت کہنا قرآن وحدیث سے جہالت کی بنا پر ہے۔

بیعت کا معمول ہر زمانہ میں

حضرت نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر، اور ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر، ان کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر، ان کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرات تابعین رحمہم اللہ نے بیعت فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی ہر زمانہ میں یہ سلسلہ برابر چلا آ رہا ہے، ہر زمانہ میں بڑے بڑے مشائخ، محدثین اولیاء امت نے اس کو اختیار کیا، یا یہ کہئے کہ اسی کی برکت سے وہ حضرات کاملین بنے اور ان سے اللہ تعالیٰ نے اشاعت دین کا بڑا کام لیا، اور غور سے دیکھا

جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر زمانہ میں قرآن وحدیث اوراشاعت دین کی عظیم خدمت انجام دینے والے وہی حضرات رہے ہیں، جنہوں نے مشائخ سے وابستہ ہوکر اصلاح نفس کرائی۔

بیعت کی ضرورت عقلی طور پر

کوئی آدمی کتابیں دیکھ کر اپنا علاج نہیں کرسکتا حتی کہ بڑے سے بڑا حکیم بھی اپنا علاج خود نہیں کرسکتا، تو بغیر روحانی معالج (شیخ) کے اپنی روح کا علاج کیسے کرسکتا ہے، پس معالج جسمانی کی طرح روحانی معالج کی ضرورت بھی ظاہر ہوگئی۔

انتخاب شیخ اور بیعت

جس طرح انسان مہارت فن کے ساتھ ساتھ مناسبت مزاج وغیرہ کو دیکھ کر جسمانی معالج کا انتخاب کرتا ہے، اسی طرح معالج روحانی میں بھی مہارت فن اور اس کے اوصاف ضروریہ کے ساتھ ساتھ مناسبت مزاج کو دیکھ کر منتخب کیا جاتا ہے، حکیم الامت حضرت اقدس مرشد کامل حضرت تھانوی قدس سرہٗ دیگر اوصاف وکمالات علمی وعملی وروحانی کے ساتھ معالجہ روحانی میں خاص مہارت رکھتے تھے، اور اس کی شہرت بھی بہت تھی، خود حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ کے والد محترم حضرت وکیل محمود الحق صاحب قدس سرہٗ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے وابستہ وفیض یافتہ اور مجاز بالصحبت تھے، جس کی وجہ سے گھر کے ماحول میں حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے اوصاف وکمالات کا تذکرہ رہتا تھا، اور حضرت قدس سرہٗ کے مواعظ وملفوظات پڑھے اور سنے جاتے تھے، پھر حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں بچپن ہی سے حق تعالیٰ شانہ نے دیگر اوصاف وکمالات کے ساتھ اصول پسندی اور نظم وضبط کی خاص شان رکھی تھی، جسکی وجہ سے حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے

فطری مناسبت تھی، ان سب وجوہات کی بناء پر حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کو اپنا شیخ ومرشد اور روحانی معالج منتخب فرمایا اور بچپن ہی میں بز مانہ طالب علمی اپنے اصلاح نفس کا سلسلہ شروع فرمادیا، یہ تو معلوم نہ ہوسکا کہ باقاعدہ بیعت کب، کس وقت، کس سنہ، میں ہوئی، اور اسکے لئے باقاعدہ بیعت ضروری بھی نہیں، اصل تو اصلاح نفس ہے۔

ہر ہفتہ حاضری

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ نے مظاہر علوم میں طالب علمی کے زمانہ ہی میں حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضری شروع فرمادی تھی، جس کی صورت یہ ہوتی کہ جمعرات کی شام کو اسباق سے فارغ ہوکر تھانہ بھون کیلئے سوار ہوجاتے، اور شب اور جمعہ کا دن اپنے شیخ ومرشد کی خدمت وصحبت میں گزار کر جمعہ کی شام کو وہاں سے رخصت ہوکر سہارنپور پہنچ جاتے، تاکہ اسباق کا بھی ناغہ نہ ہو اور صحبت شیخ سے بھی فیضیاب ہوتے رہیں، ہفتہ واری خدمت شیخ میں حاضری کا یہ معمول تقریباً طالب علمی کے تمام زمانہ میں اخیر تک قائم رہا۔

تعطیل تھانہ بھون گزارنا

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کو حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے ساتھ فطری مناسبت کی وجہ سے ایسا تعلق قائم ہوگیا تھا کہ ہر ہفتہ حاضری کے علاوہ کوئی بھی رخصت یا تعطیل مدرسہ کی طرف سے ہوتی، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ وغیرہ یا درمیان میں اتفاق سے رخصت ہوجاتی، تو فوراً تھانہ بھون حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوجاتے۔

شیخ کے ساتھ ربط قلب

اگر طالب کو اپنے شیخ ومرشد کے ساتھ ربط قلب ہوجائے تو اس سے یہ راستہ

بہت جلد طے ہوتا ہے، کہ برسوں اور سالوں کا کام ہفتوں اور دنوں میں ہو جاتا ہے، اور شیخ کی توجہ باطنی سے طالب کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے، کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں، کہ اتنی جلدی یہ کہاں سے کہاں پہنچ گئے، اور کیا سے کیا ہو گئے۔

حضرت ہردوئی نور اللہ مرقدہٗ میں فطری صلاحیت وصالحیت اور حب الٰہی کا جذبہ صادق رکھا ہوا تھا، اور اپنے شیخ کے ساتھ فطری مناسبت، اس لئے شیخ کے ارشادات عالیہ کی اطاعت کے علاوہ ان کے قلبی منشاء کو سمجھنے کی کوشش کرتے، اور اپنے آپ کو اسکے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرماتے اور ادھر شیخ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ اپنے ہونہار طالب ومسترشد کی طلب صادق اور جذبہ اطاعت کو دیکھتے خوش ہوتے، اور ان کی طرف توجہ خاص مبذول فرماتے، چنیں طالب اور چناں مطلوب، ایسا با کمال مرشد اور ایسا باصلاحیت مسترشد، مفیض ایسا، اور مستفیض ایسا، اُدھر سے کیسی کیسی توجہات ونوازشات اور اِدھر سے اسی کے مطابق کیسی کیسی قبولیت واطاعت:۔

نگاہوں سے بھر دی رگ وپے میں بجلی
نظر کردہ برق تپاں ہو رہا ہے

تاثیر صحبت

تودۂ خاک گلاب کی صحبت سے گلاب کی خوشبو اپنے اندر جذب کر کے، لوگوں کو حیرت میں ڈالدیتا ہے، اور آدمی اسکی خوشبو سے مست ہو کر بول اٹھتا ہے:۔

گلے خوشبوئے درحمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عنبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم

خوشبو دار مٹی ایک روز حمام میں ایک محبوب کے ہاتھ سے مجھ کو ملی میں نے اس سے کہا تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہوگیا مٹی زبان حال سے جواب دیتی ہے۔

بگفتا من ہماں گل ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اس نے کہا میں وہی ناچیز مٹی ہوں۔لیکن میں ایک مدت تک گلاب کی صحبت میں رہی ہوں۔جمال ہمنشیں نے میرے اندر اثر کیا۔ورنہ میں وہی مٹی ہوں جو ہوں۔

جب ایک مٹی گلاب کی صحبت کا اثر قبول کر کے خوشبو دار بنکر لوگوں کو محو حیرت کر دیتی ہے، تو ایک طالب صادق کو شیخ کامل کی صحبت کیوں اثر نہ دکھائے گی، اور لوگوں کو کیوں حیرت میں نہ ڈالے گی۔

چنانچہ حضرت والا قدس سرہٗ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی بافیض صحبت سے مالامال ہوئے، اور وہ کچھ فیوض وبرکات حاصل کئے کہ ایک دنیا حضور والا قدس سرہٗ سے سیراب وفیضیاب ہوئی، اور حضرت والا قدس سرہٗ کے اوصاف وکمالات سے ایک عالم حیرت زدہ تھا۔

نسبت اتحادی

بزرگوں کے یہاں نسبت کے اقسام میں ''نسبت اتحادی'' سب سے اہم ہے اور کسی شیخ کے ہزاروں، سینکڑوں مریدین وفیض یافتگاں میں کسی ایک دو خوش نصیب

حضرات کو حاصل ہوتی ہے، کہ کسی طالب پر شیخ کی محبت کا اسقدر غلبہ ہوتا ہے، کہ وہ اپنے شیخ کے منشاء کو سمجھ کر اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے، اپنے اخلاق وعادات چھوڑ کر شیخ کے اخلاق وعادات کو اختیار کرتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ تمام اقوال وافعال عادات واطوار میں وہ شیخ کا نمونہ بن جاتا ہے۔

سید المرسلین امام الانبیا محبوب رب العالمین ﷺ کے اخلاق وعادات مبارکہ کے بارے میں کسی سائل نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا۔

تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھنا وہ گھر سے نکلنے کے بعد گھر میں داخل ہونے تک جو کام جس طرح کریں (وضو، نماز، نشست و برخاست، سائل کا جواب وغیرہ) سمجھ لینا کہ آنحضرت ﷺ "فِدَاهُ اَبِیْ وَاُمِّی" اسی طرح کرتے تھے۔

اسی طرح حضرت ہردوئی قدس سرہٗ نے اپنے آپ کو اپنے شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ پر اس طرح فدا اور قربان کیا تھا اور حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی ہر ہر خو، بو، اس طرح اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی تھی کہ دیکھنے والوں کو حضرت ہردوئی قدس سرہٗ میں ان کی ایک ایک عادت وخصلت، میں حضرت اقدس تھانوی قدس سرہٗ کی جھلک محسوس ہوتی تھی، اور ان کے نظم وضبط، ان کے سلیقہ شعاری، صفائی معاملات، انداز تربیت کو دیکھ کر بڑوں بڑوں کو حضرت اقدس تھانوی قدس سرہٗ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا "آج کانوں میں ان باتوں کی آواز آرہی ہے، جو ہم تھانہ بھون میں سنا کرتے تھے۔"

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہٗ نے فرمایا "ماشاءاللہ حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی نسبت جذب نے ان کو اپنا مجذوب بنا کر ان کی زبان کو اپنے

پر کیف مواعظ سنانے کے لئے انتخاب فرمایا" و کفیٰ بہ فخراً"

حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ (جو حضرت ہردوئی کے استاذ بھی ہیں) نے دوران درس ارشاد فرمایا:۔

"مولانا ابرارالحق صاحب (نوراللہ مرقدہٗ) کو اللہ پاک نے طالب علمی ہی کے زمانہ میں صاحب نسبت اور تعلق مع اللہ کی دولت عطا فرمادی تھی" کسی شاگرد کے بارے میں اس کے استاذ کے یہ کلمات اس کے کمال کی کتنی بڑی شہادت ہے۔

اور جس کا زمانہ طالب علمی میں یہ حال ہو اس کے بعد کے مجاہدات اور صحبت شیخ نے اس کو کہاں سے کہاں پہنچایا ہوگا، اسکو کون سمجھ سکتا ہے، باقی حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کی پوری زندگی اس کی شاہد ہے کہ وہ اپنے شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کا بہترین نمونہ اور بہت حد تک ان کے جمال وکمال کا عکس جمیل تھے، اوران کی ہر ادا وانداز سے حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

کسی شاعر نے کہا ہے:۔

کچھ اس طرح جذب کرلوں میں ترے حسن فطرت کو
تجھی کو سب پکار اٹھیں نکل جاؤں جدھر ہو کر

اجازت وخلافت

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ اپنے اس درفرید اور جوہر گرانمایہ کی صلاحیت سے بخوبی واقف تھے، اور حضرت کی دوربین آنکھیں دیکھ رہی تھیں کہ مستقبل قریب میں یہ ننھا سا پودا، شجر ثمردار اور گھنا سایہ دار، تناور درخت ہونے والا ہے۔ ع

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

اسلئے حضرت والاہر دوئی قدس سرہٗ کو کمسنی ہی میں اجازت وخلافت سے نواز دیا تھا۔

اصلاح وتربیت اور رجال کار کی تیاری میں حضرت حکیم الامت کو اللہ تعالیٰ نے جو امتیازی شان مرحمت فرمائی تھی، وہ محتاج بیان نہیں، حضرت کے آفتاب ضیاء پاش سے باقاعدہ طور پر جذب نور کرنے والوں میں شاید سب سے کم عمر حضرت ہر دوئی قدس سرہٗ ہی کی ذات تھی، ۱۳۶۱ھ میں جب آپ فتح پور مدرسہ میں مقیم تھے، بعمر ۲۲ ر سال حضرت اقدس تھانوی ؒ کی ''خلعت خلافت'' سے سرفراز ہوئے۔

اپنی اصلاح کی فکر

حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کے مجازین کی تعداد سو سے متجاوز ہونے کے باوجود اجازت وخلافت دینے میں حضرت کے یہاں حد درجہ احتیاط اور تصلب پایا جاتا تھا، گویا حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی اجازت سلوک تکمیل کی بہت مستند سند ہوتی تھی، لیکن اس کے باوصف، حضرت ہر دوئی قدس سرہٗ نے کبھی خود کو کامل اور اصلاح سے مستغنی نہیں سمجھا، بلکہ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کی حیات تک حضرت قدس سرہٗ سے، اس کے بعد حضرت قدس سرہٗ کے خلیفۂ خاص خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب غوری ؒ سے، آپ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب کامل پوری ؒ، حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری ؒ اور حضرت شاہ وصی اللہ فتح پوری ؒ (خلفائے حکیم الامت) سے اصلاح وتربیت کا تعلق رکھا، اور ان اکابر کے بعد پہلے مولانا محمد احمد صاحب پرتا بگڈھی ؒ سے اور ان کے بعد حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی ؒ سے باقاعدہ سرپرستی اور مشورہ کا تعلق رکھا، جو پہلے سے بھی قائم تھا، اور خود مرجع خلائق ہو جانے کے بعد بھی اپنے کو ''اصلاح ومشورہ'' کا محتاج خیال فرماتے رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تحقیق کے مطابق یہی سلسلہ خلفاء راشدین میں بھی رہا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو صرف حضور اقدس ﷺ سے اکتساب فیض کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی اکتساب فیض کیا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہ دونوں سے کیا اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے تینوں پیش روؤں سے کیا۔ واللہ اعلم

اصلاح وتربیت

سطور بالا سے معلوم ہوگیا کہ حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ سے انکی حیات طیبہ میں برابر اکتساب فیض فرتے رہے اور اپنی اصلاح کراتے رہے اور حضرت حکیم الامتؒ کی وفات کے بعد مذکورہ بالا حضرات اکابر قدس اللہ اسرارہم سے اکتساب فیض فرماتے رہے، اور اپنی اصلاح کراتے رہے جس کی وجہ سے حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ ایک عظیم مربی اور مصلح بن گئے، اور حق تعالیٰ شانہ کے فضل وکرم سے حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کے ذریعہ اصلاح تربیت کا کام وسیع پیمانہ پر ہوا، اور حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ کا انداز اصلاح وتربیت بھی بالکل حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ کے طرز وانداز کے مطابق تھا، اس کا کچھ نمونہ حضرت مولانا قاری ابوالحسن زیدمجدہم کی تحریر سے تلخیص کے طور پر پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

حیدرآباد کے ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

عرض ہے کہ احقر کا اصلاحی تعلق حضرت اقدس سے ہے حضرت موصوف اس وقت طویل سفر میں ہیں اس لئے احقر حضرت والاؒ سے اصلاحی تعلق رکھنا چاہتا ہے، یہ اسلئے بھی کہ احقر کو بیداری کی حالت میں حضور پاک ﷺ کی زیارت آپ کی شکل میں تین

مرتبہ نصیب ہوئی ہے۔

ایک صاحب نے لکھا ہے:۔

''الحمدللہ! تیسری بار پھر حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا، جب بھی دیکھا حضرت والا کو بھی ساتھ میں دیکھا، خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت والاؒ بھی موجود ہیں عالیشان مکان ہے، احقر نے حضور اکرم ﷺ سے تین دعائیں کرائیں الخ''

پرنام بٹ کے ایک عالم صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت والا بلا مبالغہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت والا کا وجود بابرکت سارے ہندوستان کیلئے غنیمت کبری اور نعمت عظمیٰ ہے۔

تحقیق:۔ یہ آپ کا حسن ظن ہے، ورنہ من آنم کہ من دانم!

عرض:۔ اس دور میں جس طرف بھی نظر اٹھاؤ بس فتنہ ہی فتنہ ہے صحیح معنی میں اللہ والا شیخ نورانی نظر نہیں آتا، حضرت والا! حضرت گنگوہی اور حضرت تھانویؒ قدس سرہما کے حالات اور مواعظ وغیرہ دیکھنے کے بعد چند دنوں سے خودبخود یہ خیال ہو رہا ہے کہ حضرت والا کی ذات بابرکت ہو بہو ان بزرگوں کا صحیح نمونہ ہے۔

تحقیق:۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس حسن ظن کی برکات سے نوازے۔

عرض:۔ بلکہ میرا تو حسن ظن ہے کہ حضرت والاؒ کی ذات بعض مخصوص اصلاحی خصوصیات میں سب سے ممتاز ہے۔

تحقیق:۔ اِنَّالِلّٰہ! کہاں یہ ناکارہ اور کہاں وہ حضرات عالی قدر مرتبے والے ہدہد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ کو سوچ لیجئے کہاں ''ہدہد'' کی حالت اور کہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کی۔

عرض:۔ ہر دوئی حاضری پر ایمان میں قوت فہم وشوق میں ترقی محسوس ہوتی ہے

کام کرنے کا جذبہ بڑھ جاتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جنت اور جنتیوں میں حاضر ہوا ہوں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ حاضری کی توفیق عطا فرمائیں، معمولات الحمدللہ پابندی سے ادا ہوتے ہیں، قلب میں قوت اور سکون وقرب محسوس ہوتا ہے، ذکر وتنہائی میں بہت سکون ملتا ہے۔

تحقیق:۔ "بَارَكَ اللهُ لَكُمْ" ان حالات سے بہت مسرت ہے۔

انہیں عالم صاحب نے ایک خط میں لکھا!

عرض:۔ اجلاس کے اجمالی حالات معلوم ہوتے رہے ہونگے، بعض غیر شرعی چیزیں بھی رہیں انقباض کے ساتھ ہی قیام رہا۔

تحقیق:۔ (۱)...... ان کبائر کے علم پر نکیر آپ جیسے حضرات کے ذمہ نہ تھی۔

(۲)...... منکرات کے ظہور پر، انقباض کے ساتھ شرکت کی گنجائش کے لئے آپ کے پاس جو سند ہو اس سے مطلع کیجئے؟

(۳)...... کیا منکرات کی شرکت کیلئے ان امور کی وجہ سے کچھ گنجائش ہے حوالہ کتب سے لکھئے۔

اس پر ان صاحب کو تنبہ ہوا اور اگلے عریضہ میں لکھا۔

عرض:۔ منکرات کے ساتھ شرکت کے جواز کی کیا صورت ہے؟ بس حماقت کی وجہ سے پھنس گیا، دوسرے دن ہی واپسی کا ارادہ کرلیا تھا، مگر دوستوں کو شکایت ہوگئی، اس لئے ایک دن مزید رکنا پڑا۔

تحقیق:۔ دوسری جگہ جا کر قیام کرنا مناسب تھا۔

عرض:۔ اصل مرض حضرت والا قدس سرہٗ کی تنبیہ کے بعد یہ سمجھ میں آیا کہ نفس کی کید سے قلب میں کچھ توسع ونرمی ہے، حالانکہ منکرات میں کوئی نرمی نہیں ہونی چاہئے، توبہ واستغفار کیا آئندہ کے لئے عہد کیا انشاء اللہ ایسی صورتوں میں بالکل

احتراز کروں گا اگر ابتلا ہو ہی گیا تو نکیر کروں گا۔

تحقیق:۔ھنیأً لکم۔

ایک صاحب نے خدمت والا میں تحریر کیا:۔

عرض:۔ اکثر اوقات غیبت ہو جاتی ہے، اس کو چھوڑنے کی بہت کوشش کی لیکن عادت نہیں جاتی، اس کے لئے حضرت جو تحریر فرمائیں عمل کروں۔

تحقیق:۔ سم قاتل ہے دین کی ترقی کیلئے۔

(۱)...... پرچہ ''اصلاح الغیبت'' پر عمل کرو۔

(۲)...... جس کی غیبت ہو اس سے معافی چاہو۔

(۳)...... آئندہ خط ہر ہفتہ لکھو اور یہ کہ غیبت کتنے لوگوں کی ہوئی اور کتنوں سے معافی چاہی گئی۔

(۴)...... روزانہ محاسبہ کرو کہ غیبت کس کی ہوئی۔

(۵)...... تبلیغ دین سے غیبت کا مضمون پڑھو۔

اسکے بعد ان صاحب کا خط آیا۔

عرض:۔ ''الحمد للہ تعالیٰ حضرت کی خاص (دعاؤں کی برکت سے) خط لکھنے کے بعد کسی کی غیبت نہیں ہوئی ہے۔

تحقیق:۔ بہت ہی مسرت ہے، روزآنہ محاسبہ کی ضرورت ہے، اس مرض کو ''ام الامراض'' سمجھو۔

عرض:۔ اور تین آدمی ہیں جن کی غیبت ہوئی ہے، ان سے معافی مانگ لی ہے، اور انہوں نے معاف بھی کر دیا ہے۔

تحقیق:۔ بہت ہی مسرت ہوئی، یہ عمل شیطان کو بہت ہی پریشان کرنے والا ہے۔

ایک طالب اصلاح نے تحریر فرمایا:۔

عرض:۔ مجھ میں جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔
تحقیق:۔ جس کے سامنے جھوٹ بولا جاوے بعد میں اس پر ظاہر کر دیں کہ فلاں بات میں نے جھوٹ کہی تھی۔
عرض:۔ اور جب کوئی مجھے پیسہ دیتا ہے تو مجھے ایسا ہوتا ہے کہ میں لیکر سنیما دیکھنے چلا جاتا ہوں اور امانت میں خیانت کرتا ہوں۔
تحقیق:۔ ایک دفعہ ایسا ہونے پر ۲۰؍رکعت نفل پڑھیں بہ نیت اصلاح۔
عرض:۔ اور والدین کی نافرمانی کرتا ہوں۔
تحقیق:۔ (۱)......ان سے معافی چاہیں۔
(۲)......بیس رکعت نفل پڑھیں اصلاح کے لئے۔
(۳)......ان کے پیر دبائیں ان کی خدمت کریں، دعا کیلئے ان سے عرض کریں۔
(۴)......یہ سوچیں کہ ان کی رضاء وخوشی پر اللہ تعالیٰ کی خوشی موقوف ہے۔
ایک صاحب نے تحریر فرمایا:۔
عرض:۔ احقر کو چار سال سے مشت زنی کی عادت ہے یہ گندی عادت چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے؟
تحقیق:۔ یہ تو حرام ہے اس سے عاقبت بگڑنے کا اندیشہ قوی ہے، جسمانی صحت بھی خراب ہوتی ہے، ایسی غلطی ہونے پر۔
(۱)......دو رکعت نفل توبہ پڑھو۔
(۲)......اس کے بعد ۲۰؍رکعت نفل پڑھو۔
(۳)......اس دن ایک وقت کا کھانا بند کر دو۔
(۴)...... اور یہ سوچو کہ ایسی حرکت زہر کھانا ہے علم سے محرومی کا باعث بنے گی

"اشرف التفہیم" کا مطالعہ کرو۔

عرض:۔فضول بولنے کی عادت پڑی ہوئی ہے اس کو کیسے چھوڑ نا چاہئے؟

تحقیق:۔ایک دفعہ ایسا محسوس ہونے پر۔

(۱)......ایک تسبیح استغفار کی پڑھا کرو۔

(۲)......سوچو کہ طاعات کا نور نکل جاتا ہے۔

ایک نوجوان طالب علم کو حضرت والا نے تحریر فرمایا:۔

''عزیزم سلمہٗ اللہ تعالیٰ انسان جب تک اپنی اصلاح کی فکر نہ کرے حالت درست ہونا اور بدلنا دشوار ہے، اسکا طریقہ دعاء کا اہتمام ہے، اور نماز کی پابندی، جھوٹ سے بچنا، ناجائز آمدنی سے بچنا، حلال وطیب کھانا کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق رکھنا، والدین کی خدمت اور پوری اطاعت کرنا تم اس پر عمل کرو انشاء اللہ جلد ہی سب پریشانیاں دور ہوجائیں گی، راستہ کھل جاوے گا۔ والسلام

ابرارالحق ۵ ؍شعبان ۱۴۱۱ھ

ایک مدرسہ کے متوسط طالب علم کو تحریر فرمایا

عزیزم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تکمیل تعلیم کے اختتام سے دو سال قبل ہی سے اصلاح اخلاق کی فکر کیجئے، تسہیل قصد السبیل کو دیکھئے اور فی الحال سنت کے اہتمام اور تصحیح قرآن پاک کی تکمیل کی خاص فکر رکھئے اسی طرح اذان واقامت، سنت کے موافق مشق کرنے کا ابھی سے اہتمام کیجئے۔ والسلام ابرارالحق

خواص میں سے ایک صاحب نے اپنی کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے خود ہی اس طرح لکھا۔

عرض: ۔عجیب وغریب انتخاب وشرح ہے۔

تحقیق: ۔تعجب ہوا کہ ایسے کلمات سے قبل یا بعد آپ نے کلمات ذیل مضمون نہیں لکھا،

''بفضلہ تعالیٰ اکابر کی تعلیمات وہدایات کی نقل ناقص کی برکت سے عجیب وغریب انتخاب وشرح کی توفیق ہوگئی ہے، حضرت مولانا روم نور اللہ مرقدہٗ کے اس ارشاد کو مستحضر رکھنے کی ضرورت ہے: ۔

نفس اژدہاست اوکے مردہ است

از غم بے آلتی افسردہ است

انہیں صاحب کو ایک اور مکتوب میں اس طرح نصیحت فرمائی ''احقر کے نزدیک بھی یہ عنوان قابل تبدیل ہے موجودہ نسخوں کے سرورق کو تبدیل کردیا جائے، دوسرے چھپوا کر باغ مرا چہ حاجت سرو صنوبر است! پرنگاہ رکھئے: ۔نیز

حسن الحضارۃ مجلوب بتطریۃ

حسن البداوۃ غیر مجلوب

کو بھی مستحضر رکھئے اور اس کے ساتھ یہ شعر بھی خیال میں رکھئے: ۔

احمد تو عاشقی بمشیخت ترا چہ کار

دیوانہ باش سلسلہ شد، شد، نہ شد، نہ شد

ایک مصیبت زدہ شخص کو اس طرح جواب ارقام فرمایا: ۔

(۱)...... ہر کام میں نفع کے ساتھ اور خطرات بھی رہتے ہیں اس لئے ہروقت رجوع الی اللہ، کا حکم ہے، کہ ضرر سے بھی حفاظت رہے۔

(۲)......حزب البحر پڑھئے۔

(۳)......ناگہانی حادثہ پر صبر کیجئے، صبر سے کامیابی ہوتی ہے۔

(۴)......اور اس حادثہ کی وجہ سے جو مالی صرفہ ہوا، اس کو خوش دلی سے برداشت کریں کہ اس میں کوئی مصلحت ضرور ہے۔

(۵)......اور سوچیں کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی نہ آئی کئی مزدوروں کے ساتھ یکدم یہ معاملہ ہوسکتا تھا یا چوری میں اس سے زیادہ مالی نقصان ہوسکتا تھا یا آتشزنی سے اس سے زیادہ ضرر کا اندیشہ تھا، دعاء رفع تشویشات کرتا ہوں۔

(۶)......''علاج الغم والحزن'' کو پڑھئے۔

حضرت والاقدس سرہٗ کی ایک عزیزہ خاتون نے سفر حج میں جانے سے قبل عریضہ لکھا۔

عرض:۔اس مقدس سفر میں پڑھنے کے لئے کچھ اذکار بتلائیے۔

تحقیق:۔(۱)......مکہ شریف میں کلمہ طیبہ کی کثرت اور مدینہ شریف میں درود شریف کی کثرت چاہئے، اور تلاوت کا اہتمام ہر جگہ رکھا جاوے۔

(۲)......زبان کی نگرانی اہم ہے غیبت سے اہتمام سے بچا جاوے۔

(۳)......ناگوار امور پر صبر وتحمل سے کام لیا جاوے۔

(۴)......نیک گمان ہر ایک سے ہر معاملہ میں رکھا جاوے۔

(۵)......بدگمانی سے بچا جاوے۔

(۶)......اہل مکہ واہل مدینہ کی عظمت ومحبت دل میں بٹھلائی جاوے، ان کے معاملات پر اعتراض سے بچا جاوے، ان کو سرکاری اور درباری حضرات خیال کر کے معاملہ کیا جاوے۔

(۷)......باوضو رہنے کی کوشش کی جاوے۔

(۸)......رہنے، سہنے خدمت میں ایثار سے کام لیا جاوے۔

(۹)......ہجوم کے وقت طواف وسلام سے احتیاط کی جاوے، دور سے زیارت پر اکتفا

کرنا،مناسب ہے۔

(۱۰)......اپنی رائے مشورہ پر اصرار نہ کیا جاوے،مشورہ کے بعد بڑے جو تجویز کریں، اس کو خوشی سے قبول کیا جاوے۔

ایک وسوسہ کے مریض کو تحریر فرمایا:۔

مکرمی زیدلطفہ السامی......................السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ نے مشرف کیا۔

(۱)......وساوس سے دین کا ضرر بالکل نہیں ہوتا اطمینان رکھئے۔

(۲)......وساوس کا علاج یہ ہے کہ کسی کام میں مشغول ہو جایئے دنیوی ہو یا دینی۔

(۳)......وساوس کے دور کرنے کی فکر مت کیجئے،اس سے اور لپٹتے ہیں۔

(۴)......وساوس کی مثال ایسی ہے جیسے کتا بھونکتا ہے اس کے بھگانے کی فکر نہ کی جائے۔

(۵)......اس وقت "آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" پڑھ لینا کافی ہے،یعنی ایمان لایا میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر۔والسلام

ایک صاحبہ کے یہ لکھنے پر کہ "بوجہ نحوست اعمال موت کے تصور سے بیحد خوف ہوتا ہے" تحریر فرمایا:۔

تحقیق:۔طبعی بات ہے،کوئی ضرر والی چیز نہیں ہے،رسالہ "تسہیل شوق وطن" ضرور پڑھو۔

عرض:۔عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ حق تعالیٰ موت کی سختی کو آسان فرمادیں

تحقیق:۔مؤمن کیلئے سختی نہیں ہوتی ہے،اطمینان رکھیں مرض کی تکلیف اور چیز ہے،روح والا معاملہ دوسرا ہے،آٹے میں سے جس طرح بال نکلتا ہے،اسی طرح مؤمن کی روح کے نکلنے کی کیفیت ہوتی ہے،آخرت کے انعامات کے سامنے آنے سے اشتیاق بھی ہو جاتا ہے،جس کا وقت سفر آخرت سے قبل ہوتا ہے اطمینان رکھو۔والسلام

اصلاحی پرچے

انسان میں عموماً جو روحانی بیماریاں ہوتی ہیں، بدنظری، غیبت، حسد، کبر، وغیرہ ان سے بچنے کی تدابیر اور علاج سے متعلق ہدایات کے پرچے طبع کرا کر حضرت والا قدس سرہٗ اپنے پاس رکھتے تھے، اور جو اپنی کسی بیماری کا ذکر کرتا تو اس کو اس سے متعلق پرچہ دیدیا جاتا اور چونکہ عموماً ان بیماریوں میں ابتلاء ہوتا ہے، اس لئے بلا طلب بھی اس قسم کے پرچے تقسیم کئے جاتے تھے، بعض پرچے ملاحظہ ہوں:۔

عرض احقر برائے حفاظت نظر

امابعد:۔ بدنگاہی کی مضرات اس قدر ہیں کہ بسا اوقات ان سے دنیا و دین دونوں تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، آج کل اس مرض روحانی میں مبتلا ہونے کے اسباب بہت زیادہ پھیلتے جاتے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کی بعض مضرات اور اس سے بچنے کا علاج مختصر طور پر تحریر کر دیا جائے، تا کہ اس کی مضرات سے حفاظت کی جاسکے، چنانچہ حسب ذیل امور کا اہتمام کرنے سے نظر کی حفاظت بسہولت ہو سکے گی۔

✪ جس وقت مستورات کا گزر ہو، اہتمام سے نگاہ نیچی رکھنا، خواہ کتنا ہی نفس کا تقاضا دیکھنے کا ہو۔

جیسا کہ اس پر عارف ہندی حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے اس طور پر تنبیہ فرمائی ہے۔

دین کا دیکھ ہے خطر، اُٹھنے نہ پائے ہاں نظر
کوئے بتاں میں تو اگر جائے تو سر جھکائے جا

اگر نگاہ اٹھ جاوے کسی پر پڑ جاوے، تو فوراً نگاہ کو نیچے کر لینا، خواہ کتنی ہی

گرانی ہو خواہ دم نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

یہ سوچنا کہ نگاہ کی حفاظت نہ کرنے سے دنیا میں ذلت کا اندیشہ ہے، طاعات کا نور سلب ہوجاتا ہے، آخرت کی تباہی یقینی ہے۔

بدنگاہی پر کم ازکم چار رکعت نفل پڑھنے کا اہتمام اور کچھ نہ کچھ حسب گنجائش خیرات اور کثرت سے استغفار۔

یہ سوچنا کہ، بدنگاہی کی ظلمت سے قلب کا ستیاناس ہوجاتا ہے، اور یہ ظلمت بہت دیر میں دور ہوتی ہے، حتی کہ جب تک بار بار نگاہ کی حفاظت نہ کی جاوے، باوجود تقاضے کے اس وقت تک قلب صاف نہیں ہوتا۔

✩ یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے میلان، میلان سے محبت اور محبت سے عشق پیدا ہوجاتا ہے اور ناجائز عشق سے دنیا وآخرت تباہ ہوجاتی ہے۔

✩ یہ سوچنا کہ بدنگاہی سے طاعات، ذکر، شغل سے رفتہ رفتہ رغبت کم ہوجاتی ہے حتی کہ ترک کی نوبت آتی ہے پھر نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔

احقر ابرارالحق عفی عنہ

منورات ظاہری

یعنی دس اعمال جن کا انسان کے ظاہری اعضاء سے تعلق ہے ان کا اہتمام کرنے سے اور حکموں پر عمل کرنا آسان ہوجاتا ہے، (۱) نماز (۲) زکوٰۃ وخیرات (۳) روزہ (۴) تلاوت قرآن پاک (۶) کثرت ذکر (۷) مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت (۸) طلب حلال (۹) اچھی بات اور بری باتوں سے روکنا (۱۰) اتباع سنت۔

منوراتِ باطنی

یعنی وہ دس اعمال جنکا تعلق انسان کے قلب سے ہے ان کا اہتمام کرنے سے دل کے اوراحکام پر عمل کرنا سہل ہو جاتا ہے، (۱) توبہ (۲) خوف، (۳) زہد (۴) صبر (۵) شکر (۶) اخلاص وصدق (۷) توکل (۸) اللہ کی محبت (۹) رضاء برقضا (۱۰) سفر وطن اصلی کی تیاری۔

دل کی بیماریاں

یعنی دل کی وہ دس باتیں جن کی اصلاح سے دل کی دوسری بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔(۱) زیادہ کھانے کی ہوس (۲) زیادہ بولنے کی فکر (۳) بیجا غصہ کرنا۔ (۴) حسد کرنا (۵) بخل اور مال کی محبت (۶) شہرت اور جاہ کی محبت (۷) دنیا کی محبت (۸) تکبر کرنا (۹) عجب یعنی خود پسندی (۱۰) ریا یعنی دکھلاوا۔

حسد کی تعریف

کسی کے پاس کوئی نعمت ہو اور دل میں یہ سوچے کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے۔

حسد کا نقصان

حسد اس طرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حسد کا علاج

(۱)......سلام میں سبقت کرنا۔

(۲)......سفر میں آئے جائے تو مصافحہ کرنا (۳) تحفہ دینا۔

(۴)......دعوت کرنا۔

(۵)......اس کے لئے دعا کرنا کہ اس کی نعمت میں ترقی ہو۔

(۶)......اس کی خوبیوں کو بیان کرے۔

(۷)...... دل میں یہ سوچے کہ اللہ نے اس کو نعمت دی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کی نعمت چھن جائے گویا کہ اللہ سے مقابلہ کرنا ہوا۔

اکسیر الغضب (غصہ کا علاج)

حسب ذیل امور کو دل میں متعدد بار اتنا پڑھیں کہ غصہ کے وقت یہ یاد رہیں۔

(۱)...... پوری تعوذ پڑھنا۔

(۲)......وضو کر لینا۔

(۳)......کھڑا ہو تو بیٹھ جانا، بیٹھے ہوں تو لیٹ جانا۔

(۴)......جس پر غصہ آ رہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جانا، یا اس کو ہٹا دینا۔

(۵)......کسی صالح کی خدمت میں بیٹھ جانا۔

(۶)......ذکر اللہ میں مشغول رہنا، نیز درود شریف پڑھنا۔

(۷)......حتی الوسع بات نہ کرنا نہ کوئی معاملہ کرنا اس کے ساتھ جس پر غصہ آ رہا ہے۔

(۸)...... یہ سوچنا کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا کہ ایلوا شہد کو۔

(۹)...... یہ سوچنا کہ میں بھی اللہ کا خطاوار ہوں اگر میری خطا یا پر مواخذہ فرمایا جائے تو نجات پانا مشکل ہے، نیز دوسروں کی خطایا سے درگذر کرنے پر امید ہے کہ میری خطا بھی معاف ہو جائیں گی، لہٰذا جس پر غصہ آ رہا ہے اس سے درگزر کرنا ہی بہتر ہے۔

اگر ہدایات مجوزہ کے خلاف عمل ہو جائے تو ۵۰ ر پیسے تا ۱۰ ر روپیہ خیرات کرے

جو نفس پر بار پڑے مزید بھی صرف کر سکتے ہیں۔اور چار رکعت نفل نماز بھی پڑھے۔

قرآن کریم پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی تم سے کہے کہ ہم کو تھوڑا سا قرآن سنا دو دیکھیں کیسا پڑھتے ہو تو اس وقت جہاں تک ہوسکتا ہے، خوب بنا کر، سنوار کر، سنبھال کر پڑھتے ہو، اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور یوں سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ خوب سن رہے ہیں، یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں، اس کو تو خوب ہی سنبھال، سنبھال کر پڑھنا چاہئے، یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو، اور جب تک پڑھتے رہو یہی بات خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل اِدھر اُدھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کیلئے پڑھنا موقوف کرکے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کرلو، انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے صحیح اور صاف پڑھا جائے گا، اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا، اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گے، تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام کوئی پڑھنا بے ارادہ نہ ہو، بلکہ ہر بات ارادہ اور سوچ سے ہو مثلاً "اَللّٰہُ اَکْبَرْ" کہہ کر جب کھڑا ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچے کہ میں اب "سُبْحَانَكَ اللّٰهم" پڑھ رہا ہوں، پھر سوچو کہ اب "وَبِحَمْدِكَ" کہہ رہا ہوں پھر دھیان کرو کہ اب "وَتَبَارَكَ اسْمُكَ" منہ سے نکل رہا ہے، اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان

اور ارادہ کرو پھر "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" اور سورت میں یوں ہی کرو پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم" کو سوچ کر کہو، غرض منہ سے جو نکالو دھیان بھی اُدھر رکھو ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں کسی طرف دھیان نہ بٹے گا پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا اور نماز میں مزہ آنے لگے گا۔

توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ضروری چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا، کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہوہی جاتی ہے، ضرور توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے گا، طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث میں جو ڈراوے عذاب کے گناہوں پر آئے ہیں، ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کو ادا بھی کرے اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، ان سے معاف بھی کرائے یا ادا کرے اور جو نماز، روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو، اس کو ادا بھی کرے، اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، ان سے معاف بھی کرائے یا ادا کرے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر خدا تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

علاج الغم والحزن (یعنی پریشانی کا علاج)

دنیا ایک پریشانی وغم کا نام ہے، دنیا میں رہ کر کسی نہ کسی طرح کی فکر اور پریشانی ضرور لاحق ہوتی ہے، لہٰذا اس کی کوشش کرنا کہ کسی قسم کی تکلیف یا غم کی بات لاحق نہ ہو یہ بیکار ہے، البتہ یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ پریشانی وغم کی بات سے جو اثر ہوتا ہے، اس سے

انسان محفوظ ہوجاوے، یعنی پریشانی کی بات ظاہر ہو، مگر اس کی پریشانی نہ ہو، یہ بات صرف دو باتوں کے پیش نظر رکھنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

اوّل:۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ حاکم ہیں ہر قسم کا تصرف بندہ پر فرما سکتے ہیں، جو کچھ ہوتا ہے، اس کے حکم سے ہوتا ہے، بغیر اس کے حکم کے ذرہ بھی نہیں ہل سکتا۔

دوم:۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہیں، ان کا کوئی فعل، حکمت، سے خالی نہیں ہوتا، اس میں ضرور مصلحتیں ہوتی ہیں، جن کے جاننے کا انسان نہ مکلف ہے اور نہ ان کا جاننا ضروری ہے۔

ان دو چیزوں کو ذہن میں بار بار سوچنا چاہئے کہ ہر وقت یا خیال کرنے پر فوراً یہ دونوں باتیں سامنے آجائیں۔

اب جب کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو فوراً سوچئے کہ یہ بحکم خداوندی ہوا کہ جیسا کہ پہلی بات میں کہا گیا، پھر یہ سوچئے کہ اس میں ضرور کوئی مصلحت ہے گو ہم کو علم نہ ہو، اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ جسم کو تکلیف کے باوجود، دلی پریشانی نہ ہوگی، اس کی مثال اس طرح پر ہے، کہ عاقل شخص کے آپریشن ہوتا ہے، ہاتھ کٹنے پر تکلیف ضرور ہوتی ہے، مگر وہ سمجھتا ہے کہ اس میں میری مصلحت ہے، اس لئے وہ ڈاکٹر سے خوش رہتا ہے، اس کو فیس بھی دیتا ہے، اور یہی آپریشن نافہم بچہ کے ہو وہ کیوں کہ مصلحت سے واقف نہیں ہوتا اور یہ جانتا نہیں کہ اس میں میری مصلحت ہے، اس لئے وہ گالی تک دے دیتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مصلحت کا خیال سکون بخش ہوتا ہے، ان کو بھی اختیار کرے، خصوصاً دعا خوب کرے، کیونکہ یہ بڑی موثر چیز ہے، نیز امور ذیل کے اضافہ سے بفضلہ تعالیٰ بہت جلد سکون ہوجاتا ہے۔

- ✩ نفل نماز کی کثرت کرنا۔

✩ ذکر اللہ کی کثرت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے کرنا کسی تعداد کی قید نہیں، اور نہ کسی خاص ذکر کی پابندی ہے، مثلاً "سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" یا درود شریف، جو جی چاہے پڑھنا۔

✩ اجر آخرت کا تصور وخیال رکھنا، اگر کسی بچے کا انتقال ہو گیا ہو، یہ سوچنا کہ یہ قیامت میں شفاعت کرے گا۔

✩ زندوں میں سے جس سے انس ہو اس کا تصور وخیال انتقال کرنے والے کی یاد کے وقت رکھنا۔

"یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ" کا ورد کثرت سے رکھنا کم از کم شب وروز میں پانچسو مرتبہ اور ایک نشست میں سو مرتبہ۔

"حیات المسلمین" کے باب صبر وشکر کا مطالعہ کرنا، اسی طرح تبلیغ دین کے باب صبر وتفویض کو دیکھنا۔

اہل اللہ، اور کاملین کی، ورنہ صالحین کی صحبت میں بیٹھنا، اس خیال سے کہ ان کے قلبی برکات کا عکس میرے قلب پر پڑے، اگر صحبت کا موقع نہ ملے تو ان کے مواعظ و ملفوظات دیکھنا۔

احقر ابرار الحق عفی عنہ

عملیات ووظائف

پریشان حال لوگ حاضر ہو کر اپنی پریشانیاں ذکر کرتے اور علاج کی درخواست کرتے، حضرت والا قدس سرہٗ قرآن وحدیث کی روشنی ہی میں ان کا علاج تجویز فرماتے اور عموماً "اسماء الٰہیہ" کو ہی خاص ترکیب اور خاص تعداد میں پڑھنے کو ارشاد

فرماتے اور حضرت والا قدس سرہٗ کے مزاج میں چونکہ شان انتظام بہت زیادہ تھی اس لئے بھی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کچھ پرچے چھپوا کر تیار رکھتے تھے، اسلئے کہ ہر وقت لکھنا بھی مشکل ہوتا ہے، کہ وقت نہیں ہوتا اور دوسرے وقت پر رکھنے سے دوسرے شخص کو پریشانی ہوتی ہے، کہ اس کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے، اور اس کو بھی عجلت ہوتی ہے، اس لئے سہولت کی خاطر پرچہ چھپوا کر کے رکھے جاتے تھے، کہ اس میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سہولت اور دوسرے شخص کو بھی کہ فوراً اسکا مقصد پورا ہوگیا، زحمت انتظار اٹھانا نہیں پڑی اس نوع کے بعض پرچے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں۔

کلمات سبعہ (بوقت تہجد)

- اَللّٰہُ اَکْبَرْ — دس بار
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہ — دس بار
- سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ — دس بار
- سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس — دس بار
- اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ — دس بار
- لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ — دس بار
- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَیْقِ الدُّنْیَا وَضَیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ — دس بار

بحوالہ ابوداؤد شریف (جلد ۲ / ص ۶۹۴)

برائے امراض قلب

"یَاقَوِیُّ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ قَوِّنِیْ قَلْبِیْ" ۷/مرتبہ ہر نماز کے بعد داہنا ہاتھ قلب پر رکھ کر پڑھیں۔

اگر دوسرا پڑھے تو کہے:۔

"یَاقَوِیُّ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ قَوِّہٖ قَلْبَہٗ"

برائے جملہ حاجات

"یَااللّٰہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ" کثرت سے پڑھا جائے، بغیر قید تعداد۔

دعاء برائے شفاء مریض بوقت عیادت

"اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ" (مشکوٰۃ ۱۳۵)

۷/مرتبہ پڑھنے سے مریض کو شفا ہوتی ہے۔

برائے برکت رزق وغنائے ظاہری و باطنی

"یَامُغْنِیُ" ۱۱۱۱/مرتبہ کسی وقت قبل وبعد درود شریف ۱۱-۱۱/مرتبہ پابندی سے پڑھیں۔

عمل سورہ فلق

سورہ فلق ۳۶۰/مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کرکے پلائیں اور دوکان ومکان میں چھڑکیں اگر اس قدر نہ ہوسکے تو ۲۴۰/مرتبہ پڑھیں یہ بھی نہ ہوسکے تو ۱۲۰/مرتبہ پڑھیں متعدد لوگ مل کر پڑھ سکتے ہیں، تین قسطوں میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔

شرور واعداء سے حفاظت کے لئے

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین بار بعد فجر اور بعد مغرب پڑھنا بہت نافع ہے۔

برائے صحت بیماری

"یَاسَلامُ" ۱۴۲ ارمرتبہ روزانہ پڑھیں صبح وشام اول وآخر درود شریف تین تین مرتبہ،متفرق اوقات میں جس قدر پڑھ سکیں پڑھ لیا کریں۔

مخالفین کے شر سے حفاظت

"اللّٰھمَّ اکْفِنَاھُمْ بِمَا شِئْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ" ہرنماز کے بعد ۱۱ارمرتبہ پڑھا کریں۔

پرچہ خاص

(شفاء و برائے حفاظت از شرور وفتن و دفع اثرات خارجی)

درود شریف تین بار،سورۂ فاتحہ تین بار،آیت الکرسی تین بار،سورۂ اخلاص تین بار، سورۂ فلق تین بار،سورہ ناس تین بار۔

پڑھ کر دم کرنا اور جو نہ پڑھ سکے ان پر دوسرا دم کرے اور پانی پر دم کر کے پلانا،ہر نماز کے بعد ورنہ صبح وشام روزآنہ ۱۱ارمرتبہ پڑھنا بہتر ہے۔

برائے تسہیل وتعجیل نکاح ورشتہ مناسب

(۱)...... والدین یا سرپرست میں سے کوئی پڑھے "یَالَطِیْفُ یَاوَدُوْدُ" تعداد گیارہ سو گیارہ مرتبہ بعد عشاء اول وآخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ۔

(۲)......لڑکا یا لڑکی پڑھے "یَاجَامِعُ" گیارسو گیارہ مرتبہ اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ۔

ہر بیماری سے شفا کے لئے

"الحمد شریف" گیارہ بار روزآنہ پانی پر دم کر کے پلاتے رہیں،برابر سلسلہ رکھا

جائے، سورۂ فلق سورۂ ناس ۳-۳/ بار بڑھالیں تو بہت اچھا ہے۔

اعداء کے شر سے حفاظت اور غلبہ کیلئے

"اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ" (پارہ ۱۴/رکوع ۶) ایک ہزار مرتبہ بعد نماز عشاء ۱۱/ یوم پھر ۱۰۰/مرتبہ یومیہ۔ اہم معاملہ میں ۱۱/ یوم سے زیادہ پڑھنا بہتر ہے۔

برائے تسہیل وتکمیل کام

"یَاسُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَاغَفُوْرُ یَاوَدُوْدُ" حاکم کے سامنے یا جس سے کام ہو یا جو پریشان کرتا ہو اس کے سامنے جانے پر اس سے بات چیت پر چپکے چپکے پڑھیں، بلاقید تعداد پڑھے۔

خاص ورد

اوّل آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل"

(۱)......حفاظت از شر وفتن ۱۳۴۱/مرتبہ

(۲)......برائے وسعت رزق وادائے قرض ۳۰۸/مرتبہ

(۳)......برائے تکمیل خاص کام ۱۱۱/مرتبہ

(۴)......برائے کفالت از مصائب و پریشانی ۱۴۰/مرتبہ

بہ نیت اصلاح حال وادائے حقوق

"یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَاخَالِقَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ یَاعَزِیْزُ یَالَطِیْفُ یَاغَفَّارُ" ۲۰۰/مرتبہ چالیس یوم تک کسی وقت، پھر اس کے بعد روزانہ ۲۱-۲۱/مرتبہ، اول وآخر ۱۱-۱۱، مرتبہ درود شریف۔

دافع الضیق یعنی تنگی واُلجھن کے رفع ہونے کی تدابیر

(۱)......**رفع پریشانی:**۔ پرچہ علاج الغم والحزن کو پڑھئے اس کے موافق جس قدر عمل ہوسکے کیجئے۔

(۲)......کتاب جزاء الاعمال وحیوٰۃ المسلمین روح ۲۲؍کو پڑھئے گھر کے افراد کو سنائیے۔

(۳)...... **برائے برکت رزق:** یَامُغْنِیْ ۱۱۱۱؍مرتبہ کسی وقت پڑھئے یا گھر کے افراد سے پڑھوائے۔

(۴)...... "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل" ۳۰۸؍مرتبہ بہ نیت برکت رزق کسی نماز کے وقت پڑھئے، قبل و بعد درود شریف ۱۱-۱۱؍مرتبہ۔

(۵)...... **برائے حفاظت:**۔ سورۂ اخلاص، فلق، وناس تین تین مرتبہ بعد فجر ومغرب پڑھا کیجئے، گھر کے افراد بھی پڑھیں۔

(۶)...... **برائے جملہ امور:**۔ فرائض کے بعد اور دو رکعت نفل پڑھ کر دعا الحاح وتوجہ سے کیا کیجئے۔

(۷) ...... گناہوں کے نقصانات کا پرچہ بھی پڑھئے، ہر گناہ سے بچئے بالخصوص (۱) غیبت (۲) بدنگاہی (۳) بدگمانی (۴) گانا باجا سے۔

(۸)......صلوٰۃ الحاجۃ کا بھی اہتمام رکھئے۔

(۹)......گھر میں اگر کوئی پابندِ نماز نہ ہوتو ان کو اس کی تاکید برابر رکھی جاوے۔

(۱۰)......اللہ تعالیٰ کے رب العالمین اور رحمان ورحیم ہونے کو سوچئے نیز وہ ناصر وولی بھی ہیں، اور قادر وکریم بھی، اسکے ساتھ ساتھ ان کے مالک اور حاکم وحکیم ہونے کا بھی استحضار رکھئے، یعنی بار بار سوچیں کہ ان کے ہر کام میں حکمت ومصلحت ہوتی ہے۔ والسلام

ابرارالحق عفی عنہ ۲۲؍رجب ۹۹ھ

اصلاح بذریعہ مکاتبت

مکاتبت کے ذریعہ اصلاح وتربیت کا کچھ اندازہ حضرت والا قدس سرہٗ کے مکاتیب سے کچھ اوپر ہو چکا، مسترشدین میں جو حضرات حضرت والا قدس سرہٗ سے مکاتبت کے ذریعہ اصلاح وتربیت کا تعلق قائم کرنا چاہتے تھے، ان کے واسطے مکاتبت کیلئے بھی کچھ ہدایات ہوتی تھیں، جن کو ایک پرچہ میں لکھ کر طبع کرالیا گیا تھا، جب کوئی مسترشد اصلاحی مکاتبت کی درخواست کرتا تھا تو وہ ہدایات کا پرچہ اس کو بھیج دیا جاتا تھا، ہم اس پرچہ کی نقل پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:۔

مکاتبت اصلاحی کی ہدایات

(۱)...... دوحصہ داہنی طرف مضمون لکھیں ایک حصہ جواب کیلئے رکھیں۔

(۲)...... ہر خط پر نمبر سلسلہ بھی ڈالیں۔

(۳)...... ہر مضمون پر بھی نمبر ڈالیں۔

(۴)...... غیر ضروری باتوں اور تمہید سے اجتناب کریں۔

(۵)...... پچھلا ایک خط ہمراہ نتھی کیا کریں۔

(٦)...... خط کو پن یا دھاگہ سے نتھی کر دیا کریں۔

(۷)...... نیا خط اوپر رکھیں۔

(۸)...... معمولات ذکر کا پرچہ الگ اخیر میں ہر خط کے ہمراہ روانہ کیا کریں۔

(۹)...... ہر خط کے اندر اپنا پورا پتہ لکھا کریں۔

(۱۰)...... سطریں واضح ہوں۔

(۱۱)......ایک صفحہ میں دس سطر کا مضمون ہونا چاہئے۔
(۱۲)......دو صفحہ سے زیادہ نہ لکھیں مگر ضرورت خاص مستثنیٰ ہے، لیکن اس صورت میں لکھنا چاہئے کہ مضمون بضرورت خاص دو صفحہ سے زیادہ پر لکھا جارہا ہے۔
(۱۳)......معمولات کے جس جز کا ناغہ یا کمی ہو اس کی ضرور اطلاع کریں۔
(۱۴)......کم از کم ہر ماہ ایک خط لکھیں۔
(۱۵)......روشنائی ہلکی نہ ہو۔
(۱۶)......خط کا جواب نہ ملنے پر روانگی خط کے پندرہ یوم کے بعد یاددہانی کا خط لکھیں، بعض دفعہ اصل خط یا جواب ضائع بھی ہو جاتا ہے۔
(۱۷)......اسلامی تاریخ لکھنے سے ثواب بھی ملتا ہے، اسلامی تاریخ کا اہتمام چاہئے۔
(۱۸)......شوہر اور اہلیہ کا تعلق اصلاحی ہو تو ہر ایک کا خط الگ الگ آنا چاہئے۔
(۱۹)......جواب لکھتے وقت ہدایات کی تعمیل کا اظہار یا وجہ عدم تعمیل اور استفسارات کے جوابات کا اہتمام چاہئے۔
(۲۰)......سابق طویل مضمون کا حوالہ نمبر سے دینا چاہئے اور مختصرات کو خط ہی میں لکھنا چاہئے۔
(۲۱)......مستورات اپنے محرم کے دستخط کرا کر خط روانہ کیا کریں۔
(۲۲)......اہم مضمون والے خط کی نقل رکھ کر ارسال کرنا مناسب ہے۔
(۲۳)......جواب کی بھی نقل رکھ لینا چاہئے، تاکہ خط ضائع ہونے سے پریشانی زیادہ نہ ہو۔
(۲۴)...... پہلے مسودہ خط بنا لینا چاہئے، پھر اس کو صاف کر کے روانہ کیا جائے۔
(۲۵)...... ہر خط کے ہمراہ اس پرچہ مکاتبت کو بھی بھیجا جاوے۔ والسلام

ابرارالحق

تصحیح قرآن کریم

تصحیح قرآن پاک

قرآن پاک احکم الحاکمین، رب العالمین، حق تعالیٰ شانہٗ کا کلام ہے اور قرآن کریم سے محبت درحقیقت صاحب کلام، حق تعالیٰ شانہ سے محبت ہے، یعنی قرآن کریم سے محبت حق تعالیٰ شانہٗ سے محبت کی نشانی ہے، اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والا حق تعالیٰ شانہ سے مناجات کرتا ہے، اور قرآن کریم کے ذریعہ بندہ کو جو قرب حق تعالیٰ شانہٗ کا حاصل ہوتا ہے، وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوتا، قرآن کریم سیکھنے سکھانے والوں کو تمام انسانوں سے افضل فرمایا گیا ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

"خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ" بخاری شریف ص ۷۵۲ /ج ۲/

تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآن پاک سیکھے اور سکھائے۔

قرآن کریم کا ایک ایک لفظ زمین و آسمان کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے، اسی وجہ سے زمین میں جب تک قرآن کریم رہے گا، بلکہ جب تک قرآن پاک کا ایک لفظ بھی باقی رہیگا قیامت نہیں آئے گی۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰہ، اللّٰہ۔ ترمذی ۴۴/ج ۲۔	قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک زمین میں اللہ، اللہ، کہا جاتا رہیگا۔

اور لفظ اللّٰہ، قرآن کریم کا ہی ایک لفظ ہے مطلب یہ ہوا کہ جب تک قرآن کریم کا ایک لفظ بھی پڑھا اور کہا جاتا رہیگا، اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ قرآن پاک کے ایک لفظ کی کیا قیمت ہے جس کی وجہ سے زمین، آسمان، چاند، سورج، دریا، سمندر، تمام کائنات کی حفاظت کی جارہی ہے، اسلئے جس کو قرآن پاک کی

دولت مل گئی اس کو اتنی بڑی دولت مل گئی کہ اس کو اجازت نہیں کہ دنیا کے ساز وسامان اور دنیا کے بڑے سے بڑے خزانوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھے، ارشاد خداوندی ہے:۔

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعاً مِنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ لَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجاً مِنْهُمْ۔ الآیۃ۔

اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں، جو مکرر پڑھی جاتی ہیں، اور قرآن عظیم دیا، آپ اپنی آنکھ اُبھار کر بھی اس چیز کو نہ دیکھیں جو کہ ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کیلئے دے رکھی ہے۔ (بیان القرآن)

قرآن کریم سے اعراض کرنے والوں کے لئے دنیا وآخرت میں تنگی معیشت اور سخت پریشانیوں کی وعید ہے:۔

مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْراً۔ الآیۃ۔

جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض کریگا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا، اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا کر کے پکاریں گے۔ (بیان القرآن)

قرآن کریم کو جو لوگ پس پشت ڈالدیں، اس پر عمل نہ کریں، بلکہ اس سے اعراض کریں، حضرت نبی اکرم ﷺ بروز قیامت خود ان کے خلاف دعویٰ دائر کریں گے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ إِنَّ قَوْمِيْ اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْراً۔

اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔ (بیان القرآن)

قرآن کریم پر عمل کرنے کے ساتھ ہر قسم کی عزت وسربلندی سرفرازی اور

قرآن کریم سے اعراض کرنے والوں کیلئے ذلت و پستی کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اقواماً وَ یَضَعُ بِہٖ آخرینَ۔ (رواہ مسلم) مشکوٰۃ شریف ص: ۱۸۴۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ بعض قوموں کو بلندی و سرفرازی عطا فرماتے ہیں، اور اسی کے ذریعہ سے بعض قوموں کو پست و ذلیل کر دیتے ہیں۔

مطلب یہ کہ جو لوگ قرآن پاک پر عمل کریں گے، ان کے لئے عزت و سر بلندی اور جو لوگ اس سے اعراض کریں، ان کیلئے ذلت و رسوائی کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر...... اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اور ظاہر ہیکہ قرآن کریم محض الفاظ، یا محض معانی کا نام نہیں بلکہ الفاظ و معانی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، اس لئے دونوں کی طرف توجہ ضروری ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کی تصحیح کا بھی اہتمام ہو اور صحت الفاظ کے ساتھ تلاوت کی جائے، اور اس کے معانی کو سمجھ کر ان پر عمل کا اہتمام بھی ہو اس لئے حکم ہے:۔

"وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلاً" اور قرآن کو خوب صاف پڑھو۔ (بیان القرآن)

نیز صحت کیساتھ خوش آوازی سے پڑھنا بھی مطلوب ہے، حدیث پاک میں ہے؛

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔ (بخاری، ص ۱۱۲۳ رج ۲) جو شخص قرآن پاک کے ساتھ تغنی نہ کرے یعنی قرآن پاک کو خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

اور اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو شخص قرآن پاک کے ساتھ مستغنی نہ ہو جائے، وہ ہم میں سے نہیں۔

بہرحال قرآن کریم کو صحت الفاظ کے ساتھ پڑھنا انتہائی ضروری ہے، اور بہت

ہی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ قرآن کریم کی طرف سے بے توجہی بڑھتی جارہی ہے، اور قرآن پاک کی تصحیح کا تو اہتمام ہی نہیں ہے، اس طرح قرآن پاک کو توڑ مروڑ کر پڑھا جاتا ہے کہ وہ بالکل "رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ" کا مصداق تھا۔

بہت سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے ہیں، کہ قرآن کریم ان کو لعنت کرتا ہے، اور اہل علم حضرات کو بھی اس کی طرف توجہ نہیں تھی، اہل مدارس کا بھی عموماً یہی حال تھا، حق تعالیٰ نے حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ کو اپنے کلام پاک کیساتھ عشق کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا، جس کی وجہ سے قرآن پاک کی تجوید وقرأت کو اہل فن قراء سے حاصل کیا اور حق تعالیٰ شانہ نے "حسن صوت" کی دولت سے بھی نوازا تھا، آپ اہل زمانہ کی روش اور قرآن پاک کیساتھ بے تعلقی سے بخوبی واقف تھے، اور اس پر روتے، کڑھتے اور سر دھنتے تھے، آخر بنام خدا اپنے یہاں مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی میں تصحیح قرآن پاک کا شعبہ قائم فرمایا، مدرسہ میں پڑھنے والے بچوں کو بھی تجوید سے پڑھانا شروع کیا، اور اہل مدارس کیلئے بھی تصحیح قرآن پاک کا سلسلہ شروع کیا، اسکے لئے باقاعدہ اسفار کئے اور عوام کو، خواص کو، اہل مدارس کو، اس کی طرف متوجہ کیا، اور الحمدللہ سلسلہ شروع ہوگیا، اہل مدارس تصحیح قرآن کریم کیلئے ہردوئی جاتے تھے، حافظ بھی، عالم بھی، شیخ الحدیث بھی ناظم و مہتمم بھی حاضر ہوتے، ان کو "نورانی قاعدہ" پڑھایا جاتا، اور پھر قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا، الحمدللہ جگہ جگہ اس کا چرچا شروع ہوگیا، اور فضا بن گئی، اور ملک بیرون ملک دور دراز ملکوں سے حضرات اہل علم آنے لگے، اور الحمدللہ قرآن پاک کو صحت کے ساتھ پڑھایا جانے لگا، اس کا ثواب یقیناً حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا، اور حضرت والا قدس سرہٗ کا یہ کارنامہ "تجدیدی کارنامہ" کہلائیگا۔

تصحیح قرآن پاک سے متعلق بعض ارشادات عالیہ

اس سلسلہ میں حضرت والا قدس سرہٗ کے بعض ارشادات عالیہ ملاحظہ فرمائیں:۔

فرمایا:۔قرآن کریم کے ہر حرف پر دس نیکی ملنے کا جو وعدہ ہے وہ صحیح پڑھنے پر ہے، مثلاً ''قل'' کے دو حروف پر بیس نیکی کا وعدہ ہے،لیکن اگر کوئی اسی ''قل'' کو ''کل'' پڑھے اور قاف نہ ادا کرے تو یہ ثواب کس طرح ملے گا، اگر اردو کا امتحان لیا جارہا ہو اور کہا جائے کہ لکھو ظالم، اور طالب علم لکھے جالم، تو کیا آپ اس کو پاس کریں گے، یا کوئی نمبر دینگے، حالانکہ صرف ایک حرف کو غلط لکھا ہے، اور تین حرف کی اکثریت صحیح ہے، اسی طرح آپ نے کہا لکھو طوطا، اس نے لکھا توتا، تو آپ کیا نمبر دیں گے، پس جو فیصلہ یہاں کریں گے، قرآن پاک کی تلاوت میں بھی کرلیں، بہت اہتمام سے قرآن پاک کی تلاوت کی صحت حروف کے ساتھ مشق کریں، قرآن پاک کی غلط تعلیم سے منتظمین مدرسہ بھی وبال سے نہ بچ سکیں گے، اور صدقۂ جاریہ کے بجائے ضد صدقۂ جاریہ ہوگا۔

حضرت اقدس حکیم الامت تھانویؒ کے یہاں اس کا بڑا اہتمام تھا، بعض شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث کو بھی خانقاہ تھانہ بھون میں قاعدہ پڑھنے کا حکم دیا گیا، اور جمال القرآن جو تجوید پر نہایت جامع رسالہ ہے پڑھنا پڑا، کسی شاعر کے کلام کو غلط پڑھ کر دیکھئے اسے کس قدر ناگواری ہوتی ہے، اور یہ کلام پاک تو ''کلام رب العالمین'' اور کلام احکم الحاکمین ہے، اسکی صحت حروف اور قواعد تجوید کا کتنا اہتمام ہونا چاہئے، قرآن کریم کی عظمت جس طرح ہے، اسی طرح حفظ و ناظرہ کے طلبہ کا اکرام بھی قلب میں ہونا چاہئے، بعض مدارس دینیہ کے معائنے کیلئے جب حاضری ہوئی تو دیکھا کہ کافیہ پڑھنے کی درسگاہ میں دریاں نہایت عمدہ اور حفظ قرآن پاک کے درجے میں بوسیدہ اور گھٹیا درجہ کی چٹائیاں تھیں، دل بیحد غمگین ہوا اور وہاں کے مہتمم صاحب سے گزارش کی گئی کہ کیا حال ہے، مقدمات کا یہ اہتمام اور مقصود کے ساتھ یہ معاملہ الحمدللہ ہمارے مدرسہ (ہردوئی) میں عمدہ اور نئی دریاں جب آتی ہیں تو پہلے ''حفظ خانے'' میں بچھائی جاتی ہیں، پھر وہاں سے مستعمل ہوکر جب نکلتی ہیں، تو ان کو صرف ونحو کے درجے میں بچھایا جاتا ہے۔

ایک حکایت یاد آئی: ۔ایک وزیر کے لڑکے کی سورۂ بقرہ ختم ہوئی، اس نے استاذ کی خدمت میں ڈھائی سو اشرفیاں ہدیہ پیش کیں استاذ نے کہا کہ یہ تو بہت زیادہ ہے، میں نے ابھی کیا ہی کیا ہے، جو اتنے بڑے انعام کا مستحق ہوں، وزیر نے ہدیہ تو دیدیا اور کہا کہ مجھ سے تنہائی میں ملنا جب خلوت میں ملاقات ہوئی تو کہا اب میرے لڑکے کو پڑھانے مت آنا کیونکہ تمہارے قلب میں "سورۂ بقرہ" کی عظمت ڈھائی سو اشرفیوں سے بھی کم ہے، اور میرے اس ہدیہ کو "سورۂ بقرہ" سے زیادہ وقیع سمجھا، جب آپ کا یہ حال ہے تو ہمارے لڑکے کے قلب میں قرآن کریم کی عظمت کیسے پیدا ہوگی، کیا حال تھا، اس زمانہ کے امراء کا۔

الحمدللہ ہمارے یہاں دعوۃ الحق (ہردوئی) کی نگرانی میں تقریباً ۱۰۰/ مکاتب ہیں اور چار سو اساتذہ وملازمین ہیں، اور اب تک تقریباً پندرہ ہزار سے زائد طلبہ نے ناظرہ قرآن پاک مکمل کیا اور سولہ ہزار طلبہ نے حفظ قرآن پاک مع التجوید مکمل کیا، ہمارے یہاں بعض حفاظ کی تنخواہ، علماء سے زیادہ ہے، ہمارے یہاں تنخواہ کا معیار ضرورت اور حاجت پر ہے، قرآن پاک کی صحیح خدمت کا اہتمام رہتا ہے، اسی کی برکت سے کبھی مالی ابتلاء نہیں ہوتا، حالانکہ ڈیڑھ کروڑ سالانہ کا خرچہ ہے۔

ہمارے یہاں حفاظ کرام کو جہری نماز ہو یا سری نماز ہو، خواہ فرض نمازوں کی امامت ہو یا تراویح پڑھانی ہو، تجوید اور قواعد کی پوری رعایت رکھنی ہوتی ہے، بعض حضرات جہری نمازوں کے لئے تو خاص طور پر قراءت کے تمام اصول کی پابندی کریں گے، اور سری نمازوں میں سب اصول ختم کردیتے ہیں، کیا یہ قواعد صرف جہر کیلئے خاص ہیں؟ اگر یہ قرآن کریم کی عظمت کا حق ہے تو پھر ہر حالت میں اس کی رعایت ضروری ہے، تراویح میں تو عام ابتلاء ہے کہ تیز پڑھنے میں تمام قواعد ہضم کرجاتے ہیں۔

میں اس کی ایک مثال دیا کرتا ہوں، اور وہ یہ کہ کار کے تیز چلانے پر حکومت

کی طرف سے انعام مقرر ہو تو کچھ لوگوں نے سرخ سگنل کو بھی پار کرلیا اور تصادم سے بھی نہ رکے، سب کو گراتے پڑاتے منزل مقررہ تک پہنچ گئے، اور کچھ لوگ ہر سرخ سگنل پر اپنی کار کو روک لیا کرتے ہیں، اور کسی کی جان بھی تیز رفتاری سے نہیں ضائع کی، تو آپ ہی بتلائیں کہ انعام کن لوگوں کو ملے گا؟ اور چالان، کن لوگوں کا ہوگا؟ انعام تو کجا ایسے لوگوں کی سزا کا خطرہ ہے، جو تیز رفتاری سے تراویح میں اصول وقواعد تجوید کی پرواہ نہیں کرتے، اور مقتدیوں کو خوش کرنے کے لئے خدائے تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں۔

مزاحاً فرمایا کہ:۔ جولوگ ضَآلِیْنَ کو دآلین (مشابہ بدال) پڑھتے ہیں، پلاؤ چھوڑ کر، دال کھاتے ہیں، دال کے حروف ابجد چار ہیں، اور ضاد کے آٹھ سو ۸۰۰ رہیں، ایک دم سے ۷۹۶ درجہ کم ہوجاتے ہیں، تفسیر ابن کثیر میں ضاد کا مخرج مشابہ بالظاء لکھا ہے، کسی ماہر فن سے مشق کرنی چاہئے۔

فرمایا ہمارے یہاں ممبئی، حیدرآباد دکن، مدراس اوراڑیسہ مختلف صوبوں کے چھ سات سال کے بچے اپنے مصارف سے دارالاقامہ میں رہتے ہیں، اوراب تجوید کی معیاری تعلیم کو سن کر افریقہ (اور لندن) سے بھی طلبہ آنے لگے ہیں، (واضح رہے کہ یہ ۱۳۹۶ھ سے پہلے کی بات ہے، بعد میں تو رجوع بہت بڑھ گیا تھا)

فرمایا گھڑی خراب ہوجائے تو شہر میں جو سب سے ماہر گھڑی ساز ہوگا اس کے پاس جاویں گے، اور بچوں کی تعلیم قرآن پاک کیلئے سستا استاذ تلاش کریں گے، چاہے وہ کیسا ہی غلط سلط پڑھتا ہو "رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ"، یعنی بعض لوگ قرآن کو اس طرح پڑھتے ہیں، کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم کے لئے فن تجوید کے ماہر کو استاذ بنانا چاہئے۔

فرمایا:۔ میں اس وقت ان طلباء کرام حفظ وناظرہ سے گزارش کرتا ہوں، اگر آپ

لوگوں کے سامنے چار قسم کے رجسٹر ہوں، ایک میں شریر، بچوں کا نام ہو، دوسرے میں جو سب سے زیادہ شریر ہوں انکا نام ہو، اور اس میں شریروں کے گرو کا بھی نام ہو بلکہ گرو گھنٹال کا یعنی شیطان کا نام بھی ہو، اور تیسرے رجسٹر میں نیک لوگوں کا نام ہو اور چوتھے رجسٹر میں جو سب سے زیادہ نیک لوگ ہوں انکا نام درج ہو، تو آپ لوگ اپنا نام کس رجسٹر میں لکھوائیں گے، (بچوں نے جواب دیا کہ جس رجسٹر میں سب سے اچھے لوگوں کے نام ہونگے، اس میں اپنا نام لکھانا پسند کرتے ہیں) اچھا بھائی تو یہ بات معلوم ہوگئی، کہ آپ لوگ چوتھے رجسٹر میں اپنا نام لکھانا پسند کریں گے، اب سنئے!

فرمایا:۔ اب میں بیعت کرتے وقت غیبت اور بدنگاہی اور بدگمانی سے احتیاط کا عہد بھی لیتا ہوں، نیز قرآن پاک کو تجوید کے قواعد سے کسی ماہر فن سے مشق کرنے کا عہد بھی لیتا ہوں، نیز بہشتی زیور، کا ساتواں حصہ حقوق الاسلام، قصد السبیل کا غور سے مطالعہ کرنے کی تاکید بھی کرتا ہوں اور ایک تسبیح استغفار، ایک تسبیح کلمہ شریف، ایک تسبیح درود شریف، کی ضرور بتاتا ہوں۔

قرآن پاک کی عظمت مطلوبہ میں بڑی کمی ہے

اس کا علاج یہ ہے کہ گاہ گاہ طلبہ کے اجتماع میں قرآن پاک کی عظمت اور فضائل کی احادیث سنائی جائیں، ان کے قلوب میں انشاء اللہ تعالیٰ قرآن پاک کی عظمت پیدا ہوجائے گی۔

☆ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (بخاری شریف: ۷۵۲رج ۲)

☆ ارشاد فرمایا حضور ﷺ نے کہ حق تعالیٰ شانہ کا یہ فرمان ہے کہ جس شخص کو قرآن شریف کی مشغولی کی وجہ سے ذکر اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی اس کو سب دعائیں، مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کے

کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے، جیسے خود حق تعالیٰ شانہٗ کو تمام مخلوق پر۔
(ترمذی؛ ۱۲۰/ج ۲/عن ابی سعید الخدریؓ)

☆ قرآن پاک کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے، جو میر منشی ہیں اور نیک کار ہیں، اور جو شخص قرآن کریم کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے، اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ (بخاری و ترمذی ص ۱۱۸/ج ۲/عن عائشہؓ)

☆ حسد (غبطہ و شک کے معنی میں) صرف دو شخصوں پر جائز ہے ایک وہ جسکو حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت عطا فرمائی اور دن رات اس میں مشغول رہتا ہے، دوسرے وہ شخص جس کو حق تعالیٰ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہے۔ (یعنی خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے۔) (ترمذی ص ۱۵/ج ۲/عن ابن عمرؓ)

☆ تین چیزیں قوت حافظہ بڑھاتی ہیں، (۱) مسواک۔ (۲) روزہ۔ (۳) تلاوت کلام پاک۔ (احیاء العلوم عن علیؓ)

☆ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائیگا کہ قرآن شریف پڑھتا جا۔ اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں تو آخری آیت پر پہنچے۔ (ترمذی ۱۱۹/ج ۲/وغیرہ عن ابن عمرؓو)

☆ قرآن کریم کے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے، میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی ص ۱۱۹/ج ۲/عن ابن مسعودؓ)
(یعنی صرف الم پر تیس نیکی کی بشارت ہے)

☆ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا حق تعالیٰ شانہٗ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے، اور اس کے

گھرانے میں ایسے دس آدمیوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے، جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہو۔ (احمد و ترمذی ص ۱۱۸ ج ۲ عن علیؓ)

☆ جس شخص کے قلب میں قرآن شریف کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہیں بمنزلہ ویران گھر کے ہے (ترمذی شریف، ۱۱۹ عن ابن عباسؓ)

☆ دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے، جیسا کہ لوہے کو پانی لگنے سے زنگ لگ جاتا ہے آپ سے پوچھا گیا کہ اس کی صفائی کی کیا صورت ہے ارشاد فرمایا کہ موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا، (مشکوٰۃ شریف: ۱۸۹ عن ابن عمرؓ)

☆ میری امت کے بڑے لوگ، اصحاب اللیل اور حملۃ القرآن ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف: ۱۱۰)

مدارس کی کثرت ہو رہی ہے، بظاہر تعلیم کا شیوع بڑھ رہا ہے، مگر اسی کے ساتھ تعلیم کے آداب اور طریق میں بڑی کمی اور کوتاہی ہو رہی ہے، یہ کوتاہی ہر طرف سے ہے ذیل میں حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ کی حضرات منتظمین مدارس کی خدمت میں پیش فرمودہ گذارشات میں سے، چند گذارشات جو قرآن عزیز سے متعلق ہیں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عظمت طلبہ بالخصوص طلباء قرآن شریف کا زیادہ اہتمام کریں۔

☆ آج دینی مدارس میں گھوم جائیے، ان طلبہ کے سلسلے میں لفظ ''مہمان رسول'' عام ہے، مدارس کے اشتہارات اور روئیدادوں میں یہی لفظ ملے گا، مگر حقیقتاً ان کے ساتھ کیا وہی سلوک اور معاملہ کیا جارہا ہے، جو رسول اللہ قرآن کریم کے مہمان کے ساتھ کیا جانا چاہئے، بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ ان کے ساتھ اپنے ذاتی معمولی مہمان جیسا برتاؤ بھی روا نہیں رکھا جارہا ہے، ان کے قیام و طعام، اور ان کے شب و روز کی نگہداشت کس طرح کی جارہی ہے، یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

☆ ان کے ضیف رسول ﷺ ہونے نیز مجاہد فی سبیل اللہ ہونے کا استحضار رکھ کر معاملات کرنا۔

- حفاظ کے لئے وظیفہ میں گنجائش رکھنا۔
- تکمیل حفظ پر انعام خصوصی مقرر کرنا۔
- جن اساتذہ میں صحت مطلوبہ یعنی قرآن کریم مع التجوید پڑھنے کی کمی ہو، ادارہ کے مصارف پر پورا کرانا۔
- معلمین قاعدہ وناظرہ وحفظ کا مشاہرہ معقول مقرر کرنا خواہ علماء کرام سے زیادہ ہو جائے، مدارِ وظیفہ ضرورت ہونا چاہئے نہ کہ علمی لیاقت۔
- بوقت داخلہ طلبہ قرآن پاک میں امتحان کرانا۔
- تصحیح مطلوب کی کمی پر تصحیح قرآن کریم کیلئے وقت مقرر کرنا۔
- اجتماع طلبہ، جلسہ اور وعظ میں تدویراً اور حدراً طلبہ سے قرآن کریم پڑھوانا۔
- قواعد تجوید کے موافق سنانے پر انعام کا دیا جانا۔
- تصحیح قرآن کریم کی ناکامی پر وظیفہ کا بند کرنا اور درجہ کی ترقی سے محروم کرنا۔
- بیمار طلبہ کی خاطر، دیکھ بھال دلجوئی، اور راحت رسانی کا اہتمام کرنا۔
- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ حضرات طلباء کرام مہمان ہیں، تو جب عام مسلمین کی عیادت اور تیمارداری کا اتنا اجر وثواب ہے تو انکی عیادت اور دیکھ بھال کا کتنا ثواب ہوگا۔
- ہردوئی کے ایک طالب علم نے جواب کراچی میں رہتے ہیں، حضرت اقدس ہردوئی کی شفقت کا ایک قصہ بیان کیا میں نے بچپن میں ایک مرتبہ حضرت والا قدس سرہٗ کے ساتھ ایک سفر میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی چادر پر پیشاب کر دیا، صبح حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم پانی ڈالو اور خود اپنے دست مبارک سے دھو رہے تھے، یہ کہہ کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔
- حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ نے ایک وعظ میں ارشاد فرمایا کہ آج

مدرسین حضرات کو یہ شکایت ہے کہ طلبہ ہماری خدمت نہیں کرتے، اور ہمارا اکرام نہیں کرتے، تو بات دراصل یہ ہے کہ ہم تو طلبہ سے تعلق رکھتے ہیں، ضابطہ کا اور ہم انکی طرف سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا رابطہ کا خیال کریں، آج حال یہ ہے کہ طالب علم کسی کمرہ میں بیمار پڑا ہے استاذ کو دیکھنے کی توفیق نہیں ہوتی، الاماشاءاللہ! تو بھائی یک طرفہ محبت کیسے پیدا ہو۔

حدیث پاک میں "مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا" کو مقدم فرمایا گیا ہے، اس کے بعد ارشاد فرمایا "وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا" (جمع الفوائد ص ۲۹ / ج ۳)

حدیث بالا میں کس قدر وعید ہے، اس تقدم سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں پر شفقت و رحمت میں سبقت کرنا چاہئے۔

☆ فرمایا:۔ ہمارے یہاں (ہردوئی میں) عالموں کی تقرری پر انکا قاعدہ کا امتحان ضرور ہوتا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک عالم صاحب کچھ خفا ہوئے، اور کہنے لگے ہماری سند میں تمام کتابوں کے اندر ہمارے اعلیٰ نمبر آئے ہیں، ان سے گذارش کی گئی، مگر آپ کی سند میں قاعدہ کے امتحان کا ذکر نہیں ہے، پھر ایک قاعدہ پڑھنے والے بچے کو بلایا گیا، اور اس سے ان کو قاعدہ کا سبق سنایا گیا، خود ہی کہنے لگے کہ یہ بچہ تو مجھ سے اچھا پڑھتا ہے، پھر ان سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ کو اس بچہ کا امام بنادیا جائے تو اس بچہ کے قلب میں آپ کی کیا وقعت ہوگی، بات سمجھ میں آ گئی، آج کل اس طرف بڑی کوتاہی ہو رہی ہے، علماء کو سند دیدی جاتی ہے اور وہ قرآن کو قواعد تجوید سے نہیں پڑھ سکتے۔

☆ فرمایا:۔ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ کلام پاک کے چار حق ہیں، (۱) عظمت (۲) محبت (۳) تلاوت مع الصحت ۔ (۴) احکام کی متابعت۔

تھانہ بھون میں بعض محدثین کو بھی نورانی قاعدہ پڑھنا پڑا، مکان کے رنگ روغن کی فکر ہے تاکہ جمال پیدا ہو لیکن قرآن کریم کے جمال کی فکر کیوں نہیں۔

جہاں ضروریاتِ دین کا اہتمام نہ ہو تو پھر وہاں معارف و دقائق تصوف ان کو کیا نفع دے سکتا ہے۔

ایک دینی ادارہ میں معائنہ کے بعد فرمایا

بعض طلباء نے قرآن کریم کو صحت حروف سے نہیں پڑھا کافیہ اور مرقاۃ کی عبارت تو صحیح پڑھیں، اور قرآن کریم غلط پڑھیں کتاب اللہ کی عظمت نہیں ہے۔

☆ ارشاد فرمایا کہ جس طرح بات چیت سے محبت بڑھتی ہے تلاوت بھی اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہے اسلئے تلاوت قرآن پاک سے حق تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے ایک حرف پر دس نیکی اور ایک پارہ پر ایک لاکھ نیکی کا اوسط ہے، یہ انعام الگ ہے ایک صاحب نے حضرت تھانویؒ کو لکھا کہ تلاوت قرآن پاک میں دل نہیں لگتا، حضرت والاؒ نے جواب لکھا کہ یہ سوچا کرو کہ حق تعالیٰ شانہ نے ہم کو حکم دیا ہے، کہ ہمارا کلام سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتے ہو، پڑھنے کا انعام الگ ہے، سمجھنے کا انعام الگ ہے، جو لوگ پڑھنے کو بدون سمجھنے کے بیکار سمجھتے ہیں یا تو وہ جاہل ہیں یا بددین اور مخالف فرمانِ رسول اللہ قرآن کریم ہیں، قرآن پاک کا حافظ دراصل اس معجزۂ عظیم کا محافظ ہے، ملک کی سرحد کے محافظ تو سرکاری آدمی سمجھے جاتے ہیں، تو قرآن کریم جو کلام رب العالمین ہے اس کے محافظوں کو کیا سرکاری محافظ کا مقام حاصل نہ ہوگا۔

☆ فرمایا: حُسن صوت، اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے، جو غیر اختیاری ہے تجوید سے پڑھنا اپنا کمال ہے، اور اختیاری ہے اس لئے جو چیز غیر اختیاری ہے اس کے پیچھے نہ

پڑے، جو اختیاری ہے جس کا انسان مکلف ہے، اس کو حاصل کرے، اس میں محنت کرنے لگے، پھر یہ کہ مقبول عنداللہ تجوید سے پڑھنے والا ہے، نہ کہ بلا تجوید اچھی آواز سے پڑھنے والا۔

☆ فرمایا:۔(تلاوت کرتے وقت) کہاں سانس توڑے؟ کہاں وقف کرے؟ اس کے قاعدے مقرر ہیں، اس کے موافق سانس توڑنا چاہئے اہل علم کیلئے یہ بھی ہے کہ وقف کے بعد اعادہ کرنے میں معنیٰ کی رعایت کے ساتھ اعادہ کرے۔ ترتیل جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کے دو اجزاء ہیں، تجوید الحروف، اور معرفت الوقف حروف کی تجوید اور وقوف کی معرفت کے ساتھ یہ ترتیل مکمل ہوسکتی ہے، اسی طرح وقف کی ضرورت میں سے ابتداء اور اعادہ بھی ہے۔

☆ فرمایا:۔قرآن پاک کی عجیب شان ہے اس کے عجائبات میں سے یہ بھی ہے کہ مختلف طریقوں سے پڑھا جاتا ہے، قرأت کے دس امام ہیں، اسی کو قرأت عشرہ کہا جاتا ہے، ایک طریقہ وہ بھی ہے جو ابھی پڑھا گیا ہے، مغربی علاقہ میں یہ طریقہ رائج ہے یہاں اس کے جاننے والے کم ہیں، یہ طریقہ بھی حضور ﷺ سے منقول ہے، یہ قرأت امام نافع مدنیؒ کے شاگرد (امام ورشؒ) کی ہے نماز میں بھی اس طرح پڑھ سکتے ہیں، مگر لوگ ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے ایسا نہ کرے، ترغیب وتشویق کیلئے پڑھ سکتے ہیں، مگر بتلا دیا جائے، کہ اس وقت فلاں روایت کے موافق پڑھا جائیگا۔

☆ فرمایا:۔دینی مدارس کے طلبہ کا امتحان ہونا چاہئے، جب فارغین طلبہ عوام کی امامت کرتے ہیں، اور قرآن پاک کو تجوید کے خلاف پڑھتے ہیں، تو بے حد بدنامی ہوتی ہے، کہ یہ کس مدرسہ کے فارغ ہیں، ان کو کس نے سند دیدی، کم از کم

آخر کے دو پارے حفظ بھی ان کو کرا دیئے جائیں، تاکہ سنت کے مطابق طویل سورتیں بھی پڑھ سکیں۔

☆ فرمایا:۔ جوتے پر پالش کی، چہرے پر مالش کی مکان پر پلاسٹر کی ضرورت ہے، ہر جگہ جمال مطلوب ہے مگر قرآن پاک کے جمال اور صحت سے پڑھنے کی فکر نہیں۔ ایک جگہ حاضری ہوئی مسجد بہت شاندار لیکن امام صاحب نے جب نماز پڑھائی تو بے حد صدمہ ہوا امام صاحب نے سورہ ناس اس طرح پڑھائی "مِنَ الْجَنَّاتِ وَالنَّاسِ" حروف کی صحت نہایت ضروری ہے، اب تو بیعت کرتے وقت احقر عہد لیتا ہے کہ تلاوت مع الصحت کروں گا۔

حضرت مولانا تھانویؒ نے "جمال القرآن" کے اندر "لحن جلی" کو حرام لکھا ہے، یعنی اگر صاد کو سین پڑھ دیا یا ذال کو زا پڑھ دیا وغیرہ صرف ۲/مہینہ اور صرف دس منٹ انسان محنت کرے کسی قاری صاحب کے پاس تو انشاء اللہ تعالیٰ بقدر ضرورت تلاوت صحیح کر سکے گا، آج ہمارے مشائخ کے یہاں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ خود بھی تلاوت مع الصحت کا اہتمام ہو اور طالبین کو بھی توجہ دلائیں، مراقبہ اور استغراق اور وظائف اور حقائق ومعارف کے ساتھ ایسے ضروری امور کا بھی اہتمام ضروری ہے، یہ حق تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے، انکے کلام کی عظمت ہو اور عظمت کلام کا حق ہے کہ صحت حروف کے ساتھ تلاوت ہو اللہ تعالیٰ کے کلام کو بے فکری اور کاہلی اور سستی سے صحیح نہ پڑھنا کس قدر گستاخی ہے، اور اندیشہ مواخذہ کا ہے، تصوف کا ایسا غلبہ کہ شریعت کے مسائل کا اہتمام نہ رہے یہ بہت خطرناک حالت ہے، اور اگر مغلوب الحال ہے تو مقتدا بنانا ایسے مغلوب کو جائز نہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے:۔

خواجہ پندارد کہ دارد حاصلے
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

ارشاد فرمایا کہ جو بچے حفظ کر رہے ہیں وہی شاہی خاندان ہیں اہل القرآن کو اہل اللہ بھی کہا گیا ہے، ان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اگر تراویح کی مشروعیت کو ایک حکمت بیان کی جاوے تو صحیح ہوگی، کیونکہ بڑے بڑے سلاطین بھی تراویح کے زمانے میں حافظ قرآن کے پیچھے مقتدی بن کر نماز ادا کرتے ہیں، اسی طرح بڑے بڑے محدثین اور مفسرین بھی کم عمر حافظ قرآن پاک کے پیچھے مقتدی بن کر نماز ادا کرتے ہیں، حضور ﷺ نے رمضان المبارک میں تراویح کو سنت مؤکدہ فرمایا اور اس میں پورے قرآن کریم کے سننے کی تاکید فرما کر قرآن پاک کے حافظوں کی عظمت اور عزت بھی ظاہر فرمادی ہے، اور حق تعالیٰ کا وعدہ "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" کا بھی ظہور اسی عبادت کے ذریعہ پورا ہوتا ہے، اگر ہر سال تراویح میں قرآن پاک سنانے کی عبادت مشروع نہ ہوتی تو قرآن کریم کو محفوظ کر لینے کے بعد محفوظ رکھنا مشکل ہو جاتا۔

ارشاد فرمایا کہ تجوید کا اور صحت حروف کا اہتمام ضروری ہے مگر افسوس آج کل اچھی آواز کو حروف کی صحت پر ترجیح دی جاتی ہے، مثلاً کسی مدرسہ کا جلسہ ہوگا، اور دو لڑکے ہیں ایک تو حروف کی ادائیگی میں عمدہ ہے، اور دوسرا حروف کی ادائیگی میں کمتر ہے، مگر آواز میں اس سے بہتر ہے تو اگر مہتمم صاحب نے اچھی آواز والے کو مقدم کیا اور اسی سے پڑھوایا تو امتحان اخلاص کا ہو گیا، کہ ارضائے خالق نہیں ہے ارضائے خلق ہے۔

اگر دس منٹ صرف دو ماہ تک دیا جاوے تو قرآن کریم کے حروف کی ضروری صحت ہو جاتی ہے، بوڑھے آدمی اگر کلام پاک کی صحت میں لگ جائیں، تو امید ہے کہ اس کی برکت سے ان کی مغفرت ہو جاوے حق تعالیٰ شانہ کو رحم آ جاوے گا، کہ بوڑھا ہو کر ہمارے کلام کی درستی اور صحت تجوید میں لگا ہوا تھا۔

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عالم اور حافظ اور شیخ وقت

ہوتے ہوئے مکہ شریف میں قاری عبداللہ صاحب سے مشق کیا کرتے تھے۔

ایں چنیں شیخ گدائے کو بہ کو

عشق آمد لا ابالی فاتقوا

حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضور ﷺ دو معصوم شخصیتیں قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، حالانکہ ان حضرات میں نہ نسیان کا خطرہ تھا نہ صحت کی غلطی کا امکان تھا۔

فرمایا......

(۱)......تلاوت قرآن کریم سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے، جس کی برکت سے دل پھر حق بات قبول کرنے لگتا ہے۔

(۲)......اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہوتی ہے۔

(۳)......اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حرف پر دس ثواب کا انعام ملتا ہے، مگر شرط ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت میں ریاکاری نہ ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تلاوت کرے، اور حروف کی صحت کے ساتھ ساتھ تلاوت کرے۔

سنت کے موافق اذان کا اہتمام کیا جائے

نماز ہی کے متعلقات میں سے اذان بھی ہے، جس طرح سنت کے مطابق نماز مطلوب ہے، اسی طرح اذان بھی سنت کے موافق ہونا ضروری ہے، آج سنت کے موافق اذانیں نادر ہیں، اذانیں صحیح نہیں ملتی ہیں، جہاں جاتا ہوں غور سے اذانیں سنتا ہوں، جہاں جاتا ہوں وہاں کے مخبرین اطلاع دیتے ہیں کہ اذان کیسے ہو رہی ہے، وہ مخبرین آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) ہیں کہ ان کے ذریعہ سے پتہ چل جاتا ہے، کہ کہاں اذان کیسی ہو رہی ہے، کہاں اذان کیسی ہو رہی ہے، اس کو سن کر دل روتا رہتا ہے، اور فجر

میں تو دل اور روتا رہتا ہے، کوئی کیسی کہتا ہے، کوئی کیسی کہتا ہے کہ کوئی حَیَّ عَلَی الصَّلوٰۃ میں حَیَّ کے یا کے زبر کو کھینچتا ہے، کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ میں اِلٰہ کے الف کو کھینچتا ہے، اور لفظ اللّٰہ کو تو بہت بگاڑتے ہیں، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ میں کوئی لفظ اللّٰہ کو کھینچے، اَللّٰہُ الصَّمَدُ میں اللّٰہ کو کھینچے تو روکتے ہو کہ نہیں، اس پر ٹوکتے ہو کہ نہیں، تو پھر اذان میں بھی تو وہی لفظ اللّٰہ ہے اس میں کیوں بگاڑتے ہو، اور بھائی مجھے تو اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے، کہ جب کوئی لفظ اللّٰہ کو بگاڑتا ہے، تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے تیر مار دیا، آج کل اذان میں کھینچ تان کا رواج پڑ گیا ہے، اس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اس کے لئے قواعد وضوابط ہیں، اس کے موافق سیکھنے کی ضرورت ہے، مشق کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ سنت کے موافق اذانوں کا رواج ہو۔

ارشاد فرمایا کہ ایک جگہ حاضری ہوئی، اذان کی غلطیاں سنکر سخت رنج ہوا، میں نے وعظ میں صرف یہ گزارش کر دی کہ اذان صحیح نہیں ہے، اذان کی اصلاح ہونی چاہئے بعد میں کمیٹی کے کسی صاحب نے دریافت کیا کہ صاحب وہ کیا غلطیاں ہوئیں ہیں، ذرا ہم کو بتا دیجئے میں نے کہا بہت اچھا سنئے۔

(۱)......اللّٰہ کو اتنا کھینچا جس کا کوئی قاعدہ نہیں "شرح وقایہ" میں دیکھئے تلحین کو ناجائز لکھا ہے۔

(۲)......لَآ اِلٰہَ میں اِلٰہَ کو ۲/مد کے برابر کھینچا۔

(۳)......رسول میں واؤ کو کھینچا جس سے مد پیدا ہوا۔

معلوم ہوا کہ موذن صاحب کی تنخواہ صرف ۶۰/روپیہ ہے بتائیے پھر اتنی معمولی تنخواہ میں بڑھیا مؤذن کیسے مل جاوے گا، افسوس اس زمانہ میں وکیل بڑھیا ہو، ڈاکٹر بڑھیا ہو، انگریزی پڑھانے کا استاذ بڑھیا، مگر مؤذن اور قرآن پڑھانے والا استاذ سستا ہو، دنیاوی تعلیم کا مدرس بڑھیا اور اس کی تنخواہ بھی زیادہ اور قرآن پاک جو احکم الحاکمین کا

کلام ہے اس کے لئے استاذ سستے والے، اصلی گھی تو زیادہ پیسے سے ملتا ہے، اور سستے مال سے تو ڈالڈا ہی ہوگا۔

ایک جگہ حاضری ہوئی تو اذان اتنی جلدی جلد کہی کہ درمیان میں اتنا موقع ہی نہ دیا کہ اذان کا جواب دیا جاسکے۔ آج کل مسجد کے جسم پر توجہ ہے اور روح پر نہیں معلوم کیا کہ مسجد کتنے میں تعمیر ہوئی تو معلوم ہوا ۲۱؍لاکھ کی تعمیر ہوئی۔

میں نے عرض کیا کہ مسجد تو ۲۱؍لاکھ کی اور مؤذن ۶۰؍روپیہ کا۔

ایک مسجد میں تکبیر مؤذن صاحب نے اس طرح کہی "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاۃ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاۃ" اور کسی کو فکر بھی نہیں اذان اور تکبیر کو غور سے سننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔

تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ایک سانس میں ۴؍مرتبہ اللّٰہُ اَکْبَرْ کہے، پھر ایک سانس میں "اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اِلَا اللّٰہ" کہے، پھر ایک سانس میں "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰہ" کہے، پھر ایک سانس میں "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" کہے، اور پھر ایک سانس میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" کہے، پھر ایک سانس میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ" کہے، پھر ایک سانس میں "اَللّٰہُ اَکْبَرْ، اللّٰہ اَکْبَرْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہے۔

ایک غلطی قراء کرام یہ کرتے ہیں کہ یہاں بھی تجوید کا قاعدہ جاری کرتے ہیں مثلاً "اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَا اللّٰہ، اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰہ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" کہتے ہیں، "حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" یعنی پہلے کلمہ کے آخری حرف کے اعراب کو ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے کلمہ کے آخری حرف پر جزم پڑھتے ہیں، حالانکہ یہاں قراءت کا قاعدہ

جاری کرنا ممنوع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "اَلْاَذَانُ جَزْمٌ وَالْاِقَامَةُ جَزْمٌ وِالتَّكْبِيْرُ جَزْمٌ" اورایک روایت میں "التَّكْبِيْرُ جَزْمٌ وَالتَّسْمِيْعُ جَزْمٌ" ہے۔ (شامی، ج ا ص ۳۲۳)

حرم شریف میں بھی بعض لوگ تو صحیح اذان دیتے ہیں، اور بعض بغیر مد کے کھینچ دیتے ہیں، اگر کسی کا کان اوپر سے کھینچ کر اور بڑھا دیا جاوے تو اس کو کوئی گوارا نہیں کرتا، مگر قرآن پاک کے حروف کے ساتھ کیا گستاخی کا معاملہ ہے، بعض مؤذن سے سنا انہوں نے "رَسُوْلُ الله" کے واو کو خوب کھینچا حالانکہ یہاں مد کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا، ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ میں تم سے بغض رکھتا ہوں کیونکہ تم اذان میں تلحین کرتے ہو فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ میں بھی تلحین کو مکروہ کہا ہے، اور تلحین کا مفہوم کیا ہے، اس کو بھی واضح کیا ہے، یعنی غیر شرعی مد کرنا، قانون تجوید کے خلاف محض آواز کو خوبصورت بنانے کے لئے یعنی بدون مد کے کھینچنا اسی کا نام تلحین ہے، جیسے کہ اِلٰهَ کے لام پر مد کرتے ہیں، حالانکہ یہاں کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا مگر مؤذن صاحبان کی اذانوں کو غور سے سنیں تو اکثر جگہ آپ رسول کے واؤ اور اِلٰهَ کے لام میں بھی مد کرتے ہوئے، یعنی ان کو کھینچتے ہوئے ملیں گے، ملا علی قاریؒ نے بھی لکھا ہے کہ حرمین کے مؤذنین بھی زیادہ لحن کرتے ہیں وہاں چونکہ کوئی منع نہیں کرسکتا، اس لئے جو حضرات ذمہ دار ہیں انہیں سے رجوع کیا جاسکتا ہے، وہاں مجبوری ہے مگر علم کی کمی ہے، لوگ وہاں کی اذانوں کو ٹیپ کرلاتے ہیں، اور اس کی نقل کرتے ہیں، حالانکہ علماء سے دریافت کرنا چاہئے کہ اس میں کہیں لحن تو نہیں ہے، بدون مد کے تو نہیں حروف کو کھینچ دیا گیا ہے۔

حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نبی اکرم ﷺ کی محبت ہر صاحب ایمان کیلئے لازم ہے، حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (مشکوۃ شریف:۱۲)

تم میں کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اسکو اسکے والد اور اسکی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

حدیث پاک سے صاف واضح ہوگیا کہ ایمان کیلئے حضرت نبی اکرم ﷺ کی محبت اپنے والد اپنی اولاد اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ ہونا ضروری ہے، اس کے بغیر کوئی شخص صاحب ایمان ہی نہیں ہوسکتا۔

حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہونے پر وعید

اگر کسی شخص میں اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی اکرم ﷺ کی محبت اس کے والدین اولاد اور اس کے مکانات اور اس کی تجارت وغیرہ سے زیادہ نہیں ہے تو اس کے لئے قرآن پاک میں سخت وعید ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارتیں جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ۔

ہوتم کو اللہ سے اور اسکے رسول سے زیادہ محبوب ہوں، تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں اور اللہ تعالیٰ بے حکم کرنیوالے لوگوں کو انکے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ (بیان القرآن)

محبت کے لئے اطاعت لازم ہے

محبت کے لئے صرف زبانی دعویٰ کردینا کافی نہیں بلکہ محبت کیلئے اطاعت لازم ہے اور اطاعت بھی وہ اطاعت جو خلوص قلب کے ساتھ ہو، اطاعت میں کسی قسم کی تنگی اور ناگواری نہ ہو۔

ارشادِ خداوندی ہے:۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْ مَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً۔

پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہونگے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ انکے آپس میں جو جھگڑے واقع ہوں، اس میں آپ سے تصفیہ کراویں پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کریں۔ (بیان القرآن)

آیت مبارکہ سے معلوم ہوگیا کہ صاحب ایمان کیلئے ضروری ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر فیصلہ کو دل وجان سے قبول اور تسلیم کرے، اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور انعام خداوندی

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واتباع پر اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور مغفرت

کی بشارت سنائی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (آل عمران: ۳۱)	آپ فرمادیجئے اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کردیں گے، اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنیوالے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔(بیان القرآن)

آیت پاک سے معلوم ہوا کہ مومن بندہ جتنا جتنا حضرت نبی اکرم ﷺ کا اتباع کرے گا، اتنا، اتنا، اللہ تعالیٰ اسکو اپنا محبوب بنالیگا، وجہ یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اور قاعدہ ہے کہ محبوب کی ہر بات، اس کی ہر ادا، ہر انداز، محبوب ہوا کرتا ہے، پس جو شخص حضرت نبی اکرم ﷺ کا جتنا اتباع کریگا، آنحضرت ﷺ کی مبارک سنتوں کو جس قدر اختیار کریگا، اسی قدر اس کے اندر شان محبوبیت پیدا ہوجائے گی، اسی قدر وہ شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مستحق قرار پائیگا۔

کسی نے آیت مذکورہ بالا اور دیگر دو آیتوں کا ترجمہ اشعار میں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

ترجمہ: کہدو اے لوگو! محبت ہے اگر اللہ کی
پیروی میری کرو رکھے گا دوست اللہ بھی
بخشدیگا وہ تمہارے سب معاصی اور گناہ
بخشنے والا ہے وہ اور مہرباں (بے اشتباہ)

"قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ	آپ یہ فرمادیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو

تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ" (آل عمران: ۳۲)

اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں، سو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔ (بیان القرآن)

کہدو وہ مانیں خدا کا حکم اور حکم نبی
گر نہ مانیں (تو رہے امر خدا سے آگہی)
وہ نہیں کرتا پسند ان کافروں کو واقعی

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" (سورۂ نساء، آیت ۸۰)

جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (بیان القرآن)

جس نے مانا صدق دل سے واقعی حکم رسول
اس نے گویا اپنے خالق کی اطاعت کی قبول

دین وشریعت دراصل اتباع سنت ہی ہے، کسی بھی عمل وفعل پر دین کا خواہ کتنا ہی پرکشش ٹائٹل دیا جائے، لیکن اگر وہ سنت کے مطابق نہیں ہے، تو وہ کبھی دینی عمل نہیں بن سکتا۔

سنت کی محبت اور اس پر انعام

مذکورہ بالا آیات مبارکہ سے معلوم ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت اور شرط یہ ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں سے محبت ہو، اسی کو حدیث پاک میں بھی ارشاد فرمایا ہے:۔

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیْ فِی الْجَنَّۃِ۔ (مشکوٰۃ شریف: ۳۰)

جس نے میری سنت سے محبت کی بیشک اس نے مجھ سے محبت کی اور جس شخص نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حدیث پاک میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا کہ میری محبت کیلئے محض زبانی دعویٰ کافی نہیں، بلکہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ میری سنت سے محبت کرے، اور سنت سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر، ہر، سنت، کو اختیار کرے اپنی زندگی میں لائے۔

صورت، شکل، وضع قطع، لباس، رفتار، گفتار، نشست و برخاست، کھانا، پینا، بیاہ شادی، ختنہ، عقیقہ، خوشی، غمی، تجارت، زراعت غرضکہ ہر، ہر، کام سنت کے مطابق کرنے کی کوشش کرے، اور اپنی پوری زندگی کو سنت کے مطابق بنانے کی کوشش کرے، نیز ان سنتوں کو اپنے گھر میں، خاندان میں، محلہ میں، بستی میں، شہر میں، اور جہاں تک ممکن ہو دنیا بھر میں، پھیلانے کی کوشش کرے، جتنا جتنا کوئی اس کی کوشش کریگا، اتنا ہی وہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا قرار پائیگا، اور جنت میں اسی قدر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونے کی بشارت کا مستحق ہوگا۔

مردہ سنت کا زندہ کرنا

جو سنت مردہ ہو چکی ہو یعنی اس پر عمل متروک ہو چکا ہو، اس کو زندہ کرنے کا ثواب بہت زیادہ بیان کیا گیا ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

مَنْ اَحْيٰى سُنَّتِىْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِىْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ۔ جو شخص میری سنت کو زندہ کرے جو میرے بعد مردہ ہو چکی ہو اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگی۔

ایک حدیث پاک میں ہے:۔

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِىْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِىْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔

مشکوٰۃ:۳۰، باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ۔

جو شخص میری سنت کو مضبوط پکڑے میری امت کے فساد کے وقت (یعنی جب میری امت اسکو چھوڑ چکی ہو) تو اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر اجر ہے۔

معلوم ہوگیا کہ ایک مردہ سنت کو زندہ کرنے اس کو مضبوط پکڑنے اور اس کو رواج دینے میں اتنا عظیم اجر ہے، سو شہیدوں کے اجر کے برابر، اللہ اکبر، کیا مٹنے کی چیز ہے، کہاں شہید، اور اس کا اجر اور پھر سو شہیدوں کا اجر اس سے اندازہ ہوسکتا ہے، ایک سنت کو زندہ کرنے پر اس پر عمل کرنے اور اس کو رواج دینے کی اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا قدر و قیمت ہے۔

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کا احیاء سنت

حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ عشق و محبت عطا فرمایا تھا جسکے نتیجہ میں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک، ایک سنت کی محبت حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب و جگر میں پیوست تھی، کوئی کام بھی خلاف سنت گوارا نہ تھا۔

سر پر پٹھے

اتباع سنت ہی میں ہمیشہ سر پر پٹھے رکھتے تھے، اور اتباع سنت ہی میں سر کے بالوں میں درمیان میں مانگ بھی نکال لیا کرتے، سر کے بالوں میں تیل بھی لگاتے یا لگواتے کہ یہ بھی سنت ہے، سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھا بھی فرماتے۔

سفید لباس

اتباع سنت ہی میں سفید لباس استعمال فرماتے چونکہ حدیث پاک میں سفید لباس کو "احب الثیاب" کہا گیا ہے۔

اس لئے کرتا، پائجامہ، رومال، صدری، پگڑی، سب سفید ہی استعمال فرماتے، حتیٰ کہ مدرسہ کے دروازے پر بھی سفید رنگ کرواتے، مدرسہ کی دیواروں پر، مسجد کی دیواروں، دروازوں، کھڑکیوں پر سفید رنگ کراتے، مسجد کے فرش کے اوپر سفید کپڑے بچھواتے گاڑی کا رنگ بھی سفید پسند فرماتے، سب چیزیں سفید ہو کر ایسا حسن اور نور محسوس ہوتا کہ بے اختیار دل کھنچتا چلا جاتا، اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سراپا نور بلکہ حسن مجسم نظر آتے، عبادات، معاملات ہر ہر چیز سے متعلق سنت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو ہر وقت مستحضر تھی خود بھی اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے تھے، اور کوئی کام بھی خلاف سنت آپ کو گوارا نہ تھا، خلاف سنت کام دیکھ کر فوراً تڑپ اُٹھتے اور بیکل ہو جاتے، غرضکہ سفر، حضر، ہر جگہ سنت کے احیاء کی فکر فرماتے، وضو، غسل، نماز اور دیگر معاملات سے متعلق سنتوں کے پرچے طبع کرا کر رکھتے، اور ان کو تقسیم فرماتے بیان بھی اکثر سنت کے بارے میں ہی ہوتا، اپنے یہاں بھی بچوں کو سنتیں یاد کرائی جاتیں اور دیگر مدارس میں بھی اس کی فکر فرماتے، جگہ جگہ سنتوں کو یاد کرانے کیلئے ایک سہل اور آسان طریقہ تجویز فرمایا ہوا تھا، ’’ایک منٹ کا مدرسہ‘‘ کہ لوگوں کو زیادہ وقت نکالنا مشکل ہوتا ہے، مگر ہر نماز کے بعد ایک منٹ نکالنا کسی کیلئے بھی مشکل نہیں، اور ایک منٹ میں کئی سنتیں یاد ہو سکتی ہیں، اگر روزانہ یہ سلسلہ قائم رہے تو سال بھر میں کتنی سنتیں یاد ہو جائیں گی، ایک منٹ کا مدرسہ کے نام سے ایک چھوٹا سا کتابچہ طبع بھی کرایا تھا، اور اس کے مطابق سینکڑوں ہزاروں جگہ سنتیں یاد کرنے کرانے کا سلسلہ قائم ہوا، اور لوگوں کی وضو، نماز سنت کے مطابق ہو گئی، اور کھانے، پینے سونے، جاگنے وغیرہ امور سے متعلق ہزاروں لوگوں کو سنتیں یاد ہو گئیں، اور سنت کے مطابق زندگی بن گئی، اور ہر، ہر، جگہ سنت، کا ذکر تذکرہ ہونے اور رہنے لگا، بعض پرچے سنتوں سے متعلق ملاحظہ ہوں:۔

نماز میں اکیاون سنن ہیں

قیام میں گیارہ سنتیں ہیں

(۱)......تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا، یعنی سر کو پست نہ کرنا۔

(۲)......دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا مستحب ہے، اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے۔

(۳)......مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا۔

(۴)......تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔

(۵)......ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔

(۶)......انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا یعنی نہ زیادہ کھلی ہوں، اور نہ زیادہ بند۔

(۷)......داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا۔

(۸)......چھنگلیاں اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا۔

(۹)......درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا۔

(۱۰)......ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔

(۱۱)......ثناء پڑھنا۔

قرأت کی سنتیں سات ہیں

(۱)......تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا۔

(۲)......تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا۔

(۳)......چپکے سے آمین کہنا۔

(۴)......فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل، یعنی سورہ حجرات سے سورہ بروج تک، عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل، یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک اور مغرب میں قصارِ مفصل، یعنی سورہ لم یکن سے سورہ ناس تک کی سورتیں پڑھنا۔

(۵)......فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا۔

(۶)......نہ زیادہ جلدی پڑھنا اور نہ زیادہ ٹھہر کر بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

(۷)......فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔

رکوع کی سنتیں آٹھ ہیں

(۱)......رکوع کی تکبیر کہنا۔

(۲)......رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا۔

(۳)......گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

(۴)...... پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا۔

(۵)......پیٹھ کو بچھا دینا یعنی برابر رکھنا۔

(۶)......سر اور سرین کو برابر رکھنا۔

(۷)......رکوع میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم پڑھنا۔

(۸)......رکوع سے اٹھنے میں امام کو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ اور مقتدی کو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد اور منفرد کو دونوں کہنا۔

سجدہ کی سنتیں ۱۲/ ہیں

(۱)......سجدہ کی تکبیر کہنا۔

(۲)......سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا۔

(۳)...... پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا۔

(۴)...... پھر ناک رکھنا۔

(۵)...... پھر پیشانی رکھنا۔

(۶)...... دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا۔

(۷)...... سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا۔

(۸)...... پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا۔

(۹)...... کہنیوں کو زمین سے الگ رکھنا۔

(۱۰)...... سجدہ میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنا۔

(۱۱)...... سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہنا۔

(۱۲)...... سجدہ سے اٹھنے میں پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھوں کو، پھر گھٹنوں کو، اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

قعدہ کی ۱۳ر سنتیں ہیں

(۱)...... دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور پیر کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔

(۲)...... دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔

(۳)...... تشہد میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ پر انگوٹھا اور بیچ کی انگلی سے حلقہ بنا کر شہادت کی انگلی اٹھانا اور اِلَّا اللّٰہ پر جھکا دینا، اور حلقہ کو آخر تک باقی رکھنا۔

(۴)...... قعدہ اخیرہ میں درود شریف کا پڑھنا۔

(۵)...... درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ ان الفاظ میں جو قرآن وحدیث کے مشابہ ہوں پڑھنا۔

(۶)......دونوں طرف سلام پھیرنا۔

(۷)......سلام کی داہنی طرف سے ابتدا کرنا۔

(۸)......امام کو مقتدیوں وفرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا۔

(۹)......مقتدی کو امام وفرشتوں اور صالح جنات اور دائیں بائیں مقتدیوں کی نیت کرنا۔

(۱۰)......منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔

(۱۱)......مقتدی کو امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا۔

(۱۲)......دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا۔

(۱۳)......مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔(ماخوذ از نورالایضاح)

عورتوں کی نماز کے طریقہ کا فرق

(۱)......تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے۔

(۲)......ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے۔

(۳)......سینہ پر ہاتھ باندھے۔

(۴)...... درمیان کی تین انگلیاں نہ کلائی پر رکھے اور نہ چھنگلیاں اور انگوٹھے سے گٹے کو پکڑے بلکہ صرف داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے۔

(۵)......رکوع میں کم جھکے۔

(۶)......رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑتے وقت انگلیوں کو ملائے رکھے۔

(۷)......دونوں ہاتھ بازو پر پہلو سے خوب ملائے۔

(۸)......دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملادے۔

(۹)......خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے۔

(۱۰)......سجدہ میں بغلیں نہ کھولے۔

(۱۱)...... پیٹ کو دونوں رانوں سے ملائے۔

(۱۲)...... دونوں بازوؤں کو پہلوؤں سے ملا دے۔

(۱۳)...... کہنیوں کو زمین پر رکھدے۔

(۱۴)...... سجدہ میں ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے، مگر پاؤں کھڑے نہ کرے، بلکہ داہنی طرف نکال دے۔

(۱۵)...... قعدہ میں بائیں طرف بیٹھے۔

(۱۶)...... دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے۔

(۱۷)...... قعدہ اور جلسہ میں انگلیاں ملی رکھے۔

نمازوں کے بعد کاذکر

بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنتوں کے بعد مستحب ہے کہ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" تین مرتبہ آیۃ الکرسی، "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" ایک ایک مرتبہ پڑھ کر، ۳۳/ مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰه" اور اسی قدر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور ۳۴/ مرتبہ "اَللّٰهُ اَکْبَرُ" پڑھے۔ ابرارالحق

بہشتی زیور مدلل ومکمل حصہ گیارہ، ص ۳۳/ مطبوعہ تھانوی دیوبند

مسنوناتِ عید

(۱)...... صبح کو سویرے اٹھنا۔

(۲)...... شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔

(۳)...... غسل کرنا۔

(۴)......مسواک کرنا۔

(۵)......عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔

(۶)......خوشبو لگانا۔

(۷)......قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔

(۸)......عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔

(۹)......قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دے دینا۔

(۱۰)......عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔

(۱۱)......جس راستے سے جائے اسکے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔

(۱۲)...... پیادہ پا جانا۔

(۱۳)...... اور راستے میں "اَللّٰهُ اَکْبَرْ اَللّٰهُ اَکْبَرْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرْ، وَلِلّٰهِ الْحَمْد" آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔

مسائل عید

(۱)......عید کی نماز سے قبل یا بعد عیدگاہ میں نوافل پڑھنا منع ہیں۔

(۲)...... بلا ضرورت شرعی عید کی نماز شہر کی مسجد میں ادا کرنا سنت کے خلاف ہے۔

(۳)......نماز کے بعد دونوں خطبوں کو سننا چاہئے، اگر آواز نہ آئے تب بھی چپ چاپ بیٹھے رہنا ضروری ہے، بہت سے لوگ سلام پھیرتے ہی گھر واپس جانے لگتے ہیں، اور گلے ملنے لگتے ہیں، یہ طریقہ سنت کے خلاف اور بدعت ہے اور خطبہ نہ سننے کی محرومی کا گناہ علیحدہ ہے۔

(۴)......عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

(۵)...... داڑھی منڈانے یا کتروانے کی وجہ سے اگر ایک مشت سے کم رہ جائے تو ایسے

شخص کو امام بنانا جائز نہیں، عید کی نماز اور اس کے علاوہ تمام دوسری نمازوں کا یہی حکم ہے، امامت میں وراثت نہیں چلتی، اگر کوئی بات سجدہ سہو والی عید کی نماز میں ہو جائے، تو سجدہ سہو معاف ہے۔

عید کی نماز کا طریقہ

اول نیت کرے کہ میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر مع چھ تکبیرات کے پڑھتا ہوں، پھر تکبیر اولیٰ کہہ کر ہاتھ باندھ کر پوری "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ" پڑھ کر دو مرتبہ پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرْ" (تکبیر) کہے اور ہاتھ کانوں تک لے جائے، اور چھوڑ دے، پھر تیسری مرتبہ تکبیر "اَللّٰهُ اَكْبَرْ" کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور خاموش ہو کر قرأت سنے، پھر دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرْ" کہہ کر ہاتھ کانوں تک تینوں مرتبہ لے جائے، اور چھوڑ دے، پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کرے دعا نماز عید کے بعد مانگنا چاہئے خطبہ کے بعد دعا ثابت نہیں۔

فضائل شب عیدین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ثواب کی نیت کر کے دونوں عیدوں میں جاگے اور عبادت میں مشغول رہے، اس کا دل اس دن نہ مریگا، جس دن سب کے دل مرجاوینگے، (یعنی فتنہ وفساد کے وقت جب لوگوں کے قلوب پر مردنی چھاجاتی ہے، اس کا دل زندہ رہیگا) اور ممکن ہے کہ صور پھونکے جانے کا دن مراد ہو، کہ اس کی روح بیہوش نہ ہوگی۔ (فضائل رمضان)

تنبیہ:۔ عید کی نماز کیلئے مساجد کا فرش چٹائی عیدگاہ میں لے جانا بھیجنا منع ہے، مصافحہ نماز جمعہ یا عید کی سنتوں میں سے نہیں ہے جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں، یا ان

11 Ahya-e-Sunnat (Hayat.Abrar)

نمازوں کے بعد مصافحہ کا اہتمام کرتے ہیں، وہ غلطی کرتے ہیں، مصافحہ ملاقات یا رخصت کے وقت مسنون ہے، شریعت کے مقرر کردہ اوقات کے علاوہ کوئی اور وقت مقرر کرنا شریعت کی حدود سے بڑھنا ہے جو سخت غلطی ہے۔

سو کر اٹھنے اور مسجد جانے کی چند سنتیں

(۱)...... جاگنے پر سب سے پہلے دعاء پڑھنا یا کوئی ذکر زبان پر جاری کرنا۔

(۲)...... جوتا پہننے میں سیدھے پیر سے ابتداء کرنا۔

(۳)...... ہاتھ دھو کر پانی میں ڈالنا۔

(۴)...... بیت الخلاء (پاخانہ) جانے پر دعا پڑھنا۔

(۵)...... بیت الخلاء میں پہلے الٹا پیر رکھنا۔

(۶)...... قدمچہ پر سیدھا پیر رکھنا، اترنے میں الٹا پیر پہلے نیچے رکھنا۔

(۶)...... بیت الخلاء سے نکلنے پر دعاء پڑھنا۔

(۸)...... وضو، سنت کے موافق گھر پر کرنا۔

(۹)...... سنتیں گھر پر پڑھ کر جانا موقعہ نہ ہو تو مسجد میں پڑھنا۔

(۱۰)...... گھر سے جاتے وقت دعاء پڑھنا۔

(۱۱)...... اطمینان سے جانا دوڑ کر نہ جانا۔

مسجد میں داخل ہونے کی سنتیں

(۱)...... بسم اللہ پڑھنا۔

(۲)...... درود شریف پڑھنا۔

(۳)...... دعاء پڑھنا تینوں کو اس طرح پڑھے "بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوۃ وَالسَّلَام عَلٰی

رَسُول اللہ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلّم اَللّٰھُمَّ اِفْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ"

ترجمہ: اے اللہ اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دیجئے)

(۴)...... داہنا پیر مسجد کے اندر رکھنا۔

(۵)...... اعتکاف کی نیت کرنا۔

مسجد سے نکلنے کی سنتیں

(۱)...... بسم اللہ پڑھنا۔

(۲)...... درود شریف پڑھنا۔

(۳)...... دعاء پڑھنا اس طرح "بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃ والسّلام عَلٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ"

ترجمہ:۔(اے اللہ بے شک میں مانگتا ہوں آپ سے آپ کا فضل)

(۴)...... مسجد سے پہلے بایاں پیر نکالنا۔

(۵)...... پہلے داہنے پیر میں جوتا یا چپل پہننا۔

کھانے کی چند سنتیں

(۱)...... دسترخوان بچھانا جس پر لکھا ہوا نہ ہو۔

(۲)...... دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا اور ان کو نہ پوچھنا۔

(۳)...... "بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَةِ اللہ" پڑھنا۔

(۴)...... داہنے ہاتھ سے کھانا بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھانا۔

(۵)...... تین انگلیوں سے کھانا، ضرورت پر زائد بھی ملا سکتا ہے۔

(۶)...... کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا۔

(۷)......اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھالینا۔

(۸)......برتن یعنی پیالہ پلیٹ کو صاف کر لینا۔

(۹)......ٹیک لگا کر نہ کھانا۔

(۱۰)......کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا۔

(۱۱)......کھانے کے بعد کی دعاء پڑھنا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْن"

ترجمہ:۔تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، جس نے کھانا کھلایا اور پلایا اور مسلمانوں میں بنایا۔

(۱۲)......پہلے دسترخوان اٹھانا، پھر خود اٹھنا۔

(۱۳)...... دسترخوان اٹھانے کی دعا پڑھنا " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنیً عَنْہُ رَبَّنَا "

ترجمہ:۔سب تعریف جو بہت ہو، پاکیزہ ہو اور بابرکت ہو اے ہمارے رب ہم اس کھانے کا کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھا رہے ہیں۔

(۱۴)......دونوں ہاتھ دھونا اور اب پوچھنا منع نہیں ہے۔

(۱۵)......کلی کرنا۔

سونے کی سنتیں

(۱)......بعد عشاء جلد سونے کی فکر کرنا یعنی دنیا کی باتیں نہ کرنا۔

(۲)......باوضو سونا۔

(۳)......پہلے تین مرتبہ بستر کو جھاڑنا۔

(۴)......سونے سے قبل تین تین سلائی سرمہ لگانا۔

(۵)......کلمہ طیبہ پڑھنا۔

(۶)......تسبیح فاطمہ پڑھنا۔

(۷)......تینوں قل پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر تین مرتبہ پھیر لینا۔

(۸)......سورۂ ملک اور الٓمٓ سجدہ پڑھنا۔

(۹)......داہنی کروٹ پر ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر سونا۔

(۱۰)......دعاء پڑھنا "بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنَّ اَمْسَكْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ"

(۱۱)......جب نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھنا "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ"

(۱۲)......جب برا خواب دیکھے تو یہ دعاء پڑھ کر بائیں طرف تھتکار دے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا"

(۱۳)......سو کر اٹھے تو تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے۔

(۱۴)......کلمہ شریف پڑھے۔

(۱۵)......یہ دعاء پڑھے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ"

سنن ثلاثہ معہ اعمال جمعہ

تین اہم اور سہل سنتیں: ۔جن پر عمل کرنے سے اور سنتوں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، اور دوسری سنتوں کا ذوق وشوق بڑھتا ہے، تجربہ کی بات ہے۔

پہلی سنت: ۔سلام میں سبقت، یعنی پہل کرنا اور کثرت یعنی ہر مسلمان کو سلام کرنا خواہ اسے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو۔

ایک عام غلطی عام طور سے لوگ سلام میں یہ غلطی کرتے ہیں کہ ہمزہ اور میم کی حرکت

کو صاف ظاہر نہیں کرتے لہٰذا ان کو صاف ظاہر کر کے اس طرح کہنا چاہئے۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

دوسری سہل سنت:۔ ہر بڑھیا کام اور جگہ میں دائیں جانب کو آگے رکھنا اور ہر گھٹیا کام اور جگہ میں بائیں جانب کو آگے رکھنا، مثلاً مسجد میں داخل ہوں تو داہنا پاؤں پہلے داخل کریں، اور نکلنا ہو تو بایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں لباس پہنیں تو داہنی جانب سے ابتدا کریں، اتارنا ہو تو بائیں جانب سے لہٰذا ہر کام میں اس سنت کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ہدایت:۔ یہ صرف مسجد میں جانے اور نکلنے کی سنت نہیں ہے۔

تیسری سہل سنت:۔ ذکر اللہ کی کثرت رکھنا، جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان میں فوراً بعد ورنہ سنتوں سے فراغت کے بعد تسبیح فاطمہ یعنی ۳۳ رمرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' ۳۳ رمرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' ۳۴ رمرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھیں، دن بھر میں کم از کم ایک تسبیح کلمۂ طیب ایک تسبیح درود شریف، ایک تسبیح استغفار کی اس نیت سے پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور غیر اللہ کی محبت گھٹے متفرق اوقات میں ''سُبْحَانَ اللّٰه، وَالْحَمْدُ لِلّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' چاہے ملا کر پڑھیں، چاہیں الگ الگ، بہرحال ذکر کرتے رہیں، بہتر یہ ہے کہ بلندی پر چڑھیں تو ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور نیچے اتریں تو ''سُبْحَانَ اللّٰه'' اور برابر جگہ پر چلیں تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' پڑھیں۔

ستہ اعمال جمعہ

یعنی جمعہ کے روز وہ چھ اعمال جن پر عمل کرنے سے ایک سال کے نفلی روزوں اور ایک سال کی نفلی نمازوں کا ثواب ہر ہر قدم پر ملتا ہے، روایت کیا اس کو ترمذی شریف،

ابوداؤد شریف، نسائی شریف، اور ابن ماجہ شریف نے ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بعض ائمہ حدیث سے نقل کیا ہے، کہ صحیح احادیث میں اتنی زیادہ فضیلت کسی اور عمل پر وارد نہیں ہوئی ہے۔

(۱) غسل کرنا، (۲) مسجد جلد جانا، (۳) پیدل جانا، (۴) امام کے قریب بیٹھنا (۵) کوئی لغو کام نہ کرنا، (٦) خطبہ غور سے سننا۔

جمعہ کے دیگر اعمال:۔ جمعہ کی صبح، اور دنوں سے کچھ پہلے اٹھنا، صاف کپڑے پہننا، اگر صفیں پر ہوں، (بھری ہوئی ہوں) تو صفوں کو پھاند کر آگے نہ بڑھنا، سورۂ کہف پڑھنا، درود شریف کثرت سے پڑھنا، دونوں خطبوں کے درمیان (دل دل میں) دعا کرنا زبان سے دعا کرنا، ذکر کرنا، تلاوت کرنا، درود پڑھنا خطبہ کے وقت مکروہ ہے (شامی) غروب شمس سے قبل یعنی مغرب کی اذان سے چند منٹ قبل دعا کا اہتمام کرنا کیونکہ مقبولیت کی گھڑی ہے۔

والدین کے چودہ حقوق ہیں

سات حیات سے متعلق:۔ (۱) عظمت (۲) محبت (۳) اطاعت (۴) خدمت (۵) فکر راحت (٦) رفع حاجت (۷) گاہ گاہ ان کی ملاقات وزیارت۔

سات وفات سے متعلق:۔ (۱) دعائے مغفرت (۲) ایصال ثواب طاعت (۳) اکرام اعزہ واحباب واہل قرابت (۴) اعانت اعزہ واحباب واہل قرابت (۵) ادائے دین وامانت (٦) تنفیذ جائز وصیت (۷) گاہ گاہ ان کی قبر کی زیارت۔

ملاقات کے آداب

سنن کی پابندی کرنا اور کرانا حضرت والا قدس سرہٗ کا ذوق ومشرب تھا ہی، اس سے بھی بڑھ کر حضرت والا قدس سرہٗ کی دلی خواہش تھی کہ آداب ومستحبات تک کی رعایت کیجائے، اس سلسلہ میں بھی بعض پرچے طبع کرا کر تقسیم فرماتے اور اس پر عمل سے متعلق ہدایات بھی فرماتے رہتے۔

حضرت اقدس حکیم الامت قدس سرہٗ کے ملفوظات وغیرہ سے منتخب فرما کر ملاقات کے آداب، پرچہ طبع فرما کر تقسیم فرماتے ملاحظہ ہو۔

اسی طرح دیگر آداب سے متعلق بھی۔

ملاقات کے آداب

ادب نمبر ۱:۔ جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی شغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو مثلاً قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے، یا وظیفہ پڑھ رہا ہے، یا قصداً مقامِ خلوت میں بیٹھا ہوا ہے، کچھ لکھ رہا ہے، یا سونے کیلئے آمادہ ہے، یا قرائن سے اور کوئی ایسی تنہائی یا ایسی مشغولی کی حالت معلوم ہو جس سے غالباً اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہوگا، یا اس کو گرانی یا پریشانی ہوگی، تو ایسے وقت میں اس سے کلام و سلام مت کرو بلکہ یا تو چلے جاؤ (واپس لوٹ جاؤ) یا بہت ہی ضرورت کی بات ہے اسی وقت کرنی ہے، تو مخاطب سے پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہدو، اس سے تنگی نہیں ہوتی، یا اسکی فرصت کا انتظار کرو، جب اس کو فارغ دیکھو مل لو۔ (آداب المعاشرت ص ۷)

ادب نمبر ۲:۔ کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یا روبرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر کردو، اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جس پر تم کو مطلع نہ کرنا چاہے، تو بدون اس کی رضا کے اس کے راز پر مطلع ہونا بری بات ہے، بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ تمہاری بے خبری کے گمان میں وہ بات ہو رہی ہے، تو تم فوراً وہاں سے جدا ہو جاؤ، یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کردو، البتہ اگر تمہارے یا کسی اور مسلمان کی ضرر رسانی کی کوئی بات ہوتی ہو اس کو ہر طرح سن لینا درست ہے، تاکہ حفاظت ضرر سے ممکن ہو۔ (آداب المعاشرت ص ۸)

ادب نمبر ۳: ۔جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال مت پوچھو ۔(اسی طرح اس کے مال و دولت (تنخواہ وغیرہ اور) پوشاک وزیور کا حال بھی نہ پوچھنا چاہئے ۔(باب ۱۰/ص ۴/)

اضافہ

(۱) ...... ''جب کسی سے ملنا ہو'' کشادہ روئی سے ملو بلکہ تبسم مناسب ہے، تاکہ وہ خوش ہو جائے ۔(تعلیم الدین، ص ۱۰۲)

(۲) ......نئی جگہ جائے تو یہ چند باتیں پہنچتے ہی کہہ دینی چاہئیں، کون ہوں، کہاں سے آیا ہوں، کیوں آیا ہوں ۔(الافاضات، ص ۲۶۵)

(۳) ......(جس سے ملنے جاؤ) وہ کسی کام میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کردو، بلکہ موقع کا انتظار کرو، جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تب بات کرو ۔(ب ۱۰/ص ۴)

(۴) ......کوئی شخص کسی کے پاس ایسے وقت نہ جائے، جس میں اس نے خلوت (تنہائی) کا قصد کیا ہو کیونکہ اس پر گرانی ہوگی ۔(کمالات جلد ۱/ص ۱۹۶)

(۵) ......اس کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہئے، اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو اور اگر چھپی ہوئی کتاب ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا ہو ۔(باب ۱۰/ص ۵۰۴)

(۶) ...... جو شخص تم سے ملنے آوے تم کو چاہئے کہ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ، گو مجلس میں گنجائش نہ ہو، اس میں اس کا اکرام ہے ۔(تعلیم الدین ص ۹۹)

(۷) ......نرمی اور خوش اخلاقی (اور تہذیب و ادب) سے پیش آؤ ۔(تعلیم الدین ص ۱۱)

(۸) ...... یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ آدمی کسی کے پاس جاوے تو سلام، کلام، مصافحہ کچھ تو

کرے، یہ کیا کہ جانوروں کی طرح آ کر چپکے سے بیٹھ گئے۔

(الاضافات الیومیہ پنجم، ص ۳۴۴)

(۹)......ہر شخص کو چاہئے کہ جب وہ کسی نئی جگہ جائے، تو اس کا انتظار نہ کرے، کہ جب میزبان مجھ سے دریافت کرے گا، تب میں اپنا تعارف کراؤنگا، بلکہ ملاقات کے وقت خود ہی اپنا ضروری تعارف کرادے اور جس غرض سے آنا ہوا ہے اس کو ظاہر کردے، البتہ میزبان کے ذمہ یہ ضروری ہے کہ ان امور کے ظاہر کرنے کا وقت اور موقع دے، مثلاً ملاقات کے وقت اپنا شغل چھوڑ دے۔

(۱۰)......ایک نو وارد صاحب مصافحہ کرکے چلدیئے، فرمایا کہ یہ بھی کوئی انسانیت ہے، کہ اپنا جی تو خوش کرلیا اور دوسرے کے قلب کو مشغول کردیا، آخر جب کوئی نیا آدمی آتا ہے تو فطری طور پر یہ خیال ہوتا ہی ہے کہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے، کیا غرض ہے، کیا تم نے مجھ کو بت سمجھا تھا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر چلدیئے، گویا میں بے حس ہوں، عرض کیا کہ میں ناواقف ہوں، فرمایا کہ یہ امور تو فطری ہیں، ان میں ناواقفیت کا عذر کیسا؟

(الاضافات الیومیہ جلد ۵ رص ۴۵۹)

(۱۱)......بعض یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ بدوں اس کے کہ اس کو اپنی آمد کی اطلاع دیں اس کے پاس بدون کھانا کھائے بے وقت جا پہنچتے ہیں، کہ اس وقت اس کو کھانا تیار کرانے میں کلفت ہوتی ہے، اگر حساب سے پہنچنے کا وقت ناوقت ہو تو چاہئے کہ کھانے کا انتظام پہنچنے کے وقت بطور خود کرلیں، اور فارغ ہو کر وہاں جائیں، اور جاتے ہی (اس انتظام کی) اطلاع کردیں۔ (اصلاح انقلاب ۲۵۸)

اس طرح ''خدمت کے آداب'' نامی پرچہ طبع فرما کر تقسیم فرماتے۔ ملاحظہ ہوں:

خدمت کے آداب

ادب نمبر ۵۸: ۔اگرکسی بزرگ کا جوتا اٹھانا چاہو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہیں، اس وقت ہاتھ میں مت لو، کہ اس سے بعض اوقات دوسرا آدمی گر پڑتا ہے۔

ادب نمبر ۵۹: ۔بعض اوقات بعض خدمت دوسروں سے لینا پسند نہیں ہوتا، سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے، کہ مخدوم کو تکلیف ہوتی ہے، اور یہ بات اس مخدوم کی صریح ممانعت یا قرائن سے معلوم ہو جاتی ہے۔

ادب نمبر ۶۰: ۔اگر کوئی اپنا مطاع (یعنی مخدوم) کوئی کام بتادے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہئے، اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب نمبر ۳۹-۶۱: ۔(بدنی) خدمت شیخ پہلی ملاقات میں کرنا سخت بار معلوم ہوتا ہے اگر شوق ہے تو پہلے بے تکلفی پیدا کرے۔

ادب نمبر ۶۲: ۔کوئی اپنا بزرگ کسی کام کی فرمائش کرے تو اس کو انجام دے کر اطلاع بھی دینا چاہئے، تا کہ اس بزرگ کو انتظار سے انتشار نہ ہو۔

ادب نمبر ۶۳: ۔پنکھا جھلنے والوں کو کئی رعایت رکھنے کے لئے کہا گیا، اول یہ کہ پہلے پنکھے کو ہاتھ سے یا کپڑے سے خوب جھاڑ لو، کیونکہ بعض اوقات پنکھا فرش پر پڑے رہنے سے اس میں کچھ گرد و غبار کبھی کوئی باریک سا ریزہ مٹی کا چونے کا یا کنکر کا لگا رہتا ہے، اور حرکت دینے سے وہ آنکھ وغیرہ میں جا پڑتا ہے، جس سے تکلیف ہوتی ہے، دوسرے ہاتھ اس انداز سے رکھو کہ نہ تو سر وغیرہ میں لگے، نہ اس قدر اونچا رہے کہ ہوا ہی نہ لگے، اور ایسے زور سے مت جھلو کہ دوسرا پریشان ہو، تیسرا اسکا خیال رکھو کہ کسی پاس بیٹھے ہوئے آدمی کو اس سے ایذا نہ ہو، مثلاً پنکھا اس کے

منہ سے اڑا دیا جائے، یا دیوار کی طرح اس کے منھ کے سامنے آڑ ہو جائے، چوتھے جب مخدوم اٹھنے کو ہو تو خیال رکھو کہ پہلے ہی پنکھا ہٹا لو تا کہ لگ نہ جائے، پانچویں اگر کوئی کاغذ وغیرہ نکالنے لگیں تو پنکھا روک لو، مشین کی طرح تار نہ باندھو۔

ادب نمبر ۶۴:۔ایک صاحب نے میرے لئے قبل از نماز صبح اس خیال سے کہ میں گھر سے آ کر وضو کرونگا، لوٹا پانی کا بھر کر اور اس پر مسواک رکھ کر چلا گیا، جب میں مسجد میں گیا تو اتفاق سے مجھ کو وضو تھا، سیدھا چلا گیا، مگر مسجد میں پہنچ کر اتفاق سے بلا قصد اس لوٹے پر نظر پڑی، اپنی مسواک کو پہنچان کر یہ سمجھا کہ یہ لوٹا میرے لئے رکھا گیا ہے، میں نے تحقیق کی کہ کس نے رکھا ہے؟ بہت تشویش کے بعد رکھنے والے نے خود ظاہر کیا، میں نے اس وقت مجملاً اور نماز پڑھ کر مفصلاً ان صاحب کو فہمائش کی کہ دیکھو تم نے محض احتمال پر کہ شاید میں وضو کروں، لوٹا بھر کر رکھ دیا، اور یہ احتمال نہ ہوا کہ شاید وضو ہو، چنانچہ وہ تمہارا احتمال واقعی غلط نکلا، اور یہ دوسرا احتمال واقع ہوا، تو اس صورت میں اگر اس اتفاق سے میری نظر لوٹے پر نہ پڑتی اور رکھنے والے خود بھی غائب تھے، تو یہ لوٹا یونہی بھرا ہوا رکھا رہتا، اور کوئی اس کو نہ برت سکتا، اول تو اس کے بھرے ہونے کیوجہ سے کہ یہ قرینہ ہے کہ کسی نے اپنے لئے بھر کے رکھا ہے، اور دوسرے اس پر مسواک رکھنے کے سبب سے، کہ یہ تو عادۃً قرینہ قطعیہ ہے دوسروں کو استعمال سے روکنے کا، پس جب اس کو کوئی نہیں خرچ کر سکتا، تو تم نے ایسی چیز کو بلا ضرورت محبوس کیا، جس کے ساتھ نفع عام متعلق ہے، جو کہ اس کی وضع ونیت واقف کے خلاف ہیں، تو یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے، یہ لوٹے کے متعلق ہوا، اب مسواک رہی، سو تم نے بلا ضرورت اس کو محفوظ جگہ سے اٹھا کر غیر محفوظ جگہ رکھ دیا، اور چونکہ اس کا انتظام نہیں کیا گیا کہ رکھنے کے بعد اس کی نگرانی بھی کی جائے،

کہ بعد فراغ اس کو پھر پہلی جگہ رکھ دیا جاوے، کیونکہ لوٹے پر رکھ کر بزعم خود یقین کرلیا گیا کہ فلاں شخص اس کو استعمال بھی کرے گا، اور استعمال کر کے اٹھا کر بھی رکھ دیگا، تو اس لئے ضیاع کے خطرہ میں ڈالدیا، تمہاری یہ خدمت اتنے ناجائز امور اور کلفتوں کا سبب ہوئی، آئندہ سے کبھی ایسامت کرنا، یا تو اجازت لیکر ایسا کرو، یا جس وقت دیکھو کہ وضو کے لئے آمادہ ہے، اس وقت مضائقہ نہیں، ورنہ بے قاعدہ خدمت سے بجائے راحت کے الٹی کوفت ہوتی ہے۔

لطیفہ:۔ یہی حال ہے بدعات کا کہ صورت ان کی طاعت کی ہے، جیسے یہ صورت خدمت تھی، مگر اس میں مفاسد مخفی اور مضمر ہوتے ہیں، جن کو کم فہم نہیں جانتے، جیسے خدمت میں باریک خرابیاں تھیں، جن کو خدمت کرنے والے نے نہ جانا۔

ادب نمبر ۶۵:۔ ایک شخص فرشی پنکھا کھینچنے لگے میں کسی کام سے اٹھنے لگا تو انہوں نے پنکھے کی رسی اپنی طرف زور سے کھینچ لی تا کہ پنکھا میرے سر میں نہ لگے، میں نے سمجھایا کہ ایسامت کرو، اگر میں پنکھے کی جگہ خالی دیکھ کر اس جگہ کھڑا ہو جاؤں اور اتفاق سے رسی تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے، تو پنکھا سر میں آکر لگے بلکہ یہ چاہئے کہ رسی بالکل چھوڑ دو تا کہ پنکھا اپنی جگہ آکر مستقر ہو جائے پھر اٹھنے والا خود سنبھل کر اٹھ جاوے۔

ادب نمبر ۶۶:۔ دسترخوان پر بعض اوقات شکر بھی ہوتی ہے، اس وقت خادم اس طرح جھلتے ہیں کہ شکر برتن سے اڑنے لگتی ہے، اور بعض اوقات اس برتن سے جب چمچہ میں لیتے ہیں، تو چمچہ سے اڑنے لگتی ہے، تو خادم کو ان باتوں کی تمیز چاہئے۔

ادب نمبر ۶۷:۔ عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں اتفاقاً لیٹ گیا، ایک شخص مسافر ناآشنا آکر پاؤں دبانے لگے، مجھ پر بار ہوا، پوچھا کون؟ انہوں نے پتہ بتلایا مگر میں نے نہیں پہچانا، میں نے پاؤں دبانے سے روک دیا اور کہا اول

ملاقات کرنا چاہئے، پھر اجازت لے کر خدمت کا مضائقہ نہیں، ورنہ خدمت سے گرانی ہوتی ہے، اور اگر مقصود اس سے ملاقات ہی ہے تو یہ ملاقات کا طریقہ نہیں، پھر میں نے سمجھادیا کہ اب عشاء کے بعد آرام کا وقت ہے، تم بھی آرام کرو، صبح ملنا، چنانچہ صبح ملے اس وقت پھر اچھی طرح سمجھا دیا۔

ادب نمبر ۶۸:۔ بھائی کے گھر سے ایک بند خط میرے پاس اپنے کارندہ کے ہاتھ بھجوایا گیا، تا کہ اس کو ڈاک میں چھڑوا دیا جاوے، اور میں ہی اس کی فرمائش کر آیا تھا، کیونکہ اس خط کا مجھ سے تعلق تھا، راہ میں کارندے نے دیکھا کہ اسوقت ڈاک لے کر ہرکارہ اسٹیشن جاتا ہے، کارندہ صاحب نے یہ خیال کر کے ڈاک خانہ سے کل نکلے گی، اس ہرکارہ کو دے دیا، آج ہی روانہ ہو جائے گا، کیونکہ ہرکارہ ریل کے سب پوسٹ ماسٹر کو دیگا، اب میں اس کا منتظر کہ بھائی کے گھر والے میرے پاس بھیجیں گے، جب وہ خط نہ آیا تو میں نے تحقیق کیا، اس وقت یہ سب قصہ معلوم ہوا، میں نے کارندہ صاحب کو بلا کر فہمائش کی کہ تم نے امانت میں بلا اذن کیسے تصرف کیا، تم کو کیا معلوم کہ میرے پاس بھیجنے میں کیا مصلحت تھی اور تم کو کیا معلوم کہ ڈاک خانہ کے ذریعہ سے بھیجنے کو ہرکارہ کے ہاتھ بھیجنے پر کس مصلحت سے ترجیح دیتا، تم نے اپنے اجتہاد فاسد سے یہ سب مصلحتیں برباد کیں، تم کو دخل دینا، کیا ضرور تھا، تمہارا کام صرف اس قدر تھا کہ وہ خط میرے پاس پہنچا دیتے کارندہ نے معذرت کی آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

ادب نمبر ۶۹:۔ ایک شخص سہارنپور سے جمعہ کے روز بارہ بجے دن کی گاڑی میں آئے، ایک عزیز نے ان کے ہاتھ کچھ برف بھیجا تھا وہ مدرسہ میں ایسے وقت پہنچے، کہ طلبہ جمعہ میں گئے تھے، وہ شخص برف ایک طباق میں رکھ کر جامع مسجد چلے گئے، بعد جمعہ ایک دوست جن سے میں نے وعظ کی درخواست کی تھی، وعظ

کہنے لگے چونکہ وہ مجھ سے شرماتے تھے، میں مدرسہ میں چلا آیا، وہ شخص وعظ میں شریک رہے، بہت دیر کے بعد مدرسہ میں آئے اور اس وقت وہ برف پیش کی جو ایک رومال میں لپٹا تھا، اول تو یہی بات نامناسب معلوم ہوئی، برف کے ساتھ کمبل، یا ٹاٹ، یا برادہ، لاتے مگر یہ فعل دوسرے کا تھا اور انکے اختیار سے باہر تھا لیکن جو کام ان کے کرنے کا تھا انہوں نے اس میں بھی کوتاہی کی یعنی اول تو آتے ہی برف گھر پہنچاتے، اگر یہ کسی وجہ سے ذہن میں نہیں آیا تھا، تو بعد نماز فوراً آجاتے اور اگر آنے کو جی نہ چاہتا تھا تو جب میں آنے لگا تھا تو اس وقت مجھ سے اس کی اطلاع کر دیتے، میں اس کو لے لیتا، اب دو گھنٹہ بعد آ کر سپرد کیا، جو قریب کُل کے گھل گیا، برائے نام تھوڑا باقی رہ گیا، مجھ کو تمام قصہ معلوم ہوا تو میں نے فہمائش بھی کی اور چونکہ میری رائے میں باقتضائے خصوصیت ان کی طبیعت کے خالی فہمائش ناکافی ہوئی اس لئے میں نے اسکے لینے سے انکار کیا تاکہ ان کو ہمیشہ یاد رہے وہ بہت پریشان ہوئے، میں نے کہا تم نے ایک شخص کی امانت ضائع کی اور جب ضائع ہوگئی، اب مجھ کو دینا چاہتے ہو، میں بلا وجہ احسان لینا نہیں چاہتا، اب اس بقیہ کو تم ہی خرچ کرو، تم کو یا تو امانت نہ لینا چاہئے تھا، اور اگر لی تھی تو اس کا حق پورا پورا ادا کرنا چاہئے تھا۔ (آداب المعاشرت ص ۲۱)

اضافہ

خدمت کی تین شرطیں ہیں:۔ فرمایا کہ خدمت سے گو راحت ہوتی ہے، لیکن خدمت کیلئے تین شرطیں ہیں! ایک تو یہ کہ خلوص ہو یعنی اس وقت کوئی غرض اس خدمت سے نہ ہو محض محبت سے ہو، اکثر لوگ خدمت کو ذریعہ بناتے ہیں، غرض حاجت کا

یہ کیا تک ہے، بعد عشاء کے میں تھوڑی دیر لیٹ رہتا ہوں، طالب علم بدن دبانے لگتے ہیں، چونکہ بدن دبانے سے راحت ہوتی ہے، میری آنکھ لگنے لگتی ہے، جس وقت میری آنکھ لگنے لگی، تو ایک صاحب جو بدن دبانے میں شریک ہو گئے تھے، مجھ سے کہا کہ مجھے کچھ پوچھنا ہے انہیں واقعات سے میں دوسروں پر بدگمانی کرنے لگا، اس لئے میں تحقیق کر لیتا ہوں کہ کون کون بدن دبا رہا ہے، سوائے دو چار طالب علموں کے باقی سب کو رخصت کر دیتا ہوں۔

(۲)...... دوسری شرط خدمت کی یہ ہے کہ دل ملا ہوا ہو، ایک نووارد آ کر بدن دبانے لگے یا پنکھا جھلنے لگے تو لحاظ بھی ہوتا ہے، شرم بھی آتی ہے، اب آدمی تختۂ مشق کیسے سب کا بن جاوے۔

(۳)...... تیسرے یہ کہ کام بھی آتا ہو، مثلاً بعضوں کو بدن دبانا نہیں آتا، اور بعض موقعہ لحاظ کا ہوتا ہے، اب ان سے کیسے منہ پھوڑ کر کہہ دیا جاوے کہ آپ سے بدن دبانا آتا نہیں، آپ چھوڑ دیجئے، مجبوراً چپ رہنا پڑتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم خدمت کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کی خدمت کر رہا ہوں کہ کچھ بولتا نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تکلیف اٹھا رہے ہیں، اس کے واسطے اور میں سمجھتا ہوں کہ میں ان کے واسطے تکلیف اٹھا رہا ہوں، طالب علموں سے دل کھلا ہوا ہے، اور ان کو طریقہ بھی آتا ہے، ان سے کچھ تکلف بھی نہیں ہے، چاہے پاؤں پھیلا دیا جائے، بیٹھ کر کے سو رہا، اب دو چار تو ایسے ہوتے ہیں، سب ایسے کہاں ہوتے ہیں۔ (کمالات اشرفیہ ص ۸۱ / ج ۴ /)

مسلمانوں کی خدمت: فرمایا کہ میں مسلمانوں کی خدمت کو طاعت اور سعادت سمجھتا ہوں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ (کمالات اشرفیہ ص ۱۲۸ / قسط ۱ /)

(۲)......فرمایا کہ میں بوڑھوں، سیدوں اور ذاکرین سے خدمت نہیں لیتا۔

(کمالات اشرفیہ،ص ۱۲۸؍ج ا؍)

(۳)......فرمایا کہ میں نے نہ کسی کی خدمت کی نہ کسی سے خدمت لی بزرگوں کی بھی خدمت نہیں کی، یہ اپنی اپنی عادت ہے، مجھ کو عادت ہی نہیں ہوئی، ہاں ایسوں سے خدمت لیتا ہوں جن کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ ہم خدمت کر رہے ہیں، نہ اس کو گمان خصوصیت کا ہو نہ دوسروں کو کہ بھائی یہ مقرب ہے۔ (کمالات اشرفیہ ۱۵۰؍ج ا)

(۴)......ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ کوئی طریقہ سے خدمت لے تو میں خدمت کے لئے آدھی رات موجود ہوں، بے طریقہ خدمت سے معذور ہوں۔

(کمالات اشرفیہ،ص ۱۲۸؍)

(۵)......ہر شخص کے رتبہ کے موافق اس کی قدر و منزلت کرو سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو۔

(۶)......کسی کو سختی تنگی میں مبتلا دیکھو تو حتی الامکان اس کی مدد کرو۔

(۷)......حاجتمند کی کاربرآری میں حتی الامکان سعی کرو، اگر خود استطاعت نہ ہو کسی سے سفارش ہی کر دو، بشرطیکہ جس شخص سے سفارش کرتے ہو، اس کو کوئی ضرر یا تکلیف نہ ہو۔

(۸)......یتیم خواہ اپنا ہو یا غیر ہو اس کی کفالت سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت بہشت میں ہوگی۔

(۹)......جو کما کما کر بیواؤں اور عزیزوں کی خبرگیری کرے اس کو جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(۱۰)......ظالم کی خیرخواہی اس طرح کرو کہ اس کو ظلم سے باز رکھو اور مظلوم کی نصرت تو بہت ہی ضروری ہے۔

(۱۱)...... پانی پلانا بڑا ثواب ہے، جہاں پانی کثرت سے ملتا ہے، وہاں تو ایسا ہے جیسے

غلام آزاد کیا اور جہاں کم ملتا ہے، وہاں ایسا ثواب ہے جیسے کسی مردہ کو زندہ کردیا

(۱۲)......اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دے دی یا کھانے میں ڈالنے کو کسی کو ذرا سا نمک دے دیا تو ایسا ثواب ہے جیسے وہ سارا کھانا اس نے دیدیا۔

(۱۳)......ماں باپ کی خدمت کرو گو وہ کافر ہی ہوں، اور ان کی اطاعت بھی کرو جب تک خدا اور رسول کے حکم کے خلاف نہ کہیں۔

(۱۴)......والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہئے کہ بعد ان کے انتقال کے ان کے ملنے والوں سے سلوک و احسان کیا جاوے۔

(۱۵)......اگر ماں باپ ناخوش مر گئے ہوں تو ان کیلئے ہمیشہ دعا و استغفار کرتے رہو، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کو رضامند کر دیں گے۔

(۱۶)......اعزہ و اقارب سے سلوک کرو اگرچہ وہ تم سے بدسلوکی کریں۔

اسی طرح ہر مسلمان کو رات دن اس طرح رہنا چاہئے" نامی پرچہ" طبع کرا کر تقسیم فرمائے۔

افادۂ قارئین:۔کرام کی خاطر اس کو بھی نقل کیا جاتا ہے: ملاحظہ فرمائیں:۔

ہر مسلمان کو رات دن اس طرح رہنا چاہئے

(۱)......ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے، خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پاچھ کر۔

(۲)......سب گناہوں سے بچے۔

(۳)......اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے۔

(۴)......کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔

(۵)......مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ کرے، نہ بہت اچھے کھانے کپڑے

کی فکر میں رہے۔

(۶)......اگر اس کی خطا پر کوئی ٹوکے، اپنی بات نہ بنائے فوراً اقرار اور توبہ کرے۔

(۷)...... بدوں سخت ضرورت کے سفر نہ کرے، سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں،، بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں، وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے، وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا۔

(۸)......نہ بہت ہنسے، نہ بہت بولے، خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی بات نہ کرے

(۹)......کسی سے جھگڑا، تکرار، نہ کرے۔

(۱۰)......شرع کا ہر وقت خیال رکھے۔

(۱۱)......عبادت میں سستی نہ کرے۔

(۱۲)......زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔

(۱۳)......اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے اپنی بڑائی نہ جتلائے۔

(۱۴)......اور امیروں سے بہت ہی کم ملے۔

(۱۵)...... بد دین آدمی سے دور بھاگے۔

(۱۶)...... دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستی کیا کرے۔

(۱۷)......نماز کو اچھی طرح اچھے وقت دل سے پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے۔

(۱۸)......دل یا زبان سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں رہے، کسی وقت غافل نہ ہو۔

(۱۹)......اگر ''اللہ تعالیٰ'' کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

(۲۰)...... بات نرمی سے کرے۔

(۲۱)......سب کاموں کیلئے وقت مقرر کرے، اور پابندی سے اس کو نبھائے۔

(۲۲)......جو کچھ رنج وغم، نقصان پیش آئے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔

(۲۳)...... ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر مذکور نہ رکھے بلکہ خیال بھی ''اللہ تعالیٰ'' ہی کا رکھے۔

(۲۴)...... جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے خواہ دنیا کا ہو یا دین کا۔

(۲۵)......کھانے پینے میں اتنی کمی نہ کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے اور نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔

(۲۶)......خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع نہ کرے، نہ کسی طرف خیال دوڑائے، کہ فلاں جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔

(۲۷)......خدا تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔

(۲۸)......نعمت تھوڑی ہو یا بہت اسی پر شکر بجالائے اور فقر وفاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔

(۲۹)......جو اس کی حکومت میں ہیں ان کی خطاء وقصور سے درگزر کرے۔

(۳۰)......کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے، اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔

(۳۱)......مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے

(۳۲)......نیک صحبت اختیار کرے۔

(۳۳)...... ہر وقت خدا تعالیٰ سے ڈرا کرے۔

(۳۴)......موت کو یاد رکھے۔

(۳۵)......کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے، جو نیکی

یاد آئے، اس پر شکر کرے، گناہ پر توبہ کرے۔

(۳۶)......جھوٹ ہرگز نہ بولے۔

(۳۷)......جو محفل خلافِ شرع ہو، وہاں ہرگز نہ جائے۔

(۳۸)......شرم وحیاء اور بردباری سے رہے۔

(۳۹)......ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔

(۴۰)......اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔

(بہشتی زیور حصہ ہفتم، ص ۲۵)

خلافِ سنت پر ناگواری

حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ کو کوئی کام بھی خلاف سنت ہرگز، ہرگز، گوارہ نہ تھا حضرت مولانا محمد زکریا کیرانوی صاحب زیدمجدہم اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

ایک حادثہ کے موقعہ پر یہ ناچیز حاضر ہوا، سلام کے جواب کے بعد بڑے، درد بھرے لہجہ میں فرمایا آئیے کیا واقعہ پیش آیا، آپ کے ساتھ، گویا حضرت کو مجھ سے بھی زیادہ تکلیف ہے، پھر لیٹے لیٹے معانقہ فرمایا اس کے بعد ناچیز نے دکھ بھری داستاں سنانی شروع کی، اسی دوران عصر کی اذان ہوگئی، میری گفتگو جاری رہی، حضرت کے چہرے پر فوراً ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، اور فرمایا ٹھہر جایئے! اذان کی دعا کے بعد فرمایا، باقی باتیں پھر ہو جائیں گی، بعد نماز مغرب بلوایا اور باقی بات سنی۔

❒❒❒

احیاءِ سنت سے متعلق چند ارشادات

اللہ تعالیٰ نے حضرت والاؒ کو اصلاح امت اور احیاءِ سنت اور اصلاح منکرات کیلئے بلاشبہ عالمی پیمانہ پر حوصلہ اور توفیق سے نوازا تھا، آپ کہیں بھی ہوں اور کسی حال میں ہوں سنت کی شمع روشن کرتے نظر آتے تھے، حضرت والا قدس سرہٗ کی یہ تڑپ اور خواہش ہوتی تھی کہ سنت کی ضیاء اور انوار مساجد، اور مدارس سے ہوتے ہوئے گھر گھر پھیل جاویں، ذیل میں چند ارشادات و ملفوظات درج کئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے رسول پاک ﷺ کی ایک ایک سنت پر مکمل عمل پیرا ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔

فرمایا:۔ دین کے تین اہم شعبے ہیں، (۱) تعلیم (۲) تبلیغ (۳) تزکیہ جن کے ذرائع کا نام مدارس، مساجد خانقاہیں ہیں، مدارس اور مساجد کے خدام کی تنخواہوں کے سلسلہ میں بھی غور کرنا چاہئے، اور وہ یہ کہ ان کی تنخواہیں معقول ہونا چاہئے جب تنخواہیں معقول ہونگیں تو آدمی بھی معقول ملیں گے۔

بالغین کے لئے پہلا مدرسہ مساجد ہیں، اور بچوں کیلئے مدارس ہیں اور جو لوگ مساجد میں نہیں آتے ہیں، ان کیلئے تبلیغی نظام ہے، مساجد اور مدارس میں ایک منٹ کا مدرسہ صبح، ایک منٹ کا مدرسہ شام کا، اس طرح شروع کیا جائے، کہ صرف ایک سنت صبح بتادی جائے، تو تیس دن میں تیس سنتیں یاد ہو جاویں گی، اور تعب بھی نہ ہوگا، آج ہم ہر چیز بڑھیا اور عمدہ پسند کرتے ہیں، دوکان بڑھیا ہو، مکان بڑھیا ہو، اور پان بھی بڑھیا ہو اور نان بھی بڑھیا ہو، تو اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ انسان خود اشرف المخلوقات ہے اگر ہر چیز اسے اعلیٰ اور اشرف پسند ہو تو یہ اس کی فطری خواہش ہے لیکن یہ انسان اپنے لئے تو اشرف اور بڑھیا چیز پسند کرے تو اپنے مالک اور خالق کے کاموں میں بھی اس کا یہی

تقاضہ ہونا چاہئے کہ اس کا وضو بھی بڑھیا ہو اور نماز بھی بڑھیا ہو مگر وضو اور نماز کب بڑھیا ہوگی، جب سنت کے مطابق ہوگی، نماز میں ۶ر فرائض ہیں، ۱۸ر واجبات ہیں اور ۵۱ر سنتیں ہیں، مگر آج سو آدمیوں میں سے ایک آدمی کی بھی نماز سنت کے مطابق نظر نہیں آتی، اگر ایک سنت روز بتادی جائے تو ۵۱ر دن میں نماز کی ۵۱ر سنتیں یاد ہو جائیں گی، وضو کی تیرہ سنتیں ۱۳ر دن میں یاد ہو جائیں گی، اور اس طرح زندگی کے تمام شعبوں کی سنتیں یاد کرائی جاسکتی ہیں، لیکن جب وضو اور نماز کی سنتوں کا اہتمام نہیں تو ختنہ اور عقیقہ اور کھانے پینے کی سنتیں کون یاد کرے گا، اور جب ہماری زندگی سنتوں سے محروم ہو جائیگی تو خاندان اور برادری کی غلط رسم ورواج یا پھر شہر کی یا صوبے کی یا ملک کی راہ ورسم آجاویں گی جب اصلی گھی گھر میں نہ ہوگا، تو لامحالہ ڈالڈا کھانا پڑے گا، اور جب سنتوں کے سیکھنے سکھانے اور اس پر عمل کا اہتمام ہوگا، تو غلط رسم ورواج خود ہی دور ہونے لگیں گے، جس طرح بارش کا پانی جب برستا ہے، تو نالے اور نالیاں گندے پانی سے خود بخود صاف ہو جاتی ہیں، دین آسان ہے، مساجد میں ایک سنت روز سکھائے، چند ماہ میں اس طرح نمازیوں کو کتنی سنتوں کا علم ہو جاویگا اور ہر نمازی اپنے گھر جا کر عورتوں اور بچوں کو سکھائے اور اس طرح مدرسہ میں جن طلبہ کو ہر روز ایک سنت سکھائی جاوے وہ گھر جا کر اپنے بھائی اور بہنوں کو اور ماں باپ کو سکھائیں اس طرح سنت کے انوار مساجد اور مدارس سے لیکر گھر گھر پھیل جاویں گے، اور جب سنتیں پہنچیں گی، تو بری عادتیں خود بخود دور ہوتی جاویں گی۔

فرمایا:۔ جن سنتوں پر خاندان یا معاشرہ مزاحمت نہیں کرتا ان پر عمل فوراً شروع کر دیں، جیسے کھانے پینے کی سنتیں، سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ تو اس سے نور پیدا ہوگا، روح میں قوت پیدا ہوگی، اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

فرمایا:۔ میں کہا کرتا ہوں کہ سنت کا راستہ اسہل، اجمل اور اکمل ہے، مثلاً ہاتھ دھو کر کھانا یہ اجمل ہے، اور سامنے سے کھانا یہ اسہل ہے "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ" کہہ کر کھانا یہ اکمل ہے کیونکہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا:۔ لوگ اپنے خیال سے اپنی قیمت زیادہ لگاتے ہیں، اپنی قیمت سنت کی کسوٹی پر لگایئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکری چرا لیتے تھے، دودھ بکری کے تھن سے نکال لیتے تھے، حضرت عمرؓ نے فاخرانہ لباس پہننے سے انکار فرمایا کہ اپنے نفس میں کچھ محسوس کیا اور فرمایا کہ "نَحْنُ قَوْمٌ اَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ"

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دسترخوان پر کھانا گر گیا، اٹھا کر کھالیا، بعض غیر ممالک کے سفراء بھی تھے، بعض لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ کیا خیال کریں گے، فرمایا ہم ان احمقوں کے سبب اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

فرمایا:۔ دنیا میں ہر چیز عمدہ اور بڑھیا پسند کرتے ہیں، امرود عمدہ ہو، کیلا عمدہ ہو وغیرہ تو جس طرح امرود کا باطن اچھا ہو لیکن اسکے اوپر داغ ہوں آپ پسند نہیں کرتے پس مسلمان کا ظاہر بھی عمدہ اور باطن بھی عمدہ ہو ظاہری وضع قطع صلحاء سے آراستہ ہو اور باطن بھی، زمانہ ہو گیا وضو کرتے اور نماز پڑھتے مگر سنتیں وضو اور نماز کی معلوم نہیں الاماشاءاللہ مگر دماغ کا یہ حال ہے کہ موٹر کو کھول کر ہر جز کو علیحدہ کر دیا اور صاف کر کے پھر سب کو فٹ کر دیا، جنرل اسٹور کی ہزاروں چیزیں از بر یاد کہ کون چیز کہاں ہے، گاہک نے مانگی اور فوراً ہاتھ وہاں پہنچا، مگر افسوس کہ آخرت کے معاملہ میں دماغ اور حافظہ کا استعمال ہی نہیں کیا، کہ وضو اور نماز کی تمام سنتوں کو اور سونے جاگنے اور چلنے پھرنے کھانے پینے کی تمام سنتوں اور دعاؤں کو سیکھتے۔

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے
دین میں کیوں آخر اتنا سست ہے

اگر ایک سنت ایک دن میں یاد کریں تو ۳۶۰ دن میں ۳۶۰ سنتیں یاد ہو جائینگی۔

فرمایا:۔ اپنے مکان سے اینٹ یا بلاک دینا گوارہ نہیں اپنے خون سے مچھروں کو ایک قطرہ دینا گوارہ نہیں، مگر دین کا ہر نقصان ذرا سی بات کے لئے گوارہ کر لیتے ہیں، مثلاً افطار کی دعوت پر مغرب کی جماعت اور مسجد کی حاضری کو اپنے اوپر معاف سمجھ لیا دینی مجالس کے لئے بھی یہی حکم ہے، کہ اگر دو چار بوڑھے معذور ہوں تو ان کی خاطر پوری مجلس کے شرکاء بھی گھروں میں جماعت نہ کریں، انہیں مسجد میں حاضر ہونا چاہئے، ہر نیک عمل سے جس طرح روح میں نور اور طاقت پیدا ہوتی ہے، اسی طرح گناہ سے ظلمت اور تاریکی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

بھولو پہلوان اپنی تمام مقوی غذائیں کھاتے رہیں (اس وقت بھولو پہلوان پاکستان زندہ تھے) صرف سال میں ایک دفعہ سنکھیا کھا کر دیکھیں چارپائی سے لگ جائیں گے سنکھیا کا زہر تو تمام سال کی مقوی غذاؤں پر پانی پھیر دے اور کمزوری کا باعث ہو اور زیادہ مقدار کھالے تو موت بھی واقع ہو اور گناہوں کا زہر روح کی نورانیت اور اعمال صالحہ کی طاقت پر اثر نہ کرے گا، یہ کس قدر دھوکا ہے۔

ہر گنہ زنگیست بر مرآۃ دل
دل شود زیں زنگہا خوار و خجل (رومی)

یعنی ہر گناہ سے دل کے آئینے پر زنگ لگتا ہے، اور دل اس کے زنگ سے ذلیل اور شرمندہ ہو جاتا ہے۔

چوں زیادت گشت دل را تیرگی
نفس دوں را بیش گردد خیرگی

یعنی جب دل میں گناہوں سے تاریکی بہت بڑھ جاتی ہے تو نفس ذلیل کی

حیرانی اور گمراہی میں نہایت زیادتی ہو جاتی ہے، البتہ اگر توبہ کر لے تو پھر تاریکی صاف ہو جاتی ہے، توبہ سے گناہوں کے نقصان کی تلافی ہو جاتی ہے۔

ہم دین کے غریب اسی سبب سے ہیں کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ گناہ کر کے جمع شدہ نور بھی ضائع کرتے رہتے ہیں، اور اولیاء اللہ دین کے امیر اسلئے ہیں کہ انکے پاس انوار ہی انوار جمع ہوتے رہتے ہیں، گناہوں سے وہ محتاط رہتے ہیں، ولایت کا مدار اسی تقویٰ پر ہے۔

✪ فرمایا:۔طاعون کے زمانے میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے، کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ آ جائیں، اور بدعملی اور منکرات کے چوہے ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں، سانپ گھر میں آ جائے سب پریشان اور گھر میں خلاف شرع وضع قطع، تصاویر جاندار کی، ریڈیو کے گانے، ٹیلی ویژن گھریلو سنیما آ جائے تو کوئی فکر کی بات نہیں ہے، ہر عمل کے لئے علم صحیح کی ضرورت ہے، لاعلمی سے زہر کھانے سے نقصان تو یقیناً پہنچے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تشریف لے گئے، وہاں تصویر جاندار کی تھی تو فوراً واپس آ گئے، رزق کی تنگی اور برکت کے لئے وظیفہ پڑھنے کے لئے تیار ہیں، مگر گناہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔

فرمایا: کسی کام میں جلدی نہ کرے ورنہ ندامت ہوگی ہر کام میں تامل اور تحمل سے کام لے۔

فرمایا:۔حضرت میانجی نور محمدؒ مکتب میں قرآن پاک پڑھایا کرتے تھے، مگر عملی مقام یہ تھا کہ چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی اور شیخ العرب والعجم حضرت حاجی صاحبؒ کے شیخ ہوئے۔

فرمایا:۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دورۂ حدیث میں صرف اس طالب علم کو داخلہ ملتا تھا، جو تہجد گزار ہوتا تھا، حضرت شاہ اسحٰق صاحب دہلویؒ کے یہاں

مولانا مظفر حسین صاحبؒ کاندھلوی پڑھنے آئے، کھانا آیا تو صرف روٹی کھالی، اور سالن واپس کردیا، شاہ صاحب قدس سرہٗ کو تشویش ہوئی، دریافت فرمایا کیا بات ہے، عرض کیا، حضرت عام طور پر دلی کے سالن میں کھٹائی پڑتی ہے، اور یہاں آموں کی خرید وفروخت پھلوں کے آنے سے پہلے ہی ہوجاتی ہے، جو بیع فاسد ہے، حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے خوشی میں فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہمارے یہاں فرشتہ پڑھنے آیا ہے، ایسے طالب علم ہوا کرتے تھے۔

فرمایا:۔ سکھ، بھنگی بھی داڑھی رکھ کر ہمارے صالحین کی نقل سے سردار کہلاتے ہیں، اور ہم وضع صلحاء کی چھوڑ کر سردار ہو رہے ہیں، داڑھی منڈانا یا کتروانا دراصل یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کی داڑھی کی وضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہروں کو بڑھیا سمجھا ایمان کی خیر منایئے، اور بدوں اس کے بھی ایمان ہم بھی تسلیم کرتے ہیں، مگر اسی ڈاکٹر اسپیشلسٹ کی طرح جس کی مثال یہ ہے کہ وہ جب آپ کے پاس لایا گیا تو چارپائی پر، معلوم ہوا کہ فالج گر گیا ہے، مریض نے حال بتایا تو معلوم ہوا کہ یہ ڈاکٹر بہرا بھی ہے، حال پرچہ پر لکھ کر دیا تو معلوم ہوا کہ آنکھوں میں پانی بھی اُتر آیا بینائی بھی جاتی رہی، تو آپ ایسے ڈاکٹر کو اسی وقت نامنظور کرکے واپس کردینگے۔

میرے دوستو کیا ایسا گھٹیا اسلام اور ایمان خدائے تعالیٰ کے پاس لیجانے کی آرزو کرتے ہو، خدا کیلئے اپنی جانوں پر رحم کرو اور غور سے سوچو کہ ہم تو غلام ہو کر ایسی خراب چیز رد کردیں اور ہم خدائے تعالیٰ کو گھٹیا تحفہ پیش کرنے کیلئے تیار ہیں۔

☆ فرمایا:۔ ایک ادارہ میں حاضری ہوئی، شرح تہذیب اور مقامات یاد ہے، مگر کھانے پینے اور نماز کی سنتیں یاد نہیں۔

☆ فرمایا:۔ جہاں سنتوں کو پھیلایا گیا وہاں کے عوام سے وہ بدگمانی جو ہمارے اکابر کے ساتھ تھی جاتی رہی اور ان کی سمجھ میں آ گیا کہ یہ تو بڑے ہی اصلی عاشق رسول اللہ ﷺ

ہیں ہر سنت کا طریقہ اسہل، اجمل اور اکمل ہے۔

☆ فرمایا:۔غیر متبع سنت جو ہوا پر اڑنے والا ہے، وہ استدراج میں مبتلا ہے، اور متبع سنت سے افضل نہیں ہوسکتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ پائلٹ ہوائی جہاز اڑا کر وزیر اعظم کو بھی بٹھا کر سفر کرا سکتا ہے تو درجہ کس کا افضل ہے۔

بعض وقت ہوائی جہاز اڑانے والا غیر مسلم ہوتا ہے، اور اس ہوائی جہاز پر بیٹھنے والے ''اولیاء اللہ'' ہوتے ہیں۔

☆ فرمایا:۔وصول تو مطلوب ہے مگر اصول کے ساتھ، سنت کے طریقوں کے علاوہ قرب حق کا تصور ہی جہالت ہے ورنہ حاکم کے پاس مجرم بھی ہوتا ہے، مگر بے اصول ہونے کے سبب معتوب ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا:۔کہ سنت کے مطابق کام کرنے سے ہماری طبعی حاجات بھی عبادت بن جاتی ہیں، جیسے کہ کھانا، پینا، سونا، جاگنا، استنجا کرنا، یہ انسان کی ضروری حاجتیں ہیں، اور طبعی حاجتیں ہیں مگر سنت کے موافق ان کاموں کو انجام دینے سے یہ سب عبادت بن جاتی ہیں، جس طرح ڈیوٹی کے اندر ملازم کو کھانے اور استنجاء کرنے کے وقت کی بھی تنخواہ ملتی ہے۔

ارشاد فرمایا:۔اگر ہم سنت نہ اپنائیں گے، تو کسی اور کا طریقہ اپنائیں گے یا تو ہم اپنے نفس کے طریقے پر، یا اپنی بیوی کے طریقے پر، یا برادری کے طریقے پر، یا شہر کے طریقے پر، یا صوبے کے طریقہ پر، یا ملک کے طریقے پر چلیں گے، پھر ہمارا دین یا نفسانی یا برادری والا صوبائی یا ملکی ہوگا، مگر حضور ﷺ کے طریقوں سے بڑھ کر کس کا طریقہ ہوگا، اور نجات وفلاح کا وعدہ کس کے طریقہ پر چلنے سے ہے۔

ارشاد فرمایا کہ:۔اصلاح نفس اور تزکیہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک فارغ التحصیل اہل حق ادارے سے جب بمبئی کے ایئر پورٹ پر پہنچے اور اپنے وطن جانے لگے تو داڑھی

مونچھ منڈا کر پتلون کوٹ ٹائی لگا کر چلے گئے، اہل صلاح کی وردی اور دین اپنے وطن لے جانے کی ہمت نہ ہوئی، اس طرح بعض اہل حق کے ادارے سے فارغ ہیں مگر اہل باطل کی مساجد میں نمائندگی کر رہے ہیں، اور امامت کر رہے ہیں، اور جو خشیت اور تقویٰ کی نعمت سے آراستہ ہوئے وہ یونیورسٹی میں بھی جا کر دیندار اور صالحین کی وضع قطع میں رہے، ایک رئیس تاجر جو حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کی صحبت میں آیا جایا کرتے تھے، پھر ایسی حالت ہوگئی کہ ترازو پر گھی کا کنستر رکھا اور اذان کی آواز سنی اسی حالت میں دوکان بند کر دی، اور کہا اب نماز بعد گھی تلے گا، ایک عالم فارغ دس سال تک ایک دیہات میں جمعہ پڑھتے رہے، اور ہمت ترک نہ ہوئی، جب حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی خدمت میں آنے جانے لگے عمل کی توفیق ہوگئی، دیہات سے ۸ ر میل پیدل جا کر ایک بڑے قصبہ میں جمعہ پڑھنے لگے، حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ نے ان کو خلافت بھی عطا فرمائی، اور اپنا جبہ بھی عنایت فرمایا، اسی طرح خشیت اور تزکیہ نفس نہ ہونے سے عالم ہوتے ہوئے، چچی، ممانی سے پردہ نہیں اور چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بہنوں سے پردہ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی، اپنی بیوی کی بہن سے بھی پردہ کی توفیق نہیں ہوتی، اپنے بھائیوں سے بھی پردہ نہیں کراتے، جب تک اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت دل میں نہ ہو اپنے علم پر عمل کی توفیق نہیں ہوتی، علم تو روشنی ہے مگر صرف روشنی سے عمل کی توفیق کہاں ہوتی ہے، اس کو مثال سے سمجھئے، روشنی سے سیب نظر آ رہا ہے، کہ الماری میں رکھا ہوا ہے، ڈاکٹر نے کھانے کیلئے بتایا بھی ہے، مگر بیماری سے کمزوری شدید ہے، بستر سے اٹھا نہیں جاتا تو سیب کا علم ہے، روشنی ہے، مگر سیب کھانے سے محروم ہے، یہی مثال اس عالم کی ہے جس کے پاس علم ہے مگر دل میں کمزوری ہے، عمل کی قوت نہیں ہے، جس طرح ڈاکٹر کے علاج سے اگر طاقت آ جاوے تو وہ سیب اٹھ کر کھا سکتا ہے، اسی طرح اللہ والے جو روحانی ڈاکٹر ہیں ان کی صحبت اور تدبیر علاج سے جب

دل میں قوت آ جاوے گی، تو عمل ہونے لگتا ہے، بعض مساجد میں پورب پچھم استنجا خانے بنے ہوئے تھے، اور ہمت توڑوانے کی نہ ہوئی تھی، جبکہ وہاں مرکزی حیثیت تھی (روک ٹوک کی عادت کہنے سننے کی عادت ختم ہو رہی ہے، جب گزارش کی کچھ ہی دن بعد معلوم کیا گیا تو استنجا خانے درست کرا دیئے گئے، اسی طرح ایک ادارے میں طلباء کا مسجد میں دارالاقامہ بھی تھا، رات کو مسجد ہی میں رہتے تھے، جب توجہ دلائی گئی کہ یہ تو ناجائز ہے، نیز طلباء کو مسجد میں قرآن پاک کا درس دیا جارہا تھا، اس پر توجہ دلائی گئی کہ اجرت کے ساتھ تعلیم قرآن مسجد میں ناجائز ہے، نیز چھوٹے بچوں اور پاگلوں سے تو مساجد کو بچانے کا حکم حدیث پاک میں آیا ہے، تو فوراً مہتمم صاحب کو توفیق ہوئی، اور مسجد کے باہر بچوں کیلئے دارالاقامہ درسگاہوں کا انتظام کیا گیا، اسی طرح کچی پیاز کھا کر آنا تو مساجد میں منع ہے مگر مساجد میں پینٹ بدبودار کرانے سے احتیاط نہیں کرتے ہیں، منکرات پر روک ٹوک کی عادت اہل علم میں بھی کم ہوتی جارہی ہے جس کی وجہ سے تیزی سے منکرات پھیلتے جارہے ہیں، دیہاتوں میں مساجد میں مٹی کا تیل جلانے کا رواج ہے جو ناجائز ہے۔

خشیت اور تقویٰ کس طرح حاصل ہو اس کا طریقہ حق تعالیٰ شانہ نے بیان فرمایا ہے "کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن" اے ایمان والو جن لوگوں نے حقائق کو قبول کرلیا ہے، صادقین یعنی کاملین کی صحبت میں رہو صادقین کی تفسیر ایک مقام پر حق تعالیٰ شانہ نے متقین سے فرمائی ہے "اُوْلٰئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ" (بیان القرآن) یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ یہاں صادقین کیوں فرمایا متقین کیوں نہیں فرمایا، جواب یہ ہے کہ تنوع کلام سے کلام کا حسن و جمال ظاہر ہوتا ہے، اخلاص کیلئے صدق لازم ہے، صدق کیلئے تو اخلاص لازم ہے، مگر اخلاص کیلئے صدق لازم نہیں ہے، بعض لوگ مخلص ہوتے ہیں مگر علم صحیح نہ ہونے سے کلام غلط کرتے ہیں جیسے نماز عصر کے بعد بند

کمرے میں اخلاص کیساتھ کوئی نوافل پڑھ رہا ہے، لیکن یہ نوافل خلاف حکم شریعت ہونے کے سبب مقبول نہیں ہوں گے، بلکہ گناہ ہوگا، صراط مستقیم کا بدل "مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ" کا راستہ ہے، صراط مستقیم، کا علم ہوتے ہوئے عمل نہ کرنے والوں کو "مَغْضُوْبِيْنَ" کا لقب ملا، اور صراط مستقیم کا علم ہی نہیں حاصل کیا ان کو "ضَآلِّيْن" کا لقب ملا اور جنہوں نے صراط مستقیم کا علم حاصل کیا اور اس پر عمل بھی کیا ان کو "مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ" کا لقب ملا یہی جنت والا راستہ ہے، کاملین کی صحبت کی برکت سے دل میں جب اللہ تعالیٰ کی خشیت ومحبت آئیگی، پھر سب عمل آسان ہوجاوے گا، نہ تو کوئی لالچ میں پھنسے گا اور نہ کسی کے خوف سے مرعوب ہوگا، اس کی مثال حیدرآباد میں ذہن میں آئی، کہ ایک شخص پانچ ہزار روپیہ کی رشوت لے کر خوشی خوشی گھر آرہا تھا، یہ رشوت کی رقم اس سے کوئی چھڑا نہیں سکتا، اگر کوئی چھڑانے کی کوشش کرے تو اس سے لڑائی کرے گا، لیکن ایک دوست اس کا آیا، اور کان میں کہا کہ نوٹوں پر دستخط ہیں تم کو پھنسانے کیلئے دیا ہے، پولیس تمہارے تعاقب میں تم کو تلاش کر رہی ہے، فوراً تمام رقم گٹر یا نالی میں ڈالدے گا، اور وہاں سے قریب بھی کھڑا نہ ہوگا، اب ان نوٹوں کو چھوڑنے میں اس کو لطف آرہا ہے، چین مل رہا ہے کیونکہ خوف پیدا ہوگیا، اسی طرح آخرت کے جیل خانہ کا خوف جب دل میں پیدا ہوگا، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں آئے گا، گناہوں کا چھوڑنا آسان ہوجائیگا، پھر امامت غلط لوگوں کی مسجد میں نہ کرے گا، مخلوق کے خوف سے سنت کے خلاف کوئی کام نہ کرے گا، محبت ہی کی شان حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ نے بیان فرمائی ہے۔

لطف تن چرنے کا زکریا سے پوچھ — سر کے کٹنے کا مزہ یحییٰ سے پوچھ
سر کو رکھ دینے کا نیچے تیغ کے — پوچھ اسماعیل سے کیا لطف ہے

حدیث شریف میں "اَسْئَلُكَ حُبَّكَ" کے بعد "وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ" بھی تو ہے اے خدا آپ سے آپ کی محبت مانگتا ہوں، اور آپ کے عاشقوں کی محبت مانگتا ہوں،

اس جز سے کاملین کی صحبت اور محبت کا مطلوب ہونا ثابت ہوتا ہے، معطوف علیہ اور معطوف دونوں مقصود بالذات ہوتے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے اللہ والوں کی محبت بھی مطلوب ہے، آگے اعمال کی مطلوبیت بھی بیان فرمادی اور "حُبَّ عَمَلٍ یقربُنِی اِلٰی حُبك" نوافل وسنن اور مستحبات کا ذکر فقہ میں کیوں ہے اطبائے کرام اور اہل علم حضرات عمل نہ کریں گے، تو کیا یہ سب تاجروں اور عوام کیلئے احکام بیان ہوئے ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا ہے، تو عمل کی توفیق بھی مانگئے جس طرح علم کے تکرار سے علم محفوظ رہتا ہے، اسی طرح سے علم کا تکرار بھی بار بار ایک دوسرے سے کہنا سننا جاری رہے، اہل عمل کی صحبت رہے تو پھر عمل کی قوت بھی پیدا ہوجاتی ہے، جب آپ عوام میں جائیں گے، تو عوام آپ کی سند کو نہ دیکھیں گے، آپکے عمل کو دیکھیں گے، تاجر اور سرکاری ملازم کی سنت تو دیر میں ختم ہو اور طالب علم کی سنت جلد ختم ہوجاوے، اور تاجر و ملازم سرکاری اور عوام صف اول میں ہوں اور طلباء کرام اور اہل علم مسبوق ہوں، ایک عربی ادارے میں حاضری ہوئی، وہاں کے مہتمم ہمارے دوست تھے، نماز کے بعد دیکھا تو ڈیڑھ صف طلباء کی مسبوق تھی، بڑا صدمہ ہوا، بعض دینی ادارہ میں جمعہ کے دن دیکھا کہ صف اول میں عوام کو جگہ نہیں ملتی، تمام طلبائے کرام صف اول میں ہوتے ہیں، صفائی کا اہتمام بھی ضروری ہے، اور اساتذہ کرام کا ادب بھی ضروری ہے، اس سے علم میں بڑی برکت ہوتی ہے، آپ لوگ جب گھروں میں چھٹیوں پر جائیں تو اپنے وطن کی مسجد میں اور گھروں میں ہر روز ایک سنت سکھائیں علم کا طلب کرنا فرض ہے، مگر دین آسان بھی ہے، ایک سنت عصر کے بعد ایک سنت فجر کے بعد اگر سنادیں تو ایک ماہ میں ۶۰ر سنتیں یاد ہوں گی، اور وقت صرف ایک منٹ صرف ہوگا، یہ ایک منٹ کا مدرسہ زبردست کام کرتا ہے، اس سے بڑے اچھے نتائج ظاہر ہورہے ہیں، اور لوگوں کو بار بھی نہیں ہوتا، اگر ہمارے اندر سنتوں پر عمل کرنا جاری ہوجاوے تو ہماری طبعی حاجتیں سونا جاگنا، کھانا، پینا استنجا کرنا سب عبادت بن جاوے، کیونکہ سنت کے مطابق

عمل کرنے سے یہ سب چیزیں دین بن جاتی ہیں جیسے سرکاری ملازم اپنی ڈیوٹی کے اندر اگر کھاتا پیتا ہے تو اگر استنجا کرتا ہے، تو اس وقت کی بھی تنخواہ پاتا ہے، اسی طرح مسلمان سنت کے مطابق ہر کام کرے تو زندگی کا ہر عمل دین بن جاوے اور ثواب کا مستحق بن جاوے۔

اتباع سنت کی اہمیت

حضرت والا قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے، کہ یہ دنیا مسافرت کا گھر ہے، ہم سب مسافر ہیں، اور ہمارے سفر کی آخری منزل آخرت ہے، دنیا کے ہر مسافر کو اپنے سفر میں تین چیزیں مطلوب ہوتی ہیں؛

(۱)...... یہ کہ سفر راحت و آرام سے ہو۔

(۲)...... یہ کہ سفر عزت کے ساتھ ہو۔

(۳)...... یہ کہ سفر عجلت کے ساتھ ہو۔

ان ہی تینوں چیزوں کے حصول کیلئے ہر مسافر اپنی حقیقت کے مطابق "اے، سی، کلاس، سے لے کر سلیپر کلاس تک ریزرویشن کراتا ہے، تاکہ سفر راحت کے ساتھ ہو، ٹکٹ خریدتا ہے، اور ریلوے کے دوسرے تمام قوانین کی پابندی کرتا ہے، تاکہ سفر عزت کے ساتھ طے ہو، اور دوران سفر بے عزتی کا سامنا نہ کرنا پڑے، اور پھر منزل تک پہنچنے کیلئے تیز رفتار گاڑیوں کا انتخاب کرتا ہے، تاکہ سفر عجلت کے ساتھ ہو اور جلد سے جلد منزل تک پہنچ سکے، دنیا سے آخرت کی طرف سفر میں یہی تین چیزیں مطلوب ہیں کہ یہ سفر بھی راحت کے ساتھ ہو، عزت کے ساتھ ہو، اور عجلت کے ساتھ ہو، اور اس شان کے ساتھ سفر طے ہونے کا واحد ذریعہ "اتباع سنت" ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے دنیا سے آخرت کی طرف سفر کو جس طرح طے کر کے دکھایا ہے، اسی پر گامزن ہو جانے میں راحت بھی ہے، عزت بھی ہے، اور عجلت بھی، اور اسی چیز کا نام "اتباع سنت" ہے۔ ❑❑❑

دعوت و تبلیغ

دعوت وتبلیغ

دعوت وتبلیغ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فریضہ رہا ہے، اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اپنے زمانوں میں اس کو بحسن وخوبی انجام دیا ہے، قرآن پاک میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے، معارف القرآن کی مدد سے اس کا کچھ خلاصہ بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں: ۔

"وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ" یہ مومنین کاملین کا دوسرا حصہ احوال ہے، کہ وہ صرف خود ہی اپنے ایمان وعمل پر قناعت نہیں کرتے، بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اسکی دعوت دیتے ہیں، اور فرمایا کہ اس سے اچھا کس کا قول ہوسکتا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے، معلوم ہوا کہ انسان کے کلام میں سب سے افضل واحسن وہ کلام ہے جس میں دوسروں کو دعوت حق دی گئی ہو، اس میں ''دعوت اِلی اللہ'' کی سب صورتیں داخل ہیں، زبان سے، تحریر سے، یا کسی اورعنوان سے اذان دینے والا بھی اس میں داخل ہے، کیونکہ وہ دوسروں کو نماز کی طرف بلاتا ہے، "وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ" یہاں سے ''دعوت الی اللہ'' کی خدمت انجام دینے والوں کو خاص ہدایات دی گئی ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیں بلکہ صبر اور احسان سے کام لیں "اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَن" یعنی داعیان حق کی خصلت یہ ہونا چاہئے کہ وہ لوگوں کی برائی کو ''طریق احسن'' سے دفع کریں، وہ یہ کہ برائی کا بدلہ برائی سے نہ لینا اور معاف کردینا تو عمل حسن ہے، اور احسن یہ ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ برا سلوک کیا تم اس کو معاف بھی کردو اور اسکے ساتھ احسان کا برتاؤ کرو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت میں حکم یہ ہے کہ جو شخص تم پر غصہ کا اظہار کرے، تم اس کے مقابلہ میں صبر سے کام لو، جو تمہارے ساتھ جہالت سے پیش آوے تم اسکے ساتھ حلم وبردباری کا معاملہ کرو، اور جس

نے تمہیں ستایا اس کو معاف کر دو۔ (مظہری)

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ" اس میں اللہ جل شانہٗ کی خاص صفت رب اور پھر اس کی نبی کریم ﷺ کی طرف اضافت میں اشارہ ہے، کہ دعوت، ربوبیت، کا کام اور صفت تربیت سے تعلق رکھتا ہے، جس طرح حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ ﷺ کی تربیت فرمائی، آپ کو بھی تربیت کے انداز سے دعوت دینا چاہئے، جس میں مخاطب کے حالات کی رعایت کر کے وہ طرز اختیار کیا جائے، کہ مخاطب پر بار نہ ہو، اور اس کی تاثیر زیادہ سے زیادہ ہو، خود لفظ دعوت بھی اس مفہوم کو ادا کرتا ہے، کہ پیغمبر کا کام صرف اللہ کے احکام پہنچا دینا اور سنا دینا نہیں بلکہ لوگوں کو ان کی تعمیل کی طرف دعوت دینا ہے، اور ظاہر ہے کہ کسی کو دعوت دینے والا اس کے ساتھ ایسا خطاب نہیں کیا کرتا، جس سے مخاطب کو وحشت و نفرت ہو یا جس میں اس کے ساتھ استہزا و تمسخر کیا گیا ہو۔

"بالحکمۃ" لفظ حکمت قرآن کریم میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوا ہے اس جگہ بعض ائمہ تفسیر نے حکمت سے مراد قرآن کریم، بعض نے قرآن وسنت، بعض نے حجت قطعیہ کو قرار دیا ہے "روح المعانی" نے بحوالہ بحر محیط، حکمت کی تفسیر یہ کی ہے۔

"اِنَّهَا الْكَلَامُ الصَّوَابُ الْوَاقِعُ مِنَ النَّفْسِ اَجْمَلَ مَوْقِعٍ" (روح) یعنی حکمت اس درست کلام کا نام ہے، جو انسان کے دل میں اُتر جائے۔

اس تفسیر میں تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں، اور صاحب "روح البیان" نے بھی تقریباً یہی مطلب ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ "حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعہ انسان مقتضاتِ احوال کو معلوم کر کے اسکے مناسب کلام کرے، وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو، نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے، اور جہاں یہ سمجھے کہ صراحۃً کہنے میں مخاطب کو شرمندگی ہوگی، وہاں اشارات سے کلام کرے، یا کوئی ایسا عنوان اختیار

کرے کہ مخاطب کو نہ شرمندگی ہو اور نہ اسکے دل میں اپنے خیال پر جمنے کا تعصب پیدا ہو۔

"**الموعظة**" موعظۃ اور وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں، کہ کسی خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کیلئے نرم ہو جائے، مثلاً اس کیساتھ قبول کرنے کے ثواب وفوائد اور نہ کرنے کے عذاب ومفاسد ذکر کئے جائیں۔ (قاموس ومفردات راغب)

"**الحسنة**" کے معنی یہ ہیں کہ بیان اور عنوان بھی ایسا ہو جس سے مخاطب کا قلب مطمئن ہو، اس کے شکوک وشبہات دور ہوں، اور مخاطب یہ محسوس کرلے کہ آپ کی اس میں کوئی غرض نہیں صرف اس کی خیر خواہی کے لئے کہہ رہے ہیں۔

"**موعظة**" کے لفظ سے خیر خواہی کی بات مؤثر انداز میں کہنا تو واضح ہو گیا تھا، مگر خیر خواہی کی بات بعض اوقات دل خراش عنوان سے یا اس طرح بھی کہی جاتی ہے کہ جس سے مخاطب اپنی اہانت محسوس کرے (روح المعانی) اس طریقہ کو چھوڑنے کے لئے لفظ "حسنۃ" کا اضافہ کر دیا گیا۔

"**وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ**" لفظ "**جادل**" **مجادلہ** سے مشتق ہے، اس جگہ "مجادلہ" سے مراد بحث ومناظرہ ہے، اور "بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" سے مراد یہ ہے کہ اگر دعوت میں کہیں بحث ومناظرہ کی ضرورت پیش آجائے، تو وہ مباحثہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہئے، "روح المعانی" میں ہے کہ اچھے طریقہ سے یہ مراد ہے کہ گفتگو میں لطف اور نرمی اختیار کی جائے، دلائل ایسے پیش کئے جائیں، جو مخاطب آسانی سے سمجھ سکے، دلیل میں وہ مقدمات پیش کئے جائیں جو مشہور ومعروف ہوں، تاکہ مخاطب کے شکوک دور ہوں، اور ہٹ دھرمی، کے راستہ پر نہ پڑ جائے، اور قرآن کریم کی دوسری آیات اس پر شاہد ہیں، کہ یہ "احسان فی المجادلہ" صرف مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں اہل کتاب کے بارے میں تو خصوصیت کے ساتھ قرآن کا ارشاد ہے، "وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

اَحۡسَنۡ" اور دوسری آیت میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو "قُوۡلاً لَہٗ قَوۡلاً لیناً" کی ہدایت دے کر یہ بھی بتلا دیا کہ فرعون جیسے سرکش کافر کے ساتھ یہی معاملہ کرنا ہے۔

دعوت کے اصول وآداب

آیت مذکورہ میں دعوت کے لئے تین چیزوں کا ذکر ہے، اول حکمت، دوسرے موعظۃ حسنہ، تیسرے "مُجَادَلَۃٌ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنۡ" بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں مخاطبین کی تین قسموں کی بناء پر ہیں، دعوت بالحکمۃ، اہل علم وفہم کیلئے، دعوت بالموعظہ، عوام کیلئے، مجادلہ ان لوگوں کیلئے جن کے دلوں میں شکوک وشبہات ہوں، یا جو عناد اور ہٹ دھرمی کے سبب بات ماننے سے منکر ہوں۔

سیدی حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے "بیان القرآن" میں فرمایا کہ ان تین چیزوں کے مخاطب الگ الگ تین قسم کی جماعتیں ہونا سیاق آیت کے لحاظ سے بعید معلوم ہوتا ہے، انتہیٰ ظاہر یہ ہے کہ یہ آداب دعوت ہر ایک کے لئے استعمال کرنے ہیں، کہ دعوت میں سب سے پہلے حکمت سے مخاطب کے حالات کا جائزہ لے کر اس کے مناسب کلام تجویز کرنا، پھر اس کلام میں خیر خواہی و ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ ایسے شواہد اور دلائل سامنے لانا ہے، جن سے مخاطب مطمئن ہو سکے، اور طرز بیان وکلام ایسا مشفقانہ اور نرم رکھنا ہے کہ مخاطب کو اس کا یقین ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں میری ہی مصلحت اور خیر خواہی کے لئے کہہ رہے ہیں، مجھے شرمندہ کرنا یا میری حیثیت کو مجروح کرنا ان کا مقصد نہیں۔

البتہ صاحب "روح المعانی" نے اس جگہ ایک نہایت لطیف نکتہ یہ بیان فرمایا کہ آیت کے نسق سے معلوم ہوتا ہے، کہ اصول دعوت اصل میں دو ہی چیزیں ہیں، حکمۃ اور موعظۃ تیسری چیز مُجَادَلہ، اصول دعوت میں داخل نہیں، ہاں طریق دعوت میں

کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔

صاحب روح المعانی کااستدلال اس پر ہے کہ اگر یہ تینوں چیزیں اصول دعوت ہوتیں تومقتضائے مقام یہ تھا کہ تینوں کوعطف کیساتھ اس طرح بیان کیاجاتا، "بالحکمة والموعظة الحسنة والجدال الاحسن" مگر قرآن حکیم نے حکمت وموعظت کوتو عطف کیساتھ ایک ہی نسق میں بیان فرمایا اور مجادلہ کیلئے الگ جملہ "جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" اختیار کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجادلہ فی العلم دراصل دعوت الی اللہ کارکن یاشرط نہیں بلکہ طریق دعوت میں پیش آنے والے معاملات کے متعلق ایک ہدایت ہے، جیسا کہ اسکے بعد کی آیت میں صبر کی تلقین فرمائی ہے، کیونکہ طریق دعوت میں لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرنا ناگزیر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اصولِ دعوت دو چیزیں ہیں، حکمت اور موعظت، جن سے کوئی دعوت خالی نہ ہونا چاہیئے، خواہ علماء وخواص کو ہو یا عوام الناس کو، البتہ دعوت میں کسی وقت ایسے لوگوں سے بھی سابقہ پڑ جاتا ہے، جوشکوک واوہام میں مبتلا اور داعی کے ساتھ بحث ومباحثہ پرآمادہ ہوں، توایسی حالت میں مجادلہ کی تعلیم دی گئی، مگر اس کے ساتھ "بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" کی قید لگا کر بتلا دیا کہ جومجادلہ اس شرط سے خالی ہو اسکی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔

دعوت الی اللہ کے پیغمبرانہ آداب

دعوت الی اللہ دراصل انبیاء علیہم السلام کا منصب ہے، امت کے علماء اس منصب کو ان کانائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں، تولازم یہ ہے کہ اس کے آداب اور طریقے بھی انہی سے سیکھیں، جو دعوت ان طریقوں پر نہ رہے، وہ دعوت کے بجائے عداوت اور جنگ وجدال کا موجب ہوجاتی ہے۔

دعوت پیغمبرانہ کے اصول میں جو ہدایت قرآن کریم میں حضرت موسیٰ وہارون

علیہما السلام کے لئے نقل کی گئی ہے کہ "فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۔" یعنی فرعون سے نرم بات کرو شاید وہ سمجھ لے یا ڈر جائے" یہ ہر داعی حق کو ہر وقت سامنے رکھنا ضروری ہے، کہ فرعون جب سرکش، کافر، جس کی موت بھی "علم الٰہی" میں کفر ہی پر ہونے والی تھی، اس کی طرف بھی جیسا اللہ تعالیٰ اپنے داعی کو بھیجتے ہیں، تو نرم گفتاری کی ہدایت کے ساتھ بھیجتے ہیں، آج ہم جن لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، وہ فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں، اور ہم میں سے کوئی موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے برابر ہادی و داعی نہیں، تو جو حق، اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں پیغمبروں کو نہیں دیا کہ مخاطب سے سخت کلامی کریں، اس پر فقرے کسیں، اس کی توہین کریں، وہ حق ہمیں کہاں سے حاصل ہوگیا۔

قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ اور کفار کے مجادلہ سے بھرا ہوا ہے، اس میں کہیں نظر نہیں آتا کہ کسی اللہ کے رسول نے حق کے خلاف ان پر طعنہ زنی کرنے والوں کے جواب میں کوئی "ثقیل کلمہ" بھی بولا ہو، اس کی چند مثالیں دیکھئے:۔

سورۂ اعراف کے ساتویں رکوع میں آیات ۵۹ر سے ۶۷ر تک دو پیغمبر حضرت نوح اور حضرت ہود علیہما السلام کے ساتھ ان کی قوم کے مجادلہ اور سخت، سست، الزامات کے جواب ہیں ان بزرگوں کے کلمات قابل ملاحظہ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے وہ اولوالعزم پیغمبر ہیں جن کی طویل عمر دنیا میں مشہور ہے، ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کی دعوت وتبلیغ، اصلاح وارشاد میں دن رات مشغول رہے، مگر اس بدبخت قوم میں سے معدودے چند کے علاوہ کسی نے ان کی بات نہ مانی، اور تو اور خود ان کا ایک لڑکا اور بیوی کافروں کے ساتھ لگے رہے، ان کی جگہ کوئی اور مدعی دعوت و اصلاح ہوتا تو اس قوم کے ساتھ اس کا لب ولہجہ کیسا ہوتا، اندازہ لگائیے:۔

قرآن پاک میں سورۂ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے طریق دعوت کو

اوران کے فکرو کڑھن کوتفصیل سے بیان کیا ہے، ملاحظہ ہو:۔

مدتہائے دراز تک ان نصائح کا کچھ اثر قوم پر نہ ہوا تو (نوح علیہ السلام) نے حق تعالیٰ سے دعاء والتجا کی کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی اور دن کو بھی (دین حق کی طرف) بلایا، سو میرے بلانے پر (دین سے) اور زیادہ بھاگتے رہے اور (وہ بھاگنا یہ ہوا کہ) میں نے جب کبھی ان کو (دین حق کی طرف) بلایا تا کہ (ان کے ایمان کے سبب) آپ ان کو بخشد یں تو ان لوگوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (تا کہ حق بات سنیں بھی نہیں) اور یہ نفرت کی انتہاء ہے) اور (نیز انتہائی بغض سے انہوں نے) اپنے کپڑے (اپنے اوپر) لپیٹ لئے (تا کہ حق بات کہنے والے کو دیکھیں بھی نہیں اور کہنے والا بھی انکو نہ دیکھے) اور (انہوں نے اپنے کفر وانکار پر) اصرار کیا اور (میری اطاعت سے) غایت درجہ کا تکبر کیا (مگر باوجود اس تنفیر وتکبیر کے) پھر (بھی میں ان کو مختلف طریقوں سے نصیحت کرتا رہا چنانچہ) میں نے ان کو (دین حق کی طرف) بآواز بلند بلایا (مراد اس سے خطاب ووعظ عام ہے، جس میں عادۃً آواز بلند ہوتی ہے) پھر میں نے انکو (خطاب خاص کے طور پر) علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا، (یعنی جتنے طریقے نفع کے ہوسکتے تھے، سب ہی طرح سمجھایا، غرض اوقات میں بھی عموم کیا گیا "قَالَ لَیْلًا وَّ نَهَاراً" اور کیفیات میں بھی "کَمَا قَالَ دَعَوْتُهُمْ جِهَاراً الخ" حضرت نوح علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر میں نبوت عطا ہوئی، اور قرآنی تصریح کے مطابق ان کی عمر پچاس کم ایک ہزار سال ہوئی، اس پوری مدت دراز میں نہ کبھی اپنی کوشش کو چھوڑا، نہ کبھی مایوس ہوئے قوم کی طرف سے طرح طرح کی ایذائیں دی گئیں سب پر صبر کرتے رہے۔

بروایت ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ان کی قوم ان کو اتنا مارتی کہ وہ گر جاتے تو ان کو ایک کمبل میں لپیٹ کر مکان میں ڈالدیتے تھے، اور یہ سمجھتے تھے کہ

یہ مر گئے، مگر پھر جب اگلے روز ان کو ہوش آتا تو ان کو اللہ کی طرف بلاتے اور تبلیغ کے عمل میں لگ جاتے، محمد بن اسحٰق نے عبید بن عمر...... سے روایت کیا ہے کہ ان کو یہ خبر پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم ان کا گلا گھونٹ دیتی تھی، جس سے وہ بیہوش ہو جاتے اور جب ہوش آتا تو یہ کہتے تھے "رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن" اے میرے پروردگار، میری قوم کو معاف کر دے، کیونکہ وہ جانتے نہیں، ان کی ایک نسل کے ایمان لانے سے مایوسی ہوئی تو یہ امید رکھتے تھے، کہ ان کی اولاد میں کوئی ایمان لے آئے گا وہ نسل بھی گزر جاتی تو تیسری نسل سے یہی توقع لگا کر اپنے فرض منصبی میں مشغول رہتے کیونکہ ان نسلوں کی عمریں اتنی طویل نہ تھیں، جتنی حضرت نوح علیہ السلام کو بطور معجزہ عطا ہوئی تھی، جب ان کی نسل پر نسل گزرتی رہی اور ہر آنیوالی نسل پچھلی سے زیادہ شریر اور بدتر ثابت ہوئی تو حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اپنا شکوہ پیش فرمایا جس میں بتلایا کہ میں نے ان کو رات دن اجتماعاً و انفراداً علانیہ اور خفیہ جو طریقہ کسی کو راستہ پر لانے کا ہو سکتا ہے وہ سب اختیار کیا، کبھی اللہ کے عذاب سے ڈرایا، کبھی جنت کی نعمتوں کی ترغیب دلائی اور یہ بھی کہ ایمان اور عمل صالح کی برکت سے تمہیں دنیا میں بھی فراخی اور خوشحالی نصیب ہوگی، کبھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کی نشانیوں کو پیش کر کے سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہ سنی بلکہ ان کی تمام ہمدردی اور خیر خواہی کی دعوت کے جواب میں قوم نے کیا کہا:۔

اِنَّا لَنَرٰكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْن۔ (اعراف) (ہم آپ کو کھلی ہوئی گمراہی میں پاتے ہیں)

ادھر سے اللہ کے پیغمبر بجائے اس کے کہ اس سرکش قوم کی گمراہیوں، بدکاریوں کا پردہ چاک کرتے، جواب میں کیا فرماتے ہیں:۔

"یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْن"

(میرے بھائیو! مجھ میں کوئی گمراہی نہیں میں تو رب العالمین کا رسول اور قاصد ہوں

(تمہارے فائدہ کی باتیں بتلاتا ہوں)

دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریق دعوت بھی رہا ہے، جس کو قرآن کریم میں مختلف مواقع میں بیان فرمایا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت میں اس کا بڑا لحاظ رہتا تھا، کہ مخاطب پر بار نہ ہونے پائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے عشاق رسول اللہ ﷺ جن سے کسی وقت بھی اس کا احتمال نہ تھا کہ وہ آپ ﷺ کی باتیں سننے سے اکتا جائیں گے، ان کے لئے بھی آپ کی عادت یہ تھی کہ وعظ ونصیحت روزانہ نہیں، بلکہ ہفتہ کے بعض دنوں میں فرماتے تھے، تاکہ لوگوں کے کاروبار کا حرج اور ان کی طبیعت پر بار نہ ہو۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ہفتہ کے بعض ایام میں وعظ فرماتے تھے، تاکہ اکتا نہ جائیں، اور دوسروں کو بھی آپ کی طرف سے یہی ہدایت تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔

"یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" (صحیح بخاری، کتاب العلم) لوگوں پر آسانی کرو دشواری نہ پیدا کرو، اور ان کو اللہ کی رحمت کی خوشخبری سناؤ مایوس یا متنفر نہ کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہیں چاہئے کہ ربانی، حکماء، علماء وفقہا، بنو، صحیح بخاری شریف میں یہ قول نقل کر کے لفظ "ربانی" کی یہ تفسیر فرمائی کہ جو شخص دعوت وتبلیغ اور تعلیم میں تربیت کے اصول کو ملحوظ رکھ کر پہلے آسان آسان باتیں بتلائے، جب لوگ اسکے عادی ہو جائیں، تو اس وقت دوسرے احکام بتلائے جو ابتدائی مرحلے میں مشکل ہوتے ہیں وہ عالم ربانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو دعوت واصلاح کے کام میں اس کا بھی بڑا اہتمام تھا، کہ

مخاطب کی سبکی، یا رسوائی نہ ہو، اسی لئے جب کسی شخص کو دیکھتے کہ کسی غلط اور برے کام میں مبتلا ہے، تو اس کو براہِ راست خطاب کرنے کے بجائے مجمع عام کو مخاطب کر کے فرماتے تھے۔

"مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَفْعَلُوْنَ كَذَا" "لوگوں کو کیا ہو گیا کہ فلاں کام کرتے ہیں"

اس عام خطاب میں جس کو سنانا اصل مقصود ہوتا وہ بھی سن لیتا، اور دل میں شرمندہ ہو کر اس کے چھوڑنے کی فکر میں لگ جاتا تھا۔

انبیاء علیہم السلام کی عام عادت یہی تھی کہ مخاطب کو شرمندگی سے بچاتے تھے، اسی لئے بعض اوقات جو کام مخاطب سے سرزد ہوا ہے اس کو اپنی طرف منسوب کر کے اصلاح کی کوشش فرماتے، سورہ یٰس میں ہے "وَمَا لِيَ لَا اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ" یعنی مجھے کیا ہو گیا کہ میں اپنے پیدا کرنیوالے کی عبادت نہ کروں یہ ظاہر ہے کہ یہ قاصد رسول تو ہر وقت عبادت میں مشغول تھے، سنانا اس مخاطب کو تھا جو مشغول عبادت نہیں ہے مگر اس کام کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

اور دعوت کے معنی دوسرے کو اپنے پاس بلانا ہے، محض اسکے عیب بیان کرنا نہیں، اور یہ بلانا اسی وقت ہو سکتا ہے، جب کہ متکلم اور مخاطب میں کوئی اشتراک ہو، اسی لئے قرآن پاک میں انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا عنوان اکثر "يٰقَوْمِ" سے شروع ہوتا ہے، جس میں برادرانہ رشتہ کا اشتراک پہلے جتلا کر آگے اصلاحی کلام کیا جاتا ہے، کہ ہم تم ایک ہی برادری کے آدمی ہیں، کوئی منافرت نہیں ہونی چاہئے، یہ کہہ کر ان کی اصلاح کا کام شروع فرماتے ہیں:۔

رسول کریم ﷺ نے جو دعوت کا خط ہرقل شاہِ روم کے نام بھیجا، اس میں اول تو شاہ روم کو "عظیم الروم" کے لقب سے یاد فرمایا، جس میں اسکا جائز اکرام ہے، کیونکہ اس میں اسکے عظیم ہونے کا اقرار بھی ہے، اس کے بعد ایمان کی دعوت اس عنوان سے دی گئی:۔

"يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ" (سورہ آل عمران)

[اے اہل کتاب اس کلمہ کی طرف جلدی سے آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یعنی یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔]

جس میں پہلے آپس کا مشترک نقطۂ وحدت ذکر کیا ’’توحید کا عقیدہ‘‘ ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، اس کے بعد عیسائیوں کی غلطی پر متنبہ فرمایا۔

تعلیمات رسول اللہ ﷺ پر دھیان دیا جائے، تو ہر تعلیم و دعوت میں اسی طرح آداب واصول ملیں گے، آج کل اول تو دعوت واصلاح اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی طرف دھیان ہی نہ رہا، اور جو اس میں مشغول بھی ہیں، انہوں نے صرف بحث ومباحثہ اور مخالف پر الزام تراشی، فقرے کسنے اور اس کی تحقیر وتوہین کرنے کو دعوت وتبلیغ سمجھ لیا ہے، جو خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے کبھی موثر ومفید نہیں ہوتا، وہ سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم نے اسلام کی بڑی خدمت کی، اور حقیقت میں وہ لوگوں کو متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہیں۔

اس زمانہ میں دعوت اسلام کا کام پوری طرح مؤثر نہ ہونے کے دو سبب ہیں، ایک تو یہ کہ فساد زمانہ اور حرام چیزوں کی کثرت کے سبب عام طور پر لوگوں کے قلوب سخت اور آخرت سے غافل ہو گئے ہیں، اور قبول حق کی توفیق کم ہوگئی ہے، اور بعض تو اس قہر میں مبتلا ہیں، جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی، کہ آخر زمانے میں بہت سے لوگوں کے قلوب اوندھے ہو جائیں گے، بھلے برے کی پہچان اور جائز وناجائز کا امتیاز انکے دل سے اٹھ جائے گا۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوت حق کے فرائض سے غفلت عام ہوگئی ہے، عوام کا تو کیا ذکر خواص علماء وصلحا میں اس ضرورت کا احساس بہت کم ہے، یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اپنے اعمال درست کر لئے جائیں، تو یہ کافی ہے خواہ ان کی اولاد، بیوی، بھائی، دوست واحباب کیسے ہی گناہوں میں مبتلا رہیں ان کی اصلاح کی فکر گویا ان کے ذمہ ہی نہیں، حالانکہ قرآن وحدیث کی نصوص صریحہ ہر شخص کے ذمہ اپنے اہل

وعیال و متعلقین کی اصلاح کو فرض قرار دے رہے ہیں "قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا"
اور پھر اگر کچھ لوگ دعوت و اصلاح کے فریضہ کی طرف توجہ دیتے بھی ہیں، تو وہ قرآنی
تعلیمات اور دعوتِ پیغمبرانہ کے اصول وآداب سے ناآشنا ہیں بے سوچے سمجھے جس کو
جس وقت جو چاہا کہہ ڈالا، اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے، حالانکہ یہ طرز عمل
سنت انبیا علیہم السلام کے خلاف ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دین اور احکام دین پر عمل
کرنے سے اور زیادہ دور پھینک دیتا ہے۔

خصوصاً جہاں کسی دوسرے پر تنقید کی نوبت آئے تو تنقید کا نام لے کر تنقیص اور
استہزا و تمسخر تک پہنچ جاتے ہیں، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

جو شخص کسی غلطی پر متنبہ کرتا ہے، اگر تم نے اس کو تنہائی میں نرمی کے ساتھ سمجھایا
تو یہ نصیحت ہے، اور اگر علانیہ لوگوں کے سامنے اس کو رسوا کیا تو یہ فضیحت ہے"

آج کل تو ایک دوسرے کے عیوب کو اخباروں، اشتہاروں کے ذریعہ منظر عام
پر لانے کو دین کی خدمت سمجھ لیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین اور اس کی دعوت
کی صحیح بصیرت اور آداب کے مطابق اس کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔

یہاں تک دعوت کے اصول اور آداب کا بیان ہوا، اس کے بعد فرمایا
"اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ" یہ جملہ
داعیان دین کی تسلی کے لئے ارشاد فرمایا ہے، کیونکہ مذکور الصدر آدابِ دعوت کو استعمال
کرنے کے باوجود جب مخاطب حق بات کو قبول نہ کرے، تو طبعی طور پر انسان کو سخت صدمہ
پہنچتا ہے، اور بعض اوقات اس کا یہ اثر بھی ہو سکتا ہے کہ دعوت کا فائدہ نہ دیکھ کر آدمی پر
مایوسی طاری ہو جائے، اور کام ہی چھوڑ بیٹھے، اس لئے اس جملہ میں یہ فرمایا کہ آپ کا کام
صرف دعوتِ حق کو اصول صحیحہ کے مطابق ادا کر دینا ہے، آگے اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا

اس میں نہ آپ کا کوئی دخل ہے، نہ آپ کی ذمہ داری، وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے، وہی جانتا ہے، کہ کون گمراہ رہے گا، اور کون ہدایت پائے گا، آپ اس فکر میں نہ پڑیں، اپنا کام کرتے رہیں، اس میں ہمت نہ ہاریں مایوس نہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ یہ جملہ بھی آداب دعوت ہی کا تکملہ ہے۔

داعی حق کو کوئی ایذا پہنچائے تو بدلہ لینا بھی جائز ہے مگر صبر بہتر ہے

اس کے بعد کی تین آیتوں میں داعیان حق کیلئے ایک اور اہم ہدایت ہے، وہ یہ کہ بعض اوقات ایسے سخت دل جاہلوں سے سابقہ پڑتا ہے، کہ ان کو کتنی ہی نرمی اور خیر خواہی سے بات سمجھائی جائے وہ اس پر بھی مشتعل ہو جاتے ہیں، زبان درازی کر کے ایذا پہنچاتے ہیں، اور بعض اوقات اس سے بھی تجاوز کر کے ان کو جسمانی تکلیف پہنچانے بلکہ قتل تک سے بھی گریز نہیں کرتے، ایسے حالات میں دعوت حق دینے والوں کو کیا کرنا چاہئے۔

اس کے لئے "وَاِنۡ عَاقَبۡتُمۡ الخ" میں ایک تو ان حضرات کو قانونی حق دیا گیا کہ جو آپ پر ظلم کرے آپ کو بھی اس سے بدلہ لینا جائز ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ بدلہ لینے میں مقدار ظلم، سے تجاوز نہ ہو، جتنا ظلم اس نے کیا ہے، اتنا ہی بدلہ لیا جائے، اس میں زیادتی نہ ہونے پائے، اور آخر آیت میں مشورہ دیا کہ اگرچہ آپ کو انتقام لینے کا حق ہے لیکن صبر کریں اور انتقام نہ لیں تو یہ بہتر ہے۔

آیت مذکورہ کا شان نزول
اور رسول اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے تعمیل حکم

جمہور مفسرین کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے، غزوہ احد میں ستر صحابہ کی شہادت

اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے مثلہ کرنے کے واقعہ میں نازل ہوئی، صحیح بخاری کی روایت اسی کے مطابق ہے، دار قطنی نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

''غزوہ احد'' میں مشرکین لوٹ گئے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ستر اکابر کی لاشیں سامنے آئیں، جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، چونکہ مشرکین کو ان پر بڑا غیظ تھا، اس لئے ان کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاش پر اپنا غصہ اس طرح نکالا کہ ان کی ناک، کان، اور دوسرے اعضاء کاٹے گئے، پیٹ چاک کیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منظر سے سخت صدمہ پہنچا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں مشرکین کے ستر آدمیوں کا اسی طرح مثلہ کروں گا، جیسا انہوں نے حضرت حمزہؓ کا کیا ہے، اس واقعہ میں تین آیات نازل ہوئیں "وَإِنْ عَاقَبْتُمْ" الخ (تفسیر قرطبی) بعض روایات میں ہے کہ دوسرے حضرات صحابہ کے ساتھ بھی ان ظالموں نے اسی طرح معاملہ مثلہ کرنے کا کیا تھا، (کما رواہ الترمذی واحمد وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحها عن ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اس میں چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ''فرطِ غم'' سے بلالحاظ تعداد ان صحابہ کے بدلے میں ستر مشرکین کے مثلہ کرنے کا عزم فرمایا تھا، جو اللہ کے نزدیک اس اصول عدل ومساوات کے مطابق نہ تھا، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں قائم کرنا منظور تھا، اس لئے ایک تو اس پر متنبہ فرمایا گیا کہ بدلہ لینے کا حق تو ہے، مگر اسی مقدار اور پیمانہ پر جس مقدار کا ظلم ہے، بلالحاظ تعداد چند کا بدلہ ستر سے لینا درست نہیں، دوسرے آپ کو مکارم اخلاق کا نمونہ بنانا مقصود تھا، اس لئے نصیحت کی گئی کہ برابر بدلہ لینے کی اگرچہ اجازت ہے، مگر وہ بھی چھوڑ دو اور مجرموں پر احسان کرو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم صبر ہی کرینگے، کسی ایک

سے بھی بدلہ نہیں لیں گے، اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا، (مظہری عن البغوی) فتح مکہ کے موقع پر جب یہ تمام مشرکین مغلوب ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے قبضہ میں تھے، یہ موقع تھا کہ اپنا وہ عزم وارادہ پورا کر لیتے جو "غزوۂ اُحد" کے وقت کیا تھا، مگر آیات مذکورہ کے نزول کے وقت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ارادے کو چھوڑ کر صبر کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے، اس لئے "فتح مکہ" کے وقت ان آیات کے مطابق صبر کا عمل اختیار کیا گیا، شاید اسی بناء پر بعض روایات میں یہ مذکور رہا ہے کہ یہ آیتیں فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی تھیں، اور یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ ان آیات کا نزول مکرر ہوا ہو، اوّل "غزوۂ احد" میں نازل ہوئیں، اور پھر "فتح مکہ" کے وقت دوبارہ نازل ہوئیں۔
(کماحکاہ المظہری عن ابن الحصار)

دعوت بذمہ امت

جسطرح تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کا اصل کام اور مقصد زندگی دعوت الی اللہ تھا، اسی طرح امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد زندگی بھی دعوت الی اللہ تھا اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والوں یعنی پوری امت کی ذمہ داری یہی قرار دی گئی، کہ وہ دعوت الی اللہ کو اختیار کریں، چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا:۔

"قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہہ دیں کہ (تم مانو یا نہ مانو) میرا تو یہی طریقہ اور مسلک ہے کہ لوگوں کو بصیرت اور یقین کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتا رہوں، میں بھی اور وہ لوگ بھی جو میری اتباع کرنے والے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ میری یہ دعوت کسی سرسری نظر پر مبنی نہیں بلکہ پوری بصیرت اور عقل وحکمت کا ثمرہ ہے، اس دعوت وبصیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین اور پیروؤں کو بھی شامل فرمایا ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اس سے مراد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، جو علوم رسالت کے خزانے اور خداوند سبحانہ وتعالیٰ کے سپاہی ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس امت کے بہترین افراد ہیں، جنکے قلوب پاک اور علم گہرا ہے، تکلف کا ان میں نام نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول کی صحبت وخدمت کے لئے منتخب فرمالیا ہے، تم انہی کے اخلاق وعادات اور طریقوں کو سیکھو، کیونکہ وہی سیدھے راستہ پر ہیں۔

اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ "مَنِ اتَّبَعَنِیْ" عام ہو ہر اس شخص کیلئے جو قیامت تک دعوت رسول اللہ ﷺ کو امت تک پہنچانے کی خدمت میں مشغول ہو،............ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اتباع کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے، اور قرآن کی تعلیم کو عام کرے۔ (مظہری)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

دعوت وتبلیغ کے اندر ہی "اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ" بھی داخل ہے، قرآن واحادیث میں "اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ" کی بہت تاکید آئی ہے، اور جگہ جگہ اس کا حکم کیا گیا ہے، اور اسی کو اس امت کا طرۂ امتیاز بتایا گیا ہے، اور اس کی خالص فضیلت بیان کی گئی ہے، بلکہ اس کے وجوب وضرورت کو بہت اہمیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، چند آیات واحادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱)......"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ

وَالْحِجَارَةُ"

[اے ایمان والوتم اپنے کواوراپنے گھروالوں کواس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اورپتھر ہیں۔]

(۲)......"وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" (سورۂ طٰہٰ)

[(اے محمد ﷺ) اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس پر جمے رہئے۔]

(۳)......وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (آل عمران)

[اورتم میں سے ایک ایسی جماعت ہوناضروری ہے جو نیکی کی دعوت دے اور اچھے کام کرنے کوکہا کرے اور برے کام سے روکا کرے اور ایسے ہی لوگ پورے کامیاب ہونگے۔]

(۴)......وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً۔ (انفال)

[اورتم اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو خاص کران ہی لوگوں کونہیں پہنچے گا،جنہوں نےتم میں سےظلم کیا۔]

(بلکہ ان گناہوں کو دیکھ کرجنہوں نے مداہنت کی ہے وہ بھی اس میں شریک ہونگے) اس سے بچنا یہی ہے کہ مداہنت نہ کرو۔

(۵)...... كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (ال عمران)

[تم لوگ اچھی جماعت ہوکہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے،کہ تم نیک کام کاحکم اور برے کام سےمنع کرتے ہواوراللہ تعالیٰ پرایمان رکھتے ہو۔]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر معلوم ہوا، اس امت کا طغرائے امتیاز ہے۔

(۶)......ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الذٰریت)

[آپ لوگوں کو سمجھاتے رہئے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو (ضرور) نفع دیگا۔]

(۷)......وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

[زمانہ کی قسم بیشک تمام انسان ٹوٹے میں ہیں سوائے انکے جو ایمان لائے، اور نیک کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں۔]

ایمان وعمل کے ساتھ تبلیغ بھی نقصان سے نجات کا ذریعہ ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱)......عن ابی سعیدی الخدری رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔

(رواہ مسلم: ۱/۵۰، والترمذی: ۲/۴۰، وابن ماجہ: ۱/۲۹۹، والنسائی: ۲/۲۳۱)

[حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کوئی ناجائز کام ہوتے ہوئے دیکھے اسکو ہاتھ سے بدل دے اور اگر یہ نہ کرسکے، تو زبان سے، یہ بھی نہ کرسکے تو دل سے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔]

گناہوں سے روکنا قدرت کے ہوتے ہوئے، ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اور ایمان کی علامت ہے، اور استطاعت سے مراد استطاعت شرعیہ ہے، ظاہر ہے کہ

استطاعت باللسان ہر وقت حاصل ہے۔

(۲) ...... عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ رَجُلٍ يَكُوْن فِيْ قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُوْنَ اِلَّا اَصَابَهُمُ اللهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتُوْا۔

[حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی ایک آدمی کہ کسی قوم میں ہو ان میں گناہ کرتا ہو، اور وہ لوگ روکنے کی قدرت رکھتے ہوں، اور نہ روکیں، مگر اللہ تعالیٰ ان پر ان کے مرنے سے پہلے عذاب پہنچادینگے۔] (ابوداؤد شریف، ص۵۹۶ رج ۲ روغیرہ)

ایک بدکار کو گناہوں سے باوجود قدرت کے نہ روکنے پر بھی ساری قوم پر وبال آجاتا ہے۔

(۳) ...... روی انس رضی اللہ عنہ قال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا تَزَالُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تَنْفَع منْ قَالَهَا وَتَرِدُّ عَنْهُمُ الْعَذَابَ وَالنَّقْمَةَ مَالَمْ يَسْتَخِفُّوْا بِحَقِّهَا قَالُوْا يَارسول الله مَا الِاسْتِخْفَافُ بِحقهَا قَالَ يَظْهرُ الْعَمَلُ بِالْمَعَاصِي فَلَا يُنْكرُو لَا يُغَيِّرُ۔ (رواہ الاصبهانی الترغيب والترهيب ج ۲ رص ۲۳۱)

[حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لَا اِلٰهَ الا الله" ہمیشہ اپنے کہنے والوں کو فائدہ دیتا ہے، اور ان سے عذاب اور وبال دفع کرتا رہے گا، جب تک کہ وہ اسکے حق کا استخفاف نہ کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ اس کے حق کا استخفاف کیا ہے، فرمایا کہ کھلم کھلا اللہ کی نافرمانیوں کا عمل ہو اور نہ انکار کیا جائے، نہ روکا جائے۔]

معلوم ہوا کہ باوجود قدرت کے تبلیغ چھوڑ دینے سے کلمۂ طیبہ عذاب دفع نہیں کرتا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ فرماتے ہیں:۔

اب آپ ہی ذرا انصاف سے فرمائیے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں

کی کوئی انتہاء کوئی حد ہے اور اس کے روکنے یا بند کرنے یا کم ازکم تقلیل کی کوئی سعی کوئی کوشش ہے۔ (فضائل تبلیغ ص ۱۳)

(۴) ...... عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْلَيُوْ شِكَنَّ اللّٰهُ يَبْعَثُ عَلَيْكُمْ عِقَاباً مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ۔ (ترمذی شریف ۴۰/ ج ۲)

[حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، یا تو تم ضرور ''امر بالمعروف نہی عن المنکر'' کیا کرو، یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجدیں پھر ان سے دعا کرواور قبول نہ فرمائیں گے۔]

(۵) ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَاَيُّهَا النَّاس مُرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَوا عَنِ الْمُنْكَرِ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْا اللّٰه فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ وَقَبْلَ اَنْ تَسْتَغْفِرُوْهُ فَلَايَغْفِرُلَكُمْ اِنَّ الْاَمْرَبِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ لَايَدْفَعُ رِزْقاً وَلَايُقَرِّبُ اجلًا وَاِنَّ الْاَحْبَارَ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالرُّهْبَانَ مِنَ النَّصَارىٰ لَمَّاتَرَكُوْا الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ عَلىٰ لِسَانِ اَنْبِيَائِهِمْ ثُمَّ عَمُّوْا بِالْبَلَاءِ۔ (رواہُ الاصبھانی)

(الترغیب والترھیب للمنذری: ۲۳۰/۳)

وَلِعَائِشَةَ وَتَسْتَنْصِرُوْنِيْ فَلَا اَنْصُرُكُمْ۔ (ابن ماجہ: ۲۹۸/۱)

[حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لوگو! اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو کہ تم اللہ سے دعا کرو اور وہ تمہاری دعا قبول نہ فرمائیں، اور اس سے پہلے کہ تم مغفرت چاہو اور وہ نہ بخشیں یقیناً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ رزق کو دفع کرتا ہے، اور نہ موت کو

قریب کرتا ہے، اور یہودی علماء اور نصرانی راہبوں نے جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا، تو خدائے تعالیٰ نے ان کو ان کے انبیاء کی زبان پر لعنت فرمائی ہے، پھر وہ عام وبال میں مبتلا کر دیئے گئے۔

اور حضرت عائشہؓ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس سے پہلے کرلو کہ تم اللہ تعالیٰ سے مدد چاہو اور وہ مدد نہ فرمائیں۔]

(۶) ...... عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ سَعِيْد بن عبد الرحمن بْن ابزیٰ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَ رَسُول الله ﷺ ذَاتَ يَومٍ فَاَثْنٰى عَلٰى طَوَائِفِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرا ثُمَّ قَالَ مَابَالُ اَقْوَامٍ لَايُفَقِّهُوْنَ جِيْرَانَهُمْ وَلَايُعَلِّمُوْنَهُمْ وَلَا الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ مَا بَالَ اَقْوَامٍ لَا يُفَقِّهُوْنَ جِيْرَانَهُمْ وَ لَايُعَلِّمُوْنَهُمْ وَلَا يَعِظُوْنَهُمْ وَلَا يَاْمُرُوْنَهُمْ وَلَايَنْهَوْنَهُمْ وَمَابَالُ اَقْوَامٍ لَايَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ جِيْرَانِهِمْ وَلَا يَتَفَقَّهُوْنَ وَلَايَتَعِظُّوْنَ. "وَاللهُ لِيُعَلِّمَنَ قُوم جيرانهم وَيُفَقِّهُوْنَهُمْ وَيَعِظُوْنَهُمْ وَيَاْمُرُوْنَهُمْ وَيَنْهَوْنَهُمْ وَلِيَتَعَلَّمَنَّ قَوم جِيْرَانهُمْ وَيَتَفَقَّهُوْنَ وَيَتَعَظُّوْنَ اَوْ لاعَاجلنهُمْ الْعُقُوْبَةَ ثُمَّ نَزَلَ۔ (الحديث الطويل رواه الطبرانی فی الكبير)

(الترغيب والترهيب/۱/۱۲۲)

[حضور ﷺ نے ایک دن وعظ فرمایا اور مسلمان کی کئی جماعتوں کی تعریف فرمائی اور فرمایا کیا حال ہے، ان قوموں کا جو اپنے پڑوسیوں کو نہ دین کی باتیں سمجھاتے ہیں، نہ دین سکھاتے ہیں، نہ نصیحت کرتے ہیں، نہ نیک کام کو کہتے ہیں، نہ برائی سے روکتے ہیں اور کیا حال ہے ان قوموں کا جو اپنے پڑوسیوں سے نہ دین سیکھتے ہیں نہ دین کی باتیں سمجھتے ہیں، نہ نصیحت مانتے ہیں، خدا کی قسم یا تو ضرور دین سکھایا کریں، سب لوگ

اپنے پڑوسیوں کو دین کی باتیں سمجھایا کریں، اور نصیحت کیا کریں اور نیک کام کو کہا کریں، برائی سے روکا کریں، اور ضرور دین سکھایا کریں، ہر قوم اپنے پڑوسیوں سے دین کی باتیں سمجھا کریں اور نصیحت مانا کریں، یا میں ان سب پر جلد سزا وارد کرونگا، پھر حضور ﷺ منبر سے اتر آئے۔

(۷)...... عَنْ عَدِیّ بْنِ عَدِیّ الکندی قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلیٰ لَنَا انہُ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُول اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللہ تَعَالیٰ لَایُعَذِّبُ الْعَامَۃَ بِعَمَلِ الْخَاصَّۃِ حَتّٰی یَرُوْا الْمُنْکر بَیْنَ ظَھْرَانِیْھِمْ وَھُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰی اَنْ یُنْکِرُوْہٗ فَلَایُنْکِرُوْا فَاِذَافَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللہُ الْعَامۃَ وَالْخَاصَّۃَ۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

[حضور ﷺ نے فرمایا ہے خاص کے عمل بد کی وجہ سے سب لوگوں کو عذاب نہ دیا جائے گا، یہاں تک کہ لوگ گناہوں کو اپنے یہاں ہوتا ہوا دیکھیں اور روکنے پر قدرت رکھتے ہوں اور نہ روکیں، تو جب وہ ایسا کرینگے تو اللہ تعالیٰ عام، خاص سب کو عذاب دینگے۔]

دعوت وتبلیغ کا تسلسل

آیت پاک واحادیث مبارکہ سے دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت سامنے آ گئی، اس وجہ سے اس امت میں ہر زمانہ میں دعوت وتبلیغ کا سلسلہ رہا ہے، اور ہر زمانہ میں ''داعیان حق'' پیدا ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے اس فریضہ کو انجام دیا، اور ان کی مساعی کی وجہ سے ہر زمانہ میں مذہب اسلام پھیلتا پھولتا پھلتا اور بڑھتا اور چڑھتا رہا، اور ایک ایک کے ذریعہ سینکڑوں، ہزاروں، اور بعض کے ذریعہ لاکھوں افراد، ہدایت

یافتہ ہوکر کامیاب وکامراں ہوتے رہے۔

اس کی کچھ تفصیل دیکھنی ہوتو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی قدس سرہٗ کی ''تاریخ دعوت وعزیمت'' ملاحظہ فرمائیں، اسکے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ یہ امت ہر زمانہ میں کیسے کیسے، اولوالعزم ''داعیان حق'' سے مالا مال رہی ہے۔

اس اخیر زمانہ میں حضرات علمائے دیوبند کو اس فریضہ کیلئے حق تعالیٰ شانہ نے منتخب فرمایا، بالخصوص حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، اوران کے تربیت یافتہ وفیض یافتگان حضرات کی مساعی جمیلہ اور ضیا پاشیوں کی وجہ سے پورا عالم روشن اور منور ہورہا ہے، مدارس دینیہ، تبلیغی جماعت، خانقاہوں، کا فیض پوری دنیا میں پھیل رہا ہے، اور جگہ جگہ دارالعلوم قائم ہورہے ہیں، اور قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوْل صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صداؤں سے فضائیں گونج رہی ہیں، اور مجالس ذکر سے فضائیں منور ہورہی ہیں، اور جگہ جگہ تبلیغی جماعت، کی نقل وحرکت سے احکام زندہ ہورہے ہیں، سنتیں زندہ ہورہی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

دعوۃ الحق کا قیام

اس سلسلہ کی ایک کڑی حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ کی ذات گرامی بھی تھی، حق تعالیٰ شانہٗ نے ان کو ''اصلاح امت'' کا خاص فکر و دردعطافرمایا تھا۔

ان کے درد وفکر امت کا اندازہ اس ارشاد سے ہوسکتا ہے فرماتے تھے:۔

امت کی بدحالی کا جب خیال آتا ہے، بھوک اڑ جاتی ہے، اور سونے کے وقت اگر امت کی بدحالی کا خیال آتا ہے، تو نیند غائب ہوجاتی ہے اور کروٹیں بدلتے

بدلتے رات ختم ہوجاتی ہے (اوکما قال) یہی اصلاح امت کا فکر تھا جس نے ہزاروں کتابیں اور رسائل تصنیف کرائے اور اس درد وغم کی وجہ سے اصلاح امت کی خاطر ''مجلس دعوۃ الحق'' کا نظام قائم فرمایا اور اس کے لئے مکمل لائحۂ عمل تیار فرمایا:۔

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ ارقام فرماتے ہیں:۔

''اسباب اتفاقیہ سے ایک زمانہ طویل سے عام طور پر اس کی طرف سے بہت زیادہ بے التفاتی ہوگئی جس کی وجہ سے بعض کا اس پر قادر نہ ہونا اور بعض کا دوسرے مشاغل ضروریہ یا غیر ضروریہ میں مشغول ہونا ہے، جس کا نتیجہ لازمی طور پر غلبہ جہل ہے، اور غلبہ جہل، سے فساد عمل، اور فساد عمل، سے مسلمانوں کا ہر قسم کا ظاہری و باطنی تنزل اور انواع مصائب میں ابتلاء اس قدر رونما ہوگیا ہے، کہ جلدی اس کا تدارک نہ کیا گیا تو قوی اندیشہ ہے کہ خدانہ کرے مسلمانوں کی قوم من حیث الاسلام فنا ہوجائیگی، اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بہت جلدی اس کا خاص انتظام کیا جاوے۔ (دعوۃ الداعی، ص ۲)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس نہج پر کام ختم ہوگیا تھا، حضرت والا ہردوئی قدس سرہٗ چونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پرتو اور عکس جمیل ہیں، حضرت کو تھانوی انداز وطرز پر مجلس دعوۃ الحق کے نظام کو قائم رکھنے کا شدید داعیہ تھا۔ بدعات ورسومات کے روز بروز شیوع سے حضرت والا ہردوئی کو بڑا غم تھا، احیاء سنت کے جذبہ کے تحت حضرت اپنے شیخ اور مرشد کے بنائے ہوئے ضوابط اور لائحہ عمل کی روشنی میں پوری قوت کے ساتھ تنہا میدان میں آ گئے، اور مجلس دعوۃ الحق کا ۱۳۷۷ھ میں احیاء فرمایا، اور حسب ضرورت وحالات اور زمانہ کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً مختصر اور مفصل کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے، جو اپنے موضوع پر اکسیر اور نہایت مفید ہیں۔

مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

حضرت والا قدس سرہٗ کے حکم سے ''مجلس دعوۃ الحق'' ہردوئی کا تعارف شائع کیا گیا تھا، جس میں اس کے اغراض ومقاصد بھی بیان کئے گئے ہیں، اوراس کے ذریعہ جو دینی خدمات انجام دی گئیں ان کا تذکرہ بھی ہے، اوراسکے ذریعہ جابجا جومکاتب، کا جال بچھایا گیااسکا بھی تذکرہ ہے، ہم اس کو یہاں بعینہ نقل کرتے ہیں تاکہ ''مجلس دعوۃ الحق'' ہردوئی کا تعارف سامنے آجائے۔ملاحظہ فرمائیں:۔

مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

حامداً ومصلیاً امابعد!

اسلام:۔اللہ تعالیٰ کاآخری پسندیدہ دین کامل ہے،اس لئے اس کی حفاظت واشاعت کی فکرواہتمام ایمانی فریضہ ہے،امت کی ہدایت وتربیت کی سعی وانتظام دینی ذمہ داری ہے۔

بالخصوص جبکہ ملت اسلامیہ کے دینی عقائدودینی رجحانات،اسلامی تہذیب، ومعاشرت کی بقاکے لئے خطرات پیدا ہوجائیں توایسی حالت میں یہ کام اورزیادہ قابل فکر ولائق توجہ ہوجاتاہے، بلکہ ایسے موقع پرخاموشی وچشم پوشی جرم ہوجاتی ہے۔

چنانچہ چودھویں صدی ہجری کے نصف اوّل میں مختلف عوامل واسباب کی بنا پرملت اسلامیہ کے لئے حالات اسی طرح پیدا ہوگئے تھے۔

جیساکہ حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہٗ تحریرفرماتے ہیں،کہ مسلمانوں کاہرقسم کا ظاہری وباطنی تنزل اورانواع مصائب میں ابتلااس قدررونماہوگیاہے،کہ اگرجلدی

اسکا تدارک نہ کیا گیا تو قوی اندیشہ ہے کہ خدانہ کرے مسلمانوں کی قوم من حیث الاسلام فنا ہوجائیگی، اس لئے سخت ضرورت ہے کہ بہت جلد ہی اس کا خاص انتظام کیا جاوے۔

(دعوۃ الداعی، ص ۲)

اس طرح کے نازک حالات میں حضرت حکیم الامت نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی حکیمانہ نظر سے بیمار امت کے دین وایمان کے تحفظ، وعقائد واعمال کی اصلاح، آئندہ نسلوں تک صحیح دین پہنچنے کیلئے ۱۳۵۸ھ میں ایک نظام عمل ''مجلس دعوۃ الحق'' کی صورت میں تجویز فرمایا:۔

آپ اس سلسلے میں فرماتے ہیں کہ الحمدللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ایسے نازک وقت میں دستگیری فرمائی کہ اپنے بعض بے سروسامان بندوں کو اس احساس کے ساتھ اس کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اسکے بھروسے پر اس خدمت کی انجام دہی کیلئے کھڑے ہوگئے، انہوں نے اس کی تکمیل کے لئے ایک مجلس ''دعوۃ الحق'' کے نام سے بنائی۔ (دعوۃ الداعی، ص ۳)

اس کے لئے اصول وطریقہ کار، اور نظام عمل کو خود آپ ہی نے اپنے دو رسائل ''دعوۃ الداعی''، ''تفہیم المسلمین'' میں بیان فرمایا ہے، ساتھ ہی ان کی اہمیت وافادیت کے سلسلے میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر پابندی اور اخلاص کے ساتھ اس دستورالعمل پر عمل کرلیا گیا تو انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس کے ثمرات فلاح وصلاح ونجاح مشاہدہ میں آجاوینگے، یہ تو ''برکات عاجلہ'' ہونگے، اور آخرت کے ثمرات، کا کیا کہنا۔ (دعوۃ الداعی، ص ۴)

آپ کا درد وغم، اخلاص وحسن نیت، آہ نیم شبی، رنگ لائی اور دنیا نے:

''قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید''

کا مشاہدہ کرلیا۔

کہ بے سر و سامانی کے عالم میں جو پودا، لگایا گیا اس میں برگ و بار آئے، اور وہ بارآور ثابت ہوا، کہ بیمار امت کی اصلاح و ہدایت کے لئے جو "مجلس دعوۃالحق" قائم کی گئی تھی، اصول کے موافق جہاں جہاں کام کیا گیا بحمد اللہ اس کے منافع فوائدظاہر ہوئے عقائد میں پختگی، اعمال میں درستگی، منکرات کی اصلاح و رسوم و رواج کے بجائے، سنت کے موافق عمل کا، داعیہ پیدا ہوا۔

اسی مجلس کا کام ۴ ر صفر ۱۳۷۰ھ سے شہر ہر دوئی میں محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ کے زیر اہتمام حتی الوسع انہیں اصول و ہدایات کے موافق شروع کیا گیا، جو کہ بفضلہ تعالیٰ جاری ہے۔

اغراض ومقاصد

(۱)......ضلع ہر دوئی نیز اضلاع یوپی، و بیرون یوپی زیادہ سے زیادہ مکاتب کے اجرا والحاق کا نظم جس میں صحت کے ساتھ قرآن مجید، ناظرہ، وحفظ اور دینی و دنیوی تعلیم (درجات پرائمری) کا بھی انتظام۔

(۲)......مدرسین کرام کی "تصحیح کلام پاک" کا نظم اور طریقۂ تعلیم سکھانا، نیز بہ سلسلہ تعلیم ضروری امور بتلانا۔

(۳)......تبلیغی اسفار کا زیادہ سے زیادہ انتظام، نیز تصحیح کلمہ و اذان و اقامت و نماز اور سچا پکا مسلمان بننے اور بنانے کی سعی کرنا۔

(۴)......تبلیغی و اصلاحی وعظ اور مجلسوں کا ہر دوئی و دیگر مقامات میں وقتاً فوقتاً انتظام کرنا۔

(۵)......بذریعہ مبلغین، دینی تعلیمات و احکام کی اشاعت۔

(۶)......منکرات کی اصلاح اور وقتی احکام کی وقتاً فوقتاً اشاعت کرنا۔

(۷)...... وعظ کے خواہش مند حضرات کے لئے ضروری انتظام کرنا۔

(۸)...... بغرض مطالعہ دینی کتب کی تقسیم کا نظم کرنا۔

(۹)...... اہل حاجت کی خواہش پر حسب گنجائش مساجد کا انتظام، اور تراویح میں بلا اجرت کلام پاک سنانے کا نظم کرنا۔

(۱۰)...... اہل حاجت کی خواہش پر ''اسلامی اصول'' کے موافق نکاح خوانی کا بلا کسی اجرت ومعاوضہ کے انتظام اور زوجین کو سند نکاح مفت دینا۔

(۱۱)...... اہل معاملہ کی خواہش ودرخواست پر بذریعہ پنچایت اسلامی کارروائی فسخ نکاح کیا جانا۔

(۱۲)...... بوقت ضرورت لاوارث اموات کی تجہیز وتکفین کا انتظام کرنا۔

(۱۳)...... ہر قمری ماہ کے دوسرے جمعہ کی شب میں تبلیغی واصلاحی اجتماع وجلسہ کرنا۔

(۱۴)...... طلبہ وتصحیح کنندگان کو بشرط ضرورت حسب گنجائش وظیفہ دینا۔

(۱۵)...... ''عامۃ المسلمین'' کی وقتی دینی ضروریات اور کاموں میں امداد کرنا۔

(۱۶)...... کارہائے مندرجہ بالا امور کیلئے مالی جدوجہد، حدود شرعی کے موافق کرنا۔

تفصیل مکاتب مجلس دعوۃ الحق ہردوئی ۱۴۲۴ھ

اجراء مکاتب:۔ مکاتب کے اجراء کا کام ضلع ہردوئی میں ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ سے شروع ہوا، بحمد اللہ اس وقت ۱۴۲۴ھ ۱۰۰/ مکاتب چل رہے ہیں، ۴۴/ ضلع ہردوئی میں ۲۸/ مکاتب اضلاع صوبہ یوپی میں ۲۸/ مدارس دیگر صوبہ جات میں جن کا کل انتظام بہ نگرانی حضرت ناظم صاحب قدس سرہٗ ہو رہا تھا۔

نصاب تعلیم

جملہ مدارس میں درجات نو پرائمری میں اور بعض مدارس میں درجۂ پنجم تک کی

تعلیم ہوتی ہے، ہر مکتب میں قرآن پاک کے صحیح پڑھنے (یعنی ناظرہ وحفظ) کا خاص نظم ہے، نیز بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا بھی خاص اہتمام رکھا جاتا ہے، کچھ مکتب منظور (ریگنائزڈ) ہوچکے ہیں، دوسرے مکاتب کے لئے کوشش کا نظم ہے۔

تعداد طلبہ

سال ۱۴۲۴ھ میں کل تعداد طلبہ وطالبات مندرج ۱۱۱۸۵ر رہی ذی قعدہ ۱۳۷ھ سے ختم سال ۱۴۲۴ھ تک جملہ مکاتب مجلس دعوۃ الحق میں ۲۰۵۷۹ر بچوں نے ناظرہ قرآن شریف اور تقریباً ۲۵۳۲ر نے حفظ قرآن پاک صحت اور قواعد تجوید کا حتی الامکان لحاظ کرتے ہوئے ختم کیا۔

تعداد مدرسین وملازمین

جملہ مدارس مجلس دعوۃ الحق میں تعداد مدرسین ۸۴۴ر رہے جن میں ۱۲ر علماء کرام اور ایک سوتراسی ۱۸۳ر حفاظ کرام ۵۷ر منشی صاحبان ہیں نیز دفتر مرکز میں سات اشخاص کام کرتے ہیں، اور دیگر عملہ کی تعداد ۸۷ر رہے، اس طرح کل تعداد خدام ادارہ ۴۵۵ر رہے۔

مدرسین کرام کو مرکز ہردوئی میں طریقہ تعلیم سکھایا جاتا ہے، اور قرآن شریف کی تکمیل تصحیح کے بعد تقرر عمل میں لایا جاتا ہے، سب کے سب تجوید سے قرآن شریف کی تعلیم کی سعی کرتے ہیں۔

تفصیل مدات اخراجات مرکز ومکاتب مجلس دعوۃ الحق ہردوئی بابت سال ۱۴۲۴ھ

(۱) وظائف طلبہ (۲) اعانت مدارس بوجہ کمی مالیات (۳) تنخواہ عہدہ داران دفتر

(۴) تنخواہ وسفرخرچ محصلین وممتحنین ومعائنہ کنندگان (۵) تبلیغی مسائل کی اشاعت (۶) تبلیغی اسفار (۷) تبلیغی جلسے (۸) اخراجات ڈاک (۹) نشرواشاعت (۱۰) متفرقات حساب سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج کل مکاتب کے ماہانہ اخراجات اوسط تقریباً ۹۶-۱۵-۸۵-۱۷/روپیہ اور مرکز کا اوسط (۲۰-۲۸۰۶۸۴) روپیہ جو بفضلہ تعالیٰ عامۃ المسلمین اور ماں بہنوں کی معاونت بذریعہ چٹکی وغیرہ ہوتا ہے۔

وظائف

غیر مستطیع طلبہ اور امیدواران ملازمت نیز وہ اساتذہ جو بغرض حصول طریقۂ تعلیم وتصحیح کلام پاک تشریف لاتے ہیں ان کو حسب مصالح وظیفہ دیا جاتا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مکاتب کے ۵۲۷/طلبا کو مبلغ ۱۰۲۹۹۹/روپیہ وظائف دیئے گئے، مدارس دارالاقامہ (۱) مدرسہ جامع العلوم بلگرام (۲) مدرسہ روضۃ العلوم اٰہی اعظم پور (۳) مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ سدھارتھ نگر (۴) مدرسہ اشرف العلوم، روضۃ العلوم، بینی گنج (۵) مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی کے ۲۳۴/طلبہ کو مبلغ ۸۵/سال ۱۵۳۱۰۰۷/روپیہ وظائف دیئے گئے، نیز دوران سال ۱۴۲۴ھ ۳۵/ تصحیح کنندگاں مبلغ ۱۸۵۹۲/۲۵/روپیہ وظائف دیئے گئے، بعض مدارس مجلس دعوۃ الحق کو مبلغ ۰۰-۱۹۶۲۲۳۰/روپیہ امداد دی گئی۔

دعوۃ الحق سے متعلق بعض ارشادات

"دعوۃ الحق" سے متعلق بعض ارشادات نقل کئے جاتے ہیں، جس سے دعوۃ الحق اور اسکے مقاصد اور طریق کار پر روشنی پڑتی ہے۔

ملاحظہ فرمائیں:۔

ارشاد فرمایا کہ:۔دعوۃ الحق، کا کام شروع کیا گیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ جب یہاں تبلیغی کام ایک طریقہ پر ہو رہا ہے، تو آپ یہ طریقہ کیوں جاری کر رہے ہیں، اس سے انتشار پیدا ہوگا، میں نے کہا کہ کیا آپ کو حضرت حکیم الامت مولانا اشرف تھانویؒ کے تجویز کردہ اصول پر ''دعوۃ الحق'' سے کوئی خلجان یا اشکال ہے فرمایا نہیں تو میں نے کہا میرے نزدیک تو اس طریقہ کار میں انتشار نہیں ہے، اگر آپ کو انتشار کا اندیشہ ہے تو آپ بھی اسی طریقے میں شریک ہو جائیے، مسجد کے اگر دو دروازے ہیں اور میں ایک دروازہ سے داخل ہو رہا ہوں اور آپ کو دوسرے دروازہ سے جانے میں انتشار کا اندیشہ ہے، تو آپ بھی اسی دروازہ سے آئیے:۔

ارشاد فرمایا کہ:۔نظام سنت کے علاوہ کسی نظام کو معین اور مفید تو کہا جا سکتا ہے مگر اس کو مقصودیت کا درجہ دینا حد سے تجاوز ہوگا، دین کی خدمت کو صرف نوعی نہ بنایا جائے، دین کے جس نوع میں جو لگے دوسرے نوع کی توہین نہ کرے، جنس پر نظر رکھے مثلاً اہل مدارس کو صرف اپنا ہی مدرسہ سامنے نہ ہو کہ بس ہمارے ہی مدرسہ سے دین پھیلے مدرسہ ترقی کرے، بلکہ تمام دینی مدارس کی ترقی کے لئے دل سے دعا گو اور مخلصانہ طور پر بہی خواہ رہے، اگر شخصی طور پر دین کی خدمت کر رہا ہے، تو یہی مقصد نہ ہو کہ صرف ہم سے ہی دین پھیلے اور دوسروں سے اگر پھیلے تو کیا اشکال اور کیا فکر ہے، یہ تو نفس کا کید و مکر ہے، اور ''حب جاہ'' کی بیماری ہے کہ صرف ہم سے دین پھیلے، اخلاص کا معیار یہ ہے کہ جس سے بھی دین پھیلے خوشی ہو اور اس کے ساتھ تعاون کرے ''تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ'' کا جب حکم ہے تو جہاں بھی ''بر'' (نیکی) ہو وہاں تعاون کرے، اور اپنی رفاقت پیش کرے، اور ہر خادم دین کو اپنا رفیق سمجھے فریق نہ سمجھے اپنے کو مقدم نہ کرے دین کو مقدم کرے، جس

سے بھی دین کا کام احسن طریقہ پر ہو اس کی اعانت کرے۔

ارشاد فرمایا کہ: تفاضل ایک نوع میں ہوتا ہے، نہ کہ دو نوع میں کوئی اگر سوال کرے کہ آنکھ بہتر ہے، یا کان بہتر ہے، یا زبان بہتر ہے تو کیا جواب دیا جاوے گا، ہر ایک ان میں ضروری ہے ان میں تفاضل کا سوال ہی غلط ہے، کیونکہ یہ الگ، الگ، نوع ہیں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دونوں آنکھوں میں جو زیادہ دیکھتی ہے وہ افضل ہے، اور دونوں کانوں میں سے جو زیادہ سنتا ہے وہ افضل ہے، اس مثال سے اب یہ مسئلہ واضح ہو جاتا ہے، کہ تعلیم اور تبلیغ اور تزکیہ میں کس کی ضرورت زیادہ ہے، یہ سوال مناسب نہیں کیونکہ یہ انواع مختلفہ ہیں انواع مختلفہ میں تفاضل نہیں ہوتا، لہٰذا ہر ایک کی ضرورت ہے تعلیم بھی ضروری اور تزکیہ بھی ضروری، البتہ تزکیہ نفس، کی اہمیت، تعلیم اور تبلیغ سے زیادہ ہے، یعنی تعلیم اور تبلیغ کی ضرورت کے ساتھ تزکیہ نفس کا اہتمام زیادہ ضروری ہے، اسلئے کہ تعلیم اور عمل اور تبلیغ بدون تزکیہ، مقبول نہیں جسکا مرکز سچے اللہ والوں کی خانقاہیں ہیں، تزکیہ نفس ہی سے اخلاص دل میں پیدا ہوتا ہے، اور اخلاص کے بغیر تمام اعمال اور عبادات رائیگاں ہو جاتے ہیں، جیسا کہ حدیث ریا میں اسکی تصریح موجود ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تین آدمیوں کے بارہ میں جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا، اور جہنم میں سب سے پہلے انہیں کو پھینک دیا جاوے گا، ان میں ایک وہ عالم دین اور عالم قرآن ہے، جو عمر بھر قرآن سیکھنے اور سکھانے میں مشغول رہا، دوسرے ایک دولت مند سخی ہوگا، جس کو دنیا میں اللہ نے خوب دولت سے نوازا اور وہ اللہ کی دی ہوئی نیکی کے کاموں میں خوب خرچ کرتا تھا، اور تیسرا شخص ایک شہید ہوگا جو جہاد کے میدان میں دشمن کی تلواروں سے شہید ہوگا، لیکن ان تینوں آدمیوں نے یہ اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نہیں کئے تھے، بلکہ دنیا کی شہرت اور عزت کیلئے

کئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب یہ تینوں قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہم دلوں کی نیتوں کا حال جانتے ہیں تم لوگوں نے یہ اچھے اعمال ہماری رضا کے لئے نہیں کئے تھے، بلکہ دنیا میں ناموری اور شہرت کے لئے کئے تھے، اور یہ چیز تمہیں دنیا میں مل چکی اب تمہارے لئے یہاں کچھ نہیں ہے اس کے بعد ان سب کو انہی اعمال کی وجہ سے گھسیٹ کر جہنم میں پھنکوادیا جائیگا، حدیث میں ہے کہ یہی وہ پہلے جہنمی ہوں گے، جن کیلئے سب سے پہلے جہنم کا فیصلہ کیا جائے گا، یہ حدیث جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے تھے تو کبھی کبھی مارے خوف کے ان کی چیخیں نکل جاتی تھیں، اور بے ہوشی کا دورہ پڑ جاتا تھا، اور ایک دفعہ جب یہ حدیث ایک تابعی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنے روئے کہ لوگوں کو ان کی جان کا خطرہ ہوگیا، اور بہت دیر کے بعد ان کی حالت ٹھیک ہوئی اور یہ فرمایا "صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ الخ" اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے اعمال سے دنیا اور دنیا کی زیب وزینت چاہے گا اس کو اس کے اعمال کا پورا نتیجہ دنیا میں ہم دیں گے، اور اس سے بالکل کمی نہیں کی جائے گی، اور ان کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کی آگ کے اور کچھ بھی نہ ہوگا، اور جو عمل انہوں نے کئے تھے وہ ضائع جائیں گے، اور سارے اعمال بے کار اور لاحاصل ہوں گے۔ (جامع)

ارشاد فرمایا کہ:۔ ہر دین کا خادم دوسرے دین کے خادم کو اپنا رفیق سمجھے فریق نہ بنائے، افسوس کہ آج کل تقابل تفاضل اور تحاسد کا معاملہ بہت بڑھ رہا ہے، اس کا اہتمام کیا جاوے، کہ صرف تعارف پر اکتفا کیا جاوے، اور تفاضل وتقابل سے احتیاط کی جائے۔

مالیات کے سلسلے میں فرمایا کہ:۔ ہم نے دعوۃ الحق کا جب سلسلہ شروع کیا تو

چٹکی کا فنڈ قائم کیا اور چٹکی کا قاعدہ اور ’’چٹکی کا فائدہ‘‘ کے عنوان سے پرچہ بھی شائع کیا ہے، پہلے اس کو ایک گاؤں میں شروع کیا چند گھروں میں ڈبے رکھنے کے بعد ایک غریب بڑھیا کا گھر چھوڑ دیا گیا کیونکہ یہ بہت مفلس اور نادار تھی، لیکن جب اسے پتہ چلا کہ اور گھروں میں آٹا وصول کرنے کے لئے ایک خاص نظام کے تحت ڈبے رکھائے گئے ہیں یا ہانڈیاں مٹی کی رکھائی گئیں ہیں، اور گھر والی عورتیں کھانا پکاتے وقت ایک مٹھی آٹا اس میں ڈالدیں گی اور ہفتہ بھر جو آٹا اس طرح جمع ہوگا وہ قرآن پاک کا مدرسہ چلانے کے لئے استاذ کی تنخواہ اس کی قیمت سے دی جاوے گی، تو وہ بڑھیا شام کو حاضر ہوئی اور مدرسہ کے ناظم سے درخواست کی کہ ہمارے یہاں بھی ہانڈی یا ڈبہ رکھ دیجئے مجھے اس ثواب سے محروم نہ کیجئے، جس وقت ہمارے یہاں کھانا پکے گا ہم بھی ایک مٹھی آٹا ڈالدینگے اور جس وقت فاقہ ہوگا نہ ڈالیں گے۔

اس بڑھیا کے خلوص سے اہل مدرسہ اور پورا گاؤں بہت متأثر ہوا اور ان بڑی بی کے یہاں بھی چٹکی فنڈ کا نظام قائم کر دیا گیا۔

ارشاد فرمایا کہ: ۔اس چٹکی فنڈ کی برکت سے ہر گاؤں کے مدرسے مقامی امداد سے چل رہے ہیں، باہر سے امداد کو خلاف غیرت سمجھتے ہیں اور ایسے گاؤں جہاں کہ جمعہ جائز نہیں وہاں سات سو آٹھ سو روپے کا آٹا فروخت ہوتا ہے، اور تین چار اساتذہ کام کر رہے ہیں، ابتدائی دور میں چٹکی فنڈ سے سات سو روپے کی وصولی تھی، لیکن اب یہ کام جب نظم سے چلایا گیا تو ’’دعوۃ الحق‘‘ کے تمام مدارس جن کی تعداد ۷۰ رسے زائد ہے، سب جگہ کی چٹکی فنڈ کی آمدنی تقریباً پچپن ہزار روپے تک ہو جاتی ہے، ہر گھر سے آٹا وصول کرنے کے لئے محصل بھی مقرر ہیں، اور ان کو معقول تنخواہ دی جاتی ہے۔

چٹکی فنڈ سے کسی گھر کو بار بھی نہیں محسوس ہوتا، اور اچھا خاصہ کام چلتا ہے، اور غریب

گھرانوں کو بھی دین کی خدمت کی سعادت حاصل ہوجاتی ہے، ہر ماہ نقد دینا تو ۲؍روپیہ بھی کھلتا ہے، مگر انہیں کے گھر سے ماہانہ ۵؍روپیہ کا آٹا وصول ہوجاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ:۔ ہر ماہ قمری کی کسی مقررہ تاریخ کو سب احباب اور اراکین مجلس کسی مقررہ مقام پر جمع ہوا کریں اور یہ صورت مذاکرہ دینیہ اور مشورہ اور ملاقات کا ذریعہ ہوگی، اور پورے ماہ کی کارگزاری پیش کی جاوے اور ترقی کے لئے باہمی مشورہ کیا جاوے۔

فرمایا:۔ مخالفین کے کا بھی خیال نہ کیجئے، عقلی تسلی کو طبعی تسلی پر غالب رکھئے:۔

قبض میں بھی بسط کا تو لطف لے .... بے تسلی بھی تسلی چاہئے
ہے جلالی گو جمالی نہ سہی .... کیا ہے تجھ کو بس تجلی چاہئے

(مجذوبؒ)

ارشاد فرمایا کہ:۔ گشت کا سلسلہ بھی ہونا چاہئے لوگوں کے گھروں پر جائیے اور فہرست لکھ لیجئے کہ فلاں فلاں حضرات جماعت میں نہیں آتے ان کی خدمت میں حاضر ہوں اور اس طرح بات کریں کہ جماعت کی نماز میں ۲۷؍گنا زیادہ ثواب ہے، اور صالحین کی برکت سے قبولیت کی امید ہوتی ہے، جب جماعت میں آیا کریں تو دوسرے دوستوں کو بھی لانیکی کوشش کریں، تو انکو لانے کا ثواب بھی آپ کو ملے گا اور اگر بے نمازی ہے تو ان سے یوں درخواست کریں کہ آپ گھر میں نماز پڑھنے کے بجائے مسجد میں جماعت سے نماز ادا کریں، جماعت کے برکات وفضائل یہ ہیں، نماز پڑھنے کو نہ کہیں ورنہ ان کو یہ ناگواری ہوگی، کہ مجھ کو بے نمازی سمجھتے ہیں، اور ایک دن کے گشت میں ۳؍یا۴؍آدمیوں سے زیادہ ملاقات نہ کریں تا کہ معتد بہ وقت نصیحت کا مل سکے، نصیحت کرنے سے نفع ضرور ہوتا ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:۔

"وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ" نصیحت کا نفع ضرور ہوتا ہے، البتہ ظہور میں تاخیر ہوسکتی ہے، ظہور نفع کامل پر ہوتا ہے، نفع کے ظہور میں تاخیر ہوتو مایوس نہ ہوں۔

(مولانا شبیر علی صاحب مرحوم نے قصہ سنایا کہ ایک شخص کو سگریٹ سے منع کیا اور سمجھایا کہ اس کو چھوڑ دو، جس منہ سے قرآن پاک کی تلاوت ہو اور درود شریف پڑھو اس منہ کو بدبودار کرنا اچھا نہیں، مولانا نے فرمایا کہ میں نے سومرتبہ نصیحت کی مگر اثر ظاہر نہ ہوا، جب ۱۰۱ مرتبہ تعداد ہوگئی تو انہوں نے توبہ کرلی اور سگریٹ نوشی کو ترک کردیا، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نفع میں تاخیر ہوتو مایوس نہ ہو اسی طریقہ کا ایک واقعہ اور بھی منقول ہے، کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ استنجا خانے میں تھے غالباً کانپور کا واقعہ ہے ایک شخص باہر ایک شخص سے کہہ رہا تھا کہ میں نے فلاں شخص سے سال بھر تک نماز کے لئے کہا لیکن انہوں نے نماز شروع نہیں کی، اس لئے کہنا چھوڑ دیا، دوسرے نے کہا کہ آپ نے اچھا نہیں کیا اس نے تو برا کام نہ چھوڑا، آپ نے بھلا کام یعنی نصیحت کرنا چھوڑ دیا، وہ تو ترک نماز کی برائی پر جما رہا، اور آپ نماز کی نصیحت کے بھلے کام پر جمے نہ رہ سکے۔

ارشاد فرمایا کہ:۔ (ہر ماہ میں ایک دن مقرر کرکے اپنا اپنا کھانا لے کر احباب جمع ہوں اور اس اجتماع میں سنت کے مطابق کھانا کھائیں اور تصحیح قرآن پاک اور نماز، وضو اور زندگی کے ہر کام کی سنت اور دعائے مسنونہ یاد کرنے کا مذاکرہ ہو، اور اراکین حضرات کا رجسٹر حاضری بھی ہو جو صاحب نہ تشریف لائیں ان کے گھر پر حاضری دی جائے، اور خیریت معلوم کی جاوے۔

گلشن ابرار

گلشن ابرار

حافظ شکیل احمد سنسار پوری نے اشعار میں دعوۃ الحق کا پورا نقشہ عجیب والہانہ انداز میں کھینچا ہے، جس سے ''دعوۃ الحق'' کا مقصد اور اس کیلئے حضرت والا قدس سرہٗ کی مساعی اور اس کے اثرات و نتائج بھی بخوبی سامنے آجا تے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

قیام دعوۃ الحق حضرت اشرف نے سوچا تھا
اسے سارے جہاں میں عام کرنیکا ارادہ تھا

اصول و نظم اس کا دعوۃ الداعی میں لکھا تھا
جنہیں الفت تھی حضرت سے سبھوں نے ہی سراہا تھا

مگر حضرت تو کچھ ہی دن میں پیغام اجل سن کر
کہا لبیک یارب! اور فوراً چل دیئے اٹھ کر

ابھی اس نظم کی تصویر بھی سب نامکمل تھی
کہاں ہو کس طرح ہو کب ہو ساری بات مجمل تھی

نہ تھا یہ نظم پہلے اور نہ تمثیل مدلل تھی
جبھی تو ہر کسی کی ایک طرف طبیعت نہ مائل تھی

مگر اللہ جب دین مبیں کا کام لیتا ہے
تو اسکے مثل اس بندے کا سینہ کھولدیتا ہے

جناب حضرت ابرابر بھی اشرف کے خادم ہیں
مفسر اور قاری حافظ و فاضل ہیں عالم ہیں

دوائے درد امت ہیں شکستہ دل کے مرہم ہیں
حضورؐ پاک کی سنت پہ پابندی سے قائم ہیں

انہیں کے دامن شفقت میں امت نے اماں پائی
میانہ قد ہے ان کا جسم بھی ہے متعدل ان کا

کشادہ سینہ ان کا عزم ہے باحوصلہ جن کا
ہیں آنکھیں سرمگیں ابروئے خم بارعب رخ انکا

پہنچا سال باسٹھواں بھی ہے حضرت کے اب سن کا
سر محشر بھی ابراروں میں ان کا نام آئے گا

ہمیشہ رہتی دنیا تک رہے گا جگمگائے گا
خدا نے بار ہا حج کے لئے گھر پر بلایا ہے

شرف ساقی کوثر کی زیارت کا بھی پایا ہے
سعادت پر سعادت خوب مولا نے نوازا ہے

مگر ہم کو تواضع کا یہی مضموں پڑھایا ہے
مرا کچھ بھی نہیں فیضان ہے یہ مدنی آقا کا

کرم ہے فضل ہے احسان ہے باری تعالیٰ کا
تھا آبائی وطن پلول جو ہے اطراف دہلی میں

وہاں سے کھینچ لایا آب و دانہ ان کو یوپی میں
تصوف، علم تقویٰ، زہد، میں اور خلق نبوی میں

ہے نسبت شاہ عبدالحق محدث کے گھرانہ سے
یہ درِ بے بہا آیا اسی علمی خزانے سے

پدر ان کے تھے مشہور زماں صدق و دیانت میں
اسی سے کی ترقی خوب ہی اپنی وکالت میں

یہیں سے سب منازل طے کئے والد کی صحبت میں
پدر کا آ کے رہنا یہ تو اک تمہید تھی گویا

حقیقت میں تو چشمہ دین کا یاں سے اُبلنا تھا
۵۹ھ میں فارغ ہو کر حضرت کا یہاں آنا

علاقہ ہائے ہر دوئی کو پایا رب سے بیگانہ
نہ تھا ہم ذوق ہی کوئی یہاں جانا نہ پہچانا

کریں کچھ گفتگو اس پر ہوں باتیں راز دارانہ
خدا سے لو لگائی رات میں اٹھ اٹھ کے رو رو کر

الٰہی فضل و کرم اور رحم مرحوم امت پر
جواں تھی عمر ان کی اور سارا عیش حاصل تھا

شباب و حسن کا بھی کارواں اب سوئے منزل تھا
تن نازک کی زیبائش کو ان کی ثوب ململ تھا

کہیں تھا فرشِ زریں اور کہیں قالین مخمل تھا
خدا کے واسطے سب تج دیا اس عیش و عشرت کو

بنایا شیوہ اپنا جہد کو محنت، مشقت کو
یہ دھن تھی آپ کی تعلیم دیں اب عام ہو جائے

شعارِ دین سے اطراف ہر دوئی ضیا پائے
مساجد میں یہاں کی جا کے کچھ کلمات فرمائے

تعاون کیلئے احباب نے کچھ نام لکھوائے
وہاں سے گشت فرماتے ہوئے حضرت کے گھر آئے

دعاء تھی دین خاطر یہ سب امید برائے
یہاں پر جمع ہو کر بات اس خوبی سے سمجھائے

کہ گویا خواب غفلت میں تھے جواب آنکھ کھل پائی
نظام دعوۃ الحق کی بیاں تعریف فرمائی

جو حضرت چاہتے تھے بات آخر وہ ہی طے پائی
کہا سب اہل مجلس نے کہ اب حضرت نہ گھبرائیں

ارادہ نیک ہے بہتر ہے بس اقدام فرمائیں — مقامی کچھ تعاون کی ضرورت تھی اسے پا کر

گئے پیش اکابر اور کیا سب مشورہ جا کر — ہدایات ودعاؤں سے مراحل سارے طے پا کر

بڑی بھاری امانت کو اٹھایا اور یہاں لا کر — خدا کا نام لے کر آپ نے تاسیس فرمائی

ازل سے جو مقدر تھی وہ دولت آپنے پائی — بنائی مجلس شوریٰ فرائض اس کے بتلائے

رہے گی ایک مجلس عاملہ بھی ماتحت اسکے — بیاں فرمائے اغراض ومقاصد سب وضاحت سے

شرائط رکھے عالم باعمل مجلس کے ناظم کے — سبھوں نے رکھ دیا حضرت کے کندھوں پر نظامت کو

دیا بار نیابت آپ نے حضرت بشارت کو — جناب حضرت اشرف نے جو اک تخم بویا تھا

بحمد اللہ اس میں یہ شگوفہ آج نکلا تھا — ہواؤں، دشمنوں، طوفان، سے اس کو بچانا تھا

اسے نشو ونما پانا اسے پروان چڑھانا تھا — دعاؤں سے اسے روندھا ہے اور سینچا ہے اشکوں سے

بڑی مشکل سے اسکو دیکھ پایا ہم نے آنکھوں سے — ہے اس کا مقصد اول مدارس کی اشاعت کا

علوم دین کو سیکھو چھٹے دامن جہالت کا — اسی خاطر دیہاتوں کا سفر ہوتا تھا حضرت کا

یقیناً مرحلہ تھا یہ بڑا ہی تعب ومحنت کا — کہیں تو روز، دس، دس کوس، پیدل چلتے تھے

دیہاتی بھائیوں کو دین کی باتیں بتاتے تھے — نہ تھی کچھ فکر کھانے کی نہ غم تھا بے سواری کا

جھلستی دھوپ میں چلنا خدا کے اس سپاہی کا — نہ دل میں طمع تھی کوئی، تھا غم دین الٰہی کا

انہیں تھا تجربہ امت کی غفلت سے تباہی کا — خدا کے دین کی خاطر انہوں نے عیش کو چھوڑا

بنایا مرجع خلقت خدا نے سب کا دل موڑا — وہ چشم نرگسی جو بارِ کاجل تک نہ سہتی تھی

ہوائے تند سے اڑاڑ کے اسمیں دھول پڑتی تھی — کہاں تو گھر پہ دسترخوان پر ہر چیز رہتی تھی

مگر توشہ سفر میں ان کے نانِ خشک ہوتی تھی — یہاں گھر عیش تھا تفریح کو عمدہ سواری تھی

پہنچ کر آپ خود موضع بموضع سب سے ملتے تھے — علوم دین کی تحصیل کی رغبت دلاتے تھے

خوشامد سے سماجت سے انہیں رستہ بتاتے تھے — جہنم کی بھڑکتی آگ سے بچنے کو کہتے تھے

خدانے رفتہ رفتہ انکے دل میں نیکیاں ڈالیں
علوم دین سے دامن بھرے اور جھولیاں بھر لیں

بہت تو آپکے اس جہد پر نفرت ہی کرتے تھے
اجی گھر جاکے بیٹھو یہ کھلے جملوں میں کہتے تھے

کہیں والد کی عزت کیلئے غیرت دلاتے تھے
بطیب خاطر ان کو آپ سنتے اور سہتے تھے

خدانے رفتہ رفتہ آج کا یہ دن بھی دکھلایا
مثالِ روزِ روشن آپ کی خدمت کو چمکایا

ہوئے چالیس سو ہیں ناظرہ خواں آج تک اسی سے
بہت سے حافظ وعالم بنے افتاء بھی پڑھ آئے

نصب ہے نخل ہر دوئی میں جو شاخوں کا مرکز ہے
تمام اطراف میں ہیں نفع دیتے پھول پھل اسکے

برابر اس سے شاخیں پھوٹتی ہیں، اور نکلتی ہیں
بہت سی بڑھتی جاتی ہیں. بہت سی چھٹتی جاتی ہیں

یہ شجرۂ دعوۃ الحق ایک دن عالم میں پھیلے گا
تمام اطراف اس کی دلربا خوشبو سے مہکے گا

کشادہ کرکے سایہ سب کو سایہ میں چھپائیگا
ہمیشہ پھولتا پھلتا رہے گا لہلہائے گا

ہو استحکام اس کو اور اس کی ڈالی ڈالی کو
عطاء ہو جائے عمر خضر یارب اس کے مالی کو

یہ سچ کہتا ہوں زندہ آج حضرت تھانوی ہوتے
یہ خدمت دیکھ کر ان کو کلیجے سے لگا لیتے

ہوئے ہیں کتنے خیر الناس انکی نقل وحرکت سے
الٰہی ہم سبھوں کی بھی سعی مشکور فرمادے

بجا کہنا ہے ہم محکوم ہیں اور آپ حاکم ہیں
وہی سردار ہیں قوموں کے جو قوموں کے خادم ہیں

جو پہلے سنگ پارے آپکے قدموں سے لڑتے تھے
کہیں پرخار آتے وہ بھی دامن سے الجھتے تھے

شجر بھی سایہ دینے میں غضب کا بخل کرتے تھے
جو رستے تنگ وکج اپنا نشاں تک بھی نہ دیتے تھے

انہیں راہوں سے جب حضرت سفر موٹر سے کرتے تھے
یہ سب حسرت سے تکتے اور قدم بوسی کو روتے تھے

مٹائے دین پر اپنے تقاضے نفس وخواہش کے
دہانے کھل گئے دنیا کے ان پر مثل بارش کے

فراہم ہو گئے اسباب سب عمدہ رہائش کے
تواضع انمیں حد درجہ نہ طالب ہیں ستائش کے

نہ دنیا کو کبھی چاہا نہ اس سے لو لگائی ہے
یہ خود قدموں پر گرتی ہے یہ خود قربان ہوتی ہے

سہولت کیلئے اب فون ہے اور کار رہتی ہے
جو تبلیغی مسافت کے لئے تیار رہتی ہے

شریعت ہی یہاں ہر امر میں معیار رہتی ہے
یہ ہے ایسی جگہ جو ہر گھڑی گلزار رہتی ہے

بہت سے ناسمجھ اور کور باطن یہ بھی کہتے ہیں
یہاں تو عیش دنیا ہے ولی اللہ کیسے ہیں؟

وہ حاسد ہے عطائے انتظام حق کا منکر ہے
بھرے راس الخطیئہ دل میں جو مرضوں میں بدتر ہیں

ہے اسکے پاس تھوڑی وہ بھی اسکے دل کے اندر ہے
یہاں تو خوب ہے واللہ لیکن دل کے باہر ہے

کریں کیا خود ہی یہ مجبور ہیں سودا ہی ایسا ہے
اُدھر یہ شکر کرتے ہیں اُدھر سے اور ملتا ہے

مثال شیر وشیروان کا وہ جانیں مرتبہ کیا ہے
وہ جانیں کیا خدا میں اور ان میں رابطہ کیا ہے

اداؤ ناز ان کا کس قدر مولا کو بھی بھاتا ہے
یہ ہیں خاصان حق ان کا تعلق ہی نرالا ہے

سنے اعلان جنگ اللہ کا جو ان کو چھیڑے گا
وہ بھگتے گا میں سچ کہتا ہوں جو دل کو دکھائیگا

عجب ہر چیز سے ظاہر ہے حسن انتظام ان کا
ہے فکر اصلاح امت دل میں اور شیریں کلام انکا

نواہی پر نکیر ان کی مخاطب خاص وعام ان کا
اکابر کی نگاہوں میں بہت اونچا مقام ان کا

یہ ہے عادت خدا کی جب ضرورت جیسی ہوتی ہے
مطابق اسکے ہر شئی دہر میں آتی سنورتی ہے

الٰہی اپنے مرشد سے ہمیں کامل عقیدت ہو
اور انکے امتثالِ حکم کی حاصل سعادت ہو

ہمیں توفیق خدمت ہو ہمیں توفیق طاعت ہو
یہاں سے تا ابد حاصل ہمیں انکی معیت ہو

شکیل بے نوا بھی تجھ سے یارب عرض کرتا ہے
اسے توفیق دے کر نیکی دیدے جو یہ کہتا ہے

اصلاح امت کی فکر

فکر اصلاح امت

حضرت والا ہر دوئی قدس سرہٗ کو اصلاح امت کی ایک فکر اور ایک دھن تھی جو حضرت والا کے قلب وجگر پر چھائی ہوئی تھی، ہر وقت اسی فکر اور اسی دھن میں رہتے، ایسے اصول اور طریقے تلاش کرتے رہتے جو اصلاح امت کیلئے مفید اور کارآمد ہوں اس کے لئے اسفار بھی فرماتے، واردین صادرین حضرات سے بھی خطاب فرماتے رہتے، کتاب، رسائل، اشتہارات، بھی طبع کراتے اور ان کو تقسیم فرماتے رہتے۔

اخیر زمانہ میں امراض کی شدت اور کثرت کیوجہ سے معالجین کی طرف سے زیادہ گفتگو فرمانے کی ممانعت تھی، مگر اسکے باوجود ''اصلاح امت'' کی خاطر کچھ نہ کچھ گفتگو فرماتے ہی رہتے، اور جب اہل علم اور خواص کا مجمع ہوتا تو قلب کی کیفیت کچھ اور ہی ہوجاتی معلوم ہوتا کہ ایک جوش کا دریا ہے، یا ایک آگ کا شعلہ ہے، جو اندر بھڑک رہا ہے، چہرہ کی عجیب کیفیت ہوتی اور آنکھیں بھی اشکبار ہوتیں، امت کی بدحالی اور بعض منکرات کے ذکر پر، کبھی زبان پر یہ شعر آکر قلب کی غمازی کردیتا:۔

یہ کیسا انقلاب ہے
دیکھ کر دل کباب ہے

حاضرین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے اور اپنے دلوں میں فکر آخرت سنتوں کی محبت دنیا سے بے رغبتی اور اصلاح امت کا جذبہ لیکر اُٹھتے، حضرت والا قدس سرہٗ کی فکر اصلاح امت کا اندازہ لگانے کیلئے چند ارشادات عالیہ (جن کو اشتہارات اور پرچوں کی شکل میں طبع کرا کر اپنے پاس رکھتے اور آنے والوں کو تقسیم فرماتے رہتے)

ملاحظہ فرمائیں:۔

ہماری تباہی اور پریشانی
کا
آسان حل

ہماری تباہی اور پریشانی کا آسان حل

امت کی تباہی اور طرح طرح کی پریشانیوں اور مصیبتوں کی اصل وجہ ہماری بدعملی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے، پارہ ۲۵/سورۂ شوریٰ رکوع چہارم جس کی توضیح مشکوٰۃ شریف کی حدیث باب اشراط الساعۃ میں ہے ان کا حل یہی ہے کہ بدعملی کو دور کیا جاوے بدعملی کی وجہ دو ہیں ایک صحیح علم کا نہ ہونا، دوسرے علم کے موافق عمل نہ ہونا۔

علم حاصل کرنے کا طریقہ

صحیح علم حاصل کرنے کا حسب ذیل طریقہ ہے۔

(۱)...... (الف) ...... جو لوگ پڑھے ہوئے ہیں وہ معتبر دینی کتابیں دینی علماء سے پوچھ کر دیکھا کریں مثلاً بہشتی زیور، تعلیم الدین، تعلیم الاسلام، حقوق الاسلام، حکایات صحابہ، ایک منٹ کا مدرسہ، حیات المسلمین، جزاء الاعمال، جہاں سمجھ میں نہ آوے، نشان لگا دے اور اس جگہ کو کسی عالم سے پوچھ لے۔

(ج)...... اپنے گھر کی عورتوں اور بچوں کو بھی بتلا دے۔

(د)...... جنہوں نے مسجد میں سنا ہے وہ اس کو دھیان میں چڑھا کر گھر والوں کو سنا دیں۔

(ھ)...... جو کام کرنا ہو اس کا شرعی حکم معلوم کریں۔ بستی یا قرب و جوار میں اگر کوئی عالم نہ ہو تو ایسے معاملات کو لکھ کر ان کا شرعی حکم معلوم کر لیا کریں، اس طرح بہت سے مسئلے معلوم ہو سکتے ہیں۔

(۲)...... جو لوگ ان پڑھ ہیں، وہ کسی مناسب شخص کو اپنے یہاں رکھ لیں کہ وہ دینی کتابیں سنا دیا کرے، جس طرح پانی کے لئے کنوئیں، گاؤں، اور بستی میں

بناتے ہیں اسی طرح دینی کنواں یعنی کسی اہل علم کا نظم کریں۔

(تفصیل اشرف النظام میں دیکھئے)

عمل نہ ہونے کی وجہ

عمل نہ ہونے کی وجہ روحانی طاقت کی کمی ہے، جس طرح انسان کسی مسجد کا راستہ جانتا ہے، مگر جسمانی طاقت نہ ہونے کی وجہ سے نماز کیلئے مسجد میں نہیں جا پاتا اسی طرح دینی باتیں جاننے کے باوجود عمل نہیں کر پاتا، دینی (روحانی) طاقت نہ ہونے کی وجہ سے۔

عمل کی طاقت کس طرح پیدا ہوتی ہے

عمل کی طاقت کس طرح پیدا ہوتی ہے، عمل کی طاقت پیدا ہوتی ہے محبت یا ڈر کی وجہ سے اس کو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحبؒ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے:۔

ہوا گر وقت سحر قصد شکار　　　　رات بھر رہتا ہے تجھ کو انتظار
آنکھ کھل کھل جاتی ہے خود بار بار　　　　اور نماز فجر کا پڑھنا ہے بار

ڈر کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص سردی کی وجہ سے گھر سے نہیں نکلتا مگر حاکم کی طلبی پر فوراً حاضری دیتا ہے خوف و ڈر کی وجہ سے عمل ہوتا ہے مشقت کے ساتھ اور محبت کی وجہ سے عمل ہوتا ہے شوق و رغبت کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانے کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانیکا طریقہ یہ ہے کہ:۔

(الف) ...... اللہ تعالیٰ کے انعامات سوچے مثلاً انسان بنایا، پھر کھانے، پینے، رہنے،

سہنے کا ایسا انتظام کیا کہ لاکھوں کو میسر نہیں پھر ایمان کی نعمت دی اس کے ساتھ ساتھ دیگر اعمال صالحہ کی اور جسم کے اعضاء کی صحت عطا فرمائی۔

(ب)......کوئی وقت مقرر کر کے سو مرتبہ کلمہ طیبہ، اور سو مرتبہ استغفار، اور سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرے، اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے اور اسی نیت کے ساتھ "سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ" متفرق اوقات میں بلا کسی گنتی کی پابندی کے پڑھے۔

(ج)......جو کوئی کام دینی کرے تو یہ نیت رکھے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھے مثلاً وضو کرنے سلام کرنے کے وقت ایسی نیت رکھے۔

(د)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا مطالعہ رکھے اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اور بزرگان دین کی سیرت و حالات کو پڑھا کرے۔

(ھ)......کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرے اور ان سے خط و کتابت رکھے۔

اللہ کا خوف پیدا کرنے کیلئے عمل

(۱)......مرنے کو سوچے، آخرت کیلئے کیا کیا تیاری کی ہے، وہاں کیا کیا اعمال کام آویں گے۔

(۲)......اللہ تعالیٰ کے قید خانہ یعنی جہنم کے حالات کو معلوم کرے اور سوچے کہ فرائض کے چھوڑنے پر اور ناجائز کاموں کے کرنے والے کے لئے یہ سزا ہے، جہنم کا بچھو، سانپ کسی کو ڈس لے تو ۳۰ ؍سال تک زہر کا اثر نہیں اترتا ہے، اہل شرک کے لئے آگ کا ہلکا عذاب جہنم کا یہ ہے کہ آگ کے جوتے پہنائے جاویں گے جن کی گرمی سے دماغ مثل ہانڈی کے کھولے گا، لہٰذا ایسے اعمال سے اہتمام سے بچے جو کفر و شرک تک پہنچانے والے ہیں۔

(۳)......اور کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کرے۔

ان امور پر عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ہر مومن ولی بن سکتا ہے، ہر مسلمان ان امور کا اہتمام کرے تو صلاح وفلاح دارین حاصل ہوگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور آج کل کے حالات خاصہ کے لحاظ سے حسب ذیل امور کا بھی بہت زیادہ اہتمام رکھا جاوے۔

(۱)......پنج وقتہ نماز باجماعت کا اہتمام خصوصاً فجر کی نماز باجماعت کا۔

(۲)......فرائض کے بعد یا اور کسی وقت دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اپنی اصلاح اور امت کی اصلاح نیز مسلمانوں کو امن وچین کی زندگی حاصل ہونے کے لئے رو، رو، کے دعا کرنا اگر رونا نہ آئے، تو رونے کی شکل بنالے۔

(۳)......سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ احد) سورۂ فلق، سورہ ناس تین تین مرتبہ فجر ومغرب کے بعد پڑھنا۔

(۴)......ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام جن کو مجملاً دعوۃ الحق ہردوئی کی طرف سے بھی شائع کیا گیا ہے، اور تفصیل سے حیوۃ المسلمین، جزاء الاعمال میں موجود ہیں، یہ کتابیں حضرت حکیم الامت، مجدد الملّت، مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کی ہیں۔

(۵)......حکایات صحابہ جو کہ قطب عالم حضرت مولانا محمد زکریا صاحب علیہ الرحمہ کی ہے اس کو پڑھیں، نیز کتابچہ ''ہماری تباہی اور اس کا حل'' بیان احقر کو بھی پڑھیں، اور ان کے سننے سنانے کا گھروں میں اہتمام کریں۔

(۶)......کسی خاص امر، اور مشکل کام میں اپنے بزرگوں اور علماء کرام کی طرف رجوع ہونا اور ان سے مشورہ کرنا۔

(۷)......اگر کوئی ظلم کرے تو بہتر یہ ہے کہ معاف کر دے اور صبر کرے اگر بدلہ ہی لینا چاہے تو وہ بھی جائز ہے، مگر ظلم کا بدلہ لینے میں ظلم کی نوبت نہ آنی چاہئے، مثلاً کسی نے گالی دی، اس کو مارنا ظلم ہے، یا کسی نے کسی کے بھائی کو مارا پیٹا تو اس کے بھائی کو مارنا پیٹنا ظلم ہے، نیز ظلم کا بدلہ لینے کی صورت کو اہل علم سے پوچھ کر اس پر عمل کرے۔

(۸)......اپنی حفاظت اور بقاء کے جو ظاہری اسباب ہیں قانون شریعت اور قانون حکومت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کو اختیار کرے۔

(۹)......حقوق الاسلام، کو ہر شخص اچھی طرح توجہ سے پڑھے یا سنے اور اس پر عمل کرے، پڑوسیوں کے حقوق کا خاص خیال رکھیں، بالخصوص اگر کوئی پڑوسی غیر مسلم ہو، حدیث پاک میں ہے اعلیٰ درجہ کا مسلمان وہ ہے جس سے کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے، روایت کیا اس کو امام مسلمؒ نے۔

(۱۰)...... ہر نماز کے وقت میں اپنے اعمال کا محاسبہ یعنی جانچ کرے کہ نیک کام کس قدر ہوئے اور ان پر شکر کرے نیز یہ بھی سوچے کہ برے کام کتنے ہوئے، ان کے لئے استغفار کرے اور توبہ کرے، توبہ کا طریقہ جاننے والوں سے پوچھ لے۔

(۱۱)...... بری باتوں سے روک ٹوک کے لئے بھی جماعتی محنت میں لگنا چاہئے، تفصیل ہماری تباہی اور اس کا حل میں دیکھئے۔

(۱۲)......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کیلئے لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اسکا سامنا کرے۔

(تیسیر از ترمذی)

(ف)......وجہ ظاہر ہے ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے اس میں تمام وہ کام آ گئے، جو قابو کے نہ ہوں بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے بھی کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو! خواہ وہ خود انتظام کر دیں، خواہ تم کو انتقام کی اجازت دیں، اور اگر خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آوے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو، اور پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو تمہاری مصیبت دور ہو، اور اگر کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلے پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے، گو کمزور ہی ہو، خلاصہ یہ ہے کہ حتی الامکان فتنہ وفساد کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہی ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا۔ (حیاۃ المسلمین)

اصلاح معاملات

اس وقت ایک نہایت ضروری بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں گو آپ کو ان باتوں کا خیال تو ضرور ہوگا، مگر ان کی طرف زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الخ'' یعنی تمہارے لئے ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نمونہ بنا کر بھیجا ہے لہٰذا اس نمونہ کے موافق اپنی زندگی بناؤ، سو اس زندگی کا ایک حصہ ہمارے معاملات ہیں یعنی خرید و فروخت، رہن، زراعت، تجارت، اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حدیں مقرر کردی ہیں، بعض تجارتیں منع کردی ہیں، جیسے شراب، سور کی خرید و فروخت، اسی طرح اور بھی تجارتیں ہیں، پس جس طرح دنیا کے حاکم کے قانون کے موافق ہم تجارت کرتے ہیں، مثلاً ہم میں سے ہر شخص کارتوس، بندوق کی تجارت نہیں کرسکتا، اگر بلا لائسنس کریگا تو جیل خانہ بھگتنا ہوگا، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابندی کے ساتھ یہ معاملات کرنا چاہئے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص تجارت کرے سچائی اور امانت کے ساتھ قیامت میں اس کا حشر عالم باعمل اور نبیوں کے ساتھ ہوگا، سو یہ کتنی بڑی دولت ہے، اس لئے ہم جس کام میں مشغول ہوں اس کا شرعی حکم معلوم کرنا ہم کو ضروری ہے، وہ علماء سے معلوم کریں، اور دین کی کتابوں سے اس کے لئے سہل طریقہ یہ ہے کہ محلہ کی مسجد میں جماعت کی نماز پڑھیں اور جس وقت دینی کتابیں سنائی جاتی ہیں، سنیں اور علماء سے مسائل پوچھیں دیکھئے عام طور پر لوگ غلطی کرتے ہیں کہ بلا بور آئے یا بور آنے پر فصل بیچتے ہیں، اس میں اور جوئے میں کیا فرق ہے، جس مکان کو رہن رکھا ہے،

اس مکان میں بلا کرایہ یا کم کرایہ کے ساتھ رہتے ہیں، اس میں اور سود میں کیا فرق ہے، اس قسم کی بہت سی غلطیاں کرتے ہیں، ان غلطیوں کا علاج یہی ہے کہ جو کام کریں اس کے متعلق معلوم کریں کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا کیا فرمان ہے، تجارتی معاملات کے متعلق ایک رسالہ ''صفائی معاملات'' میں ضروری احکام جمع کر دیئے ہیں، اس کا تو مطالعہ ضرور ہی کریں تا کہ آخرت کی تباہی سے بچے رہیں، وہ نفع دنیا کا جس سے آخرت تباہ ہو، کس کام کا ہے، اگر ہم نے اس میں سستی وکوتاہی کی تو رسول اللہ ﷺ کو قیامت میں کیا منھ دکھائیں گے، اور یہ کہ اس کا نتیجہ بھی اچھا نہ ہوگا، یعنی اللہ تعالیٰ کے قید خانہ میں داخلہ ہوگا، جہاں آگ، بچھوؤں، سانپ، کا عذاب ہے، سو یہاں کے قید خانہ سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کے قید خانہ سے نہ ڈرنا کتنی بڑی غلطی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ایسی باتوں سے بچادیں، جن سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہوتی ہے۔

اصلاح معاشرت

بھائی صاحب! ایک خاص بات کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی نہیں، وہ ہمارا آقا ہے، حاکم ہے اور تمام حاکموں کا حاکم ہے، بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ اور مالک ہے، جب اللہ تعالیٰ ہمارے آقا، حاکم و مالک ہیں تو ہم اس کے غلام و محکوم و مملوک ہیں، سو جس طرح ہر محکمہ کی وردی وضع ولباس مقرر ہوتا ہے جس سے دوسروں سے نمایاں فرق ہو جاتا ہے، دیکھئے سپاہی اور ڈاکخانہ کے ملازم کو ہر شخص دور سے دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ ڈاکیہ کو آتے دیکھ کر ہر شخص اس کی طرف جلد متوجہ ہو جاتا ہے، یہ سمجھتے ہوئے کہ اگر روپیہ نہیں دیگا تو خط کے ملنے کی امید ہے، اور سپاہی کو دیکھ کر ہر شخص خائف ہوتا ہے کہ خدا خیر کرے اور یہ چاہتا ہے کہ میری طرف متوجہ نہ ہو یہ سب لباس اور وضع کا اثر ہے، اگر کوئی ملازم اپنے عملہ کا لباس نہ اختیار کرے اور کام انجام دے تو مجرم قرار پا کر معطل کر دیا جاتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مطیع وفرمانبردار بندوں یعنی مسلمانوں کیلئے ایک لباس مقرر کیا ہے، اس کے اختیار کرنے سے دوسروں پر رعب و ہیبت بیٹھتی ہے، اس وضع لباس کے خلاف کرنے سے مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض و ناپسندیدہ ہو جاتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے گر جاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا رعب و داب ختم ہو جاتا ہے، اور دوسرے اس کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگتے ہیں، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے، لہٰذا شرعی وضع ولباس کی پابندی صرف ہمارے ہی ذمہ ضروری نہیں بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی اس کا پابند کرنا ضروری ہے، شرعی وضع ولباس کے متعلق چند ضروری باتیں اپنے گھروں کے لوگوں کو بتلادیں تاکہ بچوں کو شروع ہی سے اسلامی وضع لباس کا پابند بنادیں۔

(۱)......ٹخنہ ڈھانکنا مردوں کے لئے منع ہے، لہٰذا پائجامہ و لنگی میں اس کا خیال رکھیں۔
(۲)......گھٹنے کھولنا بھی منع ہیں، لہٰذا اس سے اونچا کپڑا نہ استعمال کریں۔
(۳)......کوئی ایسا لباس وضع نہ ہو جو کفار یا فساق کے ساتھ خاص ہو، یعنی اس کے استعمال کرنے سے لوگ یہ سمجھیں کہ فلاں گروہ کا لباس یا وضع بنائی ہے، جیسے انگریزی بال رکھنا، ہیٹ لگانا، کوٹ پتلون پہننا، کرسی پر کھانا کھانا، داڑھی کتروانا، جب ایک مشت سے کم ہو یا داڑھی بالکل نہ رکھنا یہ سب باتیں ایسی ہیں، جس سے ہر مسلمان کو بچنا ضروری ہے، جس طرح ایک سپاہی کی بھلائی وترقی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی غلطی کی معافی چاہے اور اپنی وردی کی پابندی کرے اسی طرح ہر مسلمان کی فلاح اور کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ غلطی سے توبہ کرکے اپنی وضع ولباس کو درست کرے، اور آئندہ کے لئے اسلامی وضع اختیار کرے اور یہ سوچے کہ اپنی مسلمان بہن کا دوپٹہ اوڑھنا تم کو کس قدر گراں ہوتا ہے، سو اپنی مسلمان بہن کی مشابہت سے اس قدر نفرت اور بددین اور باغی لوگوں کے وضع ولباس سے ذرا سی گرانی نہ ہو یہ کیا بات ہے، اگر ہماری حالت ایسی ہو تو سمجھنا چاہئے کہ دل میں صحیح حس نہیں رہی، اور دل بیمار ہو گیا ہے جیسے غلیظ کی بدبو محسوس نہ ہو تو ہم سمجھتے ہیں کہ دماغ ہمارا بیمار ہے، اس کے لئے علاج کی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ کسی دیندار اللہ والے کے پاس جا کر بیٹھیں اس کی باتیں سنیں جماعت سے نماز پڑھیں مسجد میں کتابیں سنائی جاتی ہیں، تو اس کو سنیں اس سے ہمارے دل کے اندر تندرستی پیدا ہوگی اور بری باتوں سے نفرت ہونے لگے گی۔

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

وہ دس امور جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ملے گی۔

(۱)......تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام، تقویٰ کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہی کرنا۔

(۲)......ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی سے اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

(۳)......اخلاق ذمیمیہ ورذیلہ میں سے بے جا غصہ، حسد، عجب، تکبر، کینہ، اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

(۴)......امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً و اجتماعاً بہت اہتمام رکھنا، ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا، فضائل تبلیغ، میں سے حدیث نمبر ۳ رتا ۷ ر کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ ر کو۔

(۵)......صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا، بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد ومدارس کے دروازے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں، انکے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

(۶)......نماز کی سنن میں سے قرأت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

(۷)......سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا مثلاً کھانے، پینے، سونے، جاگنے ملنے جلنے وغیرہ میں مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

(۸)......کم ازکم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور کلام پاک کے حسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھنا یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا۔ اور درود شریف کم ازکم گیارہ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت، تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

(۹)...... پریشان کن معاملات وحالات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہوا مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہوا ہے، فالج، جنون، اور قلبی امراض سے تو بچا ہوا ہوں نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں، یا اس پر اجر وثواب ملے گا۔

(۱۰)......اپنے شب وروز کے ان اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے، کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض واجب، سنت مؤکدہ، سنت غیر مؤکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام ومکروہ، تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات کے قبیل سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

امورِ سبعہ برائے تحصیل وتسہیل عشرۂ مذکورہ

مندرجہ ذیل باتوں کے اہتمام سے امور عشرہ مذکورہ بالا پر عمل میں انشاء اللہ سہولت ہوگی۔

(الف) ...... دعاء کا خاص اہتمام کرنا، بالخصوص فرض نمازوں کے بعد اور اسی طرح تلاوت کلام پاک کے بعد (ب) اللہ تعالیٰ کے انعامات کو سوچنا (کم ازکم

۵رمنٹ) مثلاً انسان بنایا پھر معاش ایسی دی کہ لاکھوں سے بہتر حالت ہے، پھر نعمت ایمان دے کر کروڑوں بلکہ اربوں سے بہتر بنایا، اس کے بعد خصوصی نعمتوں کو سوچے۔

(ج) ...... مطالعہ سیرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم مثلاً سیرت خاتم الانبیاء (اوجز السیر) مؤلفہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ مفتی اعظم پاکستان) ومطالعہ سیرت صحابہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم واولیاء فائزین رحمہم اللہ (د) اہتمام صحبت صالحین ومتقین۔ (ر) محبت کاملین ومحبین (س) مکاتبت باعالمین ومصلحین (ص) مطالعہ کتب وملفوظات اکابرین بالخصوص............

(۱)......اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲)......جزاء الاعمال۔

(۳)......حقوق الاسلام۔

(۴)......حیاۃ المسلمین۔

(۵)......حکایات صحابہ۔

(۶)......تبلیغ دین محشی۔

(۷)......فضائل تبلیغ۔

(۸)......الافاضات الیومیہ۔

(۹)......حسن العزیز۔

(۱۰)......انفاس عیسی۔

(۱۱)......سلسلۂ مواعظ التبلیغ۔

احکام شب برأت

شب برأت کے معنی ہیں، چھٹکارے کی رات، کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد ہونے کا بہترین موقعہ دیا جاتا ہے، شب برأت کے احکام وفضائل یہاں مختصراً ذکر کئے جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب پندرہویں شعبان کی رات (شب برأت) آئے تو رات کو جاگو، نمازیں پڑھو، تلاوت کرو اور دن کو روزہ رکھو، اسلئے کہ رات غروب آفتاب کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان پر تجلی فرماتا ہے، اور خدا کا منادی فرشتہ پکارتا ہے، کوئی بخشش چاہنے والا ہے، کہ ہم اس کو بخش دیں، ہے کوئی رزق مانگنے والا کہ ہم اس کو رزق دیں، ہے کوئی مصیبت زدہ، کہ ہم اس کو مصیبت سے نجات دیں، اسی طرح فرشتہ اور بھی چیزوں کے نام لیکر صبح تک پکارتا رہتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات میں اپنی تمام مخلوق کی طرف ایک خاص توجہ فرماتا ہے، اور خدا کے ساتھ شرک کرنے والے اور کینہ ور کے علاوہ سب کی مغفرت فرما دیتا ہے ایک دوسری روایت میں اور بھی لوگوں کا اضافہ ہے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے حضور ﷺ کو اپنی جگہ نہ پایا میں تلاش کیلئے نکلی تو آپ ﷺ بقیع (قبرستان) میں ملے آپ نے مجھکو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے عائشہ صدیقہؓ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے، وہ کہتے تھے کہ آج نصف شعبان کی رات (شب برأت) ہے آج کی رات اللہ تعالیٰ اتنے آدمیوں کو جہنم سے نجات دے گا جتنی قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بال ہیں (عرب میں) اس قبیلہ کی بکریاں سب سے زیادہ تھیں، مگر کچھ ایسے کم نصیب لوگ بھی ہیں جو اس رات بھی نجات سے محروم رہیں گے۔ (۱) شرک کرنیوالا (۲) کینہ

رکھنے والا (۳) رشتہ داروں سے قطع تعلق رکھنے والا (۴) پائجامہ اور تہبند ٹخنوں سے نیچا رکھنے والا (۵) والدین کی نافرمانی کرنیوالا (۶) شراب پینے والا بعض روایت میں اور بھی لوگوں کا اضافہ ہے (۷) ظلم سے محصول لینے والا (۸) جادوٹونے والا (۹) غیب[۱] کی خبریں بتانے والا (۱۰) ہتھیلیوں کے نشانات یا علامات دیکھ کر بتانیوالا (۱۱) سپاہی ہو کر ظلم کرنے والا (۱۲) چوسر وغیرہ بیہودہ کھیل کھیلنے والا (۱۳) باجہ بجانے والا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ شب برأت کی رات میں لوگوں کیلئے سال بھر کے واسطے رزق کی مقدار، عمر، موت کا وقت اور حج کی توفیق وغیرہ لکھی جاتی ہے، ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس رات کے فرشتہ کو سال بھر میں مرنے والوں کی فہرست دے دیجاتی ہے، اور حکم ہوتا ہے کہ ان کی روحیں قبض کر لینا (عجب معاملہ ہے) ایک شخص باغ لگا رہا ہے، درخت بو رہا ہے،، شادیاں رچا رہا ہے، حالانکہ اس کا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے، مسلمانو! یہ حضور ﷺ کے فرمان ہیں اور ہمارا عمل کیا ہے؟

آتش بازی کی وبا

یہ ''رسم بد'' بہت زیاد پھیل گئی ہے اور جب کبھی شب برأت کا تصور ذہن میں آتا ہے، تو ساتھ ہی ساتھ ''آتش بازی'' کی طرف بھی ذہن منتقل ہوتا ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اس ماہ مبارک اور بالخصوص شب برأت کی مبارک اور نورانی رات میں جبکہ خداوند کریم کی بے پایاں رحمت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے، ہم اس رات میں اور بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرتے ہیں، بجائے اسکے کہ ہم اللہ کی رحمت وعنایت سے فائدہ اٹھاتے عملاً خدا کی رحمت سے گریز کرتے ہیں، اس لئے ہم سب کو لازم ہے کہ خود بھی آتش بازی سے

[۱] جیسے فال کھولنا یا شیاطین وسفلیات کے ذریعہ عملیات وحاضرات کے کام کرنیوالے ایسے گنڈے تعویذ کرنیوالا جن میں غیر اللہ شیاطین جنات بھوت پریت سے امداد طلب کی گئی ہو۔

دور رہیں اور اپنے بچوں کو دور رکھیں نہ ان کو آتش بازی کیلئے پیسہ دیں اور نہ ان کو آتش بازی کی جگہوں میں جانے دیں۔

شب برأت کا حلوہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے کی خبر سنی تو انہوں نے اپنے سب دانت توڑ ڈالے تھے، اسلئے آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے لئے حلوہ پکا کر دیا تھا، یہ بالکل من گھڑت اور غلط قصے ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شوال کے مہینے میں اُحد کی لڑائی میں شہید ہوا تھا نہ کہ شعبان میں بعض کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ان دنوں میں ہوئی یہ ان کی فاتحہ ہے یہ بھی محض بے اصل ہے اسلئے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت شوال میں ہے نہ کہ شعبان میں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے قدوس کے حکم کی تعمیل کے لئے جہاد کیا جس میں دندان مبارک شہید ہوئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے کئے گئے، اس قسم کے واقعات سے امت کو سبق لینے کی ضرورت ہے، کہ ہم بھی اپنے جان و مال، عزت، سب کچھ اللہ پاک کے حکم کو پورا کرنے کیلئے وقف کر دیں، ان واقعات کو ”حلوے“ کا حیلہ بنانا محض نفسانی حیلہ ہے جس سے نفس اور شیطان کا مقصد یہ ہے کہ ان واقعات کی اصل روح (تعمیل ارشاد خداوندی) کی طرف توجہ نہ ہونے پائے اور عمر بھر آدمی نفسانی لذتوں میں پھنسا رہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت کی توفیق دے۔

ھدایت:۔ قبرستان جانا عبرت حاصل کرنے موت و قبر آخرت کے حالات سوچنے کیلئے ہوتا ہے، اس سے دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اور آج کل بعض جگہ مردوں، عورتوں کے اجتماع

سے تماشا اور میلہ کی صورت بن جاتی ہے، لہٰذا اس سے کلی اجتناب ضروری ہے۔

تارک فرض حج سے ضروری گذارش

بھائی صاحب! دین کی ایک بہت ضروری بات کی طرف متوجہ کرنا ہے، کہ اسلام کے ارکان میں سے ایک حج بھی ہے جس کا حکم یہ ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنا روپیہ دیا ہے، جو مکہ شریف جا سکتے ہیں، ان پر حج فرض ہو جاتا ہے، اگر چہ مدینہ شریف جانے کے مصارف نہ ہوں، لہٰذا آپ کے دوستوں اور عزیزوں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے، ان کو اس بات سے آگاہ کر دیں، بہت سے لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ جب تک مدینہ شریف کی رقم کا انتظام نہ ہو حج فرض نہیں ہوتا، یہ بات درست نہیں، اور فرمایا رسول پاک ﷺ نے کہ جب حج فرض ہو جاوے تو اس کو فوراً ادا کرنا چاہئے، اس میں سستی نہ کی جائے، کیونکہ اس کے لئے بہت سخت وعید و دھمکی حدیثوں میں آئی ہے، چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور پھر وہ بے حج کئے مر جائے اس کو اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس سے سخت اور کیا دھمکی ہو سکتی ہے، آج کل...... روپے میں حج ہو جاتا ہے، اور مدینہ شریف جانے کے لئے......صرفہ ہوتا ہے، اسکے متعلق تفصیلی معلومات مقامی علماء سے معلوم کریں یا کتاب ''معلم الحجاج'' سے، ہاں ایک بات اور دریافت کرنا ہے، کہ آپ کے محلہ میں یا بستی میں آپ کے علم میں ایسے کوئی صاحب ہوں جن پر حج فرض ہونے کا خیال ہو ان کا پتہ لکھا دیں اور موقع پر آپ بھی ان کو اس کی طرف متوجہ کریں، ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں ان سے مل کر کچھ کہیں گے۔

تحفہ احقر

﴿یعنی اصلاح کا سہل نسخہ تھوڑی سی توجہ اور ہمت سے کامیابی کی امید ہے﴾

یہ ناکارہ عرض کرتا ہے کہ جزاء الاعمال مؤلفہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو سنایا گیا، اس کے مضامین سے بہت نفع ہوا، اس لئے جی چاہا کہ اس کا ایک حصہ اپنے دینی بھائیوں اور بزرگوں کی خدمت میں بغرض اطلاع پیش کیا جاوے چنانچہ اس کی دو فصلوں کو بعینہ شائع کیا جارہا ہے۔

فصل: ایسی طاعات میں جن کی پابندی سے امید ہے کہ دوسری طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے

(۱)...... ایک ان میں سے علم دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبت علماء سے بلکہ تحصیل کتب کے بعد علماء کی صحبت ضروری ہے، مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر عمل کرتے ہوں اور شریعت وحقیقت کے جامع ہوں، ایسے بزرگوں کی صحبت وخدمت جس قدر میسر ہو جائے، غنیمت کبریٰ ونعمت عظمیٰ ہے، اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس کے برکات خود دیکھ لے گا۔

(۲)...... ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بدرجۂ مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے، اس سے دربار الٰہی میں ارتباط قائم رہے گا، اس کی برکت سے انشاء اللہ اس کی حالت درست رہے گی، "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ

الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ"

(۳)......ایک ان میں سے کم بولنا اور کم ملنا ہے، اور جو کچھ ہو تو سوچکر بولنا ہے، ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔

(۴)......ایک ان میں سے محاسبہ، اور مراقبہ، ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں، میرے سب اقوال وافعال واحوال پر انکی نظر ہے، یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے، اور میں جواب دے رہا ہوں۔

(۵)...... ایک ان میں سے توبہ واستغفار ہے، جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو دیر نہ کرے کسی وقت کسی چیز کا انتظار نہ کرے، فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے، روئے ورنہ رونے کی صورت بنائے، یہ پانچ چیزیں ہوئیں۔

(۱) صحبت علماء (۲) نماز پنجگانہ (۳) قلت کلام وقلت مخالطت (۴) محاسبہ ومراقبہ، (۵) توبہ واستغفار، انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کچھ مشکل بھی نہیں، تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

دوسری فصل؛ معاصی کے بیان میں

ان کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے

(۱)......ایک ان میں سے غیبت ہے، اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیاوی واخروی پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ ظاہر ہے، اس میں آجکل بہت لوگ مبتلا ہیں، اس سے

بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ نہ کسی کا تذکرہ کرے نہ سنے، نہ اچھا، نہ برا، اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے، ذکر کرے تو اپنا ہی کرے، اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی اس کو فرصت ملتی ہے؟

(۲)...... ایک ان میں سے ظلم ہے خواہ مالی جانی یا زبانی، مثلاً کسی کا حق مارلیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔

(۳)...... ایک ان میں سے اپنے کو بڑا سمجھنا، اوروں کو حقیر سمجھنا ہے، ظلم وغیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں، اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں، حقد، وحسد وغیرہ۔

(۴)...... ایک ان میں سے غصہ ہے، کبھی یاد نہیں ہے کہ غصہ کرکے پچھتائے نہ ہوں، کیونکہ حالت غضب میں ''قوت عقلیہ'' مغلوب ہو جاتی ہے، سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا، جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی، جو کام نہ کرنا تھا، وہ ہاتھ سے ہوگیا، بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا، کبھی عمر بھر کیلئے صدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

(۵)...... ایک ان میں سے غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا، خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلامی ہونا، یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ ونرم کرنا میں عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، اور جو مصائب پیش آتے ہیں، احاطہ تحریر سے خارج ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔

(۶)...... ایک ان میں سے خلاف شرع یا حرام کھانا ہے، کہ اس سے تمام ظلمات

وکدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں، کیونکہ غذا اسے خون بن کر تمام اعضاء وعروق میں پھیلتی ہے، بس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا، اور ایسے ہی افعال اس سے سرزد ہونگے، یہ چھ معاصی ہوتے ہیں، ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہوجائے گا، بلکہ امید ہے کہ خودبخود ترک ہوجائیں گے۔

ہدایت:۔ کتاب جزاء الاعمال میں اعمال کا تعلق جزاء وسزا سے بتلا کر تفصیلات لکھی گئی ہیں کہ کن کن اعمال پر کیا کیا سزا، اور جزاء مرتب ہوتی ہے، سارا "رسالہ" قابل دید ہے۔

ہدیۂ احقر

﴿چند غلط باتوں کی اصلاح﴾

جس طرح بعض لوگ اپنے ذاتی نفع کے لئے نقلی وجعلی سکہ چلا دیتے ہیں، اسی طرح بعض خودغرض جاہلوں نے اپنی منفعت کے لئے بعض غلط باتیں رائج کی ہیں، تاکہ اہل حق (سیدھے راستے پر چلنے والوں) کو لوگ جب اس کے خلاف دیکھیں تو ان سے بدگمان ہوکر صحیح باتیں ان سے حاصل کرنا چھوڑ دیں اور ہم سے (یعنی بیماروں سے) مانوس ہوکر ہماری طرف رجوع کریں، ان غلط باتوں کو حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانویؒ نے ایک کتاب "اغلاط العوام" میں جمع کردیا ہے، جس کو باب وار احقر نے مرتب بھی کردیا ہے، تاکہ لوگ صحیح علم سے واقف ہوکر اعتقادی وعملی غلطیوں سے محفوظ رہیں، اس وقت اس رسالہ سے چند باتیں لکھی جاتی ہیں، البتہ بعض تشریحات جو اس احقر کی ہیں اس سے قبل (ف) لکھ دیا گیا ہے، تفصیل دیکھنا ہو تو "اغلاط العوام"

مبوب ملاحظہ کیجئے۔

(۱)......عوام میں مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے مگر یہ محض بے اصل ہے۔

(۲)......مشہور ہے کہ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہئے، سو یہ محض غلط ہے۔

(۳)......مشہور ہے کہ ''زچہ'' جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانا درست نہیں ہے، یہ بھی غلط ہے، کہ حیض ونفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے (ب) اسی طرح جس کو نہانے کی حاجت ہو اس کے ہاتھ بھی ناپاک نہیں

(۴)......بعض عوام کہتے ہیں کہ چلے کے اندر زچہ خانے میں خاوند کو نہ جانا چاہئے، سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

(۵)......عوام کہتے ہیں کہ جو عورت حالت حیض، یا زچہ، میں مر جائے اس کو دوبارہ غسل دینا چاہئے، یہ محض بے اصل ہے۔

(۶)......عوام عورتیں زچہ خانہ میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں، اگر چہ پہلے ہی پاک ہو جائیں، سو یہ بالکل دین کے خلاف بات ہے، چالیس دن نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے، اور باقی اقل (یعنی کم مدت کی کوئی حد نہیں جس وقت پاک ہو جاوے فوراً نماز شروع کرے، اسی طرح چالیس دن میں بھی خون موقوف نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کردے۔

(۷)......عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص شش عید کے روزے رکھنا چاہے اسکو چاہئے کہ ایک روزہ ضرور عید سے اگلے دن رکھے ورنہ وہ روزے نہ ہونگے، یہ محض غلط ہے۔(ف) چھ روزے پورے ماہ رکھ لے، جب چاہے سب ملا کر یا تھوڑے تھوڑے۔(ف) حدیث شریف میں ہے جو شخص شوال کے چھ روزے رکھے،

تو گویا اس نے ساٹھ روزے رکھے، بہت فضیلت ہے ان روزوں کی اسلئے ہمت کرنا چاہئے۔

(۸)......عوام میں مشہور ہے کہ مریدنی کو پیر سے پردہ نہیں، سو یہ محض غلط ہے، جیسے اور مرد، وغیرہ ہیں، ایسا ہی پیر بھی (ف) اس سے پردہ ضروری ہے جو اس کے خلاف کرے وہ سچا پیر نہیں۔

(۹) ......مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے مرید نہ ہوں ورنہ بہن بھائی ہوجاتے ہیں، یہ محض غلط بات ہے، (ف) بلکہ ایسا مناسب ہے جبکہ پیر سچا ہو اس سے زندگی بہت خوشگوار ہوجاتی ہے۔

تنبیه:۔ یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ مرید ہونا فرض نہیں ہے، بلکہ سنت ہے، البتہ اپنی اصلاح کرانا فرض ہے، یعنی گناہوں کو چھوڑنا اور سنت پر عمل کرنا، مرید کس سے ہونا چاہئے؟ اس کی تفصیل قصد السبیل، یا تسہیل قصد السبیل، میں دیکھی جاوے۔

(۱۰)......مشہور ہے کہ اذان نماز کے لئے مسجد میں بائیں طرف سے اور اقامت یعنی تکبیر داہنی طرف، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(۱۱)......مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہوجاتا ہے سو یہ محض بے اصل ہے (ف) بلکہ اگر چارپائی کسی ہوئی بنی ہو تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔

(۱۲)......مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کا پایا بھی نہ پکڑے سو یہ غلط ہے، بلکہ اجنبی لوگوں سے وہ زیادہ مستحق ہے۔

(۱۳)......مشہور ہے اگر میت گھر میں یا محلہ میں ہو اس کے لیجانے تک کھانا، پینا گناہ ہے، یہ بات بھی بے اصل ہے۔

(۱۴)......بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ

شیطان اس پر نماز پڑھے گا، سو ان میں کسی بات کی بھی اصل نہیں۔

(۱۵)......بعض کا خیال ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے، سو اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے، اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں، سو جان لینا چاہئے کہ سو رہنا بعد تہجد کے درست ہے (ف) تہجد کی بارہ رکعت، کم سے کم دو رکعت، جس طرح اور سنتیں پڑھتے ہیں، اسی طرح اسکا طریقہ ہے۔

(۱۶)......عوام میں مشہور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے سو رہنے سے عشاء کی نماز قضا ہو جاتی ہے، یعنی اگر پھر پڑھے تو قضا کی نیت کرے، سو یہ بالکل غلط ہے، البتہ بلا عذر سونا درست نہیں، اور نصفِ شب کے بعد وقت مکروہ ہو جاتا ہے، اور صبح صادق تک عشاء کا وقت رہتا ہے۔

اغلاط النکاح یعنی نکاح کی اصلاح طلب رسمیں

یہ دین کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ مباح یا مستحب کام میں جب غیر مشروع یا ناجائز امر مل جاتا ہے، تو مباح و مستحب کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے، چونکہ آج کل نکاح کے سلسلہ میں بہت سے امور جو بظاہر جائز و درست معلوم ہوتے ہیں ان میں غیر مشروع امور مل گئے ہیں، جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، اسی وجہ سے لوگ علماء ربانی سے بسا اوقات الجھنے لگتے ہیں، اس لئے چند قابل اصلاح امور جن کا تعلق لڑکے اور لڑکی والوں سے ہے ان کو نمونہ کے طور پر منتخب کر کے الگ جمع کر دیا گیا ہے، تفصیل جس کو دیکھنی ہو وہ اصلاح الرسوم میں ملاحظہ کریں، جو نہایت مستند و جامع اور بے نظیر کتاب ہے۔

نکاح کی وہ رسمیں جن کی اصلاح ضروری ہے اور جن کا تعلق لڑکے والوں سے ہے

(۱) بری لیجانا (۲) زیادہ تعداد میں بنابررواج اتنے اشخاص کو لیجانا جس کو عرف میں بارات سمجھا جاوے (۳) مدعوشدہ سے زیادہ اشخاص لیجانا (۴) لڑکی کے لئے ہدیۂ پارچہ جات وغیرہ بطور نمائش بھیجنا، اور بھیجنے کو ضروری سمجھنا، (۵) سہرا یا بدھی کا برتنا (۶) نامحرم اشخاص کا اذن کے وقت جانا اور اس کو اپنا حق سمجھنا (۷) نامحرم اشخاص کا لڑکی کا منہ دیکھنا اور دکھانا (۸) ناچ گانا باجا ہونا (۹) نیوتہ وصول کرنا (۱۰) مہر کے معاملہ کو پہلے سے صاف نہ کرنا، اور اس کو عیب سمجھنا اور بہ وقت نکاح نزاع وتکرار کرنا، (۱۱) دعوتِ ولیمہ ریا وتفاخر کے ساتھ کرنا (۱۲) لڑکی والوں سے اپنے ملازمین وغیرہ کا انعام طلب کرنا بعنوان حق الخدمت (۱۳) دین مہر کو قابل اہتمام خیال نہ کرنا اور اس کی ادائیگی میں غفلت کرنا (۱۴) ایسے معاملات قصداً کرنا جس سے لڑکی والوں کی سُبکی یا پریشانی ہو یا اپنا نام وشہرہ ہو (۱۵) تقریب کی وجہ سے فرائض وواجبات شرعیہ میں سستی یا لاپرواہی برتنا۔

نکاح کی وہ رسمیں جن کی اصلاح ضروری ہے اور جن کا تعلق لڑکی والوں سے ہے

(۱) بری کا مطالبہ کرنا (۲) لڑکے کے لئے ہدیہ پارچہ جات ظاہر کرکے بھیجنا اور اس کے اظہار کو پسند کرنا اور اس کو ضروری سمجھنا (۳) اپنے یہاں یعنی اپنی تجویز کردہ قیام کی جگہ یا منظر عام پر کپڑے بدلوانا (۴) لڑکے کے سابق کپڑے، کپڑے بدلوانے والے کا حق سمجھ کر رکھ لینا (۵) دعوت ولیمہ طعام برادری یا اہل محلہ یا بستی کی کرنا (۶) جہیز

کے سامان کوتفصیلاً دکھلانا یااظہار کر کے دینا (۷) شکرانہ وغیرہ بنانا بعد نکاح پانی یا شربت دولہا کو پلانا بلا ضرورت (۸) لڑکے والوں سے اپنے ملازمین وغیرہ کا انعام بعنوان حق الخدمت وصول کرنا (۹) دولہا کے سامنے نامحرم عورتوں کا آنا (۱۰) نیوتہ وصول کرنا بشکل سلامی وغیرہ اور سلامی کو ضروری سمجھنا، بوقت سلامی ضرور کچھ دینا (۱۱) سلامی کے عطیہ کو ظاہر کر کے دینا اور سلامی کا التزام (۱۲) مہر کو گنجائش سے زیادہ مقرر کرنا یا نام آوری اور افتخار کے لئے ایسا کرنا (۱۳) گانا باجا، وغیرہ (۱۴) ایسے معاملات قصداً کرنا جن سے نام وشہرہ یا تعریف محلہ یا بستی میں ہو (۱۵) تقریب کی وجہ سے فرائض وواجبات شرعیہ میں سستی ولاپرواہی برتنا۔

نوٹ:۔ تفصیل کیلئے ''اصلاح الرسوم'' میں ملاحظہ فرمائیں!

قرآن خوانی کی رسم

ارشاد فرمایا کہ اب نئی دوکانوں پر قرآن خوانی کا رواج شروع ہوگیا ہے، یہ سب رسم ہے، قابل اصلاح ہے بعض لوگ اسی قرآن خوانی کی رسم کے ساتھ کسی بزرگ کا بیان اور دعوت بھی شامل کر لیتے ہیں، یہ بزرگوں کو دھوکہ دینا ہے، بمبئی میں اسی طرح حضرت قاری محمد طیب صاحب قدس سرہٗ کو ایک صاحب نے وعظ اور دعوت کا پیغام دیا اور انکے یہاں قرآن خوانی بھی تھی اس کو ظاہر نہ کیا اور ان کا مقصد تھا کہ ادھر قرآن خوانی ختم ہو ادھر بیان بھی کرادیا جائے، مجھے پتہ چل گیا میں نے حضرت کو اطلاع دی تو پھر حضرت نے ان سے قرآن خوانی کا سلسلہ ختم کرایا، صرف بیان رکھا گیا، پس صرف بیان ہو تو شرکت کرے ورنہ عذر کردے، ورنہ یہ رسومات جڑ پکڑ لیتی ہیں، کیا قرآن شریف دوکانوں کے افتتاح کے لئے نازل ہوا ہے، اور یہ مشائخ اسی کام کے لئے رہ گئے ہیں، برکت کے

لئے صرف دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعاء کر کے شروع کر دے، بدون اشتہار اور ازدحام واجتماع کے اہتمام کے کسی بزرگ کو لیجاوے اور ان سے درخواست پیش کر دے وہ ۲/رکعت صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر دعا کر دیں، بس سنت کے موافق کام ہوگیا۔

حضرات علماء کرام وائمہ مساجد ومنتظمین مدارس سے گزارش

حضرت والا قدس سرہٗ حضرات علماء کرام، ائمہ مساجد، منتظمین مدارس کو بھی برابر اصلاح امت کی طرف توجہ دلاتے رہتے اور ان کو کبھی خطاب کے ذریعہ اور کبھی تحریر کے ذریعہ ترغیب دیتے رہتے، بعض پرچے ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرات علماء کرام وائمہ مساجد ومنتظمین مدارس سے گذارش

حضرات علماء کرام وائمہ مساجد ومنتظمین مدارس............

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ جانتے ہیں کہ اس وقت امت طرح طرح کے مصائب میں گھری ہوئی ہے، پورا عالم اسلام ایک کرب وبے چینی کے دور سے گزر رہا ہے، اس کے بہت سے اسباب ہیں، لیکن ان میں حقیقی اور اصلی سبب دین سے دوری اور گناہوں کی کثرت ہے اور ظاہر ہے کہ گناہوں کی کثرت کا ایک سبب جہل اور لاعلمی ہے، بہت سے اللہ کے بندے ضروری دینی علم سے بھی ناواقف ہیں، مزید براں یہ کہ ضروری علم حاصل کرنے کی فکر بھی نہیں ہے، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایک آسان صورت ذہن میں آئی وہ یہ کہ بعد نماز عصر مسجد میں مصلیوں کے سامنے ایک گناہ اور اس کا مختصر نقصان بتلا دیا جاتا ہے، اسکے بعد ترتیب وار کسی عمل سے متعلق ایک سنت بتلائی جاتی ہے، اسکے بعد سورۂ فاتحہ

اور عام طور سے نمازوں میں پڑھی جانے والی سورتوں میں سے بالترتیب ایک لفظ صحیح ادا کر کے اس میں کی جانے والی عمومی غلطیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے، اور صحیح پڑھنے کا طریقہ عام فہم انداز میں سمجھا دیا جاتا ہے، پھر اسی سبق کو مسجد کے تختہ سیاہ پر لکھ دیا جاتا ہے تاکہ بقیہ نمازوں میں اسے دیکھ کر یاد کرنے میں سہولت ہو۔ اس نظام کو اور جگہوں پر ائمہ کرام اور علماء عظام نے جاری کیا بحمد اللہ تعالیٰ بہت نفع کی اطلاعات ملی ہیں۔

احقر کے علیگڑھ کے قیام میں وہاں بھی سلسلہ شروع کیا گیا، ماشاء اللہ ۱۹/ دن میں (اچھی خاصی عمر کے لوگوں نے بھی) ۱۹/ گناہ ۱۹/ سنتیں یاد کر لیں، اسی طرح سورۂ فاتحہ، سورۂ فلق، سورۂ ناس بھی انہیں تجوید کے مطابق پڑھنا آ گیا، چونکہ یہ سلسلہ تجربہ سے بہت سہل اور بہت نافع ثابت ہوا، اسلئے آنمحترم سے بھی گزارش ہے کہ آپ اپنے زیر اثر مساجد اور مدارس میں اس انتظام کو شروع کریں، اس کی نگرانی بھی رکھیں، انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا اور مصروف و مشغول حضرات بسہولت ضروریات دین کا علم حاصل کر لینگے اور کم از کم نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کی تصحیح بھی ہو جائے گی۔

ھدایت:۔ (۱)...... یاد کرنے کی سہولت کے لئے دو آدمی کی جوڑی بنا لینے کا مشورہ دینا بھی بہتر ہے۔

(۲)...... معروف و مجہول کی تمیز کے لئے اردو زبان میں مستعمل الفاظ سے مدد لی جائے، مثلاً زیر کے لئے کہا جائے کہ لفٹ کی لام میں جو آواز ہے وہ زیر کی صحیح آواز ہے اور پیش کیلئے مثلاً ٹو (انگریزی کا دوسرا ہندسہ) کے ''ٹ'' میں جو آواز ہے وہ صحیح ہے۔

دینی جدوجہد کرنے والوں کی خدمت میں چند گزارشات

حامداً ومصلیاً امابعد

زیرنظر مضمون ''دینی جدوجہد کرنے والوں سے چند گزارشات''، یہ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ کا ایک پیغام ہے جو کہ مجلس دعوۃ الحق بنگلہ دیش کے ذمہ داروں کی درخواست پر اسکے سالانہ اجلاس منعقدہ ۳/۴/رجب ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۱/۱۲/ستمبر ۲۰۰۲ء کیلئے مرتب کیا گیا، اس میں قرآن پاک واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت مسلمہ کی، داعیانہ حیثیت بالخصوص، اصلاح منکرات، کے کام کی ضرورت واہمیت جماعتی اعتبار سے اس کے مقام کو واضح کر کے مسلمانوں کو اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف دعوت دی گئی ہے۔

اس سلسلہ میں عمومی طور پر جو کوتاہی ہو رہی ہے، اس کے پیش نظر یہ کہنا صحیح ہے کہ صرف ''شرکاء اجلاس''، ہی کے لئے پیغام نہیں ہے بلکہ پوری امت مسلمہ کے لئے ہے، اسلئے جزوی ترمیم کے بعد آنمخدوم قدس سرہٗ کی اجازت سے اس کو شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول اور نافع فرمائے۔ (آمین)

''وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِنۡ مُصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ وَقَالَ تَعَالٰی وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ''

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جو تمہارے اوپر مصائب اور پریشانیاں آتی ہیں، سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور فرماتا ہے ''وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ'' چونکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے فرمارہا ہے کہ بہت سے گناہ تو معاف کردئے جاتے ہیں

اگر ہر گناہ پر پکڑ ہونے لگے تو معاملہ اور سخت ہو جائیگا، حدیث پاک میں ہے کہ اس امت کی بیماری گناہ ہے اور اس کا علاج توبہ و استغفار ہے، گناہوں کی کثرت کی وجہ سے مصائب کا سلسلہ جاری ہے اس سے خلاصی نہیں ہو پا رہی ہے، جبکہ امورِ خیر کا سلسلہ برابر جاری ہے، مختلف انداز سے مکاتب، مدارس، خانقاہوں، کے ذریعہ کام ہو رہا ہے، اور دیگر امورِ خیر کا سلسلہ بھی جاری ہے، اور ماشاء اللہ جماعتی انداز پر بھی کام خوب ہو رہا ہے۔

قرآن پاک میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے معروفات، کے ساتھ منکرات، کا بھی ذکر کیا ہے، جن سے اس کی خاص اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، اور جس طرح امر بالمعروف کے لئے ایک خاص جماعت ہونی چاہئے اسی طرح منکرات کی روک تھام کیلئے بھی ایک خاص جماعت ہونی چاہئے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکو اور حضور ﷺ سے بھی نقل کیا گیا ہے، کلمہ توحید "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه مُحَمَّد رَسُولُ اللّٰه" اپنے کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے، اور اس سے عذاب و بلا کو دفع کرتا ہے، جب تک کہ اس کے حقوق سے بے پرواہی اور استخفاف نہ کیا جائے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حقوق سے استخفاف کئے جانے کا مطلب کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کھلم کھلا کی جائیں اور ان کو بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے" (الحدیث) اسکے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں اب آپ ہی ذرا انصاف سے بتائیے اس وقت اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی کوئی انتہاء کوئی حد ہے اور اس کو روکنے یا بند کرنے یا کم از کم تقلیل کی کوئی کوشش یا سعی ہے؟ ہرگز نہیں، ایسے خطرناک ماحول میں مسلمانوں کا عالم میں موجود ہونا ہی اللہ تعالیٰ کا انعام حقیقی ہے ورنہ ہم نے اپنی بربادی کے لئے کیا کچھ

اسباب پیدا نہیں کر لئے۔

یہ حدیث حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے آج سے کوئی ۶۷؍سال قبل لکھی تھی، اس وقت تو اتنے گناہ عام بھی نہیں تھے، حتی کہ ریڈیو بھی جس سے مہلک گناہ ہو رہے ہیں، اس وقت نہیں تھے، اب اس دور میں تو گناہ کا شیوع بڑھتا چلا جا رہا ہے، تو ان حالت میں منکرات پر، روک ٹوک اور ضروری ہے، کام تو ہو رہا ہے، مگر جس نوع کا ''مامورات'' پر کام ہو رہا ہے، اس نوع کا منکرات کیلئے نہیں ہو رہا ہے، جبکہ یہ بھی فرض کفایہ ہے اور مامورات سے زیادہ ضروری ہے، ایک اور حدیث حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے فضائل تبلیغ میں نقل کی ہے کہ ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کا کوئی عذاب اگر زمین والوں پر نازل ہوا، اور وہاں کچھ دیندار لوگ ہوں تو ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں تو سب کو اثر پہنچتا ہے مگر آخرت میں وہ لوگ گنہگاروں سے علیحدہ ہو جائینگے'' (الحدیث)

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ اس لئے جو حضرات اپنی دینداری پر مطمئن ہو کر بیٹھے ہیں، اس سے بے فکر نہ رہیں، کہ خدانخواستہ اگر منکرات کے اس شیوع پر کوئی بلا نازل ہوگئی تو ان کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا، ایک اور حدیث میں ہے اس کو بھی حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ نے نقل کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرہ پر ایک خاص اثر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے، حضور اکرم ﷺ نے کسی سے کلام نہیں فرمایا اور وضو فرما کر مسجد تشریف لے گئے، میں حجرہ کی دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں، حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا لوگو! امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کرتے رہو، مبادا وہ وقت آ جائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے، تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں، یہ کلمات ارشاد فرمائے اور نیچے تشریف لے آئے۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے،" کہ کوئی آدمی کسی قوم میں ہو اور ان میں گناہ کرتا ہو، اور وہ لوگ روکنے کی قدرت رکھتے ہوں، اور نہ روکیں، مگر اللہ تعالیٰ ان پر مرنے سے قبل عذاب پہنچا دیں گے" (ابوداؤد شریف میں یہ روایت موجود ہے) اس حدیث کو سننے کے بعد سوچئے کہ ہمارا حال اسکے خلاف ہے یا موافق؟ فکر کی ضرورت ہے۔

ایک مشہور صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ظالم بادشاہ مسلط کر دے گا، جو تمہارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، اور تمہارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اس وقت تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے، تو قبول نہ ہوگی، تم مدد چاہو گے تو مدد نہ ہوگی، مغفرت مانگو گے تو مغفرت نہ ہوگی، ایک اور حدیث درمنثور میں بروایت ترمذی وغیرہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب مسلط کر دے گا، پھر تم دعا مانگو گے تو دعا بھی قبول نہ ہوگی۔ (فضائل تبلیغ)

حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ یہاں پہنچ کر اول ہم لوگ یہ سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر نافرمانی کرتے ہیں، پھر معلوم ہو جائے گا کہ ہماری کوششیں بیکار کیوں ہو جاتی ہیں، ہماری دعائیں بے اثر کیوں ہو رہی ہیں، ہم ترقی کے بیج بو رہے ہیں یا تنزلی کے۔ (فضائل تبلیغ)

تو میرے دوستوں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جس نوع کے کام کی ضرورت ہے

اس نوع کا کام نہیں ہو رہا ہے، اسی وجہ سے گناہوں میں کمی نہیں آرہی ہے، جب تک کہ گناہ بند نہیں ہونگے، مصائب کا سلسلہ جاری رہے گا، اس لئے کہ فیصلے مسلمانوں کے اعمال پر اترتے ہیں، اور منکرات، کا کام ماموارت سے بھی زیادہ ضروری ہے، جیسے کہ صحت کے لئے موسم کے لحاظ سے غذا ضروری ہے، اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ پرہیز اور احتیاط کی جائے، ورنہ غذا اور مقویات کا فائدہ نہیں ہوسکتا، اسی طرح ایمانی اعتبار سے انفرادی واجتماعی زندگیوں میں طاعات کے فوائد یا تو ظاہر ہی نہیں ہونگے، اگر ہوئے بھی تو مکمل فوائد ظاہر نہیں ہونگے، جس کے لئے حدیث ریاشاہد ہے، کہ ایک سخی، ایک عالم، اور ایک مالدار، نے اپنی ساری زندگی دینی کاموں میں خرچ کردی تھی، مگر محض ریا کی وجہ سے وہ برباد ہوگیا۔ میرے عزیزو جن علاقوں میں یہ کام نہیں ہو رہا ہے وہاں فرض کفایہ ہے اور جہاں ہو رہا ہے، وہاں بقدر ضرورت اضافہ بھی ضروری ہے، اس کا سب کو اندازہ ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں حضرت تھانویؒ نے خطبہ میں لکھا ہے، "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الامْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھِی عَنِ الْمُنْکَرِ الْقُطبُ الْاَعْظَمُ فِی الدِّیْنِ وَبَعَثَ لَہٗ النَّبِیّیْنَ اَجْمَعِیْن" کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قطب اعظم ہیں، اس سے اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

اور چند گناہ بتائے جاتے ہیں، جن سے بچنا از حد ضروری ہے، مثلاً ترکہ نہ دینا، بہن، بیٹی کا حصہ نہ دینا، شرعی پردہ نہ رکھنا، داڑھی منڈوانا، یا ایک مشت سے کم ہونے پر کتروانا، غیبت کرنا، بدگمانی کرنا، حسد کرنا، سود لینا، دھوکا دینا، کسی کی زمیں پر ناجائز قبضہ کرنا، جس کو تفصیل کے ساتھ حیات المسلمین میں ذکر کیا گیا ہے۔

آج ماشاء اللہ اچھائیوں پر محنت اور اسکی دعوت کا کام مختلف انداز سے ہو رہا ہے، مگر برائیوں کی اصلاح اور گناہوں سے نفرت کرنے سے آج معاشرے کو پاک وصاف

کرنے کا انتظام جیسا ہونا چاہئے، اس کیلئے جیسی فکر وکوشش ہونی چاہئے اس میں کمی ہو رہی ہے، ایسے موقع پر آپ حضرات کا اس کام کی طرف متوجہ ہونے اور اس کیلئے خاص سعی وکوشش کرنے سے بہت مسرت ہوئی، اور مزید فکر کی ضرورت ہے، بَارَكَ اللّٰه تَقبل اللّٰه اللہ تعالیٰ اصول وہدایت کے موافق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اجتماع کے شرکاء میں سے ہر شخص میں فکر ہونی چاہئے کہ اپنے اپنے علاقہ میں جیسی ضرورت ہو اس کے مناسب کام کرے۔ مجموعہ رسائل ''دعوۃ الحق'' ہر کام کرنے والے کے پاس ہونا چاہئے اور اسکے موافق کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مجموعہ رسائل دعوۃ الحق کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱)...... دعوۃ الداعی وتفہیم المسلمین وتعلیم المسلمین کا مجموعہ جو کہ دعوۃ الداعی کے نام سے شائع ہوا ہے، یہ رسالہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانویؒ کا مرتب کردہ ہے۔

(۲)...... اشرف الہدایات لاصلاح المنکرات اس میں تبلیغ کی شرعی حیثیت اور اسکے احکام وآداب کو مرتب کیا گیا ہے۔ مرتب کردہ احقر

(۳)...... اشرف النظام جس میں گھر اور باہر کی اصلاح اور تبلیغ کا طریقہ اور اس کے لئے ہدایت بیان کی گئی ہے۔ مرتبہ کردہ احقر

(۴)...... ''اشرف النصائح''، جس میں کام کرنے والوں کی خصوصیات اور ان کو کن امور کا اہتمام کرنا چاہئے ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مرتب کردہ احقر

(۵)...... ''اشرف الخطاب''، جس میں معروف کی دعوت اور منکر کی اصلاح کے وقت کس طرح گفتگو کرنا چاہئے، ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے۔ مرتب کردہ احقر

آپ حضرات کے جملہ مقاصد اور فلاح دارین کے لئے دعا کرتا ہوں۔

موجودہ پریشانیوں کے حل کا سہل نسخہ

(۱)......ایک گناہ اور ایک سنت روزانہ یاد کرانا، اور آپس میں گھر کے لوگوں کا بھی دور کرنا، اور اگلے روز اس کے سننے سنانے کا بھی اہتمام کرنا، یاد نہ ہونے پر سبق آگے نہ دینا، جو یاد کرایا ہے وہ یاد ہو جانے پر آگے سبق دیدینا۔

(۲)...... ہر شخص کو تین سو مرتبہ کلمہ شریف تین سو مرتبہ درود شریف، تین سو مرتبہ استغفار کا پڑھنا، اگر کسی روز کوئی عذر ہو تو اس کا دسواں حصہ پڑھنا۔

(۳)......تعلیم الدین وحیات المسلمین جزاء الاعمال حقوق الاسلام، حکایات صحابہ میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ گھروں میں بھی سننے سنانے کا اہتمام کرنا، اور حیات المسلمین سے گناہوں کا بیان بھی تھوڑا تھوڑا روز سننا اور سنانا۔

(۴)......اہل علم حضرات ومشائخ سے ملنے جلنے کا اہتمام رکھنا۔

(۵)......روزانہ ہر شخص نماز کے اوقات میں یہ سوچا کرے کہ ایک دن ہم کو یہاں سے جانا ہے، اور اس کی کیا تیاری کی ہے۔

(۶)......جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، ان لوگوں کا نماز کی پابندی کرنا، اور اس کی نگرانی کا نظام بنانا۔

(۷)...... ہر ضرورت کیلئے دعا کا اہتمام کرنا، اپنی اصلاح اور گھر والوں اور بستی والوں، اور سارے عالم والوں کی اصلاح کیلئے بھی دعا کرتے رہنا۔ ابرارالحق

حامداً ومصلیاً ومسلماً امابعد

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ طویل علالت سے صحت یاب ہو کر ۱۷/رجب ۱۴۲۳ھ کو ہردوئی تشریف لائے، اور ۱۸/رجب کو بوقت صبح

۱۰ ؍بجے مدرسہ میں حضراتِ علماء اور مدرسہ کے اساتذہ کرام وعزیز طلبہ اور شہر کے احباب اور مہمانوں سے ملاقات کے بعد تقریباً ۲۰ ؍منٹ چند قیمتی نصیحتیں ارشاد فرمائیں، جن کو ٹیپ رکارڈ کی مدد سے نقل کرلیا گیا، حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ کی نظر ثانی کے بعد ’’فلاح دارین کانسخہ‘‘ کے نام سے مجلس شائع کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول اور نافع فرمائے۔

والسلام محمد افضال الرحمن

خادم مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی ۱۰ ؍شوال ۱۴۲۳ھ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

’’مَا یَفۡعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ، وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِراً عَلِیۡماً۔ (پارہ ۵)

اس وقت جو لوگ یہاں پر ہیں وہ سب خواص ہی ہیں، مدارس سے ان کا تعلق ہے، وہ خود سوچ لیں کہ کوئی بھی ادارہ ہو دینی ادارہ یا دنیا کا ہو اگر وہاں کے لوگوں کا معاملہ اچھا ہو، اصول کے موافق ہو تو ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، دنیا میں ان کے ساتھ لوگ کیا معاملہ کرتے ہیں، اور اگر معاملہ ٹھیک نہ ہو، قاعدہ کے موافق کام نہ ہو تو پھر ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، سب جانتے ہیں کہ دونوں قسم کے حالات الگ الگ ہیں اسی لحاظ سے ان کے اثرات کا بھی حال ہے۔

قانون الٰہی

اللہ تعالیٰ کا بھی یہی معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے کہ جب احکامات کی پابندی ہو رہی ہو، فرائض وواجبات اور سنن کا اہتمام ہو رہا ہو، نافرمانی وگناہ سے بچا جا رہا ہو تو ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ فضل وکرم کا معاملہ ہوگا، انعام ملے گا، نہ یہ کہ گرفت کی

جائے، سزادی جائے، قرآن پاک میں فرمایا گیا:۔

"مَا یَفۡعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیۡمًا"

(پارہ ۵) [اللہ تعالیٰ تم کو سزا دیکر کیا کرینگے اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ تو بڑی قدر کرنے والے اور جاننے والے ہیں۔]

کام جب سلیقہ سے نہ ہو رہا ہو، اصول وہدایات کی خلاف ورزی کی جارہی ہو، نافرمانی ہو رہی ہو تو پھر پکڑ ہوتی ہے، مختلف قسم کے مصائب و پریشانیاں آتی ہیں، ارشاد ربانی ہے:۔

وَمَا اَصَابَکُمۡ مِنۡ مُصِیۡبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ۔ (پارہ ۲۵)

[اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے۔]

جو مصیبتیں آتی ہیں وہ بداعمال اور گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں، آج کل مختلف قسم کے جو حالات پیش آرہے ہیں، کہ بعض جگہ سیلاب کی کیفیت ہے، بعض جگہ پانی کی کمی ہے، اسی طرح سردی کا زیادہ ہونا، گرمی کی شدت ہونا، اسی نوع کی اور بھی چیزیں جو پیش آتی رہتی ہیں، یہ سب ہم لوگوں کے لئے سزا ہے اور سزا گناہ کی وجہ سے ملتی ہے، ہر طرح کی پریشانیاں مصیبتیں آتی ہیں، کوئی شخص یا لوگ سنکھیا کھانے کے عادی ہو جائیں، تو زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی، یہی معاملہ گناہ کا بھی ہے، گناہ تو زہر ہے، جو بھی زہر کھائیگا تو اس کا اثر ہوگا۔

امت کی بیماری اور اس کا علاج

اب یہ کہ اس کا علاج کیا ہے؟ حدیث پاک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا نہ بتلاؤں؟ سن لو! کہ تمہاری بیماری گناہ ہے، اور تمہاری دوا استغفار ہے، توبہ واستغفار بڑی چیز ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو غلطی اور گناہ ہوگیا ہے، اس پر ندامت ہو شرمندگی ہو اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اس کو فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کے لئے پختہ ارادہ ہو کہ نہیں کریں گے، جو نقصان ہوا ہے، اس کی تلافی اور تدارک کی جو شکل ہو سکتی ہے اس کو کریں، مثلاً بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں، ان کو واپس کریں اور معافی مانگیں، اور اللہ کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کو ادا کرے، اور جب غلطی ہو جائے اس کی تلافی کرے۔

دیانتداری کا نصیحت آموز واقعہ

انسان جب اس کی فکر کرتا ہے، اپنے معاملہ کو صحیح رکھنے کی کوشش کرتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور مدد ہوتی ہے، اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آ گیا، اچھا ہے اسے سنا دیا جائے، ایک تاجر تھے، جو خالص یونانی دوائیاں تیار کرتے تھے، ان کے یہاں ایک خاص دوا کافی مقدار میں تیار ہوتی تھی، ایک مرتبہ اس میں جو اہم جز تھا، وہ اصلی نہیں مل رہا تھا، جن کی نگرانی میں وہ دوائی تیار ہوئی انہوں نے وہ نقلی ڈلوا دیا، یہ سوچا کہ تین اجزا میں ۲۹ ر تو اصلی ہیں، ایک جز نقلی ہونے سے کیا ہوگا، وہ دوا تیار ہوگئی، جب مالک کو اطلاع ملی تو انہوں نے مواخذہ کیا کہ تم نے یہ کیا کیا، کشتیوں میں رکھوا کر سمندر میں ڈلوا دی، پہلے ہماری یہ شان تھی، اس کے تیار ہونے میں ساٹھ ہزار کی لاگت آئی تھی، پھر اس کے بعد کیا ہوا، لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت ووقعت بڑھ گئی اور دوکان میں بہت ترقی ہوگئی، جو انسان اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھتا ہے، تو پھر غیب سے شکلیں پیدا ہو جاتی ہیں، اس لئے غلطی ہو جائے، توبہ کرے استغفار کرے۔

دعا کا اثر وفائدہ دوا سے زیادہ

اور دعا کا اہتمام کرے دعا بڑی چیز ہے، آج اس میں کمی پیدا ہوگئی، کوئی معاملہ ہو مشکل ہو دعا کرے، اس کی برکت سے مشکل سے مشکل کام آسان ہوجاتا ہے، ہر دوئی سے میری علالت کا سلسلہ شروع ہوا پھر بمبئی جانا ہوا، ہر جگہ بڑے بڑے ڈاکٹر یہی کہتے رہے کہ ہماری دواؤں کا جو حال ہے وہ ہمیں معلوم ہے، ان دواؤں کا ایک کورس ہوتا ہے، اتنے دنوں میں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے، اس لئے اس مرض میں اتنی جلدی اتنا فائدہ یہ ہماری دوا کا اثر نہیں ہے، ہمارا علاج تو برائے نام ہے، اصل یہ کہ اللہ تبارک تعالیٰ کا فضل ہوا، جن کو بیماری کا علم ہوا انہوں نے دعائیں کیں، اور دوسروں کو بھی اس کی طرف متوجہ کیا، اب بھی دعائیں ہو رہی ہیں، اسی کی برکت ہے، اللہ کا فضل ہے، مسجد بھی جانا ہوا، دینی باتوں کے سنانے کی بھی توفیق ہو رہی ہے، اسلئے دعا کریں اور دعا میں کچھ خرچ نہیں ہوتا۔

تعلق مع اللہ کی برکت

دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ سے تعلق قوی ہوجاتا ہے، تعلق بڑھتا چلا جاتا ہے، صحیح اور قوی ہونے سے کیسے کیسے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، ہر قسم کے نظائر موجود ہیں، جس وقت مسلمانوں کو مدائن کے فتح کرنے کی فکر ہوئی تو دریائے دجلہ درمیان میں حائل تھا، بارش زیادہ ہونے کی وجہ سے طغیانی بھی زیادہ تھی، سیلاب کی کیفیت تھی، پھر یہ کہ اہل فارس نے کشتیاں وغیرہ سب توڑ دیں، کہ جب کشتیاں وغیرہ نہ ہونگیں تو کیا کریں گے، بظاہر کوئی اسباب نہیں تھے، مگر جب اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق ہوتا ہے، ٹھیک ہوتا ہے، تو پھر آسمان سے غیبی نصرت ہوتی ہے، چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا، کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جو

لشکر کے امیر تھے، انہوں نے لشکر کو جمع کر کے فرمایا کہ میں عزم مصمم کر چکا ہوں، اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر گھوڑوں کو دریا میں ڈالدو، اور اسی حالت میں دریا کو عبور کرو، سب نے خوش دلی سے قبول کیا اور تیار ہو گئے، سارا لشکر جو ساٹھ ہزار کا تھا دریا میں داخل ہو گیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل لَيَنْصرَنَّ اللّٰہُ وَلِيَّهٗ وَلِيُظْهِرَنَّ اللّٰہُ دِيْنَهٗ، وَلِيَهزمَنَّ اللّٰہُ عَدُوَّهٗ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْجَيْشِ بَغْيٌ اَوْ ذُنُوْبٌ تَغْلِبُ الْحَسَنَاتِ۔ (البدایہ والنہایۃ:۶۷/۷)

[اللہ ہم کو کافی ہے، اور وہ بہترین کارساز ہے قسم ہے اللہ کی کہ اللہ ضرور اپنے دوست کی مدد کریگا، اپنے دین کو غالب کرے گا، اپنے دشمن کو شکست دے گا، اگر لشکر میں ظلم وگناہ کی کثرت نہ ہو، سارا لشکر دریا کو پار کر گیا کسی کا کوئی سامان نہیں گرا کسی کا کچھ نہیں ہوا۔]

ایک صاحب کالکڑی کا پیالہ گر گیا لوگوں نے کچھ کہا ان صاحب نے کہا میرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھیک ہے صحیح ہے، میرا پیالہ ضائع نہیں ہوگا، انہوں نے دعا کی ''اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِنْ بَيْنِهِمْ يَذْهَبُ مَتَاعِيْ'' اے اللہ مجھے اپنے ساتھیوں میں ایسا نہ بنا کہ میرا سامان ہلاک ہو جائے، پھر ہوا بھی وہی کہ تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ دریا کی لہر آئی اور پیالہ کو کنارے پر پہنچا دیا، ایک شخص نے اٹھالیا، مالک نے پہچان کر لے لیا یہ شان تھی تعلق مع اللہ کی۔

تعلق مع اللہ کیسے حاصل ہو

اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق اور قرب خاص کے لئے سنت کا اہتمام رکھا جاوے، سنت پر عمل کرنے سے قلب میں قوت پیدا ہوتی ہے، جو لوگ سنت پر عمل کرتے ہیں، اس کا اہتمام کرتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے، سنت کے موافق جس کا جتنا عمل

ہوگا، وہ اتنا ہی عمدہ اور اعلیٰ ہوگا، اس پر انعام ملیگا، جب اس پر کمی ہوگی، پھر اس کے لحاظ سے اثرات ہونگے، امتحان ہورہا ہو جواب میں تھوڑی سی کمی ہو تو نمبر کٹ جائینگے کہ نہیں۔

اسی نوع کا معاملہ یہاں بھی ہے، واقعات ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اور دوسرے حضرات کو بھی حالات وتجربات کے لحاظ سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ فلاں بستی اتنے دن میں فتح ہوجائے گی، اب ایک جگہ معاملہ رک گیا، اب جتنا اندازہ تھا اس سے زیادہ دن لگ گئے، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، اسی فکر میں سو گئے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے ہدایت فرمائی وضو مسواک کے ساتھ کیا کرو، جب وہ بیدار ہوئے تو سب لوگوں نے ہدایت پر عمل کیا اور مسواک شروع کردی، ایک کمی کی وجہ سے انعام رکا ہوا تھا، جو وہ پوری ہوگئی تو کامیابی مل گئی۔

سورۂ یٰس کی تلاوت کا دنیاوی فائدہ

ایک بات اور یاد آ گئی ہمارے پھوپھا صاحب نے (حضرت والا قدس سرہٗ کے) چھوٹے بھائی کو اپنی وفات سے سال بھر پہلے نصیحت کی تھی کہ اب میرا زمانہ قریب ہے ہوسکتا ہے کہ میرا سفر ہوجائے، اب تک میں نے کسی کو نہیں بتلایا اب میں تم کو بتلاتا ہوں کہ جب میں بارہ سال کا تھا تو میرے والد صاحب جو سرکاری ملازم تھے انھوں نے کہا تھا کہ بیٹا ہم نے علماء سے سنا ہے کہ سورۂ یٰس شریف اگر کوئی پڑھے تو دن بھر کے کام آسان ہوجاتے ہیں، قرآن پاک ناظرہ ہی پڑھے ہوئے تھے، اسکے بعد سے پڑھنا شروع کردیا، یاد بھی کرلیا، کہ آج ۸۲ رسال کی عمر ہے ستر برس ہوگئے، والد صاحب نے جو فرمایا تھا الحمدللہ اب تک ایک دن بھی ناغہ نہیں ہوا، پھر فرمایا کہ اس کی برکت مجھے یہ ظاہر ہوئی کہ مجھے اپنے دنیاوی کاموں میں کسی انسان سے مدد لینے کی اور سوال کرنے کی نوبت

نہیں آئی، ڈپٹی کلکٹر رہے کام کرتے رہے، یہاں بھی نیک نامی کے ساتھ رہے، آخر میں پاکستان چلے گئے، وہاں بھی یٰس شریف کی برکت سے نیک نامی کے ساتھ رہے، سورۂ یٰس شریف کا پڑھنا کیا مشکل ہے، کتنی دیر لگتی ہے یہاں خاص ہی لوگ ہیں، اسلئے توجہ دلانا ہے، سب کو اس کا اہتمام چاہئے، یہاں معمول ہے جو بچے داخل ہوتے ہیں، نئے آئے ہیں ان کو پہلے سورۂ یٰس سورہ واقعہ، سورہ ملک یاد کرائی جاتی ہے، اس کی تلاوت و اہتمام کی تعریف کی جاتی ہے۔

فقر و فاقہ سے حفاظت کا نسخہ

اسی طرح مغرب کے بعد ''سورۂ واقعہ'' پڑھئے اس کی برکت سے فاقہ نہیں ہوگا، لوگ مالی تنگی کی شکایت کرتے ہیں، اور اس پر عمل نہیں کرتے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے گئے پوچھا کہ کچھ مال بھیج دوں فرمایا کہ مجھے مال کی حاجت نہیں، کہا گیا کہ آپ کی بچیوں کے کام آئیگا، اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اَتَخْشٰی عَلٰی بَنَاتِی الْفَقْرَاءَ؟ اِنِّیْ اَمَرْتُ بَنَاتِیْ یَقْرَأْنَ کُلَّ لَیْلَۃٍ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْوَاقِعَۃِ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَمْ تُصِبْہُ فَاقَۃٌ اَبَدًا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲۸۱/۴)

[کیا آپ میری لڑکیوں کے بارے میں فقر کا اندیشہ کرتے ہیں، میں نے ان کو ہر رات ''سورۂ واقعہ'' پڑھنے کی ہدایت کی ہے، اور رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر رات ''سورۂ واقعہ'' پڑھے گا، اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔]

کتنی بڑی چیز ہے خود میرے گھر میں ہیں ان کو ان کے ماموں نے اپنا واقعہ

سنایا کہ ملک تقسیم ہوا، وہاں کے لوگ ادھر منتقل ہو رہے تھے، ادھر کے لوگ اُدھر جا رہے تھے، قافلے کے، قافلے جا رہے تھے، ایسے حالات میں ظاہر ہے کہ کہیں ٹھہرنے، کھانے پینے کا کیا انتظام جب وہ جالندھر جا رہے تھے، مغرب کا وقت ہو گیا، نماز پڑھنے کیلئے مجمع سے ذرا ہٹ کر میدان میں ایک درخت تھا، وہاں جا کر نماز پڑھی، سنتیں پڑھیں، چھ رکعت اوابین پڑھ رہے تھے، اتنے میں کوئی شخص آیا کوئی چیز رکھ کر چلا گیا، پتہ نہیں کہ کون شخص تھا کہ رکھ کر چلا گیا، جب اوابین سے فارغ ہوئے تو اس کو اٹھا کر دیکھا کہ اس میں گرم گرم روٹیاں اور مچھلی کے کباب ہیں، یہ سورہ واقعہ کی برکت ہے، ہم لوگ اس پر عمل نہیں کرتے، اس کا اہتمام نہیں کرتے، تھوڑے سے فکر اور اہتمام کی ضرورت ہے، پابندی سے پڑھی جائے، پھر اس کے برکات ظاہر ہونگے، بعض بزرگوں کے حالات میں ہے کہ ان کے یہاں انڈے تحفے میں آئے، دیکھا کہ نوّے ہیں، فرمایا کہ کسی اور کے ہونگے، انہوں نے یہ بات فرمائی کہ سائل آیا تھا، سوال کیا، اس وقت گھر میں دس انڈے تھے باندی سے کہا کہ اس کو دیدو، اصول ہے کہ ''دہ در دنیا ستر در آخرت'' کہ دنیا میں ایک کے بدلے دس ملتا ہے، آخرت میں ستر ملتا ہے، اس لحاظ سے سو انڈے آنا چاہئے، تحقیق کی گئی تو معلوم یہ ہوا کہ سائل کو نو ہی دئے گئے تھے، یہ شان تھی یہ تعلق مع اللہ کا اثر تھا۔

مساجد و مدارس والوں کو خاص ہدایت

گناہ کرنے سے اس تعلق میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے، جو لوگ نیک و صالح ہیں ان سے وحشت و دوری ہونے لگتی ہے، گناہ یہ زہر ہے اس سے زندگی برباد ہو جاتی ہے، بہت سے لوگ گناہ کو بھی نہیں جانتے تو پھر ان سے کیسے بچیں گے، اس لئے ضرورت ہے کہ اس کو بتلایا جاوے، اس کے متعلق جو بات کہی جا رہی ہے، مشورہ دیا گیا ہے، گزارش

کی گئی ہے، اس کے لئے یہ کیا جائے کہ اپنے اپنے مکتبوں، مدرسوں اور مسجدوں میں روزانہ ایک ایک گناہ اور ایک ایک سنت بتلانے کا معمول رکھا جاوے، اس کا اجراء کیا جائے، جب ان کا علم ہوگا پھر اس کے موافق عمل بھی ہوگا۔

خلاصہ کلام

اس وقت ساری بات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے معاملے کو صحیح رکھنے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، اس کی فکر و کوشش کی جائے، اس کے لئے توبہ واستغفار کی جائے، تلاوت و ذکر اور سنتوں کا اہتمام کیا جائے، گناہوں سے بچا جائے، دعاؤں کا سلسلہ رکھا جائے، خصوصاً فرائض کے بعد توجہ سے دعا مانگی جائے، ان باتوں کی پابندی کی جائے، پھر دیکھئے کیسے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو اپنے الفاظ میں کہا ہے:۔

تمہاری قوم کی تو بنا ہی ہے دین وایماں پر...... تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قراں پر
تمہاری فتح یابی منحصر ہے فضل یزداں پر...... نہ قوت پر، نہ کثرت پر، نہ شوکت پر، نہ ساماں پر

اصول فلاح دارین

حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند وصیتیں اور مشورے

(۱)...... میں اپنے دوستوں کو خصوصاً اور سب مسلمانوں کو عموماً بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علم دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو تعلیم کرانا ہر شخص پر فرض عین ہے، خواہ بذریعہ

کتاب ہو یا بذریعہ صحبت، بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ فتن دنیویہ سے حفاظت ہو سکے جن کی آج کل بیحد کثرت ہے اس میں ہرگز غفلت وکوتاہی نہ کریں۔

(۲)......طالب علموں کو وصیت کرتا ہوں کہ نرے درس وتدریس پر مغرور نہ ہوں، اس کا کارآمد ہونا موقوف ہے، اہل اللہ کی خدمت وصحبت ونظر عنایت پر اس کا التزام نہایت اہتمام سے رکھیں:۔

بے عنایاتِ حق وخاصان حق............ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

(۳)...... دینی یا دنیوی مضرتوں پر نظر کرکے ان امور سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں۔

(۱)......شہوت وغضب کے مقتضا پر عمل نہ کریں۔

(۲)......تعجیل نہایت بری چیز ہے۔

(۳)......بے مشورہ کوئی کام نہ کریں۔

(۴)......غیبت قطعاً چھوڑ دیں۔

(۵)......کثرت کلام اگرچہ مباح کیساتھ ہو اور کثرت اختلاط خلق بلا ضرورت شدیدہ وبلا مصلحت مطلوبہ اور خصوصاً جبکہ دوستی کے درجہ تک پہنچ جاوے پھر خصوص جبکہ ہرکس وناکس کو رازدار بنالیا جائے، نہایت مضر چیز ہے۔

(۶)......بدون پوری رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھائیں۔

(۷)......بدون سخت تقاضہ کے ہمبستر نہ ہوں۔

(۸)......بدون سخت حاجت کے قرض نہ لیں۔

(۹)......فضول خرچی کے پاس نہ جاویں۔

(۱۰)......غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔

(۱۱)......سخت مزاجی وتندخوئی کی عادت نہ کریں، رفق اور ضبط اور تحمل کو اپنا شعار بناویں۔

(۱۲)......ریا وتکلف سے بچیں، اقوال وافعال میں بھی طعام ولباس میں بھی۔

(۱۳)......مقتداء کو چاہئے کہ امراء سے بدخلقی نہ کرے اور نہ زیادہ اختلاط کرے اور نہ ان کو حتی الامکان مقصود بناوے بالخصوص دنیوی نفع حاصل کرنے کے لئے۔

(۱۴)......معاملات کی صفائی کو دیانات سے بھی زیادہ مہتم بالشان سمجھیں۔

(۱۵)......روایات وحکایات میں بے انتہا احتیاط کریں اس میں بڑے بڑے دیندار اور فہیم لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں، خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے میں۔

(۱۶)...... بلاضرورت بالکلیہ اور ضرورت میں بلا اجازت وتجویز طبیب حاذق شفیق کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔

(۱۷)......زبان کی غایت درجہ ہر قسم کی معصیت ولا یعنی سے احتیاط رکھیں۔

(۱۸)......حق پرست رہیں اپنے قول پر جمود نہ کریں۔

(۱۹)......تعلقات نہ بڑھائیں۔

(۲۰)......کسی کے دنیوی معاملہ میں دخل نہ دیں۔

(۲۱)......میں اپنے تمام منتسبین سے درخواست کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنی عمر بھر یاد کرکے ہر روز ''سورۂ یٰس شریف'' یا تین بار ''قل ھو اللّٰہ شریف'' پڑھ کر مجھ کو بخشدیا کرے مگر اور کوئی امر خلاف سنت وبدعات عوام وخواص میں سے نہ کریں۔

(۲۲)......حتی الامکان دنیا ومافیہا سے جی نہ لگاویں اور کسی وقت فکر آخرت سے غافل نہ ہوں، ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر کسی وقت پیام اجل آجائے، تو فکر اور تمنا کو مقتضی نہ ہو "لَوْلَآ اَخَّرْتَنِیْٓ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ" اور ہر وقت یہ سمجھیں:۔

شاید ہمیں، نفس، نفس واپسیں بود

اور علی الدوام دن کے گناہوں سے قبل رات کے اور رات کے گناہوں سے قبل دن کے استغفار کرتے رہیں، اور حتی الوسع حقوق العباد سے سبکدوش رہیں۔

(۲۳)......خاتمہ بالخیر ہونے کو تمام نعمتوں سے افضل واکمل اعتقاد رکھیں، اور ہمیشہ خصوصاً پانچوں نمازوں کے بعد نہایت لجاجت وتضرع سے اس کی دعا کیا کریں، اور ایمان حاصل پر شکر کیا کریں کہ حسب وعدہ "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ" یہ بھی اعظم اسباب خاتمہ بالخیر سے ہے، اور اسکے ساتھ میں اپنے لئے بھی دعا کے لئے درخواست کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی ایمان پر خاتمہ فرمادے۔ (از اشرف السوانح جلد سوم ص، ۱۱۴-۱۱۶)

ٹخنہ سے نیچے پائجامہ یا تہبند رکھنے کا شرعی حکم

(۱)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ٹخنے سے نیچے والے لباس میں نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا کہ اس کو اللہ کے حلال اور حرام سے کچھ واسطہ نہیں، یعنی یہ ایسا شخص ہے کہ اس ناجائز اور حرام حالت میں نماز پڑھ رہا ہے۔
(فتح الباری کتاب اللباس، ج۱۰)

(۲)......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ٹخنے سے نیچے لباس رکھنے والے سے محبت نہیں فرماتے۔ (فتح الباری کتاب اللباس، ج۱۰)

(۳)...... ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عذر کیا کہ مجبوراً میرا تہبند ٹخنے سے نیچے کھسک جاتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا یہ عمل (اسبال) تمہارے عذر کے عیب سے زیادہ عیب دار ہے، اپنے تہبند کو اونچا کرو، دوسری روایت

میں ہے کہ حضور ﷺ نے محبت سے فرمایا کہ تم کو میرے طریقے سے رغبت نہیں ہے۔ (فتح الباری، کتاب اللباس جلد ۱۰)

توضیح: ۔جو صاحبان پائجامہ کے نیچے بندھ جانے یا کھسک جانے یا عدم فکر وغیرہ کا عذر کرتے ہیں، ان کو انصاف سے اللہ تعالیٰ کا خوف پیش نظر رکھتے ہوئے خوب غور کر لینا چاہئے کہ بعض واقعی معذورین کے عذر کو خود حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمانے کے باوجود قبول نہیں فرمایا، اور اس فعل سے منع فرمایا۔

(ماخوذ از رسالہ نظام کانپور زیر سرپرستی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی دارالعلوم دیوبند بابت ماہِ ستمبر ۶۴ء)

(۴)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ٹخنے سے نیچے جتنا حصہ پائجامہ کا لٹکا ہوگا، وہ جہنم میں ہوگا۔ (بخاری شریف)

ہر دینی ادارہ و انجمن کی طرف سے مبلغین کے تقرر کا اہتمام

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ کے چند ارشادات

☆......ملفوظ نمبر ۱۴۱ منقول الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، مطبوعہ تھانہ بھون صفحہ ۱۲۰ ج ۶)

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ درس و تدریس متعارف مقصود کا مقدمہ ہیں، اور اصل مقصود تبلیغ ہے، آج کل بڑی کوتاہی ہو رہی ہے کہ درس و تدریس کو اصل سمجھ لیا ہے، اور اس کوتاہی اور غلطی کی بدولت اکثر علماء جو تبلیغ نہیں کرتے، ایک بہت بڑی فضیلت سے محروم ہو گئے ہیں، حضرات انبیاء کرام کا درس یہی تبلیغ تھا، ابتدا میں درس و تدریس اور بعد فراغ علوم تحصیل اور تبلیغ دونوں کے حقوق ادا کرنا چاہئیں ایک کی طرف متوجہ ہو کر دوسرے سے غفلت کرنا یہ عظیم کوتاہی ہے، علماء کو

اس کیطرف ضرور توجہ کرنی چاہئے کہ ایک اپنا وقت تبلیغ میں بھی صرف کرلیا کریں، اور اس کی ایک سہل اور بہتر صورت یہ ہے کہ مدارس کی طرف سے کچھ مبلغ مقرر کردینے چاہئیں، آج کل مدارس میں اس کی بڑی کمی ہے، پڑھنے پڑھانے میں جس قدر مشغولی ہے، تبلیغ کی طرف مطلق توجہ نہیں، جس قدر وقت اس میں صرف کرتے ہیں، تبلیغ میں اس کا نصف حصہ بھی خرچ نہیں کرتے۔

☆......از تعلیم المسلمین ۱۴/ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ مقام تھانہ بھون۔

ہر مدرسہ اسلامیہ کم ازکم ایک واعظ مقرر کرے، اور یہ سمجھ لے کہ ضرورت تعلیم کے لئے ایک مدرس کا اضافہ کیا گیا ہے، کیونکہ جس طرح مدرسہ کے معلمین طلباء کے مدرس ہیں، اور واعظین عوام کے مدرس ہیں اسی طرح اہل انجمن یہ سمجھیں کہ تعلیم عوام کیلئے یہ ایک مکتب ہے، جو شاخ ہے انجمن کی۔

☆......از تفہیم المسلمین ۲۳/ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ تھانہ بھون

جو علماء کسی دینی خدمت میں مشغول ہیں، جیسے درس وتدریس، تصنیف وتالیف وغیرہ وہ بھی اپنی نشست وبرخاست میں اور اوقات ملاقات میں بندگان خدا کو احکام الٰہی پہنچانے میں سستی نہ کریں، اور فرصت کے اوقات میں جیسے جمعہ کی تعطیل ہے، یا رخصت طویل کا زمانہ ہے، وعظ ونصیحت کے ذریعہ بندگان خدا کو احکام واسلام پہنچانا اپنا فریضہ سمجھیں۔

☆......از حقوق العلم صفحہ ۵۸/

پس مقصود بالذات اس تمام تر اشتغال بالدرس وتالیف سے وعظ ہی ٹھہرا، پس مقصود بالذات کی امانت میں کوتاہی کتنی بڑی خطا ہے۔

اپنے گھر والوں کی اصلاح کرنا خود اپنی صالحیت کا ایک ضروری جز ہے بدون اس کے خود اپنی صالحیت ناتمام ہے

حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ نے ایک ملفوظ میں فرمایا بعض لوگ وہ ہیں جو بظاہر خود تو اعمال صالحہ کرتے ہیں، اور معاصی سے بچتے ہیں، مگر اس کے ساتھ ہی ان لوگوں کے افعال غیر مشروع ومعاصی میں بھی شریک رہتے ہیں، جو خدا کے نافرمان ہیں، محض اس خیال سے کہ یہ دنیا ہے، اس میں رہتے ہوئے برادری، کنبہ کو کیسے چھوڑا جا سکتا ہے، اور یہ مقولہ زبان زد ہے کہ میاں دین سے دنیا تھامنا بھاری ہے۔

اور بعض وہ ہیں کہ شریک تو نہیں ہوتے مگر ہوتے ہوئے دیکھ کر ان کو منکرات کرنے والوں کے افعال سے نفرت بھی نہیں ہوتی، ان میں شیر وشکر کی طرح ملے جلے رہتے ہیں، یعنی روزانہ کھانے پینے میں ان سے کوئی پرہیز نہیں کرتے حاصل یہ ہے کہ اپنے کسی برتاؤ سے ان پر اظہار نفرت نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کے اعتبار سے اس شبہ مذکورہ کا جواب یہ ہے کہ یہ شرکت یا سکوت خود معصیت ہے تو ان کا ابتلاء بھی معصیت کے سبب سے ہوگا، اور یہ سوال نہ ہو سکے گا کہ غیر عاصی پر بھی مصائب آتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں امم سابقہ کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ فلاں بستی کو الٹ دو۔

عرض کیا کہ اے اللہ فلاں شخص اس بستی میں ایسا ہے کہ اس نے کبھی کوئی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مع اس کے الٹ دو، وہ بھی ان ہی میں سے ہے اسلئے کہ ہماری نافرمانی دیکھتا تھا اور کبھی اسکے تیور میں بھی بل نہ پڑتا تھا، اور اسکی مثال تو دنیا میں موجود ہے، جو شخص حکومت اور سلطنت کے باغیوں سے میل رکھتا ہے، یا ان کو امداد دیتا ہے، وہ شخص بھی باغیوں میں ہی شمار کیا جاتا ہے، ہم جس کے وفادار ہیں، وفاداری اسی وقت تک ہے کہ ہم اسکے دشمنوں سے نہ ملیں ورنہ ایسے شخص کو وفادار ہی نہ کہیں گے، جو دشمنوں سے ملے یہ تو اجتماع ضدین ہے، دونوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں، اسی کو فرماتے ہیں:۔

ہم خداخواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال است ومحال است وجنوں

(الاضافات الیومیہ حصہ دوم، ص ۴۸)

حضرات حفاظ کرام سے خطاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی دولت دی ہے، اس کی حفاظت کے لئے نظم تراویح فرمایا گیا ہے جو لوگ سننے کی خواہش کرتے ہیں اور انتظام خورد ونوش کا اہتمام کرتے ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام خاص خیال کرنا چاہئے، ورنہ ہمارا فریضہ تھا کہ ہم اہتمام کرکے سناتے اور خورد ونوش کا تحمل کرتے جیسا کہ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں، لہٰذا خورد ونوش میں خلاف عادت ومزاج کوئی بات ہو تو صبر وتحمل وحسن ظن سے کام لیں، اور خفیہ طور پر ادارہ کو مطلع کردیں، دوسروں سے تذکرہ نہ کریں، اوقات کی پابندی رکھیں اور فکر رکھیں، دوسروں کو ہماری وجہ سے تکلیف نہ ہو، اوقات جماعت وتراویح کی خاص پابندی کریں تاکہ دوسروں کو انتظار نہ کرنا پڑے، قرآن پاک سنانے میں حروف کی

صفائی کا خاص لحاظ رکھیں، قواعد اخفاء واظہار کا اہتمام کریں، دس منٹ سے زیادہ وقت تفریح میں یا اخبار بینی میں اور عوام سے باتوں میں صرف نہ کریں، اس کا اکثر برا اثر پڑتا ہے، یہ رمضان شریف کا زمانہ تقویٰ میں کمال حاصل کرنے کا ہے، تلاوت میں خیال رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کو سنا رہا ہوں، وضو کی سنت نماز اعتدال سے رکوع وسجود سے ٹھیک پڑھنے کا اہتمام خاص کریں، اگر امام اوقات! نماز کا کوئی اور ہو تو تکبیر اولیٰ سے نماز کی فکر رکھئے اور اگر چراغاں اور جھنڈی کا نظم کرنا چاہیں تو منع کر دیں، اور اگر ایسا نہ کریں تو ختم نہ کریں چلے آویں، تحفہ یا ہدیہ دیں تو ہرگز نہ لیں، کہہ دیں کہ معذور ہوں، اس میں آپ کی بھی عزت ہے نیز غلط رسم کی اصلاح بھی ہے، جس کا بڑا اجر ہے، اس تحریر کو روزانہ کسی وقت دیکھ لیا کریں، بلکہ صباح کو اول وقت اس کو دیکھ لیا کریں۔

ابرار الحق

ناظم مجلس دعوۃ الحق ہردوئی

اصلاح امت کے سلسلہ میں بعض ارشادات عالیہ

☆......فرمایا اگر بڑوں کی پیالیوں میں چائے پیتے وقت مکھیاں گر جائیں تو چھوٹے فوراً اس کو نکال دیتے ہیں، اور اس بات سے بڑے بھی خوش رہتے ہیں، تو منکرات میں بھی یہی معاملہ ہونا چاہئے، ہرگز ہرگز اس منکر میں شریک نہ ہو اور موقع سمجھ کر ادب سے اکابر کی خدمت میں بھی عرض کر دے، لیکن ایسے وقت اکابر کا اکرام اور اپنی پستی وکمتری کا استحضار بھی ضروری ہے۔

اگر ہمارے گھروں میں کوئی بچہ خبر دیتا ہے کہ بستر پر فلاں بھیانے جوتا رکھ دیا ہے، اور دیوار پر لکیر بنادی یا چائے کی پیالی میں مکھی گر گئی تو ہم سب کو فکر ہو جاتی ہے، حالانکہ چائے میں کمی تو نہیں ہوئی اضافہ ہی تو ہوا پیروں پر ورم ہے، اضافہ ہوا مگر ڈاکٹر کے پاس بھاگے جارہے ہیں، معلوم ہوا کہ ہر اضافہ ہر ترقی آپ پسند نہیں کرتے اسی طرح اگر مچھر دانی میں دو تین مچھر گھس گئے تو بغیر اس کو نکالے چین نہیں، نیند ہی نہیں آسکتی جب تک ان کو نکال نہ لیں گے حالانکہ یہ مچھر دو تین عدد کتنا خون پی لیتے ایک رتی یا ایک ماشہ پی لیتے پھر وہ بھی آرام سے سوتے اور آپ بھی آرام سے سوتے لیکن دو تین قطرہ خون دینا گوارہ نہیں، دوستو سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے گھروں میں اگر منکرات داخل ہو جائیں خلاف شریعت چیزیں گھر میں داخل ہوتی جارہی ہیں ہمیں کوئی فکر نہیں ہمارے بچے انگریزی بال رکھیں ہمارے بچے جاندار کی تصویریں لائیں ان کی فکر نہیں گھر میں سانپ، بچھو آ جائے، تو فوراً نکالنے کی فکر ہوگی انکے نکالنے والوں کو بلائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہمارے گھر میں آویں تو ان

منکرات سے سکون کیسے باقی رہ سکتا ہے، انگلی میں کانٹا گھس گیا چین چھن گیا، اجنبی چیز داخل ہوگئی، آنکھوں میں گرد وغبار آ گیا کھٹک اور درد شروع ہوگیا لیکن اگر سرمہ لگالیا تو چین میں اضافہ ہورہا ہے، کیونکہ سرمہ آنکھ کے لئے اجنبی نہیں، آنکھ کو سرمہ سے مناسبت ہے، اسی طرح روحانی بیماریاں ہیں مثلاً حسد، غضب، کبر ان اخلاق رذیلہ کے آتے ہی سکون چھن جاتا ہے۔

✿......فرمایا ایک گلاس پانی میں چند ذرات لوہے کے ڈال دو پانی کا وزن ہلکا اور اس قلیل مقدار لوہے کا وزن زیادہ ہوگا اسی طرح وہ لوہا، پانی سے کس قدر قوی تر ہے، مگر وہی پانی لوہے کی صورت بگاڑ دیتا یعنی زنگ لگا دیتا ہے، اور پھر اس لوہے کی حقیقت بھی تباہ ہوجاتی ہے، یعنی اول صورت بگڑتی ہے، پھر سیرت بھی بگڑ جاتی ہے، اور لوہا کمزور ہوجاتا ہے، اسی طرح چھوٹے چھوٹے گناہوں کے سیاہ نقطوں سے دل سیاہ ہوجاتا ہے، اور اس میں زنگ لگتا چلا جاتا ہے، اسی طرح بری صحبت خواہ کتنی ہی قلیل ہو اور کمزور ہو لیکن نقصان پہنچادے گی انگریزوں نے پہلے مسلمانوں کی صورت بگاڑی ہے سر پر انگریزی بال اور داڑھی صاف کرا کے پیغمبر ﷺ کی محبوب صورت سے دور کر دیا، پھر جب صورت بگڑ گئی، تو سیرت بھی بگڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور صورت دونوں سے محرومی ہوتی چلی جارہی ہے، اب علاج کیا ہے علاج یہ ہے کہ پہلے زنگ صاف کرتے ہیں، پھر رنگ کرتے ہیں آج ہمارے بچے غیر صالح ماحول میں تعلیم وتربیت پاتے ہیں تو ان پر زنگ کیوں نہ لگے گا البتہ اگر لوہے پر پینٹ کر دیا جائے، تو رنگ کرنے کے بعد پانی کا اثر نہ ہوگا اور زنگ سے محفوظ رہے گا، اسی طرح ہمارے دل اور ہمارے بچوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت

اوراخلاق محمد ﷺ کا پینٹ ہوجائے تو پھر دین کا نقصان نہ ہوگا، مگر یہ پینٹ اللہ والوں کے پاس ملتا ہے ''اِنَّ ھٰذِہِ الْقُلُوْب تصدا کَمَا یَصدأ الْحَدِیْد اِذَا اَصَابَہٗ الْمَاء الخ'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو تمہارے دلوں کو اس طرح زنگ لگ جاتا ہے، جس طرح پانی لوہے کو زنگ لگاتا ہے، عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پھر کس طرح زنگ صاف ہوگا، ارشاد فرمایا تلاوت قرآن پاک کرو اور کثرت سے موت کو یاد کرو۔

☆......فرمایا اعمال صالحہ اور وظائف اختیار کرنا آسان ہے مگر گناہوں کا چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے، جیسے سہارنپور کا گنا چوسنا تو آسان اور لذیذ ہے، مگر کسی کے منہ سے گنا چھین لینا مشکل ہے، اسی طرح نفس کو جن گناہوں کی عادت ہوگئی ہے ان کو چھوڑنا نفس پر بہت شاق ہوتا ہے، عام طور پر لوگ ایسے واعظ کو بھی پسند نہیں کرتے، جو برائیوں پر روک ٹوک اور گناہوں کے ترک پر وعظ کرتا ہے۔

☆......فرمایا جس طرح امر بالمعروف کا اہتمام سے جگہ جگہ کام ہورہا ہے، نہی عن المنکر کا بھی تو اہتمام سے کام ہونا چاہئے دونوں ہی فرض کفایہ ہیں، آج کل برائیوں پر روک ٹوک نہ ہونے سے برائیاں تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں، جماعتی حیثیت سے اس کا کام بھی ہونا چاہئے۔

احقر کی ایک جگہ دعوت تھی بس ایک صاحب نے چالاکی سے فوٹو کھینچ لیا پہلے تو انہوں نے دھوکا دینا چاہا کہ روشنی جو ہوئی ہے کیمرہ کی نہ تھی بجلی کا بلب فیوز ہوا ہے، بجلی کا تار خراب ہوگیا، میں نے کہا کہ کیمرہ مجھے دیجئے میں نے اس پر قبضہ کیا اور کہا پوری ریل میرے سامنے ضائع کرو ورنہ اس گھر میں کبھی قدم نہ رکھوں گا، اور نہ اس وقت کھانا کھاؤنگا، ابھی واپس جاتا ہوں، بس سب کا مزاج ٹھیک ہوگیا ۳۲ روپے کی تمام ریل تباہ ہوگئی

زندگی بھر کے لئے سبق مل گیا آج روک ٹوک کی کمی سے برائیاں سیلاب کی طرح پھیلی جارہی ہیں، ہم لوگوں میں منکرات پر نکیر اور روک ٹوک کی ہمت باقی نہیں رہی، اپنی اولاد کو ایک مکھی جو چائے کی پیالی میں پڑگئی نگلنے نہ دیں گے لیکن گناہوں کے روحانی سانپ بچھو ان کے پیٹ میں داخل ہوجائیں سب گوارہ ہے۔

میرے دوستو! اسباب رضا اختیار کیجئے، اور وہ حق تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل ہے، اور اسباب رضا، کی ضد سے بچئے اور وہ نواہی، یعنی معاصی سے بچنا ہے، پھر دیکھئے کیا انعامات عطا ہوتے ہیں۔

مساجد کے سلسلے میں

فرماتے ہیں:۔

- ......عموماً اذان واقامت کا صحیح نہ ہونا بالخصوص اَللّٰہُ اَکْبَرْ "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم" میں الف میں مد کو اس کی طبعی اور اصلی مقدار سے زیادہ طویل کرنا۔
- ......اذان واقامت کو معمولی اور حقیر سمجھنا۔
- ......ائمہ مساجد کا مسنون طریقہ پر نماز ادا نہ کرنا۔
- ......قرأت قرآن کریم صحیح نہ ہونا۔
- ......قرأت کی سنت کی رعایت نہ کرنا۔
- ......فجر کی نماز میں وقت مسنونہ کی پابندی نہ کرنا۔
- ......مبتلائے فسق وفجور کا مؤذن وامام بنانا۔
- ......غیر مسافر ومعتکف کو مسجد میں سونے دینا۔
- ......تزئین مساجد میں ناجائز امور سے بھی نہ بچنا، مثلاً بدبودار رنگ کا پینٹ کرنا۔

☆......مسجد کے آداب واحکام کا اہتمام نہ کرنا۔

☆......نماز لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنا (اس سلسلے میں فتاویٰ رحیمیہ، ج ۱/ ۹۰/ ۹۴/ ورسالہ ''واحکام آلات جدیدہ'' از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، کا مطالعہ اہم ہے)

☆......فرمایا گھڑی کا مقصد تھا کہ صف اول میں نماز ادا کریں تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو، مگر آج کل اس کا مقصد برعکس ہوگیا ہے، یعنی کاہلی اور تاخیر کا سبب بن گئی ہے، گھڑی اس نیت سے دیکھتے ہیں کہ ابھی جماعت میں کتنے منٹ باقی ہیں، اور حجرے میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔

☆......فرمایا آج کل تاخیر جنازہ کی بیماری امت میں عام ہو رہی ہے، جذبات محبت وعقیدت میں اہل علم حضرات کے ماحول میں بھی یہ مسئلہ نظرانداز ہو جاتا ہے، کہیں تو جنازہ کو منتقل کرنے کی غلطی ہوتی ہے، اور کہیں رونمائی میں تاخیر کی جاتی ہے، حالانکہ جنازہ کو جلد دفن کرنے کا حکم ہے، اس مسئلہ میں فقہاء نے تصریح فرمادی ہے کہ اگر جمعہ سے قبل تدفین ممکن ہے، تو جمعہ کا انتظار کرنا جائز نہیں، تھوڑے آدمی سنت اور رضاءِ حق کے مطابق نجات اور مغفرت کے لئے کافی ہیں برعکس کثیر تعداد کے جو خلافِ سنت اور خلافِ رضاءِ حق ہو یہ کچھ مفید نہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ مسافرت کی موت سے شہادت کا درجہ ملتا ہے، پھر جنازہ کو وطن لانے کی کیا ضرورت ہے، بے اصولی اور قانون شکنی جب اہل علم کی جانب سے ہونے لگے گی تو عوام کو کون سمجھا سکتا ہے، بعض اہل علم ایسے وقت اکابر کا عمل پیش کرتے ہیں، تو سوال یہ ہے کہ کیا فقہ کی یہ کتابیں عمل کے لئے نہیں لکھی گئی ہیں، عمل کو کتاب سے ملائیے نہ کہ اشخاص سے البتہ کتاب کو اشخاص سے سمجھئے۔

جن اکابر کے ساتھ ایسا کوئی معاملہ پیش آ چکا ہے، وہ پسماندگان کے معاملات ہیں، کہیں جذبات کہیں غلبۂ عقیدت کہیں خاموشی کہ شاید وہ کہیں گے شاید وہ کہیں گے کہ بروقت نکیر کرنی چاہیئے۔

بعض اکابر کی رونمائی میں تاخیر کی خبر مجھے ایک صاحب نے ہردوئی پہنچائی، میں نے ان سے کہا اس منکر پر کسی نے نکیر بھی کی تو وہ خاموش ہو گئے، ایک اہل علم بلکہ اہل فتویٰ واہل فقہ کی حق پرستی سے بڑا دل خوش ہوا جب انہوں نے کہا مجھے نہایت ندامت ہے کہ ہم نے اس منکر پر اعلان کے ساتھ نکیر کیوں نہ کی اور استغفار کرتا رہتا ہوں۔

انتقال سے کفن پہنانے تک جس قدر لوگوں کو چاہیں جمع کر لیں اس کے بعد پھر تاخیر کی گنجائش نہیں ماشاء اللہ مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر خوب ہمت سے عمل کیا تھا، حضرت حکیم الامت تھانوی ؒ کا جنازہ تیار تھا اور شرکت جنازہ کے لئے اسپیشل ٹرین سہارنپور سے چل پڑی تھی، بہت بڑی تعداد معتقدین اور خواص متعلقین کی حاضری میں زیادہ تاخیر نہ ہوتی کیونکہ سہارنپور سے تھانہ بھون کی مسافت زیادہ نہیں، مگر مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ کا حکم دیا اور سختی سے اعلان کیا کہ قانون شریعت کا احترام کیا جائیگا، ہرگز اب تاخیر نہ ہونی چاہیئے چنانچہ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اسپیشل ٹرین کا انتظار نہ کیا گیا اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت کے ہر قانون پر اہتمام سے توفیق عمل بخشیں، آمین۔

ایک بڑے بزرگ اور عالم دین کے انتقال پر تدفین میں تاخیر کی اطلاع پر مرحوم کے صاحبزادہ کو (جو کہ وہ بھی بڑے ذمہ دار اور عالم دین ہیں) تحریر فرمایا:۔

عزیزم مکرم مولانا............صاحب زید رشدہ وفضلہ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مولانا کی رحلت کا بہت صدمہ ہوا، اور ہے، تحصیلاً للثواب معروض ہے۔

(۱) ...... اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَکُل عِنْدَہُ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فلتصبر و لْتَحْتَسِبْ۔

وَ خَیْرٌ مِنَ الْعَبَّاسِ اَجْرُکَ بَعْدَہٗ ...... وَاللّٰہُ خَیْرٌ مِنْکَ لِلْعَبَّاسِ۔

(۲) ......وقت نماز جنازہ ۶ ر بجے کی اطلاع ملنے پر حضرت مولانا کی رحلت کے صدمہ سے بھی زیادہ صدمہ ہوا، اور مجھے تعجب ہے آپ جیسے حضرات نے ایسا وقت تجویز کیا، جلد سے جلد تدفین کیجئے، حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ کی تعلیمات اور معاملہ پر نظر رکھئے...... جلد سے جلد نماز جنازہ و تدفین پر عمل کیجئے، عصر والی اطلاع پر مدار نہ رکھئے، اس قدر تاخیر سے جو ضرر امت مسلمہ کو پہنچے گا، اس کی تلافی مشکل ہوگی، جو لوگ سابق اطلاع پر آویں ان کو بتلا دیا جاوے کہ حکم شریعت کے موافق عمل کیا گیا، غلطی سے اطلاع عصر کے وقت کی کی گئی، فون جمعیۃ دفتر کو دہلی بھی کیا گیا ہے، اور فون سہارنپور بھی اسی مسئلہ میں کیا گیا تھا، معلوم ہوا کہ وہاں کے حضرات سب جا چکے ہیں، اسی کا دہلی میں حاجی الیاس صاحب کو بھی فون کر چکا ہوں، حضرت مفتی مولانا منظور احمد صاحب بھی اس تحریر کے ساتھ متفق ہیں، جو کل سے تشریف فرما ہیں۔ والسلام ابرار الحق، منظور احمد المظاہری

✪......فرمایا جب دین شکنی اور دل شکنی کا تقابل ہو تو دین کو مقدم رکھا جاوے اور سب مصالح کو قانونِ شریعت کے احترام و عظمت پر مثل مصالحہ پیس دینا چاہئے، ایسے مواقع پر جذبات پر شریعت کو ترجیح دینی چاہئے، مخلوق کی چہ میگوئیاں

اور طعن کی ہر گز پروانہ کرنی چاہئے۔

گرچہ بدنامیست نزد عاقلاں............ مانمی خواہیم ننگ و نام را

☆......فرمایا......ایک صاحب نے فرمایا کہ فلاں شادی میں شرکت سے بڑا صدمہ ہوا فوٹو کھینچے گئے، اور ریکارڈ نگ بھی ہوئی، گانا بجانا، اور تصویر کھینچانے کے گناہ میں ہم بھی مبتلا ہو گئے، وہاں سے اٹھنے میں خاندان کے لوگوں کا لحاظ اور دباؤ معلوم ہوا، میں نے کہا اگر شادی والے ایک خوبصورت پلیٹ میں چاندی کے ورق کے ساتھ مکھی کی چٹنی پیش کرتے تو آپ خاندان کے لحاظ اور دباؤ سے کھالیتے یا نہیں، یا اٹھ کر چلے آتے، کہنے لگے اُٹھ کر چلا آتا (حضرت نے فرمایا) پھر حسی منکر کے ساتھ جو معاملہ آپ کرتے کم از کم وہی معاملہ شرعی منکر سے بھی کیجئے۔

ایک صاحب نے کہا کہ مکھی کی چٹنی تو طبعی منکر بھی ہے، طبعی کراہت معلوم ہوتی ہے، اور گناہوں سے اس طرح کی طبعی کراہت نہیں معلوم ہوتی، میں نے کہا اچھا سنکھیا اگر کھلائی جائے کسی شادی میں تو آپ کھالیں گے کیا سنکھیا بھی طبعی منکر ہے، طبعی کراہت تو اس میں نہیں ہوتی، پس جس طرح عقلی منکر آپ نہیں کھاسکتے اسی طرح گناہوں کے ساتھ معاملہ کیجئے۔

☆......فرمایا سلطان ہارون رشید کے یہاں ایک گورنر کی شکایت کی گئی، گورنر کو طلب کیا گیا، اسی مجلس میں سلطان کو چھینک آئی، سب نے کہا "یَرْحَمُكَ اللّٰه" اس گورنر نے جواب نہیں دیا، سلطان نے دریافت کیا آپ نے "یَرْحَمُكَ اللّٰه" نہ کہا، گورنر نے کہا، آپ نے "اَلْحَمْدُلِلّٰه" نہ کہا تو ہمارے اوپر "یَرْحَمُكَ اللّٰه" کہنا واجب نہیں، سلطان ہارون رشید نے اس کو واپس کر دیا، اور کہا جو شخص خلیفہ کی رعایت نہیں کرسکتا وہ دوسروں کی کیا رعایت کرے گا؟ ان پر الزام تھا کہ

دوسروں کی بہت رعایت کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ جو بات نامناسب دیکھو تو اگر وہ لوگ دین کے قدر دان ہیں تو اس وقت مناسب عنوان سے کہہ دیا جاوے، اور اگر وہ ناقدر دان ہیں تو تنہائی میں سمجھا دیا جاوے، فتاویٰ عالمگیری میں یہ مسئلہ تصریح سے مذکور ہے کہ اگر مخاطب کے قبول کرنے کی پوری امید ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہو جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک جگہ ظاہر کی اصلاح پر بہت تاکید کی تو ایک صاحب نے کہا کہ اگر باطن ٹھیک ہو تو ظاہری وضع قطع یعنی داڑھی وغیرہ کے اوپر سختی کی کیا ضرورت ہے، میں نے کہا کہ آپ تاجر ہیں آپ اپنی دوکان کا سائن بورڈ الٹ کر لگا دیجئے، تو کہنے لگے لوگ مجھے پاگل کہیں گے، اور دماغی توازن کے خراب ہونے پر دلیل قائم کرلیں گے، تو میں نے کہا کہ اس وقت سائن بورڈ کا باطن تو ٹھیک ہوگا، صرف ظاہر خراب ہوگا، تو آپ نے کیوں پاگل ہونے اور دماغی توازن کی خرابی کا سرٹیفکٹ خود ہی دے دیا، تو کہنے لگے مولانا اب سمجھ میں بات آ گئی بعض وقت مثالوں سے بات خوب سمجھ میں آ جاتی ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ہر ملک اپنی سرحد کی حفاظت کرتا ہے اگر ایک گز زمین پر دوسرا پڑوسی ملک قبضہ کرلے تو تمام ملک میں حتیٰ کہ مرکز یعنی ''دارالخلافہ'' تک میں ہلچل مچ جاتی ہے، دیکھئے یہاں ظاہر کی حفاظت کا کس قدر اہتمام ہے کار کا ٹائر خراب ہے، صرف ظاہر خراب ہے، انجن درست ہے، کیا کار بےکار نہ ہو جاوے گی، ہوائی جہاز کی تمام مشینیں اندر سے بالکل درست ہیں صرف ٹائر خراب ہے کیا وہ بےکار نہیں ہو جاتا، ایک ڈاکٹر ہے اعلیٰ درجہ کی ڈگری ہے مگر آنکھ سے اندھا کان سے بہرا زبان سے گونگا ہو گیا، اور ہاتھ پر فالج

گرگیا، تواس ڈاکٹر کو زندہ ہونے کا سرٹیفکٹ تو مل سکتا ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ بے کار ہونے کا بھی سرٹیفکٹ مل جاوے گا، بس آج امت کا یہی حال ہے، امت نے جب سے ظاہری وضع قطع اور ظاہری اسلامی وردی سے غفلت کی، اس کی جو ہیبت غیر مسلمین پر تھی ختم ہوگئی، بیت المقدس نکل گیا، اور مصر کی کیا حالت ہوئی، بیت المقدس جب حاضری ہوئی تو نماز میں مقامی حضرات کی ایک صف بھی پوری نہ تھی۔

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ الخ" یہ بہترین امت تھی جو تمام کائنات کے لئے بھلائی پھیلانے اور برائی سے روکنے کے لئے پیدا کی گئی تھی، لیکن وہی امت آج خود ہی جرائم کی عادی ہو رہی ہے۔

تو نہیں ہے اس جہاں میں منہ چھپانے کیلئے
تو نمونہ بن کے آیا ہے زمانے کے لئے
تو نہیں ہے وقت غفلت میں گنوانے کیلئے
تو ہے دنیا بھر کے سوتوں کو جگانے کے لئے

ارشاد فرمایا کہ بے پردگی کے مفاسد کو اہل فتاویٰ سے پوچھئے ایک عورت نے خط لکھا کہ میری بہن بے پردہ آتی جاتی تھی، میرے شوہر کا دل اس پر آ گیا، مجھے بھنگن کی طرح ذلیل رکھتا ہے، کوئی تعویذ دیجئے، بعض لوگ دل صاف اور نظر پاک یا نظر صاف دل پاک کا بہانہ کرتے ہیں، ان سے پوچھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دل اور ان کی نظر کے بارے میں کیا خیال ہے، کہنے لگے ارے صاحب کیا کہنا ہے ان کے دل تو پاک اور نظر بھی پاک تھی میں نے کہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کیوں حکم دیا کہ اے علی رضی اللہ عنہ پہلی

اچانک نظر معاف ہے، مگر خبر دار دوسری نظر مت ڈالنا، پھر میں نے پوچھا کہ کیا آپ لوگوں کی نظر اور آپ لوگوں کا دل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ صاف اور پاک ہے۔

دیکھئے اگر بجلی کا تار ننگا ہو اور پاور ہاؤس سے اس وقت بجلی نہ آ رہی ہو تو بھی اس کو عقلمند نہیں چھوتے، اور کہتے ہیں کہ ارے بھائی پاور ہاؤس سے بجلی آنے میں دیر تھوڑا ہی لگتی ہے، بس یہی حال نظر کا ہے، ابھی پاک ہے مگر اسی نامحرم سے جس سے نظر ابھی پاک ہے ذرا تنہائی ہوئی تو ناپاک ہونے میں ایک سکنڈ کی بھی دیر نہیں لگتی، جنہوں نے اپنے نفس پر بھروسہ کیا عمر بھر کا تقویٰ اور دین ذرا سی دیر میں غارت ہو گیا، اسی کو حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

نفس کا اژدہا دلا دیکھ ابھی مرا نہیں
غافل اِدھر ہوا نہیں اس نے اُدھر ڈسا نہیں

ارشاد فرمایا کہ بعض حضرات اہل دین اور اہل علم ہیں اور اپنے فن میں امتیازی مقام کے حامل ہوتے ہیں، مگر بعض کوتاہیوں کی طرف ذہن نہیں جاتا، اس لئے ذمہ دار حضرات کی توجہ اس طرف دلائی جانی چاہئے، علامہ عبدالوہاب شعرانیؒ نے فرمایا کہ خلجان کسی نوع کا ہو تو مناسب طور پر ظاہر کر دے، اس میں دو فائدے ہیں یا تو ہماری اصلاح ہو جاوے گی، یا ان کی توجہ ادھر ہو جاوے گی، چنانچہ ابھی حال ہی میں جشن کے لفظ سے سے جو اشتہار کی تجویز ایک بڑے ادارہ کی طرف سے تھی اس سلسلے میں احقر نے گزارش کی کہ جشن کا لفظ مناسب نہیں، کیونکہ لفظ جشن غیر دینی تقریبات کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے تو احقر کے اس مشورہ کو قبول فرمایا گیا، ہد ہد سے جو کام لیا گیا تھا، اس سے دل کی بڑائی ثابت نہیں ہوئی، کبھی حق تعالیٰ چھوٹوں سے اہم کام لے لیتے ہیں، اسی طرح ایک بڑے دینی ادارے میں حاضری ہوئی، تو دعا کے شروع میں آمین اور ختم

دعاء پر "بِرَحْمَتِكَ يَاأَرْحَمَ الرَّاحِمِيْن" زور سے کہا گیا، میں نے وہاں کے مفتی صاحب سے گذارش کی کہ اس کی کوئی اصل ہے؟ یا دیکھا دیکھی سنی سنائی چل پڑی، اباحت فی نفسہٖ کے باوجود مفاسد مستقبلہ پر بھی نظر رکھنی چاہئے (یعنی اگر فی نفسہ جائز ہو تو بھی آئندہ کے مفاسد کا خیال کرنا چاہئے) اسی طرح جگہ جگہ احقر فرائض کے بعد دعائے جہری (بلند آواز سے دعا مانگنے) پر بھی نکیر اور اعتراض کیا کرتا ہے، کیونکہ اس سے مسبوق (جنکی کوئی رکعت نماز چھوٹ گئی، اور بعد میں شامل ہوئے) کی نماز میں خلل ہوتا ہے۔

اہل مدارس سے خطاب

مدرسہ عربیہ دارالعلوم نیوٹاؤن کراچی میں اساتذہ وطلبہ کے مجمع سے حضرت والا قدس سرہٗ کا بیان ہوا جو بہت ہی قیمتی نصائح پر مشتمل ہے، اس کو بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

ماہِ محرم ۹۹ھ بعد خطبہ وتعوذ وتسمیہ کے "يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْن" حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو، اور تقویٰ کی دولت کہاں ملے گی، صادقین یعنی متقین کی صحبت سے۔

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

تقویٰ اور دل میں خشیت نہ ہو تو علوم ظاہری سے کچھ نفع نہیں ایسے طلباء اپنے علوم دین کو تن پروری کے لئے استعمال کرتے ہیں جاہ اور مال کے حصول کیلئے اپنا دین اور مسلک سب قربان کر دیتے ہیں:۔

علم را بر دل زنی یارے بود............علم را بر تن زنی مارے بود

اگر دل میں علم کا اثر حاصل کرلیا جاوے یعنی حق تعالیٰ کی محبت اور خوف تو یہ علم

بہترین یار ہے، اور اگر علم کو جسم کے آرام وعیش کے لئے استعمال کیا تو یہی علم سانپ کی طرح ہلاک کرنے والا ہوتا ہے، میں اپنے چشم دید مشاہدات ان طلباء وفارغ التحصیل کا حال بیان کرتا ہوں، تاکہ عبرت ہو اور یہ بدحالی تقویٰ نہ ہونے سے ظاہر ہوئی، میں نے بعض اہل حق اداروں کے فارغین اہل علم کو غیر اہل حق کی مساجد میں نماز پڑھاتے ہوئے پایا، اور تمام ان منکرات میں مبتلا پایا جن کو دل میں یہ برا اور منکر جانتا تھا، تو بات کیا ہے؟ دل میں مال کی محبت اور حق تعالیٰ پر توکل وبھروسہ اور اعتماد کی کمی، اسی طرح سے بعض اہل علم کا قصہ بیان کرتا ہوں، ایک فارغ التحصیل جس نے دس برس علم دین حاصل کر کے ایک مشہور مستند دینی ادارے سے عالم ہونے کی سند بھی حاصل کر لی، لیکن جب اپنے ملک واپس جانے لگے، تو ممبئی ایر پورٹ پر اپنی داڑھی منڈالی، اور کورٹ پتلون اور ٹائی لگا کر چلدیئے، اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، یہ کیابات ہے، علم ظاہری بدون تقویٰ کے یہی نتائج ظاہر ہوتے ہیں، اور برعکس جن طلباء کے دلوں میں اللہ کی محبت اور خشیت اور خوف پیدا ہوگیا، انکو حافظ ہونے کے بعد والدین کے اصرار کے سبب انگریزی پڑھنے کے لئے یونیورسٹی جانا پڑا مگر وہاں ان کا وہی لباس صالحین کا اور داڑھی شرعی اور اپنے ماحول سے وہ ذرا بھی مرعوب اور متأثر نہ ہوئے پختہ اور خام میں یہی فرق ہوتا ہے، غالب اور مغلوب میں یہی فرق ہوتا ہے۔

عمل کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے، روشنی علم اور طاقت، مثلاً سیب سامنے ہے دیکھ رہا ہے، اور روشنی بھی ہے، مگر کمزوری سے اٹھ کر سیب تک جا نہیں سکتا، حالانکہ کھانے کے لئے بے چین ہے، اور صد فیصد اس کو مفید سمجھتا ہے، اور ڈاکٹر صاحبان نے بھی حکم دے رکھا ہے کہ سیب کھاؤ، مگر کمزوری سے لیٹا ہوا ہے، محروم ہے، لیکن ڈاکٹر طاقت کا انجکشن لگاتا ہے اور طاقت کے کیپسول دیتا ہے، تو پھر خود اٹھ کر سیب کھالیتا ہے،

یہی حال علم کا ہے، علم کی روشنی ہے، راستہ رضائے حق کا معلوم ہے، مگر عمل کی طاقت نہیں ہے، پس صالحین متقین کی صحبت سے عمل کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دو کاہلوں کا قصہ بیان فرمایا، ایک لیٹا تھا، اور اس کے سینے پر ایک بیری کا پھل تھا، (بیر) ایک سوار سے جو اس کے پاس سے گزر رہا تھا، اس سے کہہ رہا تھا کہ اس کو ہمارے منھ میں ڈالدو اس سوار نے کہا کہ اپنے لیٹنے والے دوست سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ تمہارے منہ میں ڈالدے، اس "کاہل" نے کہا میں کیوں یہ کام کروں، میرے منہ میں کل کتا پیشاب کر رہا تھا، اس نے ہٹانے کی زحمت نہ کی، دوستو! آج ہم کو ان باتوں پر ہنسی معلوم ہوتی ہے، مگر ہمارا کیا حال ہے کہ دوکاندار اور تاجر تو دور دور سے مساجد میں اوّل صف میں آ کر بیٹھے ہوئے ہیں، اور جو مسجد کے پاس مدرسہ میں مقیم ہیں، ان میں کسی کی بھی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے، اور مسبوق بنجائیں وہ طلباء کرام کیلئے غفلت اور رونے کا مقام ہے، ان کو سو فیصد تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنی چاہئے کوئی عذر یا بیماری سے کبھی فوت ہو تو اور بات ہے، اگر طالب علمی کے زمانہ میں اعمال کا اہتمام نہ ہوگا، اور اصلاح کی فکر نہ ہوگی، تو اسی طالب علم جیسا حال ہوگا، جو ممبئی ایر پورٹ پر اپنا برا حال کر کے اپنے ملک واپس گیا تھا، طلباء کرام آپس میں معاہدہ کرلیں ایک دوسرے کو نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ میں شرکت کیلئے جگہ دیا کریں، جو تہجد گزار ہوگا، اسکی تکبیر اولیٰ کیسے فوت ہو سکتی ہے، علماء نے لکھا ہے کہ اگر بعد نماز عشا فوراً سو جائے تو تہجد کے وقت انشاء اللہ تعالیٰ ضرور آنکھ کھل جائیگی، ایک شخص نے لکھا حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ میری آنکھ تہجد کے وقت کھل جاتی ہے مگر اٹھا نہیں جاتا، کاہلی گھیر لیتی ہے، تحریر فرمایا کہ سانس بند کرلو، ایک منٹ میں کاہلی دور ہو جائے گی، اگر تہجد گزاری نصیب نہ ہو تو اس وقت اپنے بستر پر بیٹھ جائے، اور کچھ تسبیح اور استغفار کرلے، چند منٹ ایک منٹ بھی "تَتَجَافٰی

جُنُوۡبُہُمۡ" کی دولت بڑی نعمت ہے، پہلوتو بستر سے خدا کی یاد میں الگ ہوگا، پس اس آیت پر عمل تو ہوگیا، یہ نسخہ مگر کاہلوں اور سست لوگوں کیلئے ہے، اور انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے پھر امید ہے کہ آگے ترقی کرکے تہجد بھی پڑھنے لگیگا، کیونکہ مشابہت تہجد گزاروں کی اس نے کی نقل کی برکت سے بھی کام بن جایا کرتا ہے حضرت مجذوب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

بہر حال ذکر اور تہجد میں ناغہ سے بہت بچے کیونکہ ایک وقت ناشتہ نہ ملنے سے بھی تو کمزوری آجاتی ہے، پھر ذکر کے ناغہ سے روح میں کمزوری کیسے نہ آئے گی، اور روح کی کمزوری سے پھر نفس غالب آنے لگے، اور معاصی سے بچنا مشکل ہوجاوے گا، بزرگوں کی شان عجیب ہے، ذکر میں ناغہ تو کیا کمی سے بھی ان کو غم ہوتا ہے۔

حضرت رومی علیہ الرحمہ اس کو فرماتے ہیں:۔

بردل سالک ہزاراں غم بود............اگر زباغ دل خلالے کم بود

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک بزرگ یحییٰ، انکے شاگرد تھے مدینہ میں اندلس سے پڑھنے آئے تھے، حضرت امام نے فرمایا کہ میاں یحییٰ، جاؤ ہاتھی آیا ہے، دیکھ لو، کیونکہ تمہارے اندلس میں ہاتھی نہیں ہوتا، دیکھو اہل مدینہ شوق سے جوق درجوق دیکھنے کے لئے جارہے ہیں، اور بچے خوشی سے شور مچارہے ہیں، عرض کیا کہ حضرت اندلس سے آپ کی خدمت میں آیا ہوں، آپ کو دیکھنے آیا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا ہوں، یہ شان تھی طالب علمی کی۔

بعض عربی مدارس میں جہاں طلباء کی تربیت کا اہتمام کیا گیا، وہاں صفِ اول

میں شہری لوگوں کو جگہ نہیں ملتی، اور طلباء کرام تہجد اور اشراق اور اوابین کا اور صف اول کا اہتمام نہ کریں گے، تو کیا تاجر طبقہ اور سرکاری ملازمین کے لئے یہ اعمال ہیں، ایک عربی مدرسہ میں ایک گاؤں کا آدمی گیا تو وہ اوابین پڑھ رہا تھا، دیکھا تو مسجد میں ایک استاذ اور ایک طالب علم بھی اوابین پڑھتا نظر نہ آیا، البتہ اگر علم کی مشغولی ہو تو ٹھیک ہے، مگر آج کل تو اخبار بینی اور گپ شپ کے لئے وقت نکلتا ہے، علمی مشغولی کو مانع قرار دیا جاتا ہے آج افسوس ہے کہ تاجر کی سنتیں دیر میں پوری ہوتی ہیں، اور طالب علم کی سنت جلد ختم ہو جاتی ہے، چونکہ یہ اجتماع صرف طلباء کرام کا ہے، اس لئے یہ معروضات اور نصیحت گزارش کر رہا ہوں، تا کہ ہم کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے، راستہ میں ایک گاؤں پڑتا تھا، ایک مرتبہ وہاں جب پہنچے تو ساتھ میں ایک بزرگ کے نواسے تھے، مسجد میں بستی والوں سے تعارف کرایا، کہ یہ فلاں بزرگ کے نواسے ہیں، تو ایک دیہاتی بوڑھے نے کہا اجی بزرگ کے نواسے ہوا کریں، نماز تو خلاف سنت پڑھی، کہنی زمین پر سجدہ میں بچھا دیں، تو بات یہی ہے کہ عوام ہماری نسبت ہمارے بزرگ کیساتھ جب تسلیم کرتی ہے، کہ اعمال بھی ہمارے ٹھیک ہوں، ورنہ کچھ وقعت نہیں ہوتی، آج ہمارے مدارس میں سبعہ معلقہ یاد کرنا آسان ہے، اور مقامات یاد کرنا آسان ہے، مگر نماز اور وضو اور کھانے پینے کی سنتیں یاد نہیں، مسجد میں آنے جانے کی سنتیں یاد نہیں۔

ہمارے مدرسہ میں ایک طالب علم آیا جو بیرون ہند کا تھا، بال بہی تھے، میں نے حکم دیا ان کو منڈوا دو یا کٹوا دو، میں نے حکم دیا اگر ۴ ر بجے شام تک یہ بال نہ کٹائے تو ان کا بستر مدرسہ سے باہر کر دو۔

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں ادھر آئے
فرزانہ جسے بننا ہو جائے وہ کہیں اور
دیوانہ جسے بننا ہو وہ بس ادھر آئے
سو بار ہو منظور جسے اپنا بگڑنا
آئے وہی بس اور بچشم و بہ سر آئے

میں طلباء کو سگریٹ نوشی سے منع کرتا ہوں کہ اس منہ سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اور اسی منہ کو بدبودار بھی کرتے ہیں، ایک بابو میاں تھے، بیس سال سے سگریٹ نوشی کرتے تھے میری گزارش سے تابومیاں ہوگئے، یعنی ترک کردیا۔

ہر کام کو انجام دینے کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہوتی ہے، علمِ صحیح، روشنی، طاقت، اور تمام زندگی کا مقصد جنت کا حصول اور جہنم سے نجات علمِ صحیح کی قید اسلئے ہے کہ غلط علم سے عمل ضائع ہوجاتا ہے، مثلاً کوئی شخص ''فرض عصر'' کے بعد نوافل پڑھتا رہے، تو اخلاص ہے، مگر پھر بھی یہ عمل مقبول نہیں ہے، کیونکہ مسئلہ اور قانون کے خلاف ہے، معلوم ہوا کہ اخلاص بھی شریعت کے مطابق ہی قبول ہوتا ہے، روزہ تیس رمضان کا جنت کا راستہ ہے، اور یکم شوال کا روزہ جہنم کا راستہ ہے، کیونکہ شوال کو روزہ یعنی عید کے دن حرام ہے تو قانون کو جاننا بہت ضروری ہے، آج اکثر صلحاء کے گھروں میں بھی پردہ شرعی نظر نہیں آتا، اشراق، تلاوت اور تہجد اور وظائف کی پابندی تو نہایت اہتمام سے جاری ہے، مگر چچی، ممانی، اور پھوپھی زاد، اور خالہ زاد، اور ماموں زاد، بہنوں سے اور بھاوج سے پردہ نہیں کرتے، شوہر کے بھائی سے تو نہایت سخت پردہ کا حکم ہے، اور اسکو حضور ﷺ نے موت فرمایا ہے، علمِ صحیح کے بعد پھر طاقت کی ضرورت ہے، طاقت روحانی کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت

اور خشیت انہیں دو چیزوں سے اعمالِ صالحہ کی اور گناہوں سے بچنے کی طاقت آتی ہے۔

ہمارا ایک دوست جو اہل علم ہے مجھ سے کہنے لگے کہ ہم قدوری وکنز وشرح وقایہ میں ہدایہ میں، جمعہ گاؤں میں پڑھنے کو ناجائز ہونا پڑھتے رہے، مگر عمل کی توفیق اور طاقت نہ تھی، گاؤں والوں اور برادری کے خوف سے پڑھ لیا کرتے تھے، بلکہ امامت بھی کراتے تھے۔

ایک عرصہ دراز کے بعد ہم حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے لگے، اہل اللہ کی صحبت'' کیمیا تاثیر'' نے قلب میں طاقت بخشی میں نے گاؤں میں جمعہ پڑھانا چھوڑ دیا، اور آٹھ میل دور بڑے قصبہ میں جا کر نماز جمعہ ادا کرتا تھا، رمضان میں بھی روزے رکھے ہوئے آٹھ میل چلنے کی توفیق ہو جاتی ایک سال اس طرح گزرہوا، جب اگلے سال عید کا دن آیا تو گاؤں والوں نے ہمارا گھراؤ کیا، اور کہا مولانا آپ کو عید اور جمعہ اسی گاؤں میں پڑھانی پڑے گی، میں نے کہا ہرگز ایسا نہیں کرونگا، کہنے لگے اب تک جمعہ وعیدین یہاں کیوں پڑھا کرتے تھے، کہا غلطی ہوئی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، اگرچہ تمام گاؤں اور برادری ناراض ہو مگر میں خدائے تعالیٰ کو ناراض نہ کروں گا، حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ خوب فرماتے ہیں۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہئے
مد نظر تو مرضی جانانہ چاہئے

پھر یہی ہمارے دوست اب شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ ہیں، اور شیخ نے اپنا جبہ بھی عطا فرمایا۔

جس طالب علم کے دل میں خشیت اور محبت اللہ تعالیٰ کی عطا ہو جاتی ہے وہ یونیورسٹی میں بھی جائے تو وہاں بھی صادقین کی وضع قطع میں رہتے ہیں، اکثریت سے مغلوب اور مرعوب نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور خشیت حاصل کرنے کا طریقہ یہی فرمایا ہے، "کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْن" اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور طریقہ یہ ہے کہ صادقین کی صحبت میں رہو، صادقین کون ہیں "اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْن" ہر صادق متقی ہے اور ہر متقی صادق ہے، صادقین کی تفسیر خود قرآن پاک سے الحمدللہ ہوگئی، یہ بات ایک دن تلاوت کرتے ہوئے سمجھ میں آئی، یہاں تک مضمون ہوا تھا کہ مدرسہ میں اذان شروع ہوگئی، حضرت والا نے فرمایا کہ میرے دوستو اذان کا جواب دو ایسے وقت میں تو قرآن شریف کی تلاوت روک کر اذان کا جواب دینا چاہئے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے دریافت کیا تھا کہ تلاوت کے وقت اذان کا جواب دوں، یا تلاوت جاری رکھوں، فرمایا کہ تلاوت روک کر اذان کا جواب دیجئے، پھر تلاوت میں زیادہ نور اتباع سنت کی برکت سے محسوس ہوگا، اذان کے جواب دینے والوں کے جو فضائل منقول ہیں وہ تو اسی صورت میں ملیں گے جب جواب دیا جائے۔

اصلاح کا نصیحت آموز واقعہ

آج مردوں میں بھی اس کی کمی ہوگئی ہے، اور عورتوں میں بھی اس کی کمی ہوگئی ہے، اس ذمہ داری سے غفلت کا جو نتیجہ ہے وہ سب کے سامنے ہے، پہلے ہماری مستورات میں بھی اس کام کا کتنا جذبہ تھا، اور کیسی حسن تدبیر سے اصلاح کا کام کرتی تھیں، اس علاقہ کا ایک پرانا واقعہ ہے، ایک دیندار گھرانے کی تربیت یافتہ بچی کا ایک جگہ رشتہ طے ہوگیا، تب پتہ چلا کہ جن سے رشتہ طے ہوا ہے، وہ حاکم وافسر ہیں، تحصیل دار ہیں، دین دار ہیں، مگر رشوت لیتے ہیں، یہ چیز قابل فکر تھی، گھر والوں کو جب معلوم ہوا تو وہ پریشان ہوئے متفکر ہوئے، اب کیا کریں، بات ہو چکی ہے، بچی کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا کہ آپ لوگ رشتہ کیجئے اللہ کے بھروسہ پر رشتہ کیجئے، مجھ سے جہاں تک ہوسکے گا، اصلاح کی کوشش کرونگی، اور حرام مال سے بھی

بچنے کی کوشش کرونگی، مختصر یہ کہ مقررہ وقت پر نکاح ہوگیا، رخصتی بھی ہوگئی، جب اپنے شوہر کے گھر رخصت ہوکر گئی، تو ساس اور نندیں اس کو سواری سے اتارنے کیلئے آئیں، چونکہ حکم ہے کہ آنے والے کے ذمہ سلام کرنا ہے، اسلئے سب سے پہلے اس نے سلام کیا، ان لوگوں کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی، کہ بولتی ہوئی بہو، جب وہ اندر پہنچی تو اپنی نند سے کہا کہ بہن طہارت خانہ کدھر ہے، طہارت خانہ بتلادیا گیا، پھر وہاں سے فارغ ہوکر آئی، عصر کے قریب پہنچی تھی، نماز کیلئے وضو کیا اور نماز پڑھی، تو اس کی وجہ سے سب کو نماز پڑھنا پڑی، جب چائے کا وقت آیا تو کہا چائے نہیں پئیں گے، بعضوں کو اس کی عادت نہیں ہوتی، اسلئے انکار کرنے کی وجہ سے کسی نے کوئی توجہ بھی نہیں کی، جب مغرب کے بعد کھانے کا نمبر آیا تو ساس نے کہا بیٹی کھانا کھالو، اس نے کہا کہ نہیں کھائیں گے، جب اصرار کیا تو کہا کہ میرے شوہر کھلانا چاہیں گے، تو کھاؤنگی ورنہ نہیں، اس بات کو سن کر گھر والے کہنے لگے کہ عجیب بہو ہے، ایسی بہو کہیں نہیں دیکھی، بہرحال شوہر صاحب کو بلایا، وہ آئے اور انہوں نے کھانے کیلئے کہا اس پر بچی نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ رشوت لیتے ہیں، اگر آپ رشوت سے توبہ کرتے ہیں تو آپ کے گھر میں کھانا کھاؤنگی، ورنہ میں اپنے گھر سے روٹی کے ٹکڑے لائی ہوں، اسی پر گزارہ کرلونگی، اس وقت وہ تحصیلدار تھے، بعد میں کلکٹر ہوگئے تھے، اس بات کو سن کر اب وہ کیا کرتے، اسی وقت انہوں نے اس سے توبہ کی اور اس طریقہ سے ہماری بیٹیوں نے اصلاح کی۔

بے اصولی کے مضر اثرات

اچھی باتوں کا کہنا، بری باتوں سے روکنا، اسکے آداب وطریقے ہیں، اس کو معلوم کرو، سیکھو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''منکرات'' کی اصلاح کا کام کریں گے، تو انتشار ہوگا، فتنہ ہوگا، اس طرح کا خیال صحیح نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فتنہ کو پسند نہیں کرتے، اور سرورِ عالم ﷺ کو فتنہ وفساد ختم کرنے کیلئے بھیجا گیا، تو پھر کیسے کسی ایسے کام کے کرنے کا حکم دیا جاسکتا ہے،

جس سے فتنہ پیدا ہو، فتنہ جب بھی اس کام سے ہوگا، تو اس کا سبب یہ کام نہیں ہوگا، بلکہ بے اصولی اور حدود کی رعایت نہ کرنے کی بنا پر ہوگا، کام اگر قاعدہ سے کیا جائے، تو پھر انشاء اللہ اچھے نتائج ظاہر ہونگے، اور یوں تو ماموارت کام میں بھی تھوڑا بہت انتشار ہوتا ہے، آپریشن کرنے کیلئے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، ہر شخص آپریشن نہیں کرسکتا، آپریشن کب کرے، نشتر کتنا لگائے، یہ سب چیزیں سیکھنے سے ہوتی ہیں، اسی طرح یہ بھی دینی اعتبار سے ایک طرح کا اوپریشن ہے، اور اس کے بھی حدود وآداب ہیں، ان کی رعایت کرکے کام کیا جائے۔

نرم گو لیکن مگو غیر صواب

اس سلسلہ میں عنوان کا بڑا خیال رکھنا چاہیئے، عنوان ایسا ہو کہ جس سے "توحش" نہ ہو، نرم عنوان اور اچھے عنوان سے بات کرنی چاہیئے، عنوان کا بڑا اثر پڑتا ہے، مثال کے طور پر کسی کی دعوت کرنا، اور کھانا کھلانا اچھی بات ہے، عمدہ چیز ہے، لیکن اس کیلئے انداز بھونڈا اختیار کیا تو بجائے دعوت قبول کرنے کے طبیعت مکدر ہوجائے گی، گھر میں کوئی بزرگ تشریف لائے، دوپہر کا وقت ہے، لوگ ملنے کیلئے آئے اور بیٹھ گئے، اب کھانے کا وقت آگیا، تو حاضرین کو کھانے میں بزرگ کیساتھ شرکت کی دعوت دینے کیلئے یوں کہے کہ اچھا بھائی آپ لوگ جمے بیٹھے ہیں، اٹھنے کا نام نہیں لیتے تو آپ لوگ بھی ہاتھ دھولیں، اس عنوان سے کتنے لوگ کھانے میں شریک ہونگے، کوئی بھی شریک نہیں ہوگا، بلکہ ادھر بھوک بھی لگی ہوگی، پھر بھی شریک نہیں ہوگا، بات کیا ہے بے سلیقہ انداز اختیار کیا، اور اگر اسی بات کو اس طرح کہے کہ آپ لوگوں کی دعوت کرنا چاہتا تھا، یہ موقع اچھا ہے، آپ لوگوں سے بھی ماحضر تناول فرمانے کی گزارش ہے، اس عنوان سے کیا ہوگا، جن کو خواہش بھی نہ ہوگی وہ بھی کھانے میں شریک ہوجائیں گے، دیکھا ماحول کا اثر کیا ہوتا ہے، ایک شخص کے بھائی کا نام عبدالرحمن ہے، اب وہ اپنی والدہ سے یوں کہے کہ عبدالرحمن کی ماں پانی دیدو، یا یوں کہے ابا کی بیوی پانی

دیدو، یادادا کی بہو پانی دیدو، تو بتلائیے یہ عنوان کتنا تکلیف دہ ہے، اور یہ کہ اماں جی پانی دید یجئے، اس عنوان کا کیا اثر پڑے گا، تو عنوان کا بڑا اثر پڑتا ہے، نرم عنوان سے بات کرنا چاہئے ۔

مامون رشید کی ایک عالم کو نصیحت

مامون رشید کا واقعہ یاد آیا، خلیفۂ وقت تھا، بہت حلیم تھا، علم کا ذوق تھا۔ فن قرأت میں اتنا ماہر کہ استاذ محترم حضرت مفتی محمود حسن صاحب قدس سرہٗ نے سنایا کہ امام کسائی جو کہ مشہور قاری ہیں، وہ کہتے ہیں کہ عشاء کی نماز میں جب خلیفہ مامون رشید میرے پیچھے ہوتے ہیں تو میں "اَلَمْ نَشْرَحْ" نہیں پڑھتا کیونکہ اس میں "اَنْقَضَ ظَهْرَكْ" ہے، ض اور ظ کی آواز میں کہیں اسکی ادائیگی میں چوک جاؤں، تو مامون رشید پکڑلیں گے، ایک مرتبہ اسکو ایک عالم نے کسی بات پر نصیحت کرنا شروع کردی، اس میں لہجہ تیز ہوگیا سخت اور سست کہا وہ برداشت کرتا رہا، یہ اس کا کمال تھا، جب وہ کہہ چکے، تو مامون رشید نے کہا آپ کی سب نصیحتیں میں درست مانتا ہوں، لیکن میری ایک گزارش ہے، آپ کا لہجہ سخت ہوگیا، مجھ سے بدرجہا، بدتر یعنی فرعون کے پاس آپسے بدرجہا بہتر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو تبلیغ کیلئے بھیجا گیا تو حکم ہے:

"فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى" (پارہ ۱۶ /رکوع ۱۱)

پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے، اس لئے آداب تبلیغ میں سے ہے کہ لہجہ نرم ہو، عنوان اچھا ہو، خیر خواہی کا جذبہ ہو، اصول کے موافق کام کیا جائے، حدود کی رعایت رکھی جائے ۔

اصلاح کی تدبیر معلوم کریں

کس موقعہ پر کیا معاملہ کیا جائے، اصلاح کی تدبیر کیا اختیار کی جائے، اس کو بھی معلوم کریں، پوچھیں، اس کے موافق کوشش کریں، تو جلد نفع ہوگا، اور اصلاح ہوگی،

ہمارے ایک دوست ہیں، ان کی بہن کا مجھ سے اصلاحی تعلق ہے، خط وکتابت کا سلسلہ رکھتی ہیں، ان کا رشتہ حیدرآباد دکن میں ہوگیا ہے، پھر اس کے بعد ان کو امریکہ جانا پڑا ان کے خسر صاحب تو جمعہ کی نماز پڑھ لیتے ہیں، اور شوہر اس میں بھی کوتاہی کرتے تھے، نماز کی بھی پابندی نہیں کرتے تھے، اس نے مجھے خط لکھا کہ ایسے ماحول میں آنا ہوا، میں کیا کروں، میں نے ان کو لکھا تم جو بزرگوں کی کتابیں پڑھتی ہو، اسں کو وہاں رکھ دو، ان کو پڑھنے کے لئے نہ کہو، بس کتابیں ان کے پاس رکھدو، اور اطاعت وخدمت میں کمی نہ کرنا، ان کا عمل ان کے ساتھ ہے، کچھ دنوں بعد ان کا خط آیا کہ میں نے کتابیں ان کے پاس رکھ دیں، ادھر یہ ہوا کہ خسر صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی، اس کیوجہ سے گھر میں آرام کے لئے رہنا پڑا، اب کیا کریں کچھ کام تو ہے نہیں، انہوں نے کہا کہ تم کچھ کتاب سناؤ؟ چنانچہ میں نے انہیں کتابوں کو تھوڑا تھوڑا سنانا شروع کیا، اس کو سن سن کر تھوڑے دنوں میں خسر صاحب نمازی ہوگئے، مسلسل کوشش کرتی رہی، پھر خط آیا کہ شوہر نے اب نماز جمعہ پڑھنا شروع کردیا ہے، محنت کرتی رہی، تو پابند نماز ہوگئے، اسی طرح چھ سال مسلسل محنت کے بعد یہ اثرات ہوئے کہ شرعی داڑھی بھی رکھ لی، اور حج میں ساتھ لیکر آئی تھی، ادھر تو یہ کوشش اسی کے ساتھ بچہ کی تربیت بھی ایسی کی جب اس کی عمر چھ سال کی ہوئی، تو وہ میشن اسکول میں پڑھنے گیا، وہاں ناشتہ وغیرہ کا بھی انتظام ہوتا ہے، جب وہاں کی ذمہ دار عورتوں نے اس کو کھانے کی چیزیں دیں، تو اس نے کھانے سے انکار کردیا، ان عورتوں نے فون کیا کہ تمہارا بچہ کچھ کھاتا نہیں کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے منع کردیا ہے، کہ وہاں کھانا پینا ٹھیک نہیں، دیکھئے خلاف ماحول میں ایک بچہ وہ کھاتا، پیتا، نہیں، کیا چیز ہے، تربیت کا اثر ہے، میرے دوستو، عزیزو مسلسل کوشش کرے، ہمت نہ ہارے، جو انسان لگا رہتا ہے، تو پھر اس کا فائدہ ہوتا ہے۔

اسفار

حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

ابتدائی اسفار

دیگر مدارس کی تدریسی خدمات کو چھوڑ کر حضرت والاقدس سرہٗ نے اپنے وطن ہردوئی کو ہی اپنی محنت کا مرکز بنایا، اور مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جس میں شہر ہردوئی اور قرب وجوار کے بچوں کو رکھ کر ان کی تعلیم وتربیت کی جاسکے، چونکہ بڑوں کے مقابلہ میں بچوں کی تربیت واصلاح آسان ہوتی ہے، اور پھر یہی بچے بڑے بنتے ہیں، اور اسی سے قوموں میں انقلاب آتا ہے۔

یہ واضح رہے کہ جب حضرت والا قدس سرہٗ نے مدرسہ اشرف المدارس کی بنیاد رکھی اس وقت شہر ہردوئی اور پورا علاقہ کفرستان اور بدعات وضلالت کا گڑھ بنا ہوا تھا، اس کا اندازہ اس سے بھی ہوسکتا ہے، کہ مرکز رضاخانیت (بریلی) وہاں سے بالکل قریب ہے، جہاں سے تمام اکابر علمائے دیوبند اور تمام علمائے اسلام اور تمام دینی جماعتوں، تنظیموں کے سربراہوں پر کفر وضلالت کے فتوے داغے گئے، اور تمام تر بدعات کو رواج دیا گیا۔

کفر وضلالت کے گڑھ کے اندر ''احیاء سنت'' کا کام کوئی آسان کام نہیں تھا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے مدرسہ قائم کیا اور اس میں بچوں کی ابتدائی تعلیم شروع فرمائی، اس کیلئے ہردوئی اور اسکے اطراف میں بچوں کو لانے کیلئے اور ان کے والدین کی ذہن سازی کیلئے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ میں داخل کریں، اسفار فرمائے رفیق سفر آپ کے رفیق کار مولانا بشارت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوتے، یہ سفر عموماً سائیکل پر ہوتے، سردی، گرمی، لو، بارش، تیز دھوپ سے سابقہ پڑتا، مگر دین کے لئے شاہانہ مزاج اور گھر پر راحت کے تمام تر اسباب مہیا ہونے کے باوجود یہ

سب مجاہدات برداشت کئے جاتے تھے، لوگوں کی کڑوی کسیلی باتیں بھی سننا پڑتیں، چونکہ اس وقت مدرسہ قائم کرنے کی بات بھی وہاں کے باشندوں کیلئے بہت سخت بات تھی، جس کی وجہ سے اپنوں اور غیروں کی طرف سے حضرت والا قدس سرہٗ کے اور مدرسہ کے خلاف مقدمات بھی دائر کئے گئے، اور حضرت والا قدس سرہٗ نے بعض مقدمات کی بذات خود پیروی فرمائی اور الحمدللہ کامیابی حاصل ہوئی۔

دعوت الحق کیلئے اسفار

پھر حضرت والا قدس سرہٗ نے بڑوں کی اصلاح وتربیت کیلئے ''دعوۃ الحق'' کا سلسلہ شروع فرمایا، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی، دعوۃ الحق کا مقصد یہی تھا کہ ''بد دینی'' ختم ہو کر دین کا ذوق وشوق پیدا ہو جائے، بدعات ختم ہو کر سنتیں زندہ ہو جائیں، اسلئے حضرت والا نے بدعات کا نام لینے یا اس کا تذکرہ کرنے کے بجائے، جس سے لوگوں میں نفرت کی زیادتی ہو، اور لوگ اور زیادہ بدکیں، بھڑکیں، اور مخالفتیں بڑھیں، حضرت والا قدس سرہٗ نے مثبت طور پر احیاء سنت کا کام شروع فرمایا، یہ کام سنت ہے، اس کام کی سنت یہ ہے، یہ کام سنت کے خلاف ہے، بستی بستی تشریف لے جاتے اور اسی موضوع پر بیان فرماتے کہ ہم اپنی زندگی کو سنت کے مطابق بنائیں، جو لوگ بے نمازی ہیں ان کو نمازی بنانے کی کوشش کریں، اس کے لئے مستقل اسفار فرماتے، اور ابتداء میں یہ اسفار سائیکل کے ذریعہ ہی ہوتے تھے، جب اللہ تعالیٰ نے مزید سہولتیں پیدا فرمائیں، تو پھر یہ اسفار بذریعہ کار، اور دور، دراز اسفار بذریعہ بس وٹرین بھی ہوتے تھے۔

''دعوۃ الحق'' کے ذریعہ بستی بستی جا کر مکاتب قائم کرنے پر بھی زور دیتے اور

پھر ان کی نگرانی کیلئے دوسروں کو بھی بھیجتے اور خود بھی تشریف لیجاتے اور نگرانی فرماتے، اس طرح سینکڑوں مکاتب کا سلسلہ جاری ہوا جس کی تفصیل اوپر گزر چکی۔

دیگر مدارس ومکاتب کیلئے اسفار

بعض مرتبہ کسی مدرسہ یا مکتب کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہاں قرآن پاک کی تعلیم تجوید کے ساتھ بہت عمدہ ہوتی ہے، حضرت والاقدس سرہٗ کو چونکہ تعلیم قرآن پاک سے عشق تھا، اسلئے بن بلائے اور بلا دعوت اس مدرسہ یا مکتب میں تشریف لیجاتے، اور اسکا معائنہ فرماتے، اور وہاں کا کوئی طریق کار پسند آتا اسکو اپنے یہاں مدرسہ میں جاری فرماتے، متعدد مدارس مکاتب کے اسفار اس مقصد کیلئے فرمائے ان اسفار کا بوجھ آپ کسی پر نہ ڈالتے، بلکہ خود برداشت فرماتے، جو حضرات اہل بستی یا اہل مدارس حضرت والاقدس سرہٗ کو مدعو فرماتے، اس کیلئے حضرت والاقدس سرہٗ نے کچھ اصول اور کچھ شرائط بہت سے تجربوں کے بعد تجویز فرمائے تھے، جس سے جانبین کو سہولت ہوتی ہے، ان کو بھی باقاعدہ طبع کرایا ہوا تھا، جب کوئی مدعو کرنا چاہتا تھا اور اس کی درخواست پیش کرتا تو وہ پرچہ ارسال کردیا جاتا، اگر داعی حضرات ان شرائط کو منظور فرماتے تو سفر تجویز ہوجاتا ورنہ نہیں، مگر ان اصول وشرائط سے، خواص اہل تعلق حضرات مستثنیٰ ہوتے تھے ان کیلئے نہ کوئی اصول تھا، نہ ضابطہ مگر وہ خواص حضرات حضرت والاقدس سرہٗ کے مزاج کی خود ہی رعایت فرماتے تھے۔

حضرت والا قدس سرہٗ نے جو معمولات سفر کا پرچہ طبع کیا ہوا تھا، اس میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں جانبین کے لئے کتنی سہولت اور کتنی راحت ہے، ورنہ جانبین یا کسی ایک کو سخت زحمت اٹھانا پڑتی ہے، جس کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

معمولاتِ سفر کا پرچہ ملاحظہ ہو:۔

معمولاتِ سفر

یہ معمولات ان حضرات کے لئے ہیں، جو اپنے حسن ظن یا اپنی کسی مصلحت سے مدعو کرنا چاہتے ہیں، جن سے خصوصی تعلق ہیں ان کیلئے یہ معمولات نہیں۔

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد

چونکہ احباب کے بلانے پر سفر کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس سلسلہ میں جن امور کے اظہار کی ضرورت مصالح طرفین کی وجہ سے ہوتی تھی، بسا اوقات وہ رہ جاتے تھے، جس کی وجہ سے اکثر طرفین میں سے کسی کو زحمت لاحق ہوجانے کا اندیشہ تھا، اس لئے اپنی اور احباب کی مصلحت کی وجہ سے ان امور کو مرتب کرلیا گیا ہے، تاکہ وہ غور وخوض کر کے اس ناکارہ کے سفر کے بارے میں رائے قائم کریں، جو متعارف نہیں ہیں، وہ کسی متعارف کے توسط سے مکاتبت کریں۔

دعوتِ سفر

داعین کو اپنی پہلی ہی تحریر، میں غرض سفر، اچھی طرح واضح کردینا چاہئے، اسی طرح قیام کی مدت کو بھی اور یہ بھی تحریر کرنا چاہئے کہ جلسہ میں دیگر علماء کرام میں سے کون کون حضرات مدعو کئے جارہے ہیں، مدعو کرتے وقت اس کی تصریح کی بھی ضرورت ہے، کہ معمولات سفر کی جملہ دفعات سے مطلع ہوں، اور ان کی پابندی کی جائے گی۔

زادِ راہ

عموماً دوسرے درجہ میں سفر کرنے کا معمول ہے، لیکن وقت مصلحت اور ضرورت کیوجہ سے اول درجہ یا اے، سی، سلیپر یا کار میں بھی سفر ہوتا ہے، اسلئے بنظر احتیاط داعین کو

اوّل درجہ یا اے،سی، سلیپر یا کار کے زادِ راہ کیلئے انتظام کر کے مدعو کرنا چاہئے، عام مروجہ طریقہ پر چندہ کی رقم سے زادِ راہ نہ دیا جائے، بلکہ اس کیلئے بہتر صورت یہ ہے کہ ایک مخلص یا کئی مخلص حضرات اس کا انتظام فرما دیں، تاریخ معینہ سے قبل ایسے وقت ایک تخمینی رقم برائے زادِ راہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ یا بیمہ روانہ کی جاوے، جو کہ تاریخ روانگی سے پہلے مل جائے، یا کسی خاص مجبوری کی بنا پر بابتہ عدم ترسیل زادِ راہ مطلع کر دیا جائے، اور حاضری پر علی الفور ورنہ بدرجہ مجبوری واپسی کے وقت سے دو گھنٹہ قبل زادِ راہ کی رقم از خود تخلیہ میں پیش کی جاوے، لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو تو کم از کم اس کی احتیاط ضروری ہے، کہ جب رقم زادِ راہ دی جاوے، تو اس کی بابتہ صاف الفاظ میں ظاہر کر دیا جائے، کہ یہ رقم زادِ راہ کی ہے، اور وجہ تاخیر بھی بیان کر دی جاوے، بجز زادِ راہ کے کسی ہدیہ یا تحفہ کے پیش کرنے کی اجازت نہیں ہے، زادِ راہ سے جو رقم بچتی ہے، وہ واپس کر دی جاتی ہے۔

رفیق سفر

عموماً ایک رفیق سفر بھی ساتھ رکھنے کا معمول ہے، داعین اگر کسی وجہ سے رفیق سفر کے مصارف کو برداشت نہ کر سکیں تو اس کو پہلے سے ظاہر کر دیں۔

آمد و رفت

ریلوے یا بس اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے سواری کا معقول انتظام ہونا چاہئے اور ایک سمجھدار اور تجربہ کار آدمی بھی موجود رہنا چاہئے، نیز یہی عمل واپسی کے وقت بھی ہونا چاہئے، اس میں عموماً تساہل ہوتا ہے، جس سے بہت زحمت ہوتی ہے۔

جائے قیام

قیام کیلئے حسب وسعت کسی خلوت کی جگہ کا انتظام کیا جاوے، کہ جہاں پر ہر شخص ہمہ وقت بلا اجازت آ جا نہ سکے، جائے قیام پر پانی ڈھیلوں کا یا انکے بدل کا انتظام پہلے سے ہونا چاہئے، تا کہ فوری انتظام میں دقت نہ ہو، اسکے علاوہ موسم گرما میں لو سے حفاظت بھی پیش نظر رکھی جاوے۔

طعام

جن صاحب کے یہاں طعام کا انتظام ہو وہ احقر کے ساتھ کسی کو کھانے میں اپنی طرف سے مدعو نہ کریں، بصورت ضرورت پہلے حال ظاہر کر کے اجازت حاصل کر لیں، نیز کھانے میں تکلفات سے احتیاط فرمائی جاوے چندہ کی رقم سے طعام کا انتظام نہ ہونا چاہئے۔

بیان

بیان میں وقت کی تحدید یا مضمون کی تعیین کا کسی کو حق نہ ہوگا، البتہ خصوصی حالات سے مطلع کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ مناسب ہے جہاں کسی مصلحت سے متعدد بیان تجویز ہوں تو اس کو ظاہر کر دیا جاوے لیکن ایسی صورت میں احقر کے بیان کا تعین وقت احقر کے مشورہ سے کیا جائے۔

مزید قیام

قیام میں اضافہ کے لئے اصرار نہ فرمایا جاوے۔

معذوری سفر

حسب ذیل مواقع میں سفر سے معذوری رہے گی ہر قمری ماہ کے دوسرے

جمعہ، سنیچر کو (بوجہ اجتماع ماہانہ مجلس دعوۃ الحق بمقام مرکز ہردوئی (۲) تمام تقریبات مروجہ جس میں رسوم کا انضمام ہو (۳) رسوم غمی (۴) سیاسی جلسے (۵) وہ مذہبی جلسے جن میں غیر متعارف حضرات کو (جن کا مسلک اعتقادی معلوم نہ ہو) مدعو کیا جائے (۶) فرمائشی مضمون کے جلسے (یا وہ جلسے جن میں یا جلسہ گاہ کے راستوں میں جھنڈیاں لگائی جاویں، چراغاں، یا زیادہ روشنی کی جائے، اور منع کرنے پر تلافی نہ کرنا، یا ختم جلسہ وعظ پر اشعار خوانی کرانا، یا غیر مشروع صاحبان کو اشعار پڑھنے کے لئے مدعو کرنا۔

اسفار کے فوائد واثرات

حضرت والا قدس سرہٗ کے اسفار خالص دینی جذبہ کے تحت ہوتے تھے، اور حضرت والا قدس سرہٗ کے تمام مواعظ و بیانات بلکہ ہر ہر بات ہی ''از دل ریزد، بر دل خیزد'' کا مصداق ہوتی تھیں، دل سے نکلی ہوئی بات دل پر اثر کر کے رہتی تھی، کتنے لوگ مجلس وعظ سے، گناہوں سے توبہ کر کے اٹھتے، کتنے لوگ سنتوں کی پابندی کا عہد کر کے اٹھتے، کتنے لوگ قرآن پاک کی تجوید اور صحت کے ساتھ پڑھنے کا ارادہ کر کے اٹھتے، اور پھر محنت کر کے بہترین قاری بن جاتے، کتنے لوگ ''اصلاح منکرات'' کا عہد کر لیتے، اور اپنے اپنے علاقوں میں ''اصلاح منکرات'' کا فریضہ انجام دینے والے بن جاتے۔

حضرت مولانا قاری ابوالحسن صاحب زید مجدہم کا تاثر

حضرت مولانا قاری ابوالحسن صاحب زید مجدہم استاذ القراء دارالعلوم دیوبند اپنا تاثر بیان فرماتے ہیں، کہ ان کے تجوید وقرأت پڑھنے اور اس میں کمال حاصل کرنے کا ذریعہ حضرت والا قدس سرہٗ ہی بنے، موصوف تحریر فرماتے ہیں:۔

راقم الحروف کو اپنی کم عمری ہی سے مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ جلسۂ سالانہ کے ذریعہ حضرت والا کے حسن قرأت سے استفادہ کا موقع ملتا رہا، بلکہ مدرسہ ہذا کے جلسہ سالانہ میں حاضری کا ایک بڑا داعیہ حضرت والا سے قرآن کریم کی آیات سننے اور آپکے روح پرور انداز میں اشعار پڑھنے سے قلب و دماغ پر جو کیف آور حال طاری ہوتا تھا، اس سے لطف اندوز ہونا ہوتا تھا، سال بھر اس جلسہ کا انتظار رہتا تھا، کم عمری کے باعث وعظ کے مشتملات سمجھ میں تو کم ہی آتے، لیکن آپ کی صدائے دل نواز اور کیف آور انداز سے خوب خوب محظوظ ہونے کا موقع ملتا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے اسی زمانہ سے عقیدت پیدا ہوگئی تھی، اور ۱۳۷۹ھ سے باقاعدہ قریب سے دید وشنید کے مواقع ملتے رہے، حضرت والاقدس سرہٗ ہمارے گاؤں جگدیش پور میں بھی تشریف لائے، وعظ فرمایا، اس وقت احقر حفظ قرآن کریم کر رہا تھا، قرآن کریم کو کما حقہ کامل عظمت ومحبت کے ساتھ تلاوت مع التجوید کے حضرت والا ایک محرک اعظم بن گئے، قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسکی صفت ہے، اس کی ذات سے نکلا ہوا ہے، اس کا حق اور اسکی عظمت کا تقاضہ ہی یہی ہے۔

موصوف ہی کے قلم سے ان کا یہ تاثر بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

براعظم ایشیاء کے حضرات، حضرت قدس سرہٗ کی اس تحریک اور مشن سے خوب واقف ہیں، کتنے ہی مدارس عربیہ جن کے نظام تعلیم میں علم تجوید کا کوئی خانہ نہ تھا، حضرت کی جدو جہد اور مسلسل توجہ سے وہاں تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا باقاعدہ نظام قائم ہوا، اور درجات قائم کئے گئے، قرآن کریم کو صحت کے ساتھ پڑھنے کے سلسلہ میں مواعظ ایسے دل نشیں اور مؤثر انداز میں روز مرہ کی مثالوں کے ساتھ ہوا کرتے ہیں، جو فوراً ہی دل میں گھر کر لیتے ہیں۔

جو لوگ قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں ہوتے وہ آپ کی مجلس وعظ سے قرآن کریم

پڑھنے کا تہیہ کر کے اٹھتے ہیں، لاتعداد ایسی مثالیں ہیں کہ بڑی عمر کے عمر دراز حضرات نے اس عمر میں قرآن کریم پڑھ لیا، اور صحت کے ساتھ تلاوت کلام الٰہی سے لطف اندوز ہونے لگے، اور بے پناہ اجروثواب کے حامل بنے۔

پڑھے لکھے حضرات جو تجوید و تصحیح سے واقف نہ تھے، باقاعدہ نورانی قاعدہ پڑھ کر تلاوت قرآن کریم کا حق ادا کرنے والے ہو گئے۔

کتنے ہی "مجودین" قراء، اور معلمین، تجوید وقرأت میں بھی حضرت کے ارشادات سے اپنی اصلاحات کی ادائیگی اور فن کی باریکیوں کے کتنے ہی گوشہ ایسے تھے کہ تجوید پڑھنے کے باوجود اوجھل تھے، حضرت کی صحبت کی برکت سے ان اہم گوشوں سے آشنا ہو گئے۔

آج ہندوستان، پاکستان، اور بنگلہ دیش میں خاص طور سے صحیح قرآن کریم کا جو ماحول نظر آ رہا ہے، اس میں زیادہ تر حضرت والاقدس سرہٗ کی مخلصانہ مساعی کا حصہ ہے، حضرت قاری ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم نے جو تحریر فرمایا وہ بلا مبالغہ سوفیصد صحیح اور درست ہے، حضرت والا قدس سرہٗ جہاں بھی تشریف لے جاتے، وہاں احیاءِ سنت، اور اصلاح منکرات، کا سلسلہ شروع ہو جاتا، ہر جگہ سنتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا، فلاں چیز کی یہ سنت ہے، فلاں کام اس طرح سنت ہے، کوئی اپنے "السّلامُ عَلَیۡکُمۡ" کو درست کر رہا ہے، کوئی اذان واقامت کو، کوئی وضو کی سنتیں یاد کر رہا ہے، کوئی نماز کی سنتیں یاد کر رہا ہے، کہیں کھانے پینے اور سونے کی سنتیں بیان کی جارہی ہیں، کیسا ہی مجمع ہوتا اور سامعین میں کیسے ہی بڑے بڑے علماء مشائخ حضرات تشریف فرما ہوتے، مگر حضرت والاقدس سرہٗ کا اپنا وہی رنگ ہوتا، اور وہی رنگ سب پر غالب آ کر رہتا بہت سے کم علم یا سطحی علم والے ان کو معمولی چیز خیال کرتے کہ وہی بچوں والی باتیں بیان ہو رہی ہیں، مگر حقیقت شناس حضرات، جانتے کہ اس امت کی بیماری کا اصل علاج یہی ہے، اس بیمار امت کو اسی داروئے شفا

اور نسخہ شفا کی ضرورت ہے۔

سفر ''احمد آباد'' کی روئیداد بیان کرتے ہوئے، تحریر فرماتے ہیں ''ماہنامہ نقیب'' کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

معاشرتی زندگی میں احیاء سنت کا جذبہ

احمد آباد میں جب آپ پہلی بار محترم حاجی اسمٰعیل لاٹ کی دعوت پر یہاں تشریف لائے، تو گجرات کے علماء عوام وخواص کا ازدحام تھا، کھجوری مسجد میں تقریر کے بعد آداب ودعاء کی تلقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ دعاء میں دونوں ہاتھوں کو سینہ کے سامنے ہونا چاہئے، اور دونوں ہتھیلیوں میں تھوڑا سا فصل ہونا چاہئے، فتاویٰ عالمگیری میں اس کی تصریح موجود ہے، صحت مخارج پر روشنی ڈالتے ہوئے، خاص طور پر حرف ضاد کی ادائیگی کو بھی واضح کرتے ہوئے۔

آپ نے مزاحاً یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ضالین کو، دالین، پڑھتے ہیں، پلاؤ چھوڑ کر دال کھاتے ہیں، دال کے حروف ابجد چار ہیں، اور ضاد کے ۸۰۰ ر سو ہیں، ایک دم سے ۷۹۶ ر درجہ کم ہوجاتے ہیں، تفسیر ابن کثیر میں ''ضاد'' کو مشابہ ''ظا'' لکھا ہے، کسی ماہرفن سے مشق کرنی چاہئے۔

اسی طرح مصافحہ پر روشنی ڈالتے ہوئے، آپ نے عالمگیری کے حوالے سے مصافحہ کو عملی شکل میں کر کے بتلایا محترم جناب مصطفی بھائی اٹالین بیکری نے آپ کے اعزاز میں چائے کا اہتمام کیا تھا، جہاں ہر قسم کی اشیاء کے ساتھ مختلف انواع واقسام کے پھل بھی تھے، آپ نے صرف ایک ہی پھل کی کچھ قاشیں تناول فرمائیں، جب میزبان مصطفی بھائی نے دوسرے پھلوں کے تناول کے لئے اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ

سنت یہی ہے کہ ایک وقت میں صرف ایک ہی پھل کھایا جائے[1] یہی کھانے کی سنت ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب دسترخوان پر مختلف قسم کے گوشت ہوں تو مسنون یہی ہے کہ ایک قسم کا گوشت کھایا جائے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالاحد صاحب مدظلہٗ نے جامعہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ کی سنگ بنیاد بھی حضرت والاقدس سرہٗ کے دست مبارک سے رکھوائی تھی، اس موقعہ پر جامعہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ کی نقشہ کی رونمائی ہوئی، تو اس میں کچھ تصاویر تھیں، تو حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نکیر فرماتے ہوئے اسے بند کرنے کا حکم دیا۔

جامعہ ابن عباس رضی اللہ عنہٗ کے سنگ بنیاد کے موقع پر آپ نے دو رکعت نماز ادائی فرمائی اس جامعہ کی بنیاد رکھ کر دعا فرمائی، جامعہ متصل اصلاحی مسجد میں جب آپ تشریف لے گئے، تو یہاں قرآن شریف بغیر جزدان کے تھے، تو آپ نے اسی پر بیان فرمایا کہ:۔

ہمیں اپنے معلم اور محسن کو ہر وقت ہر جگہ باعزت رکھنا چاہئے، جب ہم اپنی اولاد والدین اور اساتذہ کو بغیر کپڑے پہنے نہیں دیکھ سکتے، تو ہماری حمیت اور غیرت کو کیا ہوا، کہ ہم اس نعمت کی ایسی ناقدری کریں، اور اسکو بغیر جزدان کے رکھیں، حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد میں آویزاں تولیہ (ٹاول) پر بھی سخت نکیر فرمائی، کہ مسجد سے ہم پاک صاف ہو کے جاتے ہیں، ہم مسجد میں گندگی پھیلانے اور اپنی گندگی چھوڑنے کیلئے نہیں آتے، یہ تولیہ گندگی پھیلانے کا ذریعہ ہے، دربارِ خداوندی کا ہمیں احترام کرنا چاہئے، فقہاء نے بھی اس سے منع فرمایا ہے۔

صفائی ستھرائی پر بھی خصوصی توجہ دیتے تھے، صفائی وستھرائی کے معاملہ میں تو ان کے بہت سے واقعات ہیں، کبھی کسی مدرسہ میں پہنچے، تو بلا اطلاع مطبخ، غسل خانوں اور

[1] دو پھل کھانا بھی ثابت ہے، جیسے ککڑی اور کھجور دونوں ایک ساتھ ملا کر تناول فرمانا حدیث سے ثابت ہے۔

بیت الخلاؤں کا چکر لگایا، تاکہ پتہ چلے کہ مدرسے والے کہاں تک صفائی پسند ہیں۔

بندیل کھنڈ کے ایک بڑے مدرسہ میں بلا اطلاع پہنچ کر سیدھے مطبخ میں داخل ہوئے، وہاں دیکھا کہ طباخ حضرات نیکر پہن کر روٹیاں لگا رہے ہیں، رانیں کھلی ہوئی ہیں، اہل مدرسہ پر بہت بگڑے کہ جب اس لباس میں روٹیاں پکائی جائیں گی، اور ان کو طلبہ کو کھلائیں گے، تو ان کے اندر کہاں سے برکت پیدا ہوگی؟

ایک بڑے مدرسہ میں پہنچے اور ناظم مدرسہ کو حکم دیا کہ اذان سنائیں، ایک اہم مفتی کو سورۂ فاتحہ سنانے پر مامور فرمایا، اذان میں غلطیاں بتائیں، سورۂ فاتحہ کی قرأت میں خامیاں نکالیں، لیکن کسی نے اپنی کسر شان نہیں سمجھی۔

قصبہ لہر پور، ضلع سیتا پور کے ایک بڑے مدرسہ میں سالانہ اجلاس میں شرکت اس شرط پر منظور فرمائی کہ اشتہار میں میرا نام نہیں ہوگا، لیکن اہل مدرسہ نے نام لکھ دیا، جس کی وجہ سے حضرت قدس سرہٗ جلسہ میں تشریف نہیں لائے، منتظمین نے بڑی منت سماجت کی، حیلے بہانے تراشے، پریس کی غلطی بتلائی، کاتب کو خاطی ٹھہرایا، لیکن حضرت یہی فرماتے رہے، کہ آج کل علماء وعدہ خلاف ہو گئے ہیں، جب یہی حضرات عہد و پیمان کو توڑنے لگیں گے، تو پھر وعدوں کو کون پورا کریگا؟

آپ ایسے جلسوں اور اجتماعات میں کبھی شرکت نہیں فرماتے تھے، جہاں ضرورت سے زائد بجلی، وروشنی کا نظم ہو، قمقموں کی جگمگاہٹ، غیر ضروری سجاوٹ اور اسٹیج کی پرتکلف بناوٹ پر وہ بہت برافروختہ ہوتے تھے، اسی طرح جہاں فوٹو کھینچے جا رہے ہوں، اسراف ہو رہا ہو وہاں بھی تشریف نہیں لے جاتے تھے۔

سیتا پور میں آپ کے ایک معتقد نے اپنی بیٹی کے نکاح میں مدعو کیا، نکاح پڑھانے کی درخواست کی، درخواست منظور ہوگئی، وقت مقررہ پر پہنچ کر نکاح پڑھایا، اور

واپس چلنے لگے، داعی نے عرض کیا کہ حضرت کھانا بالکل تیار ہے، کوئی تکلف نہیں ہے، کھانا، تناول فرمالیجئے، فرمایا صرف نکاح پڑھانے کی بات تھی، سووہ ہو چکا ہے، کھانے کی کوئی بات طے نہیں ہوئی تھی، اس لئے کھانا نہیں کھاؤنگا، داعی صاحب مزاج آشنا تھے، اس لئے خاموش ہو گئے، اور حضرت قدس سرہٗ واپس تشریف لے آئے۔

دورانِ تقریر آپ کا معمول تھا کہ آپ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے دائیں اور بائیں بٹھاتے تھے، اور بڑے حضرات کو سامنے بٹھاتے تھے، اور اس کی وجہ یہ بتاتے تھے، کہ یہی بچے آگے چل کر قوم کے داعی اور خدمت گار بنیں گے، دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ مقررین کو دیکھنے کیلئے یہ بار بار اُٹھنے اور اُچک اُچک کر دیکھنے کی کوشش نہیں کریں گے، اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ قریب ہونے کی وجہ سے سوئیں گے نہیں۔

جب حضرت قدس سرہٗ مسجد تشریف لے جاتے، اور قرآن کریم کے نسخے جزدان کے بغیر دیکھتے، تو تڑپ اٹھتے تھے، جس طرح کوئی جوہری قیمتی ہیرے کو پڑا دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے، جب وہ سنتے کہ قرآن کریم پڑھانے والے استاذ کی تنخواہ کم ہے، اور فارسی وعربی پڑھانے والے استاذ کی تنخواہ زیادہ ہے تو بہت ناراض ہوتے۔

حضرت قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ ہمارے مدرسہ میں بسااوقات قرآن کریم پڑھانے والوں کی تنخواہ درس نظامی کی بڑی کتابیں پڑھانے والے اساتذہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ (آئینہ مظاہر علوم)

جیسا ایمان ویسی چائے

حضرت محی السنہ قدس سرہٗ ایک بار کہیں سفر میں تھے، کسی ریلوے اسٹیشن پر احباب نے چائے کی پیش کش کی، حضرت قدس سرہٗ نے ان کی درخواست کو

شرف قبولت سے نوازا، چائے پینے کے بعد از راہِ محبت کسی معتقد نے پوچھا کہ ''حضرت چائے کیسی تھی؟ مسکرا کرفرمایا کہ ''ٹھیک تھی! جیسا ہمارا ایمان ویسی چائے''۔(آئینہ مظاہر علوم)

حضرت والا قدس سرہٗ نے اپنے ملک ہندوستان کے مختلف صوبوں، علاقوں، اضلاع، اور شہر و دیہات کے متعدد بلکہ بیشمار اسفار فرمائے، اور جہاں بھی تشریف لے جاتے، اصلاحات کا سلسلہ شروع ہو جاتا، جہاں بھی حضرت والا قیام فرماتے، ہر چہار جانب سے لوگ دیوانہ وار جمع ہوتے اور استفادہ کرتے، عوام بھی خواص بھی، ارباب مدارس علماء بھی، صاحب خانقاہ مشائخ بھی، طلباء بھی حاضر ہوتے، اور خوب خوب استفادہ کرتے، اور حضرت والا قدس سرہٗ کی قیام گاہ ایک مدرسہ ایک خانقاہ، ایک روحانی مطب، احیاءِ سنت و اصلاح منکرات کا مرکز نظر آتی، عجیب باغ بہار روحانی منظر ہوتا۔

غیر ممالک کے اسفار

حضرت والا قدس سرہٗ نے اس مقصد عظیم دعوت و تبلیغ اور احیاء سنت اور اصلاح منکرات، کیلئے غیر ممالک حجاز، پاکستان، بنگلہ دیش، فرانس، جنوبی افریقہ، برطانیہ وغیرہ کے متعدد اسفار فرمائے، اور ہر جگہ ہر ملک میں حضرت والا قدس سرہٗ کے اسفار کے ذریعہ بے شمار دینی نفع ہوا، بالخصوص احیاءِ سنت، اصلاح منکرات، تصحیح اذان، اقامت، تصحیح قرآن پاک، کا ہر جگہ سلسلہ شروع ہوا، اور ہر ہر ملک میں اس مقصد کیلئے مرکز قائم ہوئے۔

اصول کی پابندی

حضرت والا قدس سرہٗ جہاں بھی تشریف لے گئے، اپنے اصول پر قائم رہے،

غیر ممالک میں جہاں دولت کی فراوانی ہے، اور بہت سے حضرات بزرگوں کی خدمت کو اپنی عظیم سعادت سمجھتے ہیں، اور عظیم شخصیتوں دینی رہنماؤں کی خدمت میں گرانقدر تحائف پیش کر کے خوش ہوتے ہیں، اور بہت سے اہل علم حضرات ایسے مواقع پر اصول وحدود کی چنداں پرواہ نہیں کرتے، مگر اہل حق اکابر کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے، معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ حضرت والاقدس سرہٗ کو بڑی بڑی رقوم ہدیہ میں پیش کی گئیں، مگر حضرت والاقدس سرہٗ نے خلاف اصول ہونے کی وجہ سے واپس فرمادیا، اور کسی طرح اس کے لینے پر رضامند نہ ہوئے، خود اپنے ملک ہندوستان میں بھی، اسفار میں بڑی بڑی رقوم بعض حضرات پیش فرماتے، مگر خلاف اصول ہونے کی وجہ سے معذرت فرمادیتے، صرف زادراہ قبول فرماتے اور بس۔

ایک معتبر آدمی نے سنایا کہ ایک مدرسہ میں حضرت قدس سرہٗ کو وعظ کے لئے بلایا، چنانچہ حضرت قدس سرہٗ تشریف لائے، اور بجائے دفتر کے سیدھے مسجد میں پہنچے، اور وعظ شروع کر دیا، تقریباً چالیس منٹ بیان ہوا، اس کے بعد فوراً گاڑی میں سوار ہو کر چلنے لگے، تو مدرسہ والوں نے دفتر میں بلایا، اور ناشتہ کی درخواست کی، لیکن حضرت والاؒ نے انکار کر دیا، اور فرمایا کہ مجھے وعظ کے لئے بلایا تھا، سو میں نے کر دیا، اب اجرت میں ناشتہ لینا درست نہیں، اور مدرسہ کے پیسوں سے خریدا ہوا ناشتہ تو بالکل جائز نہیں، اس پر مقامی تاجر نے کہا میں مدرسہ میں اتنی رقم دے دونگا، تو فرمایا اب بعد میں کی گئی نیت قابل قبول نہیں، ان شاء اللہ آپ کی دعوت بعد میں قبول کی جائے گی، اور فی الحال اس ناشتہ کے پیسے مدرسے میں دیدو، اور ناشتہ یتیم طلبہ کو کھلا دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

حضرت والاقدس سرہٗ کا یہ اصول بھی اپنے شیخ ومرشد حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ

کے اصول کے مطابق تھا، اور حضرت والا قدس سرہٗ دیگر اصول کی طرح اس اصول پر بھی سختی کے ساتھ قائم تھے۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کو نواب ڈھاکہ نے دعوت دی، اور دعوت نامہ بھیج دیا، حضرت تھانوی قدس سرہٗ نے دیگر شرائط کے ساتھ یہ شرط بھی لگائی کہ مجھے وہاں ہدیہ نہ پیش کیا جائے، نواب صاحب نے یہ شرط منظور فرمائی، مگر پھر اپنے بچہ کی بسم اللہ کے بہانے ایک بڑی رقم پیش کی، حضرت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ نے اس وقت اس کو قبول فرمالیا، مگر پھر تنہائی میں اس کو واپس کردیا، کہ میرے اصول کے خلاف ہے، اس واقعہ کی پوری تفصیل حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

ارشاد فرمایا کہ شیخ کیلئے صرف اہل حق ہونا کافی نہیں بلکہ محقق ہونا شرط ہے، فرمایا کہ نواب صاحب ڈھاکہ نے جب حضرت قدس سرہٗ کو دعوت نامہ بھیجا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرط لگائی کہ وہاں مجھے ہدیہ نہ پیش کیا جاوے، دوسرے یہ کہ ہر روز تنہائی میں ملاقات کا موقع دیا جاوے، اور میری قیام گاہ ایسی عام جگہ ہو جہاں بے تکلف غرباء و مساکین بھی مل سکتے ہوں، نواب صاحب نے سب شرطیں تحریری طور پر قبول کرلیں، جب حضرت والا تشریف لے گئے، تو انہوں نے حضرت سے اپنے بچہ کی بِسْمِ اللّٰہ کرائی، اور بِسْمِ اللّٰہ کراکے، ایک طشت پرتکلف سرپوش سے ڈھکا ہوا پیش کیا، جس میں اشرفیاں تھیں، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت سب کے سامنے لے لیا، جب تنہائی میں حسب وعدہ ملاقات ہوئی، تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر ہدیہ واپس فرمادیا، کہ آپنے شرط کی خلاف ورزی کی ہمارا معاہدہ تھا کہ آپ ہدیہ نہ پیش کریں گے، لیکن ہم نے اس وقت اس وجہ سے لے لیا کہ سب کے سامنے نہ لینے میں آپ کی سبکی ہوتی، اور میری عزت ہوتی، اور لے لینے میں ہماری سبکی ہوئی اور آپ کی عزت ہوئی، میں نے اپنی سبکی گوارہ کرلی کیونکہ آپ اہل وجاہت ہیں،

یہاں آپ کو وجاہت کی ضرورت بھی ہے، اب تنہائی ہے اسلئے حسب شرط اسے واپس کرتا ہوں، نواب صاحب رونے لگے اور کہا کہ آپ نے ہماری دنیا ہمارے ہی پاس چھوڑ دی، اور ہم کو دین دے کر جارہے ہیں، تو ان کے نمائندے نے کہا آپ کے آنے سے دل بہت خوش ہوا، مگر آپ کے شرائط بہت سخت ہیں، حضرت نے فرمایا کیا سختی ہے؟ کہنے لگے آپ کچھ ہدیہ نہیں لیتے، فرمایا لینا سخت ہے؟ یا نہ لینا سخت ہے؟ عرض کیا محبوب کو کچھ دینے کو دل چاہتا ہے، نہ لینے سے ہماری دل شکنی ہوتی ہے، فرمایا کہ کیا دروازہ ہی پر بلا کر دینے کو دل چاہتا ہے، منی آرڈر سے بھی تو بھیجا جاسکتا ہے، کہنے لگے کنویں کے پاس پیاسا آتا ہے، نہ کہ کنواں جاتا ہے، پس حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا اس جملہ سے رنگ متغیر ہوا، اور تیز لہجہ میں فرمایا کہ اچھا ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ پیاسے ہیں، اور میں کنواں ہوں کیونکہ بقدر ضرورت دنیا میرے پاس موجود ہے لیکن بقدر ضرروت دین آپ کے پاس نہیں ہے، اسلئے آپ ہمارے محتاج ہوئے نہ کہ میں آپ کا محتاج ہوا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا کہ میں اب یہاں نہیں ٹھہرتا واپس جاتا ہوں، پھر ایسا مزاج درست ہوا کہ ہر مولوی صاحب کی یہ صاحب قدر کرتے تھے، اور ڈرتے ہوئے ادب سے بات کرتے تھے، کہ کہیں یہ مولوی صاحب بھی اس مزاج کے نہ ہوں۔

سفر سے متعلق بعض عادات مبارکہ

حضرت والاقدس سرہٗ کی عادات مبارکہ تھی کہ اپنی سہولت کا تمام سامان سفر میں ساتھ رکھتے تھے، یہاں تک کہ، بستر، تکیہ، چادر، اوڑھنے، بچھانے کی چادریں، موسم کے اعتبار سے اپنے کپڑے اور دیگر ضروریات کا سامان بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے، حتیٰ کہ ایک چھوٹی سی سیڑھی کہ ٹرین کا ڈبہ بعض دفعہ سطح زمین سے کافی اونچا ہوتا ہے، ایک سیڑھی بنوا رکھی تھی، تاکہ

اسکولگا کر آسانی سے اپنے ڈبہ میں چڑھ سکیں، نیز اسکی مدد سے اوپر والی سیٹ پر بھی بہ آسانی چڑھا جاسکے، اخیر زمانہ میں جب زیادہ چلنے سے معذوری ہوگئی تھی، تو ویل چیئر بھی ساتھ رکھتے تھے، اپنا لوٹا وضو کرنے کا برتن کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کیلئے برتن، ہاتھ صاف کرنے کیلئے تولیہ تک ساتھ رکھتے تھے، اور آخیر زمانہ میں جب معذوری زیادہ ہوگئی، اور عام بیت الخلاء میں ضرورت پوری نہیں کر سکتے تھے، اس کیلئے فولڈنگ قدمچہ بھی ساتھ رکھتے تھے، اپنے رفقاء کیلئے بھی سردی گرمی کے اعتبار سے کپڑے وغیرہ ساتھ ہوتے تھے۔

اس سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ نہ خود کو تکلیف ہو نہ میزبان کو زحمت ہو۔

جب سفر کا ارادہ ہوتا ٹکٹ وغیرہ کا معقول انتظام کرایا جاتا، اور تمام سامان جو سفر میں ساتھ لیجانا ہے، اس کی فہرست تیار کی جاتی، اس کو ایک پرچہ میں لکھا جاتا، پھر تمام سامان کی جانچ کی جاتی، پھر تمام سامان بیگوں وغیرہ میں قرینہ سے رکھا جاتا، پھر تمام سامان کے کل کتنے عدد ہوئے، ان کو شمار کر کے لکھا جاتا پھر گاڑی میں رکھتے ہوئے اتارتے ہوئے ان کو چیک کیا جاتا، اور شمار کیا جاتا، کہ تمام عدد پورے ہیں کہ نہیں۔

ٹرین سے اترتے ہوئے چڑھتے ہوئے، اس کا پورا خیال رکھا جاتا کہ دیگر مسافرین کو کسی قسم کی زحمت نہ ہو جس کی طرف عام طور پر ذہن نہیں جاتا، مثلاً تمام ساتھی دروازہ کے سامنے کھڑے ہو گئے، دوسرے مسافروں کو پریشانی ہو رہی ہے، ڈبہ سے اترتے ہوئے بھی ایسا ہوتا ہے کہ جو حضرات لینے کیلئے آئے ہوئے ہیں، وہ سب ڈبہ کے دروازے کے سامنے ہو جاتے ہیں، جس سے دوسرے اترنے والے مسافروں کو زحمت ہوتی ہے۔

حضرت والاقدس سرہٗ ان سب چیزوں کا پورا خیال فرماتے جب ٹرین سے اترتے تو سامان ڈبہ سے باہر دروازہ کے قریب پلیٹ فارم پر نہ رکھواتے، بلکہ ہدایت فرماتے کہ ٹرین کے ڈبہ کے دروازے سے فاصلہ پر پلیٹ فارم کے بالکل اخیر کنارے

پر رکھیں، تا کہ نہ ڈبہ سے اترنے چڑھنے والوں کو زحمت ہو، نہ گزرنیوالوں کو زحمت ہو، اسی طرح بعض مرتبہ ملاقات کیلئے آنے والے ٹرین کے دروازہ کے قریب آکر جمع ہوجاتے، حضرت والا قدس سرہٗ اس کو ہرگز پسند نہ فرماتے، بلکہ ہدایت فرماتے کہ ٹرین سے فاصلہ پر پلیٹ فارم کے آخیر حصہ میں کھڑے ہوں، کوئی دروازہ کے سامنے شوق میں ملاقات کیلئے ہاتھ بڑھاتا تو اس سے مصافحہ نہ فرماتے، بلکہ پہلے تمام سامان جمع کراتے، سب کو ملاحظہ فرماتے:۔

پھر اس کے بعد آنیوالوں سے مصافحہ، معانقہ فرماتے، اور اصلاحی ارشادات کا سلسلہ شروع ہوجاتا، ٹرین کے وقت سے آدھ سے پون گھنٹہ، پہلے اسٹیشن پہنچ جاتے۔

ہوائی جہاز سے اگر سفر ہوتا تو وہاں ایرپورٹ پر بھی ان چیزوں کا خیال فرماتے جو مسافروں کے آنے جانے کیلئے راستہ ہے، وہاں کسی کا کھڑا ہونا، یا اس حصہ میں ملاقات کرنا پسند نہ فرماتے، بلکہ اس عام راستہ سے ہٹ کر پھر اطمینان سے ہر ایک سے ملاقات فرماتے، ایسی باریک چیزوں کی طرف عام طور پر نظر نہیں جاتی کہ یہ چیزیں بھی ایذارسانی کا ذریعہ ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے، اسی کو کسی نے کہا ہے:۔

تمام عمر اس احتیاط میں گذری
کہ آشیاں کسی شاخ چمن پہ بار نہ ہو

اسفار، حج وعمرہ

سعادتِ حج وعمرہ

حج ارکان اسلام میں سے اہم ترین رکن ہے، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد عالی ہے:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا، وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔ (سورۂ آل عمران ۱۰۰)

اور اللہ جل شانہٗ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی بیت اللہ) کا حج (فرض) ہے، اس شخص کے ذمہ، جو وہاں جانے کی سبیل رکھتا ہو، اور جو منکر ہو، تو (اللہ تعالیٰ کا کیا نقصان ہے) اللہ تعالیٰ تمام جہاں سے غنی ہیں (ان کو کیا پروا)

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ۔ (الاٰیۃ) (سورۃ الحج: ۴)

لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کردو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی تمہاری اس عمارت کے پاس حج کیلئے) چلے آئیں گے، پاؤں چل کر بھی، اور ایسی اونٹنیوں پر (سوار ہو کر) بھی جو دور دراز راستوں سے چل کر آئی ہوں (اور سفر کیوجہ سے) دُبلی ہوگئی ہوں، تا کہ یہ آنیوالے اپنے منافع حاصل کریں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے، تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ تعمیر سے فراغت ہو چکی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو، جس کا اوپر کی آیت میں ذکر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ میری آواز کس طرح پہنچے گی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آواز کا پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان فرمایا جس کو آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز نے سنا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ اس آواز کو ہر شخص نے سنا، اور لَبَّيْكَ کہا جس کے معنی ہیں کہ میں حاضر ہوں، یہی وہ لَبَّيْكَ ہے جس کو حاجی احرام کے بعد شروع کرتا ہے، جس شخص کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے حج کی سعادت لکھی تھی، وہ اس آواز سے بہرہ ور ہوا اور لَبَّيْكَ کہا۔ (اتحاف)

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے بھی خواہ وہ پیدا ہو چکا تھا، یا ابھی تک عالم ارواح میں تھا، اس وقت لَبَّيْكَ کہا، وہ حج ضرور کرتا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جس نے ایک مرتبہ لَبَّيْكَ کہا وہ ایک حج کرتا ہے، جس نے اس وقت دو مرتبہ لَبَّيْكَ کہا وہ دو مرتبہ حج کرتا ہے، اور اسی طرح جس نے اس سے زیادہ مرتبہ لَبَّيْكَ کہا، اتنے ہی حج اس کو نصیب ہوتے ہیں (درمنثور) کس قدر خوش نصیب ہیں وہ روحیں جنہوں نے اس وقت دمادم لبیک کہا ہوگا، بیسیوں حج ان کو نصیب ہوئے یا ہوں گے۔

حدیث پاک میں بھی حج کی بیشمار فضیلتیں بیان فرمائی گئی ہیں، چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلّم اَلْحَجَّ الْمَبْرُوْر لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّة۔ متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

فائدہ:۔ بعض علماء نے کہا نیکی والے حج کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی معصیت نہ ہو، اسی واسطے اکثر حضرات اس کا ترجمہ حج مقبول سے کرتے ہیں کہ جب آداب وشرائط کی رعایت ہوگی، کوئی لغزش اس میں نہ ہوگی، تو وہ حج انشاء اللہ مقبول ہی ہوگا۔

عَنْ عَائِشَة رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ يَوْمٍ

اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْداً مِنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرْفَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاھِیَ بِھِمُ الْمَلٰئِکَۃَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادُ ھٰؤُلَآءِ۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ شریف)(وبمعناہ عن جابر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے، جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زائد بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، یعنی جتنی کثیر مقدار کو عرفہ کے دن خلاصی ہوتی ہے، اتنی کثیر تعداد کسی اور دن کی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ (دنیا کے) قریب ہوتے ہیں، پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں، یہ بندے کیا چاہتے ہیں۔

عَنْ اِبْنِ عَبَاس رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ مَاشِیاً حَتّٰی رَجَعَ کُتِبَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ سَبْعُمِائَۃِ حَسَنَۃٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِیْلَ وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ قَالَ کُلُّ حَسَنَۃٍ بِمِائَۃِ اَلْفِ حَسَنَۃٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج کیلئے پیدل جائے اور آئے اس کے لئے ہر ہر قدم پر حرم کی نیکیوں میں سے سات سو نیکیاں لکھی جائیں گی، کسی نے عرض کیا کہ حرم کی نیکیوں کا کیا مطلب، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

"صححہ الحاکم کذافی العینی قلت وفی المستدرك بلفظ مَنْ حَجَّ مِنْ مَّکَّۃَ مَاشِیاً حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَکَّۃَ اَلْحَدِیْث وَھٰکَذا فِی الْکَنْزِوَقَالَ قط فِی الْاَفْرادِ طب ك وتعقب ھب ق وضعفہ"

فائدہ:۔ اس حساب سے سات سو نیکیاں سات کروڑ کے برابر ہوگئیں، اور ہر ہر قدم پر یہ ثواب ہے، تو سارے راستہ کے ثواب کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔

عَنْ عَائشَۃَ رضی اللہ عنہا مَرْفُوْعاً اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ لَتُصَافِحُ رُکْبَانَ الْحَاجِّ وَتَعْتَنِقُ الْمُشَاۃَ اَخْرَجَہٗ ابْنُ الْجَوْزِیْ فِیْ مثیر العزم کذافی الاتحاف وفی الدار اخرجہ البیہقی عنہا وضعفہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضورا کرم ﷺ سے نقل فرماتی ہیں، کہ فرشتے ان حاجیوں سے جوسواری پرآتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں، اور جو پیدل چل کرآتے ہیں، ان سے معانقہ کرتے ہیں۔

(درمنثور) کی روایت میں نقل کیا گیاہے، کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کرایک ہزارحج کئے ہیں (ترغیب) دوسری حدیث میں آیاہے کہ چالیس حج پیدل کئے ہیں (اتحاف) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انبیا کرام علیہم السلام کا معمول پیدل حج کرنے کا تھا۔ (اتحاف)

ایک حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیاہے کہ جوشخص منیٰ سے عرفات تک پاؤں پرجائے، اس کوایک لاکھ نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے ملیں گی، علی بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے نیسا پور سے چل کرساٹھ سے زیادہ حج کئے ہیں، اورمغیرۃ بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے مکہ سے چل کرپچاس سے زیادہ حج بدل کئے اورابوالعباس سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے اسی حج پیدل کئے ہیں۔ اورابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے ستانوے حج پیدل کئے ہیں۔ (اتحاف)

کیاانداز ہ ہے، ان حضرات کے ثوابوں کا کہ ہرقدم پرستر کروڑ نیکیاں ان کوملی ہونگی۔

عَنْ اَبِیْ ھُریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یُرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جوشخص اللہ کیلئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اورنہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی) وہ حج سے ایساواپس ہوتاہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔

فائدہ:۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے، وہ معصوم ہوتا ہے، کہ اس پر کوئی گناہ، کوئی لغزش، کسی قسم کی داروگیر کچھ نہیں ہوتی، یہی اثر ہے، اس حج کا جو اللہ کے واسطے کیا جائے۔

شفا رقاضی عیاض میں ایک قصہ لکھا ہے، کہ ایک جماعت سعدون خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی، اور ان سے یہ قصہ بیان کیا کہ قبیلہ کتامہ کے لوگوں نے ایک آدمی قتل کیا، اور اس کو آگ میں جلانا چاہا، رات بھر اس پر آگ جلاتے رہے، مگر آگ نے اس پر ذرا بھی اثر نہ کیا، بدن ویسا ہی سفید رہا، سعدونؒ نے فرمایا کہ شاید اس شہید نے تین حج کئے ہوں گے، لوگوں نے کہا جی ہاں تین حج کئے ہیں، سعدونؒ نے کہا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جس شخص نے ایک حج کیا، اس نے اپنا فریضہ ادا کیا اور جس نے دوسرا حج کیا، اس نے اللہ کو قرض دیا، اور جو تین حج کرتا ہے، تو اللہ جل شانہٗ اس کی کھال کو، اسکے بال کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْشَجَرٍ اَوْمَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا۔ رواه الترمذى وابن ماجة كذافى المشكوٰة۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب حاجی لَبَّيْكَ کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جو پتھر، درخت ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں، اور اسی طرح زمین کے منتہا تک یہ سلسلہ چلتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَفعهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَاجُّ يَشْفَعُ فِيْ اَرْبَعِ مِأَةٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ اَوْقَالَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَيَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ رواهُ البزار وفيه راولم يسم كذافى الترغيب۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حاجی کی سفارش چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے، یا یہ فرمایا کہ اسکے گھرانے میں سے چار سو آدمیوں کے بارے میں قبول ہوتی ہے، راوی کو شک ہو گیا، کہ کیا الفاظ فرمائے تھے، اور یہ بھی فرمایا کہ حاجی اپنے گناہوں سے ایسا

پاک ہو جاتا ہے، جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلّم اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَ صَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَهٗ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو، اس سے مصافحہ کرو، اور اس کے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اپنے لئے دعائے مغفرت کی اس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک صاف ہو کر آیا ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى الله علیه وسلّم اَلنَّفْقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفْقَةِ فِي سَبِيْلِ اللهِ بِسَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطِّبْرَانِيْ وَالْبَيْهَقِيْ واسناد احمد حسن كذا في الترغيب۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح سے ایک (روپیہ) کا بدلہ سات سو (روپیہ) ہے۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ الله صلی الله علیه وسلّم قَالَ يَقُوْلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ عَبْداً صَحَّحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيْشَةِ تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لَايَفِدُ اِلَيَّ لَمَحْرُوْمٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اس کو صحت عطا کر رکھی ہو، اور اس کی روزی میں وسعت دے رکھی ہو اور اس کے اوپر پانچ سال ایسے گزر جائیں کہ وہ میرے دربار میں حاضر نہ ہو وہ ضرور محروم ہے۔

عَنْ جَابِر رضی الله عنه رَفَعَهٗ مَا اَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ قِيْلَ لِجَابِرٍ مَا الْاِمْعَارُ

قَالَ مَا افۡتَقَرَ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسطِ والبزار و رجالہ رجال الصحیح کذافی الترغیب۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ حاجی فقیر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

احادیث مذکورہ بالا سے حج کے بے شمار عظیم اور کثیر فضائل معلوم ہوئے، کتنے خوش قسمت ہیں وہ حضرات جن کو یہ دولت متعدد بار حاصل ہوئی ہو، کہ ان کے فضائل کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

حضرت اقدس قدس سرہٗ کو حق تعالیٰ شانہٗ نے یہ عظیم دولت بار بار نصیب فرمائی، کہ شمار کرنا بھی مشکل ہے، تقریباً ۳۵ رمرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ پاک علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

زیارت روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

امام المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کے روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت کتنی بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے، حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

"مَنۡ زَارَ قَبۡرِیۡ بَعۡدَ مَوۡتِیۡ وَجَبَتۡ لَہٗ شَفَاعَتِیۡ"
(المعجم الکبیر، ج ۱۲، ص ۳۱۰)

جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

ایک روایت میں ہے:۔

مَنۡ زَارَنِیۡ بَعۡدَ مَوۡتِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِیۡ فِیۡ حَیَاتِیۡ۔
(المعجم الکبیر، ج ۱۲، ص ۳۱۰)

جس شخص نے میری وفات کے بعد میری (قبر) کی زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی۔

مذکورہ احادیث مبارکہ سے آنحضرت ﷺ کے روضۂ پاک کی زیارت کی فضیلت معلوم ہوئی، جب ایک مرتبہ زیارت کی یہ فضیلت ہے، جس کو بار بار یہ فضیلت میسر آئی ہو، اس کی سعادت وخوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے۔

حضرت اقدس ہردوئی قدس سرہٗ ہر بار مستقل سفر کرکے حج کے ساتھ زیارت پاک کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، اس سے عنداللہ مقبولیت ومحبوبیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اس لئے کہ وہاں حاضر ہونے والا بندہ مہمان بن کر جاتا ہے۔ یہ قدم خود نہیں اٹھتے اٹھائے جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان بندے کو نوازتے ہیں۔

دنیا کا کوئی سخی آقا اپنے مہمان کو نوازنے میں کمی نہیں کرتا، تو اس خالق کائنات تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اپنے مہمانوں پر کیا کیا نوازشات ہوتی ہوں گی، اس کو پورے طور پر تو کون جان سکتا ہے، باقی احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں کچھ اندازہ ضرور لگایا جاسکتا ہے۔

گہے سعادت بندہ کہ کردنز ول
گہے بہ بیت خداوگاہ بہ بیت رسول

نعت رسول عربی ﷺ

پھر پیش نظر گنبد خضرا ہے حرم ہے — پھر نام خدا روضۂ جنت میں قدم ہے
پھر شکر خدا سامنے محراب نبیؐ ہے — پھر سر ہے مرا اور ترا نقش قدم ہے
محراب نبیؐ ہے کہ کوئی طور تجلی — دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے
پھر منت دربان کا اعزاز ملا ہے — اب ڈر ہے کسی کا نہ کسی چیز کا غم ہے

پھر بارگہ سید کونینؐ میں پہنچا یہ ان کا کرم، ان کا کرم، ان کا کرم ہے

یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشید بداماں دیکھا انکے غلاموں کا بھی کیا جاہ وحشم ہے

ہر موئے بدن بھی جو زباں بن کے کرے شکر کم ہے بخدا ان کی عنایات سے کم ہے

رگ رگ میں محبت ہو رسولؐ عربی کی جنت کے خزائن کی یہی بیع سلم ہے

وہ رحمت عالم ہے شہ اسود واحمر وہ سید کونین ہے آقائے اُمم ہے

وہ عالم توحید کا مظہر ہے کہ جس میں مشرق ہے نہ مغرب ہے، عرب ہے نہ عجم ہے

دل نعتِ رسولِ عربیؐ کہنے کو بے چین

عالم ہے تحیّر کا، زباں ہے نہ قلم ہے!

ازکلام حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ماہِ مبارک کا اہتمام

ماہِ مبارک کا اہتمام خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اور اس کے بعد ہر زمانہ کے مشائخ اور اولیائے امت نے ہمیشہ اس کا اہتمام فرمایا ہے۔

محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ کے یہاں بھی ماہِ مبارک کا بڑا اہتمام تھا۔

محترم حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب زید مجدہم استاذ حدیث ومفتی مدرسہ شاہی مرادآباد، اپنی کتاب ''تحفۂ رمضان'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

✪......محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہٗ خلیفۂ اجل حضرت حکیم الامت کے یہاں رمضان المبارک کا مہینہ خاص طور پر سالکین کی

روحانی تربیت کا ہوتا تھا، رمضان المبارک کے معمولات اسطرح منظم اور مربوط تھے کہ اگر اسے ''تربیتی کیمپ'' سے تعبیر کیا جائے، تو بجا ہوگا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سحری سے کافی پہلے بیدار ہو کر تہجد میں مشغول ہو جاتے، اس کے بعد سحری تناول فرماتے، اور پھر اگر وقت بچتا تو گشت فرما کر مہمانوں کی خبر گیری فرماتے، یا حسب سہولت تا اذانِ فجر تلاوت میں مشغول رہتے، فجر کے بعد مسجد حقی میں حسبِ معمول قرآنِ کریم کے ایک لفظ کا ترجمہ اور نماز کی عملی مشق کے بعد حضرت والا قدس سرہٗ کی مرتب کردہ ہدایاتِ رمضان میں سے کوئی ہدایت پڑھ کر سنائی جاتی، اس کے بعد جانیوالے حضرات سے مصافحہ فرماتے، بعدہ ۸ ر بجے تک آرام فرماتے، ۸ ر بجے مناجات اور ترانہ کا پروگرام ہوتا، اس کے بعد ۳۰-۸ ر سے ۹ ر بجے تک تبلیغ دین اور آداب المعاشرت کی تعلیم ہوتی، پھر ۹ ر بجے سے ۳۰-۹ تک تسہیل قصد السبیل کا درس ہوتا، اور ۳۰-۹ سے ۱۰ ر بجے تک اذان اور نماز کی عملی مشق کرائی جاتی، ۱۰ ر بجے سے ۱۱ ر بجے تک مجلس علمی کے نام سے خاص مجلس ہوتی، جس میں بالخصوص اہل افتاء اور اساتذہٗ حدیث کسی بھی علمی یا فقہی موضوع پر آپس میں مذاکرہ کرتے، پھر ۱۱ ر بجے سے ۱۲ ر بجے تک، تصحیح قرآن پاک کا معمول تھا، ان مجالس میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حسبِ موقع اچانک خود بھی تشریف لے آتے، اور نگرانی فرماتے رہتے تھے، ظہر سے قبل تاکید تھی کہ سنتوں کے بعد جو بھی وقت بچے وہ تلاوت میں صرف کیا جائے، ظہر کی نماز کے بعد اولاً پندرہ بیس منٹ تفسیر قرآن کا درس ہوتا، اسکے بعد سالکین اپنی اپنی قیام گاہوں پر جا کر ذکر و اذکار اور تسبیحات میں مشغول رہتے۔

عصر کی نماز کے بعد دور کی مجلس ہوتی تھی، اور اس کی صورت یہ تھی کہ رمضان کی

پہلی تاریخ سے سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت سے دور شروع ہوتا، حضرت خود ایک آیت پڑھتے پھر سب حاضرین ایک ایک کرکے اُسے دہراتے تھے، حضرت فرماتے تھے کہ حفاظِ کرام تو دور کی سنت پر عمل کر لیتے ہیں، مگر عام لوگ عمل نہیں کر پاتے، ان کے لئے یہ صورت تجویز کی گئی ہے، دور سے فراغت کے بعد ''کمالاتِ اشرفیہ'' نامی کتاب پڑھی جاتی اور بیچ بیچ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کچھ تشریح فرماتے جاتے تھے، افطار سے ۳۰؍ منٹ قبل یہ معمولات ختم ہو جاتے، پھر افطار کی تقسیم کا کام شروع ہوتا، حضرت والا قدس سرہٗ کبھی اس کی نگرانی فرماتے، پھر افطار سے قبل اندرونِ خانہ تشریف لے جاتے، اور مختصر افطار کر کے، جماعت میں شرکت کے لئے مسجد میں تشریف لے آتے، اور نماز مغرب چونکہ افطار کے دس منٹ بعد ہوتی تھی، اس لئے اس درمیان وقفہ میں حاضرین کو کچھ نصیحت بھی فرماتے تھے۔

مغرب کے بعد لوگ اوابین اور انفرادی اعمال میں مشغول رہتے، تراویح میں عرصہ تک آپ کا مسجد حقی میں سوا پارہ پڑھنے کا معمول رہا، اور ''دعوۃ الحق'' سے متعلق حضرات کو بھی آپ سوا پارہ ہی پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے، پھر جب اعذار بڑھے تو مسجد حقی کے علاوہ تراویح کی جماعت مدرسہ میں بھی ہونے لگی، جن میں ۵؍ حفاظ ایک ایک ترویحہ میں پاؤ پاؤ پارہ سناتے تھے، بسا اوقات ترویحہ میں آپ دینی مذاکرہ بھی فرماتے تھے، آپ نے اعذار کی بنا پر اگرچہ آخری عشرہ کے اعتکاف کا معمول نہیں بنایا، لیکن نفلی اعتکاف کا بہت اہتمام تھا، اور مہمانوں کو بھی تاکید تھی کہ وہ خاص طور پر اعتکاف نفل کا اہتمام کیا کریں، سالکین و حاضرین کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی، اوسطاً پچاس سے سو تک حضرات مقیم رہتے تھے۔

(ملخص از تحریر مفتی فہیم احمد صاحب استاذ و مفتی مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی)

ارشاداتِ ابرار

یعنی

منتخب ارشادات عالیہ

حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

ارشاداتِ ابرار

(۱) ارشاد فرمایا کہ بیماری کی دو قسمیں ہیں اصلی اور عارضی، جیسے قبض سے درد سر ہو تو اصلی بیماری قبض ہے، اور درد سر عارضی ہے، اسی طرح قلب کی غفلت اور خرابی اور سختی اصلی بیماری ہے، پھر اس کی خرابی سے اعمال میں خرابی عارضی بیماری ہے، پس اصلی بیماری کا علاج کرنا چاہئے، یعنی دل کا علاج اللہ والوں سے کرانا چاہئے، پھر دل کی درستی سے اعمال اور اخلاق کی درستی خود بخود ہونے لگتی ہے۔

(۲) ارشاد فرمایا کہ آج کل مجمع لگانے کیلئے جلسوں میں پہلے قرآن پاک پڑھا جاتا ہے، کیونکہ مقرر صاحب کہتے ہیں آدمی تھوڑے ہیں، کیا دل لگے گا تقریر میں، کوئی قاری صاحب تلاوت کریں، تاکہ لوگ آجائیں، توبہ توبہ قرآن پاک کو کس مقصد کے لئے استعمال کیا۔

(۳) ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میرے لڑکے نے داڑھی رکھی تھی، پھر منڈادی ہے، میں نے اس وجہ سے بولنا چھوڑ دیا ہے، میں نے کہا کہ آپ معذور ہونگے، اور جو حضرات ترک نہیں کرتے، وہ اس مصلحت کو سامنے رکھتے ہیں، کہ کہیں اور زیادہ نہ خراب ہو جائے، پس یہ لوگ معذور ہیں۔ (جامعہ اشرفیہ لاہور ۲۷ محرم الحرام ۹۹ھ)

(۴) ارشاد فرمایا کہ جو آدمی خام ہوتا ہے، وہی اہل دولت کے ہاتھ فروخت ہو جاتا ہے، یا خوف مخلوق سے یا طمع مال سے اپنا دینی رنگ اور مزاج اور اصول شریعت کو توڑ دیتا ہے، اس کی ایک عجیب مثال اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، صراحی خام میں پانی ڈالئے وہ مٹی گھل کر اپنا وجود بھی غائب پائیگی۔ اور اگر آگ میں پکادی جائے تو پختہ صراحی کا پانی صراحی کے وجود کو نہیں مٹا سکتا، بلکہ صراحی اس کو اپنے فیض سے ٹھنڈا کرے گی، یہی حال اس عالم ربانی کا ہے، جو بزرگوں کی صحبت میں پختہ

ہوجاتے ہیں، پھر مخلوق سے اختلاط اشاعت دین کے لئے ان کو مضر نہیں ہوتا، نہ جاہ نہ مال نہ شہرت کوئی فتنہ ان کو خراب نہیں کرتا، استقامت کی نعمت ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے، اور ہر وقت صاحب نسبت ہونے کے سبب حق تعالیٰ پر نظر ہوتی ہے، کہ قبر میں صرف رضائے حق کام آوے گی، نہ جاہ نہ شہرت نہ ہجوم خلق یعنی معتقدین کا مجمع وہاں کام نہ آئے گا:۔

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

پس صراحی کی مثال سے خام سالک اور پختہ سالک کے حالات خوب سمجھ میں آسکتے ہیں، خام سالک دوسروں سے متأثر ہوجاتا ہے، اور پختہ سالک دوسروں کو متاثر کردیتا ہے۔

⑤ ارشاد فرمایا کہ اہل اللہ سے بغض وعناد اور ان کو ایذا دینا دنیا ہی میں اکثر ذلیل کرتا ہے:۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات
با دردکشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

⑥ ارشادفرمایا کہ نقل کی برکت اصل تک پہنچادیتی ہے، ڈرائیور کی نقل کرتے کرتے آدمی ڈرائیو ہوجاتا ہے جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وضع قطع اور لباس کی نقل کی تھی نقل کی برکت سے سیرت بھی بدلدی گئی اور سب کو ایمان عطا کردیا گیا، اور سب کے سب کافر سے صحابی ہوگئے۔

اسی طرح شیطان کی نقل سے شیطان کی سیرت بھی آجاتی ہے، مثلاً شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے، تو حضور ﷺ نے منع فرمادیا کہ ہرگز ہرگز کوئی بائیں ہاتھ

سے نہ کھاوے اس قدر اہتمام سے منع فرمایا جو نہایت ہی بلیغ انداز ہوتا ہے، اس حدیث شریف سے یہ سبق ملتا ہے، کہ فاسقین کی نقل سے سخت پرہیز کرنا چاہئے، اور راز اس میں یہ ہے کہ جس کی نقل کی جاتی ہے، اس کی یا محبت یا عظمت دل میں ہوتی ہے، پھر اس کی عادتیں اندر آنے لگتی ہیں، دل میں جس کی عظمت ومحبت ہوتی ہے، اعمال اس عظمت ومحبت پر شہادت پیش کرتے ہیں، چنانچہ انگریز کو دیکھئے بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں ان کے اندر شیطان کی خود بینی تکبر اور بڑوں پر اعتراض کا مادہ ہوتا ہے، اور جو لوگ پائجامہ ٹخنے سے نیچے لٹکاتے ہیں چونکہ یہ متکبرین کی وضع ہے اس لئے اس کی نقل کرنے والوں میں تکبر اور اپنے بڑوں پر اعتراض، بدگمانی وغیرہ کی بیماری پیدا ہوجاتی ہے، اسلئے حضور ﷺ نے ٹخنہ سے نیچے پائجامہ یا لنگی کو یا کرتا وقمیص وعبا کو لٹکانے سے منع فرمایا۔

(۷) ارشاد فرمایا کہ بعض وقت روشنی ہے علم ہے، یقین بھی ہے، مگر عمل کی قوت نہیں ہوتی، مثلاً کمرے میں روشنی ہے، اور الماری میں سیب نظر آ رہا ہے، اس کے وجود اور نافع ہونے کا یقین بھی ہے، ڈاکٹر نے اس کے کھانے کے لئے حکم بھی دیا ہوا ہے، مگر سیب تک اٹھکر جانے کی قوت نہیں ہے، پھر ڈاکٹر طاقت کا انجکشن لگاتا ہے، اور روٹامن کے کیپسول کھلاتا ہے، جب طاقت آ جاتی ہے، تو خود اٹھ کر الماری تک جا کر سیب کھاتا ہے، یہی حال اہل علم کا ہے، علم کی روشنی بھی ہے یقین بھی ہے، مگر عمل کی قوت نہیں، اللہ والوں کی صحبت میں آنے جانے سے کچھ ہی دن میں قوت آنی شروع ہوجاتی ہے، اور اعمال میں ترقی شروع ہوجاتی ہے۔

(۸) ارشاد فرمایا کہ بعض وقت سردی لگتی ہے بارش ہو رہی ہے، سستی محسوس ہو رہی ہے، ایک پیالی چائے پی لینے کے بعد مزاج بدل جاتا ہے، جب ایک پیالی چائے

مزاج بدل دیتی ہے، تو اللہ والوں کی صحبت روحانی سستی دور نہیں کرسکتی ہے، کیا صالح کی صحبت ایک پیالی چائے سے بھی کم درجہ رکھتی ہے۔

(۹) ارشاد فرمایا کہ ظاہری اعمال کا فساد اسکے دل کے فساد وخرابی پر دلالت کرتا ہے، یہ حدیث "اِذَا فَسَدَت فَسَدَ الجَسَدُ كُلّه" جب دل صالح ہوجاتا ہے، تو تمام اعضاء صالح ہوجاتے ہیں، اور جب دل فاسد ہوجاتا ہے، تو تمام اعضاء فاسد ہوجاتے ہیں۔

(۱۰) ارشاد فرمایا کہ صالحین سے ملنا جلنا جاری رکھیں، ایک عام غلطی یہ ہورہی ہے کہ اللہ والوں سے ملنے جلنے اور تھوڑی دیر کی ملاقات کو نافع نہیں سمجھا جاتا، صرف وعظ اور مجلس میں ملفوظات کے سننے پر نفع کو موقوف سمجھا جاتا ہے، حالانکہ صرف ملاقات بھی مفید ہے، صالحین کے قلب کا عکس حاضرین کے قلب پر پڑتا ہے، جو اہل ادراک کو صرف ملاقات سے محسوس ہوجاتا ہے، ایک نظر اللہ والوں کو دیکھنے سے نفع محسوس ہوجاتا ہے، کسی ہاتھ کو مصافحہ کرنے سے ہاتھوں کی سردی گرمی کا احساس نہ ہو تو یہی کہا جائیگا، کہ ہاتھوں پر فالج ہے، بے حس ہے، بجلی کی روشنی بجلی کا پنکھا نافع ہے، مگر ناطق نہیں ہے، رات کی رانی، نافع ہے، دماغ کو فرحت دیتی ہے مگر بولتی نہیں ہے، صالح کی صحبت خاموش بھی نافع ہے، ایک مغلوب الغضب نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا حال لکھا کہ مجھے غصہ جلد آتا ہے اور تیز آتا ہے، اور دیر سے جاتا ہے، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جواب لکھا کہ آپ مولوی محمد حسن صاحب (انور بک ڈپو لکھنو) کی صحبت میں تھوڑی دیر بیٹھ لیا کریں، چندروز یہ جا کر دوکان پر مولوی صاحب کے پاس بیٹھتے تھے کہ غصہ کی بیماری میں کمی محسوس کرنے لگے تو کیا بات تھی مولانا کے مزاج میں حلم بہت غالب تھا، ان کی خاموش صحبت کا اثر ان پر کس طرح ہوا، ان کے قلب کا عکس ان کے دل پر پڑنا شروع

ہوگیا، اور دل کی کیفیت آہستہ آہستہ بدل گئی، حالانکہ مولوی صاحب نے کوئی وعظ یا تقریر نہیں کی، توصحبت صالح کی خاموشی کے باوجود نافع ہوتی ہے، اس لئے آپس میں ملنے جلنے کا صالحین سے اہتمام ہونا چاہئے۔

(۱۱) ارشاد فرمایا کہ صرف اخلاص قبول نہیں اگر شریعت اور سنت کے مطابق وہ عمل نہ ہو اس لئے قانون کا معلوم کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی محبت میں نماز عصر کے بعد تنہائی میں گھر کے اندر بیس رکعت نفل پڑھتا ہے اور یہ سمجھ رہا ہے کہ میں خدا سے قریب ہو رہا ہوں، لیکن کیا اس کا یہ اخلاص قبول ہوگا، اور کیا اس کو قرب ملے گا؟ کیونکہ عصر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں، پس اس صورت میں اخلاص تو ہے مگر مقبول نہیں، کیونکہ اخلاص کے ساتھ صدق شرط ہے، یعنی قانون کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

(۱۲) ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ نے تین قسم کے لوگوں کا ذکر سورہ فاتحہ میں فرمایا، ایک وہ ہیں جنہوں نے صراط مستقیم کا علم نہیں حاصل کیا، ان کا لقب ضالین ہے، یہ من مانی زندگی گزارتے ہیں، دوسرے وہ لوگ ہیں، جنہوں نے صراط مستقیم معلوم کرلیا، مگر اس پر عمل نہ کیا، یہ لوگ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کہلاتے ہیں، تیسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم بھی سیدھے راستہ کا حاصل کیا اور اس پر عمل بھی کیا، یہ لوگ مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ (انعام والے لوگ) کہلاتے ہیں۔

(۱۳) ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو، اور حضور ﷺ کا نام مبارک سنے تو درود شریف دل میں پڑھے زبان سے نہ پڑھے، حدیث شریف میں ہے کہ جب امام خطبہ کیلئے آجائے، تو اب نماز اور کلام سب منع ہے، البتہ امام کوئی برائی دیکھے تو منع کرسکتا ہے، بعض لوگوں کو اشکال اور اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہم کو درود شریف سے منع کرتے

ہیں، تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی اذان اس طرح دینا شروع کرے، اللہ تعالیٰ اکبر اور اشھد ان محمداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اشھد ان محمداً رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو اس طرح کی اذان کو منع کیا جائیگا یا نہیں؟ اور اگر وہ کہے کہ واہ صاحب آپ لوگ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ادب اور حضور ﷺ کے ادب سے کیوں روکتے ہیں، تو کیا جواب دیا جاوے گا، کہ ادب کا مطلب تم نے غلط سمجھا ہے ادب یہی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو اس پر عمل کرو اپنی طرف سے ادب کا معیار مت مقرر کرو، (ایک بزرگ نے خوب فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ اور حضور ﷺ کی محبت کرنا ان کی مرضی سے سنت ہے، اور ان کی محبت کرنا اپنی مرضی سے بدعت ہے۔ (از جامع)

اسی طرح جب دینی گفتگو ہو رہی ہو یا دین کا کام کر رہا ہو تو آنے والا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم نہ کہے کیونکہ یہ شرعی حاجت میں مشغول ہے اسی طرح اگر کھانا کھا رہا ہے تو اس کو بھی سلام مت کرو کہ وہ طبعی حاجت میں مشغول ہے ہوسکتا ہے، کہ سلام کے جواب سے اس کے حلق سے لقمہ معدہ میں جانے کے بجائے سانس کی نالی میں چلا جاوے اس سے اچانک موت واقع ہو جاوے، شریعت کا ہر حکم عین رحمت اور عین شفقت ہے ایک شخص تیس رمضان کو روزہ رکھتا ہے، فرض اور یکم شوال کو رکھتا ہے حرام ہے۔

پس اذان میں اللہ اکبر کے ساتھ تعالیٰ کا لفظ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہ کے ساتھ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جملہ لگانا اس لئے ناجائز ہے کہ حضور ﷺ نے ہم کو جو اذان سکھائی ہے یہ طریقہ اس کے خلاف ہے۔

(۱۴) ارشاد فرمایا کہ رزق کا ادب عجیب ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ دھونے کو مسنون نہیں کیا گیا لیکن کھانے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہاتھ دھونا مسنون ہے، اور ہاتھ دھونے کے بعد تولیہ وغیرہ سے بھی ہاتھوں کو مس نہ کرے، رزق کا

ادب اس قدر کیوں ہے کیونکہ رزق جسم کی پرورش کرتا ہے، اور جسم نہ ہو تو عبادت اور تلاوت جو روح کی پرورش کا سامان ہے کچھ نہیں ہوسکتا وعظ و درس سب اسی پر موقوف ہے، کھانے کو نہ ملے تو وعظ، درس عبادت سب ختم ہو جاوے۔

(۱۵) ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد "كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا" طیبات کھاؤ اور اچھے عمل کرو تو اس کا حاصل یہ ہے کہ بڑھیا کھاؤ تو بڑھیا عمل بھی کرو، کھانا اچھا کھا کر عمل اچھا نہ کرے بلکہ برا عمل کرے تو کس قدر ناشکری ہے۔

(۱۶) ارشاد فرمایا کہ عربی کا فتنہ اور ہے اردو کا فتنہ کے معنی اور ہیں عربی میں فتنہ کا معنی امتحان ہے "اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ" فتنہ سے امتحان مراد ہے نہ کہ اردو کا فتنہ۔

(۱۷) ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے توفیق کا مفہوم سمجھنے اور سمجھانے کے لئے ایک عجیب مثال دل میں عطا فرمائی دیکھئے محکمہ پی، آئی، اے کی گاڑیاں اپنے ملازمین کو دفتروں میں لانے کے لئے گھر گھر جاتی ہیں، اور اگر ملازم سو رہا ہے تو جگاتے بھی ہیں مگر یہ سہولت کچھ دن کے مجاہدات کے بعد ملتی ہے تعلیم کا مجاہدہ پھر ٹریننگ اور تربیت عملی کا مجاہدہ پھر ملازمت کی کوشش پھر جب تقرر ہو گیا تو یہ سہولت میسر ہوئی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کچھ دن اہل اللہ کے پاس آئے جائے اور ان کے مشورہ سے ذکر و فکر اور نفس کی اصلاح کرائے، یعنی اسبابِ رضا حاصل کرے، اور اضدادِ رضا سے بچے پس پھر نسبت مع اللہ عطا ہو جاتی ہے، اور اعمال صالحہ کی توفیق کی سواری آنے لگتی ہے، اور کسی دن سو گیا تو تہجد کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے جگا لیا جاتا ہے، اور دل میں تمام اعمال صالحہ کی توفیق محسوس ہونے لگتی ہے، یعنی سہولت سے سلوک طے ہونے لگتا ہے۔

(۱۸) ارشاد فرمایا کہ ایک امیر طالب علم کا خط آیا مجھے بدنگاہی کا مرض ہے، میں نے لکھا ہر بدنگاہی پر ۵ ؍روپیہ صدقہ کرو اور بیس رکعت نوافل پڑھو۔

(۱۹) ارشاد فرمایا کہ گھر میں آنکھوں کا آپریشن ہوا اور روشنی آگئی، انگلیوں کو شمار کرایا گیا، صحیح جوابات ملے، سفیدی اور سیاہی کا فرق نظر آنے لگا، جب شام کو احباب آئے تو عرض کیا کہ آج تو مولانا روم کے شعر کا مطلب واضح ہوگیا۔ ع

صحبت نیکاں اگر یک ساعت است الخ

نیک لوگوں کی صحبت تھوڑی دیر کے لئے بھی کیا ہی نفع دیتی ہے، جس طرح جسمانی معالج کے چند منٹ او پریشن کے بعد آنکھوں میں نور لوٹ آیا، اسی طرح اہل اللہ کی صحبت اگر چہ چند منٹ کی ہو دل کی کایا پلٹ دیتی ہے اور خیر و شر کا فرق نظر آنے لگتا ہے، جس کی آنکھ میں تمیز سفید اور سیاہ عرصہ سے نہ تھی، نور سے محروم تھی، ایک کامل کی ہدایت پر عمل کرنے سے ان میں ایسا نور آگیا، کہ سیاہی وسفیدی اور نور وظلمت میں تمیز ہونے لگی، اسی طرح اہل حق سے دور رہنے والوں کو جب ان کی صحبت ملتی ہے، تو ان کی بھی آنکھ کھل جاتی ہے۔

(۲۰) ارشاد فرمایا کہ دیکھئے احباب سے ملنے میں کیا لطف آتا ہے، مگر دنیا اجتماع اور افتراق دونوں کی جگہ ہے، جنت میں صرف اجتماع ہوگا، جہنم میں صرف افتراق رہے گا۔

(۲۱) ارشاد فرمایا کہ تعلیم اور تبلیغ ان دونوں سے زیادہ اہم تزکیہ ہے، تزکیہ نفس، ہونے سے اگر جان بھی تبلیغ میں دیدے اور بظاہر شہید بھی ہوجائے، مگر حدیث ریا میں دیکھئے کیا انجام ہوگا، جس نے اخلاص کے ساتھ جہاد نہ کیا تھا، وہ جان دینے کے باوجود جہنم میں ڈالا جائیگا۔

(۲۲) ارشاد فرمایا کہ تربیت اور اصلاح کے لئے صرف بزرگی کافی نہیں، بلکہ اصلاح کے فن سے واقفیت بھی ضروری ہے، اسی سبب سے ہر صالح مصلح نہیں ہوتا۔

(۲۳) ارشاد فرمایا کہ جب نامحرم کی تصویر کی اصل دیکھنا حرام ہے، نقل دیکھنا کیسے جائز ہوگا، پس ٹیلی ویژن کا مسئلہ اسی سے سمجھ لیا جاوے، کہ مردوں کے لئے نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور عورتوں کیلئے نامحرم مردوں کا دیکھنا بالکل حرام ہے۔

(۲۴) ارشاد فرمایا کہ وائرنگ کے بعد کرنٹ آتا ہے، اسی طرح ظاہر کے بعد باطن عطا ہوتا ہے، پہلے ظاہری حالت کو سنت وشریعت کے مطابق بنادے، پھر اللہ تعالیٰ ظاہر کی صلاحیت کی برکت سے باطنی صلاحیت بھی عطا فرمادیتے ہیں، اگر کوئی شخص وائرنگ ہی نہ کرائے تو کرنٹ (بجلی) اس کے گھر میں کیسے دی جاسکتی ہے۔

(۲۵) ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے مولانا سعید احمد صاحب مرحوم ۲½ سال کے تھے، اسی عمر سے ان کی پرورش حضرت کے گھر میں ہوئی لیکن جب بارہ سال کے ہوگئے، تو ایک دن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیوں جی مولوی سعید احمد تمہاری عمر کیا ہے؟ عرض کیا ۱۲ رسال! پھر دریافت کیا کہ ممانی محرم ہیں یا کہ نامحرم پس خاموش ہوگئے، اسی دن سے حضرت کے گھر جانا بند کردیا، اور حضرت پیرانی صاحبہ سے پردہ شروع کردیا، اسی طرح حقیقی چچی، سالی اور بھاوج سے پردہ ہے، چچی کی لڑکیوں سے، ممانی کی لڑکیوں سے، خالہ کی لڑکیوں سے پردہ ہے، تو ٹیلی ویژن پر ان غیر عورتوں کو دیکھنا جو رشتہ دار بھی نہیں کیسے جائز ہوجاویگا، جس کا اصل دیکھنا حرام ہے اس کی نقل دیکھنا بھی حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں خاندان برادری محلہ اور بستی کا رواج نہیں دیکھنا چاہئے، مقابلہ کے وقت پتہ چلتا ہے، کہ محبت اللہ کی زیادہ ہے یا خاندان اور برادری کی زیادہ ہے؟

وَجَائِزَۃ دَعوی الْمُحَبَّۃ فِی الْھَوٰی

وَلٰکِنْ لَایَخْفٰی کَلَامُ الْمُنَافِق

اگر الیکشن ہو اور تین دوست کھڑے ہوں تو ووٹ کس کو دو گے، جس سے سب سے زیادہ تعلق ہو گا، اسی وقت امتحان ہو جائے گا، کہ محبت کس کی زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت کا کیا طریقہ ہے، اہل محبت اور اہل خشیت سے تعلق اور ان کی صحبت میں آنا جانا، حق تعالیٰ کے احسانات کا سوچنا اور کم از کم تین سو مرتبہ درود شریف اور سو مرتبہ کلمہ شریف، اور تلاوت مع الصحت کا اہتمام، جو کریں اہل علم سے دریافت کرلیں، یا معتبر کتابوں سے معلوم کرلیں۔

(۲۶) ارشاد فرمایا کہ میونسپلٹی کے باغ سے پھل توڑنا ممنوع ہوتا ہے، حکام ہی اس کا انتظام کرتے ہیں، پس چہرہ پر داڑھی یہ باغ ہے، حضور اقدس ﷺ کا یہ سرکاری سبزہ ہے، اس کو کٹانا کیسے جائز ہو گا، سفر حج میں بعض لوگوں کو اشراق اور اوابین اور تہجد کا پابند پایا، بلکہ مجھ سے ایک گھنٹہ قبل ہی سے عبادت میں مشغول رہتے، اور مجھے رشک آتا لیکن داڑھی منڈانے سے باز نہ رہتے جو واجب ہے، نوافل کا اہتمام تو اس قدر، اور واجب کے ساتھ یہ معاملہ، سمجھانے سے بہت سے لوگوں نے داڑھی رکھ لی، کیونکہ علمی غلطی میں مبتلا تھے، داڑھی کو صرف سنت سمجھتے تھے، جب اس کا واجب ہونا بتایا گیا، تو آنکھیں کھل گئیں۔

(۲۷) ارشاد فرمایا کہ عرصہ کی بات ہے کہ امریکی فوج گیارہ لاکھ اس میں کسی کے داڑھی نہ تھی، ایک سکھ اسی گیارہ لاکھ امریکن فوج میں بھرتی ہوا اور صدر امریکہ سے اسکی اجازت حاصل ہوئی، اس نے داڑھی نہ منڈائی، یہ ہے مسلمانوں کیلئے عبرت کی بات۔

(۲۸) ارشاد فرمایا کہ جو چھوٹا اپنے بڑوں کا دل مکدر کرتا ہے، اس کے فیض

سے محروم ہوجاتا ہے۔

(۲۹) ارشاد فرمایا کہ بعض دفعہ تیز رفتار خرگوش منزل سے رہ گیا اور کچھوا سست رفتاری سے مسلسل چلتے رہنے سے منزل تک پہنچ گیا، کسی کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔

(۳۰) ارشاد فرمایا کہ منہ پر تعریف کرنا بھی گناہ ہے، اس کو تو آج کل گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا البتہ دو شرطوں سے منہ پر تعریف کرنا جائز ہوگا۔

(۱)......جس کی تعریف کی جائے، اس کو تکبر اور عجب کے ضرر کا اندیشہ نہ ہو، یعنی اسے عبدیت اور فنائیت کے مقام پر رسوخ حاصل ہوگیا۔

(۲)......اس کی حوصلہ افزائی اور دوسروں کو ترغیب مقصود ہو۔

(۳۱) ارشاد فرمایا کہ زبان ۳۲/دانتوں سے گھری ہوئی ہے، لیکن اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو صحیح وسالم رہتی ہے، اور اگر حد سے تجاوز کرے تو دانت کے اندر پس جاوے گی۔

(۳۲) ارشاد فرمایا کہ ہر مدرسہ میں دو کنستر ہونے چاہئیں، ایک میں گرے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں کو جمع کیا جائے، کیونکہ کاغذ آلۂ علم ہونے کی وجہ سے واجب الاحترام ہے، دوسرے کنستر میں کوڑا جمع کرتا رہے۔

(۳۳) ارشاد فرمایا کہ بخل شرعی تو مذموم ہے کہ جائز و ناجائز کی فکر نہ ہو اور واجبات نہ ادا کرتا ہو، لیکن بخل لغوی مطلوب ہے، اس زمانہ میں کچھ مال بھی ہونا مطلوب ہے، تاکہ جمعیت قلب رہے، البتہ مال سے قلبی لگاؤ نہ رہے۔

(۳۴) ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بدنظری کی ظلمت صرف استغفار سے نہیں جاتی جب تک کئی بار بدنظری کے مواقع پر نظر کی حفاظت کا مجاہدہ نہ کرے۔

(۳۵) ارشاد فرمایا کہ بعض گھرانے ایسے ہیں کہ چار بھائی ایک گھر میں رہتے ہیں، مگر شرعی پردہ کا اہتمام ہے، آواز دے کر گھر میں داخل ہوتے ہیں، تاکہ جو نامحرم ہوں چہرہ چھپالیں۔

(۳۶) ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت تھانویؒ کو لکھا کہ میں جیسی حالت چاہتا ہوں ویسی حالت ہماری نہیں ہوتی، تحریر فرمایا کہ وہ دن ماتم کا ہوگا، جس دن آپ یہ سمجھیں گے کہ آج میری حالت میری مرضی کے مطابق ہوگئی۔

(۳۷) ارشاد فرمایا کہ کھانے کے وقت کسی رنج وفکر کی بات نہ کریں، اور نہ کسی حادثہ اور غم کی خبر بھی نہ دیں، اسی طرح پاخانہ پیشاب اور قے اور کسی ایسی چیز کا ذکر نہ کریں جس کو سنکر طبیعت میں کراہت اور متلی کا رجحان پیدا ہو، علماء نے تو کھانے کے وقت سلام تک کو منع کیا ہے، کہ اچانک جواب دینے میں کہیں لقمہ ہوا کی نالی میں پھنس کر موت کا سبب نہ ہوجائے، اسی طرح ایسے مسائل اور علوم کا بھی ذکر نہ چھیڑیں جس میں دماغ کو فکر اور مشغولی ہو، البتہ سرسری لطیفہ اور ہلکے درجہ کی خوش مزاجی میں مضائقہ نہیں، بلکہ مفید اور معین ہضم ہے۔

(۳۸) ارشاد فرمایا کہ حدیث پاک میں وارد ہے کہ صحت کی نعمت مالداری کی نعمت سے افضل ہے۔

(۳۹) ارشاد فرمایا کہ ''پردہ شرعی'' کا اہتمام نہایت ضروری ہے، خواہ کتنا ہی دل صاف اور نظر صاف ہو، لیکن بجلی (شہوت کا کرنٹ) آتے دیر نہیں لگتی۔

(۴۰) ارشاد فرمایا کہ پرانے ڈرائیور سے بھی ایکسیڈینٹ ہوتا ہے، ذرا چوکا اور گرا، پرانے اہل علم اور اہل دین بھی، جب اپنے نفس کی نگرانی سے ذرا بےفکر ہوئے، حب جاہ اور حب مال میں مبتلا ہوگئے، البتہ پیر کامل کا پیر جس کی گردن پر ہوتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے،

جس طرح کار کی بریک پر جب تک ڈرائیور کا پیر ہوتا ہے، کار تصادم سے محفوظ رہتی ہے، اور یہی لوگ حقانی عالم کہلاتے ہیں، کیا اگر کسی عالم کے بچپن میں تکبر اور جاہ یا مال کی محبت کی بیماری ہوگئی، تو عالم ہونے سے یہ بیماری چلی جاوے گی، ہرگز نہیں بلکہ علم اور شہرت کے بعد اور اضافہ ہوگا، تاوقتیکہ کسی اللہ والے روحانی معالج سے اپنے نفس کی اصلاح نہ کرائیں، اس کی مثال ڈاکٹر کی سی ہے، ایک ڈاکٹر کے بچپن میں فرض کرلو کہ اسکے گردے میں پتھری ہے، تو کیا ڈاکٹر کی ڈگری سے اور ایم، بی، ایس، ہوجانے سے وہ پتھری نکل جاوے گی، جب تک کسی ماہر کا علاج نہ کرائے گا، یہ بھی ڈاکٹر ہونے کے باوجود بیمار رہیگا، پس اسی مثال سے عالم کو سمجھ لیا جاوے، حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ عالم نہ تھے، مگر علماء نے ان سے اپنے نفس کی اصلاح کرائی، کیونکہ وہ اصلاح کے ماہر تھے، جس طرح کوئی عالم قاری نہ ہو تو وہ اس قاری سے نورانی قاعدہ پڑھے گا، جو عالم بھی نہ ہوگا، اس اصول پر انسان کی چھ قسمیں ہونگیں :۔

(۱) عالم (۲) غیر عالم، (۱) وہ عالم جس کے اخلاق درست نہ ہوں، (۲) دوسرا وہ عالم جس کے اخلاق درست ہوں، (۳) وہ عالم جس کے اخلاق درست ہوں اور دوسروں کے اخلاق کی اصلاح بھی کرسکتا ہو، اسی طرح غیر عالم کی تین قسمیں ہیں :۔

(۱) عامی جس کے اخلاق درست نہ ہوں، (۲) عامی جس کے اخلاق درست ہوں، (۳) وہ عامی جس کے اخلاق درست ہوں، اور دوسروں کے اخلاق بھی درست کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، پس یہ عامی نمبر ۳ / والا اس عالم کے اخلاق کی اصلاح کرسکتا ہے، جس کے اندر اخلاقی بیماریاں ہوں۔

(۴۱) ارشاد فرمایا کہ طبعی غم اور عقلی خوشی کا اجتماع اگر دیکھنا ہو تو بیٹی کی شادی کے وقت

ماں باپ پر مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴۲) ارشاد فرمایا کہ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے، ایک شخص اختلاط سے بچتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو مجھ سے اذیت نہ پہنچے اور دوسرا یہ نیت کرتا ہے، لوگوں سے مجھے اذیت نہ پہنچے، اول نیت پر اجر ہے، دوسرے نیت پر زجر ہے، کیونکہ دوسری نیت میں اپنے ساتھ حسن ظن اور مخلوق خدا کے ساتھ بدگمانی ہے، اور اول نیت میں اپنے ساتھ بدگمانی اور مخلوق خدا پر شفقت ہے۔

(۴۳) ارشاد فرمایا کہ احباب میری جدائی سے غمگین نہ ہوں، فصل کے بعد ہی وصل کی لذت کا ادراک ہوتا ہے، اگر ملاقات میں تسلسل رہے تو ملاقات کی لذت میں ضعف اور کمی شروع ہوجاتی ہے۔

اب اور ہی کچھ ہے میرے دن رات کا عالم
فرقت میں بھی دن رات ملاقات کا عالم

حضرت حاجی صاحب مہاجر مکیؒ سے کسی نے دریافت کیا تھا کہ مکان فروخت کرکے میں بھی مکہ شریف میں پڑ جاؤں؟ فرمایا نہیں آپ ایسا نہ کریں! دل مکہ شریف میں ہو اور جسم ہندوستان میں ہو یہ بہتر ہے، کہ جسم یہاں ہو، اور دل ہندوستان میں۔

(۴۴) ارشاد فرمایا کہ جنت صرف دار الاجتماع ہے، اور دوزخ صرف دار الافتراق ہے اور دنیا اجتماع اور افتراق دونوں کی جگہ ہے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، کہ جب سے معلوم ہوا کہ جنت میں احباب سے کبھی جدائی نہ ہوگی، اور ملاقات دائمی نصیب ہوگی، جنت کا اشتیاق بڑھ گیا۔

(۴۵) ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کے تین دوست ہوں ایک تو کہتا ہے کہ میری وفاداری اور ساتھ ہونا اسی وقت تک ہے جب تک آپ کے جسم میں جان ہے،

دوسرا کہتا ہے میں قبرستان تک ساتھ دونگا، تیسرا کہتا ہے میں قبر کے اندر بھی ساتھ دونگا، تو آپ کس دوست کو زیادہ پسند کریں گے، نمبر اول ساتھی کا نام مال ہے، نمبر دوم ساتھی کا نام اہل وعیال ہے، نمبر سوم ساتھی کا نام اعمال ہے، بس اعمال صالحہ کی فکر مال اور اہل وعیال سب پر غالب ہونا چاہئے۔

(۴۶) ارشاد فرمایا کہ اگر ہر روز اشراق نہ پڑھے تو جب توفیق ہو جاوے کسی وعظ کے بعد یا اور کسی وقت پڑھ لیجئے، اگر پلاؤ روز کھانے کی عادت نہ ہو، تو جس دن ملے اسی دن کھا لیجئے۔

(۴۷) ارشاد فرمایا کہ بڑے دربار میں بڑی چیز مانگی جاتی ہے، سورہ فاتحہ کے اندر حق تعالیٰ نے صراط مستقیم مانگنے کا حکم دیا، تو معلوم ہوا کہ صراط "مستقیم بڑی" چیز ہے، اس کا ایک زینہ تو دنیا میں ہے، دوسرا زینہ جنت میں ہے، پہلے ہی زینہ سے سکون شروع ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ جس ریل میں سوار ہوا اسی ریل میں ایک بڑے میاں غلطی سے سوار ہو گئے، ان کو دوسری ریل میں جانا تھا، جب ریل چلنا شروع ہو گئی، اور اتر نہ سکے اور ان کو یقین ہو گیا کہ یہ ریل میری منزل کی طرف نہیں جا رہی ہے، غلط منزل کے راستہ پر لگ جانے سے ان کی بے چینی دیکھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی، وہ بے چارہ بات تک نہ کرتے تھے، ایسے غمزدہ تھے، یہی وجہ ہے کہ دنیادار پریشان ہیں، اور اہل اللہ سکون سے ہیں۔

(۴۸) ارشاد فرمایا کہ تدبیر کرنا ایسا ہے جیسا کہ بجلی کا بٹن دبا دیا مگر پاور ہاؤس ہی سے روشنی آوے گی، اسی طرح تدبیر کر کے اللہ تعالیٰ ہی سے کامیابی کی دعا کی جاوے، یہی حقیقت ہے، "اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ" کی۔

(۴۹) ارشاد فرمایا کہ جس طرح جسم کی تربیت کے لئے کتنے انواع کے اقسام کی غذائیں ہیں، اسی طرح روح کی ترقی وتربیت کے لئے بھی اگر اقسام اور انواع کی

عبادتیں ہیں تو کیا اشکال ہے۔

(۵۰) ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے ایک رسالہ ''جزاء الاعمال'' میں، ۷۰ قسم کے نقصانات اس کے اندر گناہوں کے بیان کئے ہیں، اس رسالہ کو کثرت سے سننا اور سنانا چاہئے، حقوق العباد کی بڑی اہمیت ہے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت میں یہ وصیت فرمائی۔

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو بری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام قیامت کے دن پر نہ رکھے یہ کام
کہ خجلت بروز قیامت نہ ہو خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

(۵۱) ارشاد فرمایا کہ لوگوں نے مالی تعاون بند کر دیا تو کیا غم؟ لوگوں پر نظر نہ رکھے جن کے قبضہ میں دل ہے ان پر نظر رکھئے، کام میں لگئے اور تجویز فنا کیجئے! یہ نہ سوچئے کہ کام اس طرح کرنا ہے، اور اس طرح ہونا چاہئے بلکہ جو اس وقت اختیار میں ہو وہ محنت شروع کر دیجئے، کیا نتیجہ ہوگا کس طرح ہوگا، کیونکر ہوگا ان باتوں سے ہمت میں کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے:۔

کیا نتیجہ ہوگا کیونکر ہوگا یہ اوہام چھوڑ کام کر اور جس کا ہے کام اس پہ تو انجام چھوڑ
اجر لے ناکام ہو کر بھی نہ رب کا کام چھوڑ وقت ہے جد و جہد کا راحت و آرام چھوڑ

اختیاری محنت اور کوشش کے باوجود اگر ناکامی ہوتی ہے تو یہ ناکامی عرفی ناکامی ہے، حقیقی ناکامی نہیں ہوتی، حق تعالیٰ کی رضا اور ثواب عطا ہونے کے باوجود پھر ناکامی کیسی؟ محنت اور کوشش کی ضرورت ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو اہل علم اور خادم دین بزرگوں کے آخری زمانہ کو اپنا نمونہ بناتے ہیں،

وہ گمراہ ہوجاتے ہیں، اورعیش وجاہ کے طالب ہوجاتے ہیں، کیونکہ بزرگوں کے ابتدائی زمانے جوسخت مجاہدات کے گزرتے ہیں وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں، یہ تو آخری زمانے کے معتقدین کا ہجوم مسنداور ہدایے، خدام کی راحت رسانی اوراسباب عیش کو دیکھتے ہیں، پس اس آخری حالت کی نقل ان کوتن پروری اورتن آسانی کاطالب بنا کردین کی محنت اورجدوجہد کی عرق ریزی سے محروم کردیگی،اس کوبطورنصیحت کےفرمایاکہ ہمیشہ بزرگوں کی ابتدائی زندگی کےمجاہدات اورمشقت کی زندگی کواپناطریقہ کاراورنمونۂ عمل بناناچاہئے، پھر سرگرمی عمل کی توفیق ہوگی اورتمام منازل ترقیات قدموں کے سامنے ہوں گے۔

(۵۲) ارشادفرمایاکہ ہراہل علم جواہل مدارس کہلاتے ہیں ان کوبھی حسب حیثیت کچھ چندہ دیناچاہئے، جب علمائے کرام انفاق کے فضائل بیان فرماتے ہیں، اگرکسی وقت کوئی عامی کھڑا ہوکر دریافت کرلے کہ مولاناآپ اپنی آمدنی سے کتنامال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں توکیاجواب ہوگا،شرم سے گردن جھک جائے گی، کچھ نہ کچھ ہراہل علم کوخواہ قلیل رقم ہی ہوانفاق مالیہ کی سعادت حاصل کرنی چاہئے اس عمل سےعوام کاحوصلہ بھی بلندہوتاہے۔

(۵۳) ارشادفرمایاکہ ایک قصبہ کےلوگ ''دعوۃالحق'' کے لئے غلہ دیا کرتے تھے ایک آسمانی آفت کھیتی پرقرب وجوار کی بستیوں پرآئی مگریہ بستی محفوظ رہی وہاں کےلوگوں کے دلوں میں یہی خیال آیاکہ ہم لوگ اپنی کھیتی سے چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا کرتے تھے،اسلئے اللہ تعالیٰ نے ہماری بستی کواس بلائے آسمانی سےمحفوظ فرمایاپھرفرمایاکہ جس نےسرکارکوبھی اپنے ساتھ شامل کرلیا(چندہ دیکر) پھراس کوخسارہ اورنقصان کیسے ہوگا۔

(۵۴) ارشادفرمایاکہ حضرت حکیم الامت مولانااشرف علی تھانوی قدس سرہٗ اپنی آمدنی کاچوتھائی حصہ فی سبیل اللہ خرچ کرتے تھے۔

(۵۵) ارشادفرمایاکہ اگرعلماء کرام اپنامال دیں تواس میں زیادہ برکت بھی ہوگی،اور

فرمایا اسباب پر نظر نہ رکھئے، ایک صاحب ہردوئی میں ہمارے مدرسہ کو بالکل چندہ نہ دیتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ لوگ چندہ کے لئے کچھ کہتے ہی نہیں، بہت امیر معلوم ہوتے ہیں، اب ان کے بھائی کا زمانہ آیا، وہ خوب ہمارے مدرسہ کو دیتے ہیں، حق تعالیٰ پر نگاہ رکھے غیب سے مدد ہوتی ہے۔

۵۶　ارشاد فرمایا کہ ہمارے ایک آدمی سے ایک اہل خیر نے کہا آپ کے یہاں تو تحویل کافی بچی رہتی ہے، اس لئے ضرورت نہیں معلوم ہوتی، ہمارے آدمی نے نہایت عمدہ جواب دیا کہ ادارے کو تو ضرورت نہیں مگر آپ کو بھی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۵۷)　ارشاد فرمایا کہ جب بڑے جاتے ہیں تو ان اکابر سے تعلق رکھنے والے خواہ دین کے اعتبار سے ہوں یا نسل کے اعتبار سے ان پر ایک ذمہ داری اہم عائد ہو جاتی ہے وہ یہ کہ عوام ہم کو دیکھ کر ہمارے اکابر سے قریب ہوں، یعنی ہمارے اعمال ایسے نہ ہوں جن کو دیکھ کر عوام ہمارے بزرگوں سے صرف ہمارا تعلق ظاہری سمجھے اور ہمارے عمل عوام کو ہمارے بزرگوں سے بجائے قریب کرنے کے دور کرنے کا سبب ہو جائے۔

بقول حضرت خواجہ صاحبؒ کے:۔

جذبات ہیچ ہیں جو مرتب عمل نہ ہوں　　جذبات ہی پہ اپنے نہ مجذوب شاد رہ

جھوٹے ہیں پھول جان لو پیدا جو پھل نہ ہو　　کتنے ہی خوشنما ہوں فریب نظر سمجھ

ہم کو عوام فتویٰ پر نہیں جانچتے بلکہ ہمارے بزرگوں کے طریقہ پر جانچتے ہیں۔

(۵۸)　ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ اور حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے طریقہ دعوت میں کیا فرق ہے؟ احقر نے جو جواب دیا اکابر نے بھی پسند فرمایا، وہ یہ کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں غلبۂ غیرت ہے، اور حضرت مولانا کے طریقہ میں غلبۂ شفقت ہے، اول تکمیل نفع دوسرا عموم نفع کو مقتضی ہے۔

(۵۹) فوائد خاموشی

خاموشی عبادت ہے بغیر محنت کے — خاموشی ہیبت ہے بغیر سلطنت کے
خاموشی قلعہ ہے بغیر دیوار کے — خاموشی فتح ہے بغیر ہتھیار کے
خاموشی عادت ہے کراماً کاتبین کی — خاموشی شیوہ ہے صالحین کا
خاموشی خزانہ ہے حکمتوں کا — خاموشی جواب ہے جاہلوں کا
خاموشی ساتر ہے عیوب کا — خاموشی کاتم ہے ہنر کا

(۶۰) ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں مشائخ کو بھی مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بھی اپنے کو مستغنی نہ سمجھیں، اپنے لئے وہ بھی کسی بڑے سے مشورہ لیتے رہیں، اور اگر بڑے نہ ہوں تو اپنے چھوٹوں سے مشورہ لے لیا کریں، احقر نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا، پھر ان کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب کاملپوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا، جن کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "کامل پورے" فرمایا کرتے تھے، حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھولپوری سے تعلق قائم کیا، پھر ان اشعار کو عجیب وجد آفریں لہجہ میں ارشاد فرمایا:۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں
نہ شوکت لے کے آیا ہوں نہ عظمت لے کے آیا ہوں
محبت لے کے آیا ہوں محبت لے کے آیا ہوں

(حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

پسندیدہ اشعار

حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

جو اشعار کسی انسان کے اکثر و بیشتر ورد زبان رہتے ہیں، وہ اس کی دلی کیفیات کے ترجمان ہوتے ہیں، اس لئے حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ کے وہ اشعار جو اکثر و بیشتر ورد زبان رہتے تھے، اور موقع ومحل کے اعتبار سے حاضرین کے سامنے مواعظ ومجالس میں خاص تاثر کے ساتھ پڑھتے بھی تھے، ان کے سننے والوں کو بھی وجد آجاتا تھا، اس لئے ان میں بعض کو نقل کیا جاتا ہے، تاکہ ان کے ذریعہ حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ کی دلی کیفیت اور شعری وادبی ذوق کا اندازہ لگایا جاسکے۔

پسندیدہ اشعار

نقل ارشادات مرشد می کنم — آنچہ مردم می کند بوزینہ ہم

اصل کی برکت سے لیکن کیا عجب — نقل میں بھی ہو وہی فیض اتم

نفع دینی دیکھ تو دنیا کی بہبودی نہ دیکھ — مرضی حق پر نظر کر اپنی بہبودی نہ دیکھ

تو اکیلا تیرے دشمن سینکڑوں تو یہ بھی نہ دیکھ
قدرت حق پہ نظر کر اپنی کمزوری نہ دیکھ

ہو جو رنگینی تو سنگینی بھی ہو
ہو جو سنگینی تو رنگینی بھی ہو

لطف جب ہے عشق بھی ہو عقل بھی
تجھ میں ترشی بھی ہو شیرینی بھی ہو

حرص وہوا میں اے بشر کل کو مبتلا نہ کر
بخشش رب ہے یہ گوہر اس کی چمک فنا نہ کر

کر نظر نہ آب وگل پر تا نہ ہو پیش حق خجل
دل کو لگا یہ کار دل حسرت ماسوا نہ کر

لو اسی سے لگائے ہوئے نام اسکا لئے جا
ہاں جام پہ جام اس کی محبت کے پیئے جا

بس ذکر اور فکر میں دن رات لگا رہ
انجام کو چھوڑ سعی خود اپنی سی کئے جا

ظاہر و باطن کا ہر چھوٹا گناہ
اس سے بچ رہ تو ہے وہ سد راہ

لب پہ ہر دم ذکر بھی ہو دل میں ہر دم فکر بھی
پھر تو بالکل راستہ ہی صاف ہے تا در بادشاہ

جو بھی عالم میں تیرا عالم رہے
بس سر تسلیم تیرا خم رہے

عشق میں جب تک ہے تیرے دم میں دم
بس تصور یار کا ہر دم رہے

کام جتنے ہیں گدا و شاہ کے
قبضۂ قدرت میں ہیں اللہ کے

کارساز دوجہاں پر ہے نظر
ناز اٹھائیں کیوں ہم اہل جہاں کے

کچھ خبر بھی ہے تجھے اے تشنہ کام زندگی
ہو چکا پر پر اب چھلکنے کو ہے جام زندگی

جو تجھے کرنا ہے کر لے آخری سانس میں اب
بھیس میں اس صبح پیری کے ہے شام زندگی

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہئے
مد نظر تو مرضئ جانانہ چاہئے

اب اس نظر سے جانچ کے کر تو یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ کرنا چاہئے

یہ بنی دنیا برائے درد دل
ہیچ ہے ہر شئی سوائے درد دل

عیش دنیا کیا ہمیں مرغوب ہو
ہم ہیں لذت آشنائے درد دل

منبع صد کرم تیرا لطف بھرا عتاب تھا
سارے تعلقات کا وہی تو فتح باب تھا

دیکھا جو چشم غور سے بحر جہاں سراب تھا
سمجھے تھے جس کو واقعہ آنکھ کھلی تو خواب تھا

کس کام کا وہ دل ہے جس دل میں تو نہ ہو
بس نام کا وہ گل ہے جس گل میں بو نہ ہو

حجروں میں لاکھ بیٹھئے خلوت مگر کہاں
جب تک جان و دل میں بسا تو ہی تو نہ ہو

ترک دنیا کر نہ ہر لذت کو چھوڑ
معصیت کو ترک کر غفلت کو چھوڑ

نفس شیطاں لاکھ در پہ ہوں مگر
تو نہ ہرگز ذکر اور اطاعت کو چھوڑ

راہ بر تو بس بتادیتا ہے راہ
راہ چلنا راہرو کا کام ہے

تجھ کو رہبر لے چلے گا دوش پر
یہ تیرا رہرو خیال خام ہے

شیطان و نفس دونوں ہیں دشمن تیرے مگر
دشمن وہ دور کا ہے یہ دشمن قریب کا

اس مارِ آستین کا نہ کچلا سر تو پھر
منتر ہو کارگر نہ مداوا طبیب کا

حظ گناہ میں جب گناہ تو کر چکا تو پھر کچھ نہیں
اک ذرا سی دیر کا ہے ہر مزہ پھر کچھ نہیں

ہوتا ہے نفس زیر ابھی رحمت کردگار سے
کام تو لے کے دیکھ تو ہمت اختیار سے

بتایا ہے جو گر حضرت نے استحضار و ہمت کا
عجب ایک نسخۂ اکسیر ہے اصلاح امت کا

اصلاح میں اپنی کرنہ سستی
ہمت پہ ہے منحصر درستی

فرما گئے ہیں حکیم الامت
سستی کا علاج ہے بس چستی

رکھ ہمیشہ نظر میں دو باتیں
اے دو عالم کی خیر کے طالب

طبع غالب نہ عقل پر ہو کبھی
اور نہ ہو عقل شرع پر غالب

چاہئے اطمینان گر مجذوب تجھ کو
کر نہ کیفیات کی ہرگز ہوس

عقل و ایماں ہیں رفیق دائمی
آنی جانی اور سب چیزیں ہیں بس

کر نفس کا مقابلہ ہاں بار بار تو
سو مرتبہ بھی ہار کے ہمت نہ ہار تو

اس کو پچھاڑ کے بھی نہ پچھڑا ہوا سمجھ
ہر وقت اس پچیت سے رہ ہوشیار تو

نہ چت کر سکے گر نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے

ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی — کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے
جو نا کام ہوتا رہے عمر بھر بھی — بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے — جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

رہ عشق میں ہے تگ و دو ضروری — کہ یوں تا بمنزل رسائی نہ ہوگی
پہنچنے میں حد درجہ ہوگی مشقت — تو راحت بھی کیا انتہائی نہ ہوگی

تجھ کو جو چلنا طریق عشق میں دشوار ہے — تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے
ہر قدم پر تو جو رہ روکھا رہا ہے ٹھوکریں — لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے

شر سے ہے کونسا بشر خالی — ہاں مگر ہو نہ شر ہی شر خالی
کچھ تو سامان خیر ہو دل میں — اب تو ہے تیرا گھر کا گھر خالی

سختی رہ سے نہ ڈر ہاں اک ذرا ہمت تو کر — گامزن ہونا ہے مشکل راستہ مشکل نہیں
کام کو خود کام پہنچا دیتا ہے انجام تک — ابتداء کرنا ہے، مشکل انتہا مشکل نہیں

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا — تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپہ گنوایا — تو اب یہ سمجھ زندگانی گنوائی

مترس از بلائے کہ شب درمیان ست — یہ پڑھ کر نہ سو شب بھر آرام ہی سے
ارے کوچ کو صبح ہونے پہ ہوگا — مگر فکر توشہ تو کر شام ہی سے

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو — نہ پیری نہ طفلی نہ اس میں جوانی
کچھ ساعتیں یاد دلبر میں گزریں — وہی ہیں وہی میری کل زندگانی

قبول عشق میں مطلوب ہے وصول نہیں — وصول ہیچ ہے مجذوب اگر قبول نہیں
وصول اس کو نہ ہرگز سمجھ فضول ہے وہ — ہو لاکھ ایسا وصول اس میں کچھ وصول نہیں

چار شرطیں لازمی ہیں استفاضہ کے لئے — اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد
یہ مقفیٰ قول ہے رنگین بھی سنگین بھی — حضرت مرشد کا یہ ارشاد رکھنا عمر بھر یاد

جواکب غلامی کا زیب مسلم ہر چیز موزوں ہے اپنے محل میں
یہ اعمال بد کی ہے پاداش ورنہ کہیں شیر بھی جوتے جاتے ہیں ہل میں

احسان جتا کر نہ کوئی میرے گھر آئے احسان مرا مان کر آئے اگر آئے
بیٹھا ہوں غنی ہو کہ میں ہر شاہ و گدا سے سو بار غرض جس کو پڑے وہ ادھر آئے

مجھے دوست چھوڑ دیں سب کوئی مہرباں نہ پوچھے
مجھے میرا رب ہے کافی مجھے کل جہاں نہ پوچھے
شب و روز میں ہوں اور یاد اپنے رب کی
مجھے کوئی ہاں نہ پوچھے مجھے کوئی ہاں نہ پوچھے

سوچ ماضی کو نہ استقبال کو ٹھیک رکھ تو تو بس اپنے حال کو
کیا ہوا کیا ہوگا اس غم میں نفع تو عبث سر نہ لے اس جنجال کو

دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں اس فکر کے پاس بھی نہ جانا
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر تیرا تو فرض ہے دل لگانا

لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کئے جا مزا گو نہ آئے نہ آدھی کو بھی چھوڑ، ساری کے پیچھے

تو ہو کسی بھی حال میں مولیٰ سے لو لگائے جا قدرت ذوالجلال میں کیا نہیں تو گڑگڑائے جا
بیٹھے کا چین سے اگر کام کے کیا رہینگے یہ پر گو نہ نکل سکے مگر پنجرے میں پھڑ پھڑائے جا
اشک یوں ہی بہائے جا دل کی لگی بجھائے جا آہیں بھی کھینچ کھینچ کر آتش غم بڑھائے جا
حسن تماشہ دوست کو عشق کرشمہ ساز تو کھیل یوں ہی نئے نئے شام و سحر دکھائے جا
ضربیں کس کے نام کی دل پہ یوں ہی لگائے جا گو نہ ملے جواب کچھ در یوں ہی کھٹکھٹائے جا
کھولیں وہ یا نہ کھولیں در اس پہ ہو کیوں تیری نظر تو تو بس اپنا کام کر یعنی صدا لگائے جا
تیری بلا سے کچھ بھی ہو تو ادا دکھائے جا روتا رہے کل جہاں تو یوں ہی مسکرائے جا

غم سے کہاں فراغ ہے دل پہ تو روز داغ ہے
قبضے میں تیرے باغ ہے نئے گل کھلائے جا

سب ہوں حجاب برطرف دیکھوں تجھی کو ہر طرف
پردہ یوں ہی اٹھائیجا جلوے یوں ہی دکھائیجا

جام پہ جام لائے جا شان کرم دکھائے جا
پیاس میری بڑھائے جا روز نئی پلائے جا

پوری نہیں ہے بیخودی کرتا ہوں مستیاں ابھی
ہوش میرے اڑائے جا اور ابھی چکھائے جا

دیکھئے یہ راہِ عشق ہے ہوتی ہے یہ بس یوں ہی طے
سینہ پہ تیر کھائے جا آگے قدم بڑھائے جا

یہ نہیں ظلم دشمناں یہ ہے جفائے جان جاں
صورت ابر تو بھی ہاں رونے میں مسکرائے جا

مطرب خوشنوا تر ادونوں جہاں میں ہو بھلا
روز الست جو سنا ہے نغمہ وہی سنائے جا

پیاری شان آب وگل تجھ سے ملک بھی ہیں خجل
جس نے دیا ہے درد دل گیت اسی کے گائیجا

رہنا نہ چاہے تو اگر مفت کے انتشار میں
پیش نظر یہ گر رہے دیکھ تلاش یار میں

اپنے جو بس کی بات ہو رہ بس اسی میں منہمک
پیچھے نہ اس کے پڑ کبھی جو نہ ہو اختیار میں

مالک ہے وہ جو چاہے کرے تصرف
کیا وجہ کسی بھی فکر کی ہے

بیٹھا ہوں مطمئن کہ یارب
حاکم بھی ہے تو حکیم بھی ہے

طریقے عشق جو ہیں سب کا خلاصہ اے دل
بس یہ ہے دوست سے غافل نہ کبھی آن رہے

اس کا اک گر تجھے تلقین کئے دیتا ہوں
ذکر اور فکر رہے دھن رہے اور دھیان رہے

دل تجھ کو دیا حق نے تو حق اس کا ادا کر
سب چھوڑ خیالات بس یاد خدا کر

اللہ نے بخشے تجھے اعضاء پئے طاعت
کر ایک ہی کام نہ کچھ اس کے سوا کر

اب تو عجیب حال ہے جو ہے گناہ حلال ہے
عیب بھی اب کمال ہے گردش روزگار میں

کیسا یہ انقلاب ہے دیکھ کے دل کباب ہے
کہتے ہیں اب ثواب ہے سود میں اور قمار میں

دنیا گلے کا ہار ہے دین نظر میں خار ہے
یہی اگر بہار ہے آگ لگے بہار میں

(کشکول مجذوب)

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ

حضرات اکابر کی نظر میں

از فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان
بانی وموسس دار العلوم کراچی

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

جناب مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ خلیفہ ارشد حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے طریق پر اخلاق ومعاملات کی اصلاح اور تربیت وتزکیہ تعلیم وتدریس کی خدمات پورے انہماک کے ساتھ انجام دے رہے ہیں، آپ کا قیام اپنے آبائی وطن ہردوئی بھارت میں ہے، اور ہندوستان کے طول وعرض میں آپ کا فیض جاری ہے۔

حج بیت اللہ سے واپسی پر موصوف نے ڈیڑھ ہفتہ کراچی میں قیام فرمایا، اور حیدرآباد کا سفر بھی فرمایا، کراچی کے دوران قیام دار العلوم کراچی اور مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن اور دیگر اداروں میں تشریف لے گئے، علماء اور طلباء اور عوام کے سامنے آپ کے بصیرت افروز بیان ہوئے، اور مجالس ومحافل میں بھی ملفوظات کا سلسلہ جاری رہا۔

بندہ محمد شفیع عفی عنہ ۱۱ر ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ
بانی وموسس مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا عَلٰی مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَا کَفٰی وَشَفٰی امابعد:۔

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ اپنے عصر میں مایۂ ناز ہستیوں میں سے تھے جن کی حیات مقدسہ کے انفاس قدسیہ، تربیت واصلاح امت ورشد ہدایت کا سرچشمہ تھے، جس قدر فیض وبرکت ان کے ملفوظات وتالیفات سے امت کو پہنچی ہے، عہد حاضر

میں اس کی نظیر نہیں ملتی، حضرت رحمۃ اللہ کے خلفاء ومستفیدین کو جتنا تعلق وقرب وجذب کی نسبت رہی اسی قدر حق تعالیٰ نے ان کو بھی مقبول بنایا، ان ہی قابل قدر مبارک ہستیوں میں سے الحمدللہ ہمارے گرامی اخلاص مولانا ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ کا وجود بھی ہے، ابتداءً تو غائبانہ تعلق رہا، اور ایک اتفاقی ملاقات بھی ہوئی، اور ان کے قابل قدر احوال بھی سنتا رہا، میرے محترم برادرعزیز مولانا ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی اوصاف سے نوازا ہے، ماشاء اللہ عالم حافظ قاری اور ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، موصوف نے تحصیل علوم درسیہ کے بعد اپنی ساری عمر اشاعت دین اور اصلاح امت کیلئے وقف کردی، اور بہت سے مدارس دینیہ بعون اللہ تعالیٰ قائم کئے ہیں، اور نمایاں ترقی کررہے ہیں، اس کے علاوہ جگہ جگہ مواعظ وملفوظات سے بھی مسلمانوں کو مستفید فرماتے رہے، ان کے تمام ملفوظات میں ہمارے حضرت والا کا مذاق اور مسلک کا رنگ جھلکتا ہے، اور ''از دل خیزد بردل ریزد'' والا اثر محسوس ہوتا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو جن میں طلب اور تشنگی دین ہے، امید قوی ہے کہ ان سے نفع عظیم ہوگا، دل وجان سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی مساعی دینیہ کو قبول فرمائے، اور درازئ حیات کے ساتھ اعلاء کلمۃ الحق کے لئے نصرت وحمایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بحق سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

دعاگو احقر محمد یوسف عفی عنہ ۶؍ربیع الاول ۱۳۹۲ھ

حضرت بابا نجم احسن صاحب نگرامی

مجاز صحبت حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

محب عزیز صاحب جمال حضرت ابرار فدا درسنت سید الابرار علیہ السلام مولانا

ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ کا دیدار اب کے برسوں بعد نصیب ہوا، ان کے محاسن اور کمالات ذاتی کے علاوہ وہ وقت یاد آ گیا، جب تھانہ بھون میں انہیں چٹکتی کلیوں یا گل نوبہار کی کیفیت میں دیکھا تھا، اور یہاں جب گل وگلزار کی شان کی دیکھی تو طبیعت وجد میں آ گئی، بیان، حسن بیان، طرز بیان، جاذبیت، حسن ادا، میں ناکارہ کیا بیان کر سکتا ہے۔

''بسیار شیوہاست حسن را کہ نام نیست'' کا معاملہ ہے، پھر بھی یہ کہنا پڑتا ہے کہ:۔

بزم اشرف کے اس آفتاب ضیاء افروز کو دیکھ کر دل میں بے ساختہ یہ آیا کہ:۔

بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را

بیان اور حسن بیان سے قطع نظر ماشاء اللہ علمی وعملی شان اور آن یہی نہیں کہ خاص ابراری انداز رکھتی ہیں، بلکہ ان کی نافعیت انشاء اللہ یقینی ہے، پھر ایک خاص شان یہ ہے کہ مصلحانہ انداز میں کوئی ضعف یا رعایت نہ ہونے کے باوجود قلب وروح اس سے سرور اور نفع دونوں حاصل کرتے ہیں۔

ناکارہ آوارہ نجم احسن نگرامی

۶؍جمادی الاول ۱۳۹۲ھ

از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد کراچی

حضرت مولانا ابرارالحق صاحب قدس سرہٗ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خاص شانِ اصلاح سے نوازا ہے اور پھر اصلاح امت کے کام کو ان کے لئے اس طرح ''درد دل'' بنا دیا ہے، کہ اس کی مثال ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں ملتی، رہبران قوم نے نہی عن المنکر کے فریضہ کو تو ایسا بھلا دیا ہے، کہ گویا یہ حکم شروع سے شریعت میں ہے ہی نہیں، اس سے بھی بڑھ کر

منکرات کی مجالس میں اعلانیہ شرکت بلکہ اپنی مجالس میں منکرات کی کھلی چھٹی دیکر فتنۂ اباحیت میں مبتلا کر دیا ہے۔

میں ''اطراء المدح'' اور اس کے ضمن میں، تنقیص غیر سے پناہ مانگتے ہوئے، یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اصلاح منکرات کا جو کام حضرت مولانا ابرار الحق صاحب سے لے رہے ہیں، وہ آج دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آتا، پھر نہی عن المنکر کے جذبہ کیساتھ اللہ تعالیٰ نے حسن بیان اور ایسی شان جاذبیت عطا فرمائی ہے، کہ آپ کی نکیر باعث تنفیر نہیں بنتی، بلکہ منکرات کا قبح قلوب کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے، یہ دل کی تڑپ اور اخلاص قلب کی علامت ہے۔

رشید احمد عفی اللہ عنہ

۸/۴/۱۳۹۲ھ

(۱)......حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا، کہ میری اور مولانا کی نسبت میں اتحاد ہے، اور مولانا کی انتظامی شان دیکھ کر تو معلوم ہوا کہ یہ سلطنت بھی چلا سکتے ہیں۔

(۲)......حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم نے اپنی مجلس خصوصی میں حضرت کا بیان سن کر ارشاد فرمایا آج کانوں میں ان باتوں کی آواز آرہی ہے، جو ہم تھانہ بھون میں سنا کرتے تھے۔

(۳)......حضرت مولانا یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا سے مجھے قلبی لگاؤ اور تعلق ہے، اور میں مولانا سے بہت متاثر ہوں۔

(۴)......حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا کے علوم سے اور وعظ سے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے مولانا کو بڑی ترقیات سے نوازا ہے۔(ماخوذ از مجالس ابرار)

ارشاد قطب الاقطاب شیخ الحدیث

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ

عارف باللہ حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد باندویؒ جس سال یہاں مظاہر علوم میں دورہ حدیث شریف میں شریک تھے، اس سال حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو داؤد شریف کے سبق میں فرمایا تھا کہ ''طالب علم اگر طالب علمی ہی کے زمانے سے صاحب نسبت نہ ہوا، تو کچھ نہ ہوا، حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ پاک نے طالب علمی ہی کے زمانے میں یہ دولت عطا فرمائی تھی۔

(تذکرۃ الصدیق، ص ۴۶۰ ؍ ج ۲)

خواب حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندوی قدس سرہٗ

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی نور اللہ مرقدہٗ نے ایک بار حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، تو حضرت تھانویؒ نے ان سے فرمایا کہ ''میرے سلسلہ کے کام کرنے والوں میں سب سے زیادہ میں تم سے اور مولانا (ابرار الحق رحمۃ اللہ علیہ) سے خوش ہوں۔ (تذکرۃ الصدیق، ص ۵۲۰ ؍ ج ۲)

ارشاد حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ہند دار العلوم دیوبند

اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت میں پوچھا کہ کیا لائے ہو، ؟ تو مولانا قاری صدیق احمد صاحب قدس سرہٗ اور مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہٗ کا نام پیش کر دوں گا۔

(آئینہ مظاہر علوم)

مقبولیت و مرجعیت

مقبولیت ومرجعیت

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت فرماتے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ساتویں آسمان میں اعلان کردو، کہ فلاں بندہ سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں، تم بھی محبت کرو، ساتویں آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ چھٹے آسمان والوں سے، پھر پانچویں، پھر چوتھے، پھر تیسرے، پھر دوسرے، پھر آسمان اول والوں کو یہی حکم فرماتے ہیں، جب تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، "ثُمَّ يُوْضَعُ الْقُبُولُ فِي الْاَرْضِ" پھر زمین میں اس کے لئے قبولیت رکھدی جاتی ہے، کہ عوام وخواص کے دلوں میں اس کی محبت وعظمت رکھدی جاتی ہے، جو دیکھتا ہے، وہ اس کی طرف کھنچتا اور اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔

اکابر اہل اللہ اور مشائخ طریقت سب کا یہی حال ہوتا ہے، مگر اکابر اہل اللہ اور مشائخ طریقت میں بھی کچھ حضرات اخص الخصوص ایسے ہوتے ہیں، کہ ان کی طرف عوام وخواص کا رجوع عام ہوتا ہے، اور لوگوں کے سامنے "يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجاً" کی عملی تفسیر سامنے آجاتی ہے، ان ہی اخص الخواص اور مخصوصین مشائخ حقہ میں محی السنۃ حضرت ہردوئی قدس سرہٗ کی ذات گرامی بھی تھی، حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت والا قدس سرہٗ کو مقبولیت اور مرجعیت کا خاص مقام عطا فرمایا تھا، کہ عوام وخواص، علماء، طلباء، ارباب مدارس، ومساجد، اصحاب خانقاہ، مشائخ، اہل قلم، دانشمند، ارباب بصیرت، اہل ثروت، غرضکہ ہر ہر طبقہ کا حضرت والا قدس سرہٗ کی طرف رجوع عام تھا، حضرت والا قدس سرہٗ جدھر کو نکلتے،

گزرتے، اُدھرکو ہی لوگ دیوانہ وار دوڑ پڑتے، اور آناًفاناً ہجوم جمع ہوجاتا۔

بمبئی میں قیام

اخیر سالوں میں علاج کے سلسلہ میں اکثر بمبئی میں قیام رہتا، جس کی وجہ سے بمبئی، مہاراشٹر، گجرات، وغیرہ کے عوام وخواص، ملازمین، تجار، غرض کہ ہر طبقہ کے لوگ روزانہ سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں حاضری دیتے، اور علالت کے باوجود مجالس کا سلسلہ جاری رہتا، اور حاضرین کو برابر ہدایات سے نوازتے رہتے، اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے قیام کے دوران بمبئی میں عجیب وغریب بہار رہتی، دور دراز سے سفر کرکے ہندوستان کے کونے کونے سے، اور بہت سے غیر ملکی علماء بھی برائے عیادت حاضری دیتے مختلف آنے والے حضرات علمائے کرام اور حضرات مشائخ کے مساجد میں مواعظ و بیانات کا سلسلہ جاری رہتا۔

حیدرآباد میں قیام

کبھی حیدرآباد کا سفر ہوتا، وہاں بھی یہی حال ہوتا، دور دراز علاقوں سے کھنچ کھنچ کر لوگ حاضر ہوتے اور فیضیاب ہوتے، حیدرآباد میں خاص طور پر مدرسہ فیض القرآن میں قیام رہتا، مدرسہ فیض القرآن میں، مدرسہ اشرف المدارس ہر دوئی کے مثل معمولات جاری رہتے ہیں اور حضرت والا قدس سرہٗ کے حسب منشاء تمام امور انجام دیئے جاتے ہیں۔

علی گڑھ میں قیام

علیگڑھ میں حضرت والا قدس سرہٗ کی صاحبزادی، حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب زید مجدہم سے منسوب ہیں، حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب زید مجدہم داماد ہونے کے ساتھ ساتھ

حضرت والا قدس سرہٗ کی طرف سے خلیفہ ومجاز بھی ہیں، اور حضرت والا قدس سرہٗ کے معالج بھی ہیں، علاج ہی کے سلسلہ میں علیگڑھ میں سال بھر میں کئی کئی مرتبہ تشریف آوری ہوتی، اور ایک ایک ہفتہ بعض مرتبہ، دو، دو ہفتے قیام رہتا، یہاں شہر اور اطراف اور دور دراز علاقوں سے طالبین، وزائرین کا سلسلہ شروع ہوجاتا، اور عصر بعد عام مجلس اور دیگر اوقات میں حسب سہولت خصوصی ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا، اور آنے والوں کو ہدایات سے نوازا جاتا رہتا، غرضیکہ حضرت والا قدس سرہٗ کے قیام کے دوران علیگڑھ میں عجیب وغریب بہار رہتی، علیگڑھ میں حضرت حکیم صاحب زید مجدہم کا مکان ہی حضرت والا قدس سرہٗ کی جائے قیام ہوتا۔

کلکتہ میں قیام

کلکتہ کا سفر بھی حضرت والا قدس سرہٗ کا ہوتا رہتا تھا، مستقل بھی، اور ڈھاکہ آتے جاتے بھی ڈھاکہ بلکہ پورے بنگلہ دیش میں حضرت والا قدس سرہٗ کے متعلقین ومتوسلین کا بڑا حلقہ موجود ہے، حضرت والا قدس سرہٗ کی تشریف آوری کے موقع پر متوسلین کی عید ہوجاتی، حضرت والا قدس سرہٗ کی وجہ سے ''دعوۃ الحق'' کا اجلاس رکھا جاتا، جس میں ہزاروں کی تعداد میں صرف علماء اور حضرات ائمہ جمع ہوتے، بعض مرتبہ حاضرین کی تعداد بیسیوں ہزار تک پہنچ جاتی، اور حضرت والا قدس سرہٗ کے قیام کے دوران واردین کا سلسلہ برابر جاری رہتا، اور پورا بنگلہ دیش فیضیاب ہوتا، ڈھاکہ کیلئے چونکہ کلکتہ راستہ میں پڑتا ہے، اس لئے ڈھاکہ جاتے ہوئے کلکتہ ضرور قیام ہوتا۔

کلکتہ میں بھائی جمیل الدین صاحب زید مجدہم، حضرت والا قدس سرہٗ کے میزبان خصوصی ہوتے، چونکہ بھائی جمیل الدین صاحب زید مجدہم کا فقیہ الامت حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ سے خاص تعلق تھا، کہ حضرت والا قدس سرہٗ کو شیخ

ومرشد ہونے کے ساتھ ساتھ بمنزلہ والد کے سمجھتے اور حضرت والا قدس سرہٗ بھی ان کو بمنزلہ اولاد کے سمجھتے اس تعلق خاص کیوجہ سے حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ کے تمام متوسلین ومتعلقین سے بھی خاص تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت اقدس محی السنۃ قدس سرہٗ کی اپنی شخصیت کی وجہ سے بھی اور حضرت اقدس فقیہ الامت قدس سرہٗ کے تعلق کی وجہ سے بھی خاص عقیدت ومحبت کا تعلق رکھتے، اور حضرت والا قدس سرہٗ کے ساتھ حضرت والا قدس سرہٗ کے متعلقین حضرات علماء کی میزبانی کا شرف بھی حاصل کرتے۔

حضرت والا قدس سرہٗ کے قیام کے دوران اطراف وجوانب سے حضرات علماء کرام کا خوب رجوع، رہتا، اور حضرت اقدس مفتی صاحب قدس سرہٗ کے قیام کے دوران جو ہجوم رہتا تھا، حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ کے قیام کے دوران اسی کا نقشہ سامنے آجاتا، اور حضرت فقیہ الامت قدس سرہٗ کے دور کی یاد تازہ ہوجاتی۔

بھائی شہود صاحب زید مجدہم کا بھی اخیر دور میں حضرت والا قدس سرہٗ کا تعلق بہت بڑھ گیا تھا، حضرت والا قدس سرہٗ کے متعلقین ڈھاکہ جانے والوں کے ویزہ، ٹکٹ کے لئے بکنگ وغیرہ کاغذات کی کاروائی بڑی خوش اسلوبی اور تندہی سے انجام دیتے، اور اخیر میں حضرت والا قدس سرہٗ کے ساتھ ڈھاکہ کے سفر میں بھی ساتھ رہتے اور کلکتہ اپنے مکان پر بھی، حضرت والا قدس سرہ کو لیجاتے، حضرت والا قدس سرہٗ بھی ان کو خاص عنایات سے نوازتے۔

جامعہ محمودیہ میرٹھ میں قیام

فقیہ الامت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہٗ کی وفات کے بعد جامعہ محمودیہ میرٹھ کے سالانہ اجلاس میں حضرت والا قدس سرہٗ ضرور تشریف لاتے، حضرت والا قدس سرہٗ کی تشریف آوری کی خبر سنکر عوام وخواص پروانہ وار جمع ہوتے، اور قرب وجوار، دور دراز علاقہ کے ارباب مدارس حضرات علماء کرام، ائمہ مساجد، طلباء اور عوام وخواص جوق در جوق والہانہ انداز میں عجیب ذوق وشوق کے ساتھ حاضر ہوتے، اور حضرت والا قدس سرہٗ کی زیارت اور مواعظ سے خوب خوب محظوظ ہوتے، اور راستہ کی سب مشقت بھول جاتے، حاضرین کے اندر فریفتگی اور شیفتگی کی خاص کیفیت ہوتی، کہ بعض مرتبہ جوش ومحبت میں ہوش بھی کھو بیٹھتے، مجمع کو سمجھانے کی لاکھ کوشش کی جاتی، لیکن اس کے باوجود سب بے قابو ہو جاتے، لوگوں کے ازدحام کیوجہ سے اخیر میں بھائی شاہد اخلاق صاحب کی فیکٹری میں جو مدرسہ کے بالکل سامنے ہے، حضرت والا قدس سرہٗ کا قیام تجویز کیا جاتا، اور لوگ سمجھانے کے باوجود بعض دفعہ ایسے وارفتہ اور بے قابو ہو جاتے کہ فیکٹری کی چہار دیواری کو پھلاند کر اندر گھس جاتے، اور ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو جاتے، اور بعض دفعہ اندیشہ ہوتا کہ فیکٹری کے دروازوں کو نہ توڑ ڈالیں، اس لئے حضرت والا قدس سرہٗ کو آئینہ کے دروازہ کے اندر بٹھا کر زیارت کرائی جاتی، اور بعض مرتبہ کمرہ کے اندر بٹھا کر باہر کھڑکی سے زیارت پر اکتفا کیا جاتا، اور زیارت کے بعد لوگ سمجھتے کہ کتنی عظیم دولت میسر آ گئی، اور زیارت کرنے کے دوران بھی مجمع پر کنٹرول کرنے کیلئے ذمہ داران کو سخت محنت کرنا پڑتی، مصافحہ کرانے کی صورت میں اتنے بڑے مجمع پر قابو پانے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔

ایں سعادت بزور باز ونیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

علالت ووفات

علالت

وفات سے دو تین سال قبل حضرت والا قدس سرہٗ کے اوپر دماغی فالج کا سخت اور انتہائی خطرناک حملہ ہوا، جس سے جانبر ہونا انتہائی مشکل ہوتا ہے، معالجین بھی مایوسی کی حالت میں تھے، حضرت والا قدس سرہٗ کو اولاً لکھنؤ کے سحر نرسنگ ہوم میں داخل کیا گیا، اور پھر بمبئی میں مسلسل کئی مہینے علاج ہوتا رہا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے لاکھوں محبین ومعتقدین کی دعاؤں کی برکت سے حضرت والا قدس سرہٗ کو صحت عطا فرمائی، اور آہستہ آہستہ مرض سے بالکل افاقہ ہوگیا، اور حیرت انگیز طریقہ پر پھر مجالس ومواعظ اور اسفار کا سلسلہ بھی جاری ہوگیا، جو اخیر تک جاری رہا، جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔

عمرۃ الشکر

اسی مہلک خطرناک جان لیوا بیماری سے نجات حق تعالیٰ شانہ کی عظیم نعمت تھی، حضرت والا قدس سرہٗ کے قلب پر تقاضا ہوا کہ اس نعمت عظمیٰ کے شکرانہ میں عمرہ ادا کیا جائے اعزہ، واقارب، خدام ومعالجین کو کچھ تردد اور پس وپیش ہو رہا تھا، مگر حضرت والا قدس سرہٗ کے قلب پر اس کا اتنا غلبہ تھا کہ اتنا غلبہ شاید اس سے قبل کبھی نہ ہوا ہو، چنانچہ کاغذات تیار کئے گئے، اور ممبئی ہی سے یہ سفر ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا شکریہ اس کریم آقا کے دربار میں پہنچ کر ادا کیا۔

عمرہ سے فراغت پر مدینہ طیبہ (زادھا اللہ شرفاً وکرامۃً) میں دربارِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حاضری دی۔

تقسیم ترکہ وانتظامات مدرسہ

''سفرعمرہ'' سے واپسی پر خدام کا تقاضہ تھا کہ ابھی ممبئی میں قیام رہے، تاکہ حضرت والاقدس سرہٗ کو زیادہ آرام مل سکے، مگر حضرت قدس سرہٗ پر ہردوئی تشریف آوری کا تقاضہ ہوا، اور ہردوئی قیام گاہ پر تشریف آوری ہوئی، ہردوئی تشریف لاکر حضرت والاقدس سرہٗ نے اپنے ترکہ سے متعلق ضروری انتظامات کئے، اپنے بعد اپنے ورثا کا کس کا کیا حق بنتا ہے، اور کس کو کتنا ملنا ہے، شرعی طور پر کل ترکہ کے حصص بنا کر سب کو متعین فرمادیا، اور ہر ایک کا حصہ الگ الگ نکال کر باندھ کر رکھ دیا گیا، کہ وفات کے بعد کسی کو ذرہ برابر دشواری نہیں ہوئی، جسکا جو حصہ تھا، وہ اس کو دیدیا گیا، اور بہت سہولت وآسانی کے ساتھ یہ مرحلہ طے ہوگیا، ورنہ تو تقسیم وراثت کے سلسلہ میں کیسے کیسے نزاعات پیش آتے ہیں، اور بعض دفعہ یہ نزاعات ایسی مشکل شکل اختیار کرلیتے ہیں جس کا حل نظر نہیں آتا۔

مدرسہ کا انتظام

ابتک تو مدرسہ کو حضرت والاقدس سرہٗ بذات خود چلارہے تھے، نہ کوئی شوریٰ تھی نہ کوئی منتظم، پیش آمدہ امور میں اپنے اکابر اور پھر اپنے ہم عصروں یا خداموں میں ارباب بصیرت حضرات میں سے جس سے چاہا مشورہ فرمالیا، اور اس کے مطابق توکلاً علی اللہ عمل درآمد کرلیا جاتا، فتنے آئے، سر اُبھارے، مگر حضرت والاقدس سرہٗ کی حکمت وبصیرت خداداد فہم وفراست کے ذریعہ ختم ہوجاتے۔

حضرت والا قدس سرہٗ کو معلوم ہوچکا تھا کہ ایسے مہلک مرض سے شفاء حق تعالیٰ نے ضروری انتظامات کیلئے عطا فرمائی ہے، حضرت والاقدس سرہٗ نے اس سے پورا فائدہ

اٹھایا، اور مدرسہ کیلئے بھی اپنے بعد کے لئے انتظام چلانے کیلئے ایک مختصر سی شوریٰ بنادی، جو اپنے اعزہ اور اساتذہ مدرسہ پر ہی مشتمل ہے۔

جانشین

اس طرح اہم امور میں مشورہ کیلئے اپنا جانشین بھی مقرر فرمایا، حضرت قدس سرہٗ کے داماد جو حضرت والاقدس سرہٗ کی طرف سے خلیفہ ومجاز بھی ہیں، حضرت والاقدس سرہٗ نے ایک طویل عرصہ تک ان کی تربیت فرمائی، اور ان پر حضرت والاقدس سرہٗ کو پورا پورا اعتماد حاصل تھا، اس لئے ان کو اپنا جانشین تجویز فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اور ان کا سایہ دراز فرمائے، اور ان کے فیوض و برکات کو عام وتام فرمائے، اور ان کے زیر سرپرستی مدرسہ ''اشرف المدارس'' کو اعلیٰ ترقیات عطا فرمائے، اور اس کے فیض کو ہمیشہ کے لئے جاری وساری فرمائے، آمین۔

علالت میں عادات مبارکہ

حضرت والاقدس سرہٗ کی پوری زندگی احیاء سنت میں بسر ہوئی، اسلئے حالت علالت میں بھی احیاء سنت کا فکر ہی غالب تھا کہ اس حالت میں بھی جب افاقہ ہوتا آنے والوں کو اتباع سنت اور اسکی اشاعت واحیاء کی تلقین فرماتے، اور اسکی طرف متوجہ فرماتے۔

حفظان صحت کا خیال

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو زندگی عطا فرمائی جو جسم عطا فرمایا، عطیہ خداوندی ہے، انسان اس کا مالک نہیں، بلکہ امین ومحافظ ہے انسان کے ذمہ اپنے نفس کی حفاظت ضروری قرار دی گئی ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہے:۔

"اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" تیرے نفس کا بھی تیرے ذمہ حق ہے، اس حدیث پاک کو پڑھتے پڑھاتے، تو بہت حضرات ہیں، مگر عموماً اس پر پورا عمل بہت کم لوگ کرتے ہیں۔

توکل علی اللہ کے ساتھ ساتھ حفظان صحت کا خیال اور اس کی رعایت اور اسکے اصولوں کی رعایت حضرت والا قدس سرہٗ کو جس قدر کرتے ہوئے دیکھا کسی اور کو نہیں دیکھا۔

دوا، غذا، کا پورا پورا خیال، معالج کے احکام کی پوری پوری، رعایت، جتنی حضرت والا قدس سرہٗ فرماتے تھے، کسی اور کو نہیں دیکھا، شب وروز میں جتنی دوائیاں استعمال کی جاتی تھیں، دواؤں کی شیشیوں پر انکا نام لکھا جاتا، ان پر استعمال کا وقت لکھا جاتا، ایک کاغذ پر اس کا نقشہ بنایا جاتا، کہ اتنے بجکر اتنے منٹ پر فلاں دوا، اتنے بجکر اتنے منٹ پر فلاں دوا، وہ نقشہ ایک دفتی پر چپکا کر نشست گاہ کے بالکل قریب رکھا جاتا، جس پر آسانی سے نظر پڑ جائے، اسی کے مطابق دواؤں کا پورا اہتمام فرماتے، گو اس کے باوجود پورا توکل واعتماد اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہی پر رکھتے، یہی احتیاط غذا کے بارے میں بھی فرماتے، معالج نے جو غذا تجویز فرمادی کہ فلاں وقت پر یہ غذا فلاں وقت یہ غذا اس کی بھی پوری پوری رعایت فرماتے، اور اس کے خلاف کرنا ہرگز گوارا نہ فرماتے۔

حتیٰ کہ معالج اگر آرام کا مشورہ دیتا تو حضرت والا آرام فرماتے معالج مشورہ دیتے، کہ سفر بند فرمادیں، حضرت والا قدس سرہٗ سفر موقوف فرمادیتے، معالج اگر مشورہ دیتے کہ آنے والوں سے ملاقات بند کردی جائے، تو ملاقات بند کردی جاتی، اور اعلان لگادیا جاتا، غرضکہ معالج کے احکام کی پوری پوری رعایت کی جاتی۔

آداب عیادت

حدیث پاک میں عیادت کے جو آداب مذکور ہیں، حضرت والا قدس سرہٗ خود بھی اس کی رعایت فرماتے، اور عیادت کرنے والوں سے بھی یہی چاہتے، کہ وہ ان آداب کی رعایت کریں، آداب عیادت ایک پرچہ پر لکھ کر چسپاں کر دیا جاتا، اور وہ کاغذات مطبوعہ پاس رکھے جاتے، برائے عیادت آنے والوں کو وہ پرچہ دیدیا جاتا۔

ایک پرچہ پر یہ دعا لکھی ہوئی ہوتی۔

"اَسۡأَلُ اللّٰهَ الۡعَظِيۡمَ رَبَّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ اَنۡ يَّشۡفِيَكَ" میں عظمت والے اللہ سے سوال کرتا ہوں، جو عرش عظیم کا مالک ہے، کہ وہ تجھ کو شفا دے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی شخص مریض کے سامنے اس کو سات مرتبہ پڑھے اگر اس کی موت مقدر نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ ضرور اسکو شفاء عطاء فرما دیتے ہیں۔

عیادت کرنے والوں میں سے ایک شخص اس کو سات مرتبہ پڑھتا اور باقی حضرات اس پر آمین کہتے، حضرت والا قدس سرہٗ اس سے بہت خوش ہوتے، اور انتہائی مسرت کا اظہار فرماتے، اور خوش ہو کر اس کو دعاؤں سے نوازتے، اور اگر کوئی اس کی رعایت نہ کرتا، تو حضرت والا قدس سرہٗ کے چہرہ مبارک سے ناگواری کا اثر ظاہر ہوتا، اور زبانی بھی ارشاد فرماتے۔

وفات

۸/ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷/مئی ۲۰۰۵ء بروز سہ شنبہ صبح ۶/بجے سے شام کے ۷/بجے تک کام میں مشغول رہے، نماز فجر کے بعد ترانہ میں شرکت فرمائی، پورے مدرسہ کا دورہ فرما کر انتظام اور صفائی کی نگرانی خود فرمائی، تمام شعبہ جات میں

تشریف لے گئے، اور ہر شعبہ کے ذمہ داران کو ہدایات سے نوازا، مہمانوں کو مدرسہ اور اس کے انتظامی خصوصیات سے واقف کرایا، جانے والے مہمانوں کو رخصت فرمایا، عصر بعد مہمانوں کیلئے چائے کا اہتمام فرمایا، مدرسہ کے امور مشورہ کو ملاحظہ فرما کر ان کا حل فرمایا، تمام نمازیں وقت پر ادا فرمائیں، مغرب نماز کے بعد کچھ ضعف ونقاہت کا اظہار فرمایا، اچانک حلق میں غیر معمولی انداز کا بلغم آیا، بلغم آہستہ آہستہ خون کی شکل اختیار کر گیا، غالباً پھیپڑے کی رگ شق ہوگئی، جس کی وجہ سے منہ اور ناک سے خون بہنے کا سلسلہ شروع ہوگیا، خصوصی معالجین سے رابطہ قائم کیا گیا، وہ حاضر بھی ہوگئے، لکھنؤ لیجانے سے قبل ہردوئی کے ہسپتال ہی میں آکسیجن میں رکھنے کا مشورہ ہوا، گاڑی میں لیکر مدرسہ سے ہسپتال کیلئے روانہ ہوئے ہی تھے، کہ راستہ ہی میں یہ پاکیزہ اور مقدس روح اس دنیائے دوں سے ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کرگئی، اور اللہ، اللہ کہتے کہتے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی، اس طرح کہ خدام سے چوتھا کلمہ پڑھنے کو فرمایا، خادم نے چوتھے کلمہ کا ورد شروع کیا، اور خود اللہ اللہ فرماتے رہے، کہ اسی حال میں جان جاں آفریں کے سپرد فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْن۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَاَسْکِنْہُ فِی الْجَنَّۃِ اَللّٰھُمَّ اَمْطِرْ عَلَیْہِ شَآبِیْبَ رَحْمَتِکَ وَرِضْوَانِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَارَبَّ الْعَالَمِیْن۔

تجہیز وتکفین

حضرت والا قدس سرہٗ کے دونواسے، جناب علیم الحق صاحب زید مجدہم اور جناب فہیم الحق صاحب زید مجدہم اور مدرسہ اشرف المدارس کے حضرات اساتذہ کرام

اور حضرت والا قدس سرہٗ کے معتمد خاص، حضرت مولانا افضال الرحمن صاحب زید مجدہم مفتی شفقت اللہ صاحب زید مجدہم، مفتی عبید الرحمن صاحب زید مجدہم نے بطور خاص تجہیز وتکفین میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت والا قدس سرہٗ کی وفات کی خبر منٹوں میں تمام عالم میں پھیل گئی، جس نے اچانک یہ جانکاہ خبر سنی وہ وہیں حیران وششدر رہ گیا، اور جس کو جیسی سواری مل سکی، وہ آخری زیارت اور نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لئے چل پڑا، رات ہی میں مدرسہ اشرف المدارس کا تمام احاطہ حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا۔

شب ہی میں غسل دیکر کفن پہنا دیا گیا، صبح بعد فجر سے ۸ ر بجے تک ہزاروں افراد نے زیارت کی سعادت حاصل کی، ۸ ر بجے کے بعد جنازہ عیدگاہ کی طرف لیجایا گیا، تاحد نظر آدمی ہی آدمی تھے، کہ تاحد نظر سفید پوش انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر نظر آتا تھا، جس کا صحیح شمار کرنا، انسانی طاقت سے باہر تھا، جس سے عند اللہ وعند الناس مقبولیت کا کھلا نقشہ نظر آتا تھا، عیدگاہ تک پہنچنے میں تقریباً پونے دو گھنٹہ لگے، پوری عیدگاہ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی، اور عیدگاہ سے باہر دور دور تک نمازی ہی نمازی تھے۔

نماز جنازہ

حضرت والا قدس سرہٗ کی نماز جنازہ حضرت والا قدس سرہٗ کے ۶۲ ر سالہ رفیق عارف باللہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کے خلیفۂ خاص حضرت اقدس مولانا قاری امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس اشرف المدارس ہردوئی نے پڑھائی۔

خاص بات

حضرت والا قدس سرہٗ کے جنازہ کی ایک خاص بات دیکھی کہ مجمع لامتناہی ہونے کے باوجود بہت منظم اور پرسکون تھا اور جنازہ میں عوام سے زیادہ خواص حضرات علمائے کرام اور حضرات مشائخ نظر آتے تھے، پورا شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا، مسلمانوں کے علاوہ ہندو صاحبان بھی سوگوار نظر آرہے تھے، عورتیں بچے جنازہ کا نظارہ دیکھنے کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھے ہوئے تھے۔

چڑھ کے کوٹھے پر تماشہ دیکھو
کس شان سے نکلتا ہے عاشق کا جنازہ دیکھو

تدفین

عیدگاہ کے سامنے عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، مجمع کی کثرت کی وجہ سے مٹی دینے اور قبر تیار کرنے میں دو گھنٹہ سے زیادہ صرف ہوئے۔

پسماندگان

حضرت والا قدس سرہٗ کے کل پانچ بھائی اور ایک بہن تھیں، جن میں دو بھائی حیات ہیں، ایک پاکستان میں، اور ایک علیگڑھ میں، حضرت والا قدس سرہٗ کی رفیقۂ حیات اہلیہ محترمہ اور دختر نیک اختر صالحہ الحمد للہ حیات ہیں۔

حضرت والا قدس سرہٗ کے ایک صاحبزادہ تھے حافظ اشرف الحق صاحب قدس سرہٗ جو انتہائی متقی و پرہیزگار اور انتہائی زیرک تھے، ۲۸؍سال کی عمر میں ۱۹۷۵ء میں داعی اجل

کو لبیک کہا، حضرت والاقدس سرہٗ نے خود نماز جنازہ پڑھائی، اور اپنے ہاتھ سے تدفین فرمائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃً کاملۃ۔

خلفاء ومجازین

حضرت والا قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر ہزاروں لوگوں نے بیعت اور توبہ کی سعادت حاصل فرمائی، حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے اتباع میں حضرت والا قدس سرہٗ کے یہاں بھی خلفاء ومجازین کی دو قسمیں ہوتی تھیں۔

(۱)......مجازین بیعت۔

(۲)......مجازین صحبت۔

حضرت والاقدس سرہٗ کے مجازین بیعت کی تعداد ۱۰۳/ اور مجازین صحبت کی تعداد ۳۶/ رہے۔

حق تعالیٰ شانہٗ تمام پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت والاقدس سرہٗ کے نقش قدم پر چلائے، اور پوری پوری حفاظت ونصرت فرمائے۔ آمین۔

تعزیتی پیغامات

حضرت والاقدس سرہٗ کی وفات پر بے شمار تعزیتی پیغامات حضرت والاقدس سرہٗ کے اعزہ کے پاس ہردوئی پہنچے، اور بہت سے رسالوں میں شائع بھی ہوئے، یہاں بطورنمونہ صرف چند پیغامات پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت والاقدس سرہٗ کسی انتقال پر اسکے متعلقین کیلئے رنج وغم دور کرنے کیلئے جونسخہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، حضرت والا قدس سرہٗ کے وصال پر اوّلاً وہی نسخہ حضرت والاقدس سرہٗ کے متعلقین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے، اس کے بعد بعض تعزیتی پیغامات پیش کئے جائیں گے۔

رنج وغم دور کرنے کا آسان اور حکیمانہ علاج

باسمہ تعالیٰ

حامداًو مصلیاً ومسلماً۔ امابعد

بلاشبہ موت یقینی ہے، جو شخص بھی اس دنیا میں آیا اس کے لئے بھیجنے والے نے

ایک وقت مقرر کیا، جس کا صحیح علم اس کے علاوہ کسی کو بھی نہیں، جب وقت آ جائیگا تو پھر اسکو یہاں سے جانا بھی ہے، یہی وجہ ہے کہ جن کو بظاہر کوئی بیماری نہیں ہوتی وہ بھی وقت مقرر پر ایک دم روانہ ہو جاتے ہیں، جس کو آج کل حرکت قلب بند ہونے سے تعبیر کرتے ہیں، اسی کو حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم چپ کے چپ کے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے ایک رہرو ملک عدم دفعتاً ایک روز جائے گا یہ تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دنیا میں جدائی کا غم لازم ہے

ظاہر ہے کہ جب موت یقینی ہے تو پھر ہر دو تعلق و رشتہ والوں میں سے کسی نہ کسی ایک کو دوسرے کا صدمہ جدائی برداشت کرنا ضروری ہے، شوہر کی موت سے بیوی کو، والد کی موت سے لڑکے کو، اور بھائی بہن کی موت سے، بہن بھائی کو، اسی طرح اس کا عکس کر لیا جائے، بہر حال جدائی کا غم ضرور پیش آئیگا، یہ بھی ظاہر ہے اگر کسی کو موت کا اختیار دیدیا جاتا، تو کوئی بھی اس کے صدمہ کے لئے تیار نہ ہوتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا معاملہ اپنے قبضہ میں رکھا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "یُحْیِ وَیُمِیْتُ"

شریعت نے اعتدال کی تعلیم دی

اب جبکہ اس کو پیش آنا ہی ہے، تو کسی عزیز و رشتہ دار اور دوست کی جدائی پر دل کا غمگین ہونا آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا، چہرہ پر رنج و غم کے آثار ظاہر ہونا، ایک فطری بات ہے، اس کو نا تو ٹالا جاسکتا ہے، اور نہ ہی اس سے روکا جاسکتا ہے، چنانچہ شریعت نے نہ تو اس سے منع کیا اور نہ ہی اس کو ناپسندیدہ بتلایا، بلکہ رونا آنے پر جی بھر کے رونے

کی اجازت ہے، بلکہ جی بھر کے رونے کا دخل ہے، غم کی تخفیف میں، ورنہ بتکلف ضبط کرنے سے دوسرے قسم کے ضرر لاحق ہونے کا اندیشہ ہے تو آنسو بہانے اور رونے سے کیسے روکا جاسکتا ہے، البتہ شریعت نے ہر موقع پر اعتدال کی تعلیم دی ہے، اس لئے کہ شدت غم اور ازدیاد حزن سے اعمال دینیہ و دنیاوی میں خلل رونما ہوگا، جو مقصد زندگی کے خلاف ہے، اس لئے ایسے وقت کے لئے بھی یہی حکم دیا کہ جس سے ایک طرف تو طبعی تقاضا بھی پورا ہو، اور دوسری طرف بے اعتدالی اور بے صبری نہ ہو۔

رونے کی شرعی حد کیا ہے

چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم بھی تھے، جب آپ ان کے پاس پہنچے ان کو بے ہوشی کی حالت میں پایا آپ نے پوچھا کیا انتقال ہوگیا؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں ان کی یہ حالت دیکھ کر آپ رونے لگے تو آپ کو روتا ہوا دیکھ کر صحابی بھی رونے لگے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلَاتَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللهَ لَایُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَابِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْیَرْحَمُ۔ متفق علیہ۔

اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو بہانے اور دل کے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا البتہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے عذاب بھی کرتا ہے، اور رحم بھی۔

مشہور محدث حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔

مَا افَادَ الْحَدِيْث مِنْ جَوَازِ الْبُكَاءِ وَلٰكِنَّ مِنْ غَيْرِ نَوْحٍ وَرَفع صَوت۔
مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کسی کے انتقال پر نوحہ اور چلائے بغیر رونا جائز ہے
(مرقات،ص ۸۷؍ج ۴؍)

جدائی پر رونا سنت نبوی ﷺ ہے

رونا نہ صرف یہ کہ جائز ہے، بلکہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانے والے سے جومحبت وانس تعلق اور لگاؤ تھا، اس جذبہ کی بنا پر غمگین ہونا اور رونا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام جب نزع کی حالت میں تھے، توان کی اس حالت کو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو اس پر حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:۔

''وانت یارسول اللّٰہ'' یارسول اللہ (ﷺ) آپ رو رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''یَا ابْنَ عَوْف انهارَحْمَةٌ'' متفق علیہ۔

اے ابن عوف آنسوؤں کا بہنا رحمت ہے۔(مشکوٰۃ ص ۱۵۰؍ج ۱)

ایک اور موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اسی طرح کے سوال کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۰ ؍ج ۱)

یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف انہیں لوگوں پر رحم کرتا ہے جو جذبۂ ترحم رکھنے والے ہیں۔

واضح ہو کہ حدود شرع میں رہتے ہوئے غمگین ہونا اور رونا یہ صبر وضبط تسلیم ورضا کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ احساس محبت اور جذبۂ ترحم کی علامت ہے جو کہ پسندیدہ اور مطلوب ہے۔

ہدایات خاصہ

اسی کے ساتھ ایسے موقعہ کے لئے خاص تعلیمات وہدایات ہیں کہ اس کے استحضار اور عمل کی برکت سے انشاء اللہ العزیز اس حادثہ کا تحمل آسان ہوجاتا ہے، اور تدریجی طور پر رنج وغم میں کمی ہوجاتی ہے، ان میں سے کچھ باتیں درج ذیل ہیں۔

(ا)......اس سلسلہ میں دو باتوں کو پیش نظر رکھا جائے:۔

اوّل: ...... یہ کہ اللہ تعالیٰ حاکم ہیں ہر قسم کا تصرف بندے میں فرماسکتے ہیں جو کچھ ہوتا ہے ان کے حکم سے ہوتا ہے، بغیر ان کے حکم کے ذرہ بھی نہیں ہل سکتا۔

دوم: ...... یہ کہ اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہیں، ان کا کوئی فعل بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اس میں ضرور مصلحتیں ہوتی ہیں، جن کے جاننے کا انسان نہ مکلف ہے، اور نہ ان کا جاننا ضروری ہے، ان دو چیزوں کو بار بار ذہن میں سوچنا چاہئے کہ بروقت یا خیال کرنے پر یہ دونوں باتیں سامنے آجائیں، اب جب کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو فوراً سوچے کہ بحکم خداوندی ہوا ہے، جیسا کہ پہلی بات میں کہا گیا ہے، پھر یہ سوچے کہ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت ہے گو ہم کو اس کا علم نہ ہو، اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ جسم کو تکلیف کے باوجود دل پر پریشانی نہ ہوگی، اس کی مثال اس طرح پر ہے، کہ عاقل شخص کا آپریشن ہوتا ہے، ہاتھ کٹنے پر تکلیف ضرور ہوتی ہے، مگر وہ سمجھتا ہے کہ اس میں میری مصلحت ہے، اس لئے وہ ڈاکٹر سے خوش رہتا ہے، اس کو فیس بھی دیتا ہے، اور یہی آپریشن نافہم بچہ کا ہوتو وہ چونکہ مصلحت سے واقف نہیں ہوتا، اور وہ یہ جانتا نہیں کہ اس میں میری مصلحت ہے، اس لئے وہ گالی تک دیدیتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مصلحت کا خیال سکون بخش ہوتا ہے، اس کو بھی اختیار کرکے خصوصاً دعا خوب کریں، کیونکہ یہ بڑی مؤثر چیز ہے۔

موت طرفین کے لئے نافع ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کے والد کی وفات پر تعزیتی کلمات ایک دیہات کے رہنے والے بزرگ نے (جوکہ زیادہ علم والے نہیں تھے) پیش کئے وہ یہ ہیں:۔

خير من العباس اجرك بعده

والله خير منك للعباس

پہلے مصرعہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عباس کی وفات پر صبر کرنے میں آپ کو اجر ملے گا، غور کیجئے، کہ اجر یعنی خوشنودی باری تعالیٰ زیادہ بہتر ہے، یا حضرت عباس کا آپ کے پاس رہنا، جواب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا بہتر ہے، دوسرے مصرعہ میں فرماتے ہیں، کہ حضرت عباس یہاں سے رخصت ہو کر عالم آخرت میں پہنچے۔

جن پر اللہ تعالیٰ کے خاص انعام واکرام ہو رہے ہیں، اب بتلائے کہ آپ حضرت عباس کیلئے زیادہ بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ کے انعامات، جواب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات۔

خلاصہ یہ ہوا کہ کسی کی وفات یا موت پر ایک دوسرے سے جدائی ہوتی ہے، مگر ہر ایک کو بہتر چیز ملتی ہے، پھر تو موت طرفین کیلئے نافع ہی ہوئی، کہ ہر ایک کو بہتر چیز ملی۔

جدائی عارضی ہوتی ہے

یہ بھی سوچنا چاہئے کہ موت سے علیحدگی وجدائی عارضی ہے، جیسے کسی کا تبادلہ پاکستان ہو جائے، اور وہ کسی عذر سے نہ آسکے تو پاکستان جا کر اس سے ملاقات ہو سکتی ہے، اس خیال سے زیادہ حزن وملال نہیں ہوتا، بس یہی حالت موت کی ہے، کہ مرنے والا یہاں

نہیں آتا، بلکہ یہاں والے وہاں پہنچ کر ملاقات کرتے ہیں۔

جیسا کہ احادیث پاک میں تفصیل سے اس کا بیان ہے، اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

ہم سب اللہ کے بندے اور غلام ہیں، مالک کو حق ہے انتظام وتبادلہ کا، تبادلہ سے اگر غم ہو تو یہ سوچو کہ ہم سب وہیں جانے والے ہیں، جہاں تبادلہ ہمارے عزیز دوست کا ہوا ہے، چنانچہ موت کے بعد تعلق زوجیت ختم نہیں ہوتا، جنت میں زوجیت کا تعلق بدستور رہے گا، اگر دونوں اہل صلاح تھے، اس لئے موت کو عارضی انقطاع خیال کرنا چاہئے۔

نفلی عبادات وذکر وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہئے

(۱)......نفلی نماز کی کثرت کرنا۔

(۲)...... ذکر اللہ کی کثرت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے کرنا کسی تعداد کی قید نہیں اور نہ کسی خاص ذکر کی پابندی ہے، مثلاً سُبۡحَانَ اللّٰہِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، یا درود شریف جو جی چاہے پڑھنا۔

(۳)...... یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ کا ورد کثرت سے کرنا، کم از کم شب وروز میں پانچ سو مرتبہ اور ایک نشست میں سو مرتبہ۔

(۴)......اہل اللہ اور کاملین ورنہ صالحین کی صحبت میں بیٹھنا اس خیال سے کہ انکے قلبی برکات کا عکس میرے دل پر پڑے، اگر صحبت کا موقع نہ ملے تو انکے مواعظ وملفوظات کا دیکھنا۔

(۵)......اجر آخرت کا تصور وخیال رکھنا، اگر کسی بچہ کا انتقال ہو گیا تو یہ سوچنا کہ یہ قیامت میں شفاعت کریگا۔

(۶)......زندوں میں سے جس سے انس ہو اس کا تصور وخیال انتقال کرنے والے کی

یاد کے وقت رکھنا۔

حیات المسلمین، کے باب صبر وشکر کا مطالعہ کرنا، اسی طرح ''تبلیغ دین'' کے باب، صبر وتفویض کو دیکھنا۔

خلاصہ کلام

جو کچھ اوپر عرض کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے غم کے واقعہ میں بیکار نہ رہے، تاکہ ان امور کی طرف توجہ ہونے سے واقعہ غم کی طرف توجہ کم ہو جائے، افضل تو یہی ہے، کہ وہ شغل وطاعت ہو، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، اگر اس کی ہمت نہ ہو، تو شغل مباح بھی کافی ہے، جیسا سیر وسیاحت تسلی کی اس تدبیر کا ماخذ اللہ تعالیٰ کا کلام ہی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیْن۔

اے ایمان والو (طبیعتوں میں غم ہلکا کرنے کے بارے میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور مدد) حاصل کرو بلاشبہ حق تعالیٰ (ہر طرح سے) صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں، اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ تو بدرجہ اولیٰ۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ مدار تخفیف حزن کا قلب کو دوسری شئی کی طرف متوجہ کر دینے پر ہے، اس سے بہت جی بہل جاتا ہے، پس جب نماز میں حضور قلب کے ساتھ مشغولی ہوگی، اس سے عبادت ومعبود کی طرف یکسوئی اور توجہ ہوگی، تکرار سے وہ واقعہ غم انگیز متخیلہ سے غائب اور اس کا اثر ضعیف ہونا شروع ہوگا۔ (بیان القرآن، ج ۱ ص ۸۷)

تو حاصل یہ ہے کہ ایسے موقع پر اپنے کو فارغ نہ رکھے بلکہ مشغول رکھے، اور ہدایت مذکورہ پر اہتمام سے عمل کرے، تو انشاء اللہ العزیز غم میں تخفیف ہو جائیگی، اللہ تعالیٰ

ان باتوں پر عمل کرنے اور صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تعزیتی پیغام

ازحضرت مولانا عبدالاحد قاسمی تاراپوری صاحب زیدمجدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا مُحَمَّدٌ الاَّ رَسُول قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ الایۃ

میرے لئے یہ امر باعث تسکین قلب ہے کہ جامعہ ابن عباسؓ احمدآباد حضرت محی السنۃ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئی قدس سرہٗ کے انتقال پرملال پر اپنا تعزیتی اجلاس منعقد کر کے اپنے محسن ومربی اور سرپرست کے احسانات و جذبہ ممنونیت کا اظہار کررہا ہے، گجرات میں اس جامعہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بانی کی جدائی پر اظہار رنج وغم کرے۔

مجھے انتہائی دکھ اور قلق ہے کہ صدمہ کی اس گھڑی میں میں اپنی علالت کے باعث جسمانی اعتبار سے اس میں شرکت سے محروم ہوں لیکن قلبی اور روحانی اعتبار سے میں اس میں مکمل طریقہ سے آپ کے شریک اور سہیم ہوں۔

خَيَالُكَ فِيْ عَيْنِى وَذِكْرُكَ فِيْ فَمِيْ
حُبُّكَ فِيْ قَلْبِيْ فَاَيْنَ تَغِيْبُ

محترما......حضرت مولانا ہردوئی کی وفات حسرت آیات ایک فرد ایک خاندان ایک ادارہ ایک ملک کا حادثہ نہیں بلکہ عالم اسلام اور اکیسویں صدی کا حادثۂ کبریٰ ہے،

وَمَا هَلْكُ قَيْسٍ هَلْكٌ وَاحِدٍ
وَلٰكِنَّهُ بُنْيَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

اس حادثہ نے علماء کرام کی کمر توڑ دی عالم اسلام کو یتیم بنادیا، بیعت وارشاد وتلقین

کی مسند سونی ہوگئی، مدارس وخانقاہوں میں آہ ونالہ کا شور ہے، ہر سمت اداسی اور مردنی چھائی ہوئی ہے، لیکن موت انسانی زندگی کا وہ مرحلہ ہے جہاں ہر انسان قدرت خداوندی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے، یہ وہ مقام ہے جس سے دنیا کے ہر نفس کو موت کی آغوش میں جانا ہوگا، اور کسی کو اس سے مفر نہیں ہوگا۔

شعر: کیا پیمبر کیا نبی کیا ولی اور کیا فقیر
سب کو ہے مِنْہَا خَلَقْنَا کُمْ کا صدمہ ایک دن

آپ کی موت ایسی موت ہے، جس کے ماتم کے لئے الفاظ نہیں اور رونے کے لئے آنسو نہیں اور اظہار غم کے لئے قلم کو یارا نہیں سچ تو یہ کہ آپ کی ہی زندگی زندگی اور موت موت ہے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لئے

آپ کی زندگی علم وعمل فضل واحسان تصوف وشریعت وطریقت سے عبارت تھی، آپ ایک ایسے نور تھے، جس کے اوجھل ہوجانے کے بعد اب دور تک فضاؤں میں تاریکی نظر آرہی ہے۔

دور تک کوئی ستارہ ہے نہ جگنو باقی
مرگِ امید کے آثار نظر آتے ہیں

قرآن وسنت کے عملی پیکر اور رشد وہدایت کے مجسم پیغام حق ومعرفت کی آپ ایک ایسی آواز تھے جواب کبھی بھی نہ سنی جاسکے گی۔

عمرہا در کعبہ وبت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

علم وعرفان اور آگہی میں آپ کی شخصیت مسلم تھی، جس میں تمام اوصاف کاملہ

موجود تھے، اسی کے ساتھ آپ دنیا کی ہر چیز سے مستغنی تھے۔

خاکی ونوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات

ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

بے شک آپ کا جسد خاکی ہمارے درمیان سے اٹھ گیا ہے، لیکن کیا آپ کی زندگی کا مشن اور آپ کا پیغام عمل عارضی تھا، جب نہیں تو آپ زندہ جاوید ہیں، آپ کا مقصد حیات اب بھی زندہ ہے، اس لئے ہمیں جزع وفزع کے بجائے، احیاء سنت اماتت بدعت کا بیڑا اٹھانا چاہئے یہی آپ کی زندگی کا نصب العین اور مقصد حیات تھا، آج وہ مشن والا ہمیں اپنے مشن کی طرف بلا رہا ہے، اگر ہمیں حضرت محی السنۃ سے محبت ہے تو آپ کی یادگار اسی صورت میں باقی رہ سکتی ہے، کہ ہم ان کے مقصد اور ان کے مشن کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، اس کو آگے بڑھائیں، اسی ایک بات میں حضرت سے ہمارے تعلق اور ہماری محبت کی آزمائش ہے۔ والسلام

غم فگار: عبدالاحد قاسمی تاراپوری وارد حال ہندوجا اسپتال ماہم ممبئی

محی السنۃ کے نام سے جنہیں یاد کیا جاتا ہے

از: حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی زید مجدہم

الحمد للہ رب العالمین وَالصَّلوٰۃ وَالسَّلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسانٍ ودعا بدعوتہ الی یوم الدین وبعد!

علماء دین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تقویت وحفاظت کا ذریعہ قرار دیا ہے، اور ان سے اہم کام کے انجام دینے کے لئے جن کو اختیار فرماتا ہے، تو ان کے ذریعہ

ایک طرف تو دین حق کی حفاظت اور تقویت ہوتی ہے، اور دوسری طرف ان کے پروردگار کی طرف سے ایسے پاکیزہ اور اس کے پسندیدہ کام کے لئے انتخاب کئے جانے سے ان کی برکت اور ان سے انسانی قلوب پر سکونت و رحمت نازل ہونے کی سبیل پیدا ہو جاتی ہے، اور غیر محسوس طریقہ سے ان کی مقبولیت عام ہوتی چلی جاتی ہے، اور وہ سب کا مرکز توجہ بن جاتے ہیں، اور ان سے استفادہ کے لئے اور دلوں کے لئے سکونت حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق ان کی طرف لوگ مائل ہوتے ہیں، ایسی مبارک شخصیتوں میں سے جو کوئی شخصیت اللہ کی طرف سے مقرر کردہ اپنی مدت پوری کر کے دنیا سے رخصت ہوتی ہے، تو رنج و غم کا ایک ماحول بن جاتا ہے، یہ ماحول دنیاوی طور پر آہ و بکا کا ماحول نہیں ہوتا، بلکہ دلوں کے افسردہ ہو جانے اور بے چین و غمزدہ ہو جانے کا ماحول ہوتا ہے، جس میں آخرت کی کامیابی کی فکر کرنے والے اور آخرت میں اپنی کامیابی اور سرخ روئی کے طلب گار لوگوں کے لئے تسکین خاطر اور شفائے قلب کو سخت صدمہ پیش آ جانے کا واقعہ محسوس کیا جاتا ہے، گذشتہ مدت میں متعدد ایسی عظیم شخصیتیں اس برصغیر ہند و پاک میں اس عالم رنگ و بو سے رخصت ہوئیں، ان میں جانے والے کے جانے پر بڑا حزن اور ملال محسوس کیا گیا، لیکن یہ خیال بھی ہوتا رہا کہ ایسے بندگان خدا ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں، کسی نہ کسی حد تک بدل مل جانے کی امیدیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کا اس امت کے ساتھ معاملہ بھی ایسا ہی ہے، کہ کسی عظیم شخصیت کو وہ اُٹھا لیتا ہے، تو اس کی تلافی کے لئے سامان مہیا فرما دیتا ہے، لیکن ادھر کچھ عرصہ سے ایسا ڈر محسوس ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کرم میں کمی تو نہیں واقع ہو رہی ہے، اور بندگانِ خدا کی اپنے رحیم و کریم مالک کی نافرمانیوں کی کثرت سے اس کی طرف سے ناراضی کی شکل میں تو ظاہر نہیں ہو رہی ہے، کہ اپنے ان نیک بندوں کو جو بے چین دلوں کی راحت کا ذریعہ بنتے ہیں،

اور انسان نوازی کا خیر خواہانہ کام کرتے ہیں، بندگان خدا کی نافرمانیوں کے سبب ان کی تعداد کو کم کر دینے کا ارادہ کیا گیا ہو؟ یہ بڑے فکر کی بات ہے، اللہ تعالیٰ سے ہم سب کو اس کی التجا کرنی چاہئے، کہ وہ اپنی رحمت کو اور کرم کو ایسی برگزیدہ بندوں کے ذریعہ جو وہ فرماتا رہتا ہے، کم نہ کرے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب حقی قدس سرہٗ جن کو ''محی السنۃ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ جنہوں نے گذشتہ صدی میں تجدید و احیائے سنت و شریعت کا بڑا کام انجام دیا تھا، اس کام میں اپنے خلفاء کی ایک خاص تعداد چھوڑ کر رخصت ہوئے تھے، ان کے سب سے کم عمری میں ہونے والے خلیفہ تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد خاصی مدت (۶۲-۶۳) تک خدمت دین و شریعت کے کام کے لئے باقی رکھا، خدمت دین شریعت کے کام میں وہ اپنے رفقاء کے یکے بعد دیگرے رخصت ہونے پر مرجع خلائق بنتے چلے گئے، اور ان سے اس برصغیر کے طالبان کو اصلاح کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کا موقع ملتا رہا، وہ بھی گذشتہ دنوں (۹؍ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ کی شب کو تقریباً نوے سال کی عمر میں اپنے بے شمار معتقدین اور مریدین کو غمزدہ چھوڑ کر خالق و مالک سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ متعدد سالوں سے کچھ علالت کی حالت میں تھے، لیکن دین کی تقویت اور اصلاح و تزکیہ کا کام اسی شغف اور توجہ سے انجام دے رہے تھے، اور اس کا انہوں نے شروع سے اہتمام رکھا، اور باوجود معذوریوں کے وہ سفر بھی کرتے رہتے تھے، لوگوں کو اتباع سنت اور دین کے صحیح احکام پر عمل کرنے کی شدت سے تلقین کرتے تھے، اور اپنا سارا وقت اسی میں لگاتے تھے، لوگوں سے ملاقاتوں میں، اپنی مجلس میں برابر ان دینی کمزوریوں کی طرف توجہ دلاتے، جو مسلمانوں میں بلکہ دینداروں میں بھی بے خیالی کے سبب سے پھیل گئی ہیں، اصلاحی کام

میں اپنی خاص توجہ میں دوسروں سے کہیں زیادہ فکرواہتمام کرنیوالے تھے، اس طرح ان کمزوریوں کاازالہ بہت سے لوگوں سے ان کے ذریعہ انجام پایا، ان کے فیض صحبت سے بہت لوگوں کو دینی اصلاح اوراحکام شریعت پر پوری طرح عمل کرنے کے کام کا حوصلہ ملا، اور ان کے کاز کو ان کے خلفاء اوران کے مریدین نے اختیار کیا، جس کے ذریعہ ان کا فیض بالواسطہ الحمدللہ جاری ہے، انہوں نے اپنے اصلاحی مقصد کیلئے جگہ جگہ مکاتب بھی قائم کئے، اوران مکاتب کو چلانے کیلئے ادارے قائم کئے، جو مجلس ''دعوۃالحق'' کے نام سے کام کررہے ہیں، اوراپنے وطن ہردوی میں ایک بڑا ''مدرسہ اشرف المدارس'' کے نام سے قائم کیا، جو تعلیم دین کے مختلف شعبوں پر مشتمل ہے، اورقرآن مجید کی تلاوت کی تصحیح کے کام واہتمام میں وہ اپنی خاص شہرت بھی رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت والاقدس سرہٗ کو امت اسلامیہ کی طرف سے بہت بہت جزائے خیر عطافرمائے، اورانکی محنتوں کا عظیم صلہ عطافرمائے، اوراعلیٰ علیین میں جگہ عطافرمائے، اورانکے اخلاف کو ان کی برکات سے پوری طرح مستفید فرمائے۔

اورلوگوں کو ان اخلاف سے خاص طور پر انکے جانشین محترمی جناب حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم جو ان کے داماد بھی ہیں، انکے بزرگ پیش رو کے طریقہ پر فیض عطافرمائے۔

ادھر چند برسوں سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ندوۃ العلماء اور حضرت مولانا کے درمیان قریبی ربط قائم ہوگیا تھا، حضرت مولانا ندوۃالعلماء تشریف لاتے اور بڑے انشراح کے ساتھ طلبہ واساتذہ سے خطاب فرماتے، طلبہ واساتذہ کو بھی حضرت مولانا سے فیض حاصل کرنے کا موقع ملتا، اس طرح حضرت مولانا کی وفات پر اساتذہ اورطلبہ کی بڑی تعداد نے ہردوئی کا سفر کرکے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی، اورندوۃالعلماء کے ذمہ داروں اوراساتذہ نے خطاب کیا، اورحضرت والاؒ کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی، کہ کس طرح انہوں نے اپنی زندگی کے ایک ایک

لمحہ کو قیمتی بنایا، اور بندوں کے اپنے خالق ومالک سے رشتہ مضبوط کرنے اور بندوں کے بندوں کے ساتھ تعلق قائم کئے جانے کے لئے وعظ ونصیحت اور اعلان تربیت کے ذریعہ اپنی دینی ذمہ داری انجام دی، اور ایک بامقصد اور مفید زندگی گزار کر رخصت ہوئے۔

غفر اللہ لہٗ وادخلہ فی جنت النعیم مع الصدیقین والشہداء والصالحین الابرار الاخیار۔

از حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

کون ہے جو دنیا میں رہنے کیلئے آیا ہے، کہ یہ دنیا خود ہی عدم سے وجود آشنا ہوئی، اور بالآخر ایک بار پھر عدم سے بغل گیر ہو جائیگی، دنیا میں کسی کے لئے بقاء ودوام مقدر ہوتا تو لاریب النبی الامی القریشی سیدنا وسید الانبیاء حضور ختم المرسلین ﷺ اسکے سب سے زیادہ سزاوار تھے، کہ جس کے لئے دنیا بسائی اور سجائی گئی، تصور کیجئے، رعب وجلال کے پیکر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ باور کرنے کو قطعی طور پر تیار نہیں کہ آقاء نامدار تاجدار کائنات ارض وسماء بھی موت کی آغوش میں جاسکتے ہیں، مگر صداقت یہ تھی کہ آپ دنیائے فانی کو الوداع کہہ کر اپنے رب قادر وقدیر کے حضور میں پہنچ چکے تھے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو......متنبہ ہوا۔

اس دنیا میں نہ اولوالعظم رسل رہے، اور نہ اصحاب عزیمت اولیاء، اور نہ جبال العلوم علماء، فقہائے محدثین، مفسرین اور نہ زہاد وعباد نہ ہی جلال وجبروت کے مالک شاہان عالم، پھر حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئیؒ بھلا کیونکر داغ مفارقت دیکر نہ جاتے، گئے اور خود تو بڑی دھوم دھام سے، مگر درجنوں، سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں انسانوں کو نہیں کروڑوں بندگان خدا کو سراپا گریہ وماتم بنا کر، حضرت مولانا کی ابتدائی

زندگی کی مشکلات و پریشانیاں کم ہی لوگوں کے علم میں ہوں گی، لوگ توان کی آخری زندگی کی مقبولیت ومرجعیت ہی کو دیکھ رہے تھے، لیکن یہ حقیر فقیر مولانا کو بہت دنوں سے جانتا پہچانتا ہے، نہ تنگی و پریشانی میں اپنے مشن سے ایک لمحہ غافل رہے، اور نہ ہی آسائش اور راحت میں اس سے ادنی درجہ کی بے اعتنائی گوارہ فرمائی، حدیث شریف میں اس عمل کو خیر الاعمال کی سند عطا ہوئی ہے، جو تسلسل واستمرار سے جاری رہے، لاریب مولانا نے اپنے مرشد حکیم و دانا کی ہدایات پر مجلس ''دعوۃ الحق'' اور پھر اشرف المدارس کے ذریعہ جس مشن کو سنبھالا اسے حالات کی مخالفت و نامساعدت و وسائل کی تنگی وفراخی ہر دو حال میں پورے عزم وحوصلہ جذبہ وولولہ کے ساتھ جاری رکھا۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کاندھلوی کو محدث شہیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب قدس سرہٗ نے ''ریحانۃ الہند'' کے گراں قدر خطاب سے سرفراز کیا تھا، اس ہیچ میچ سیاہ کار کی نظر میں حضرت مولانا ابرار الحق صاحب قدس سرہ بجا طور پر اس عصر میں ''ریحانۃ الاسلام'' تھے، کوتاہ اندیش اور کوتاہ بیں لوگ ممکن ہے اسکی بابت تردید و تردد کے شکار ہوں، مگر ہے کوئی جو مرشد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا حکیم الامت اور مولانا ابرار الحق جیسا اس حکیم الامت کا ساختہ و پرداختہ پیش کریں، جس کو محض ۲۲ رسال کی عمر میں مرشد تھانویؒ نے خرقۂ خلافت سے نوازا، جس کے یہاں بیعت ہونے کے لئے بھی بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے تھے، چہ جائیکہ خلافت واجازت۔

رب کریم ورحیم کی ذات سے قوی امید ہے کہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اس کی رحمت کی بارشیں نازل ہو رہی ہونگی، خدا کرے ان کی قبر تا ابد نور سے منور اور ان کی ذات سے جاری ہونے والا فیض ہمیشہ باقی رہے۔ آمین۔ (ماہنامہ محدث عصر دیوبند)

منظوم مراثی وخراجہائے عقیدت

حضرت والا قدس سرہٗ کی وفات پر منظوم مرثیے بھی بہت کہے گئے، اور بہت سے رسالوں میں شائع بھی ہوئے، یہاں بھی بطورنمونہ بعض مراثی پیش کئے جاتے ہیں۔

کارواں کے سر سے میر کارواں جاتا رہا

نتیجۂ فکر حضرت مولانا نسیم احمد غازی صاحب زید مجدہم شیخ الحدیث مدرسہ امدادیہ مرادآباد

میکدہ ویراں ہوا پیر مغاں جاتا رہا............تھانوی میخانہ کا اُف پاسباں جاتا رہا

ساغر و جام و سبو سب ہیں حزیں و سوگورا............آج میخانہ سے ساقی مہرباں جاتا رہا

تھا حکیم الامت تھانہ بھون کی یادگار............ہردوئی میں آخری تاباں نشاں جاتا رہا

خانقاہِ تھانوی کا آخری تاباں چراغ............دیکھے صدموں کی ہمیں تاریکیاں جاتا رہا

جانشینی حکیم الامت تھانہ بھون............اک امانت تھی اس کا پاسباں جاتا رہا

لرزہ براندام ہے ملت کا ہر فرد حزیں............ملت بیضا کا ہائے پشتیباں جاتا رہا

حسن فطرت سے منور جو رُخ ابرار تھا............جلوہ ریزی مدتوں کر کے کہاں جاتا رہا

دید جس کی تھی دوائے دل، علاج ہر خلش............آہ وہ ہی تاجدار مہوشاں جاتا رہا

ذرے جسکے فیض سے خورشید تاباں بن گئے............جلوے برسا کر جہاں میں ضوفشاں جاتا رہا

ابر رحمت بن کے برسا جو فضا پر مدتوں............گلستاں کو دیکر وہ شادابیاں جاتا رہا

سرزمین ملت اسلامیہ زرخیز ہے............اس زمیں سے رحمتوں کا آسماں جاتا رہا

جب ہوئے شوق اور جذبات دروں سے حد فزوں............لے کے دل میں اشتیاق مستعاں جاتا رہا

بادۂ طیبہ کا ساقی ہو گیا روپوش آہ............ہر زباں پر ہے کہ جانِ میکشاں جاتا رہا

میکدے میں تشنہ لب بیٹھے ہیں سارے مے پرست............محفل رنداں سے ساقی مہرباں جاتا رہا

تاجدار علم و عرفاں، اہل دل کا پیشوا............سید ابرار امام عالماں جاتا رہا

جسکے عزم و حوصلے سے پست تھا کوہ بلند............بہر حق کر کے وہ سعی بیکراں جاتا رہا

کیوں نہ روئے ملت غمگین اس محسن کو جو............دین کے سمجھا کے اسرار نہاں جاتا رہا

وہ فرائض اور سنن کی حکمتوں کا آشنا............تھا معلم حکمتیں کر کے بیاں جا تا رہا
لذت و فرحت بھی ہے اور عزت و راحت بھی ہے............سنت احمد میں یہ کر کے عیاں جا تا رہا
جسکی انتھک کوششوں سے ہمت مرداں تھی ماند............چھوڑ کر دار العمل پیر جواں جا تا رہا
دیکھے تجوید قرآن پاک وسنت کو فروغ............رحمتوں میں از پئے آرام جاں جا تا رہا
میکدے اور جام و میخانہ کو کہہ کر الوداع............مستیوں میں جان جاں کے آستاں جاتا رہا
تھا تبسم جس کے لب کا ایک وصف مستقل............سوئے جاناں مسکراتا نغمہ خواں جاتا رہا
دل میں برپا ہوگیا جب جوش، وصل یار کا............مسکراتا ہنستا خنداں شادماں جاتا رہا
باغ ہستی میں بہار سنت خیر الوریٰ............کر کے شاداب اور خنداں باغباں جاتا رہا
ظلمت بدعت میں روشن کر کے سنت کا چراغ............خندہ لب سوئے جناں خلد آشیاں جاتا رہا
جس کو لرزاں کر نہ پائے حادثات زندگی............وہ وقار و حلم کا کوہِ گراں جاتا رہا
تھا ہدایت اور راحت جسکا ہر زریں اصول............وہ اصول زندگی کا پاسباں جاتا رہا
بہر اہل حق جو روح و راحت و تسکین تھا............اہل باطل پر تھا جو برق تپاں جاتا رہا
جسکا ثانی کوئی اخلاق و مروت میں نہ تھا............اس جہاں سے خلق کا وہ مہرباں جاتا رہا
خدمت احیاء سنت پر لگا کر زندگی............آہ محی السنۃ جانِ گلستاں جاتا رہا
خلق کی اصلاح کا جس کو ہوا جذبہ نصیب............وہ اصول تربیت کا راز داں جاتا رہا
جس پہ نازاں تھے اکابر اور اصاغر سب کے سب............اُف جہاں سے آج فخر این و آں جاتا رہا
ہے وفات حضرت ابرار ایسا حادثہ............کر کے سب کو اشکبار و غم نشاں جاتا رہا
خلق ساری جسکے غم میں ہو رہی ہے اشکبار............سوئے جنت آج وہ جنت نشاں جاتا رہا
کاروانِ اہل حق اس پر نہ کیوں ہو غمزدہ............کارواں کے سر سے میرِ کارواں جاتا رہا
تذکرہ ہر بزم میں تھا بس یہی روز وفات............اس جہاں سے شاہِ ابرار جہاں جاتا رہا

چھوڑکرہم سکو بے چین و پریشاں مضطرب..........ساتھ لیکر راحت وآرام جاں جا تا رہا
رہروؤں کوراہ میں اُف چھوڑکر وہ چل بسا..........کارواں کوکر کے وہ صید فغاں جا تا رہا
شومی قسمت ہماری ہو گئے محروم ہم..........رحمتِ باری کا عمدہ سائباں جا تا رہا
خادموں پر جس کی رہتی مہربانی کی نظر..........حیف وہ ہی مہربانِ خادماں جا تا رہا
عاشقانِ مصطفی کا جو رہا بن کر امیر..........وہ امام عاشقانِ عالیشان جا تا رہا
بادۂ طیبہ سے رہتا تھا سدا مخمور جو..........مستیوں میں سوئے بزمِ میکشاں جا تا رہا
موت عالم موت عالَم کی یہی تفسیر ہے..........بزم عالم کا تھا جو روحِ رواں جا تا رہا
تاجدارِ اہل سنت شاہِ ابرار جہاں..........ہرزباں کہتی ہے وہ شاہِ زماں جا تا رہا
ہو گئے رخصت محی السنہ تاجِ اولیاء..........تاجدارِ علم وعرفاں بے گماں جا تا رہا
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا وہ سپوت..........عاشق قرآن وسنت عالی شاں جا تا رہا
جس پہ نازاں علم وعرفاں کے رہا کرتے نجوم..........آسماں سے وہ ہی بدرِ کہکشاں جا تا رہا
بجھ گیا ہے علم وعرفان وتصوف کا چراغ..........بزم عشاق نبی کا ترجماں جا تا رہا
فخر قوم وملک وملت شوکت ہندوستان..........وہ نشانِ عظمت اسلامیاں جا تا رہا
عظمت اسلام کے جس نے کئے پرچم بلند..........خدمتِ قرآن پر وہ دے کے جاں جا تا رہا
بعد والوں کیلئے سامانِ عبرت چھوڑ کر..........ورقۂ ہستی پہ لکھ کر داستاں جا تا رہا
شاہِ ابرار محی السنہ حقی کیا گئے..........سنت و دین نبی کا ترجماں جا تا رہا
جہل کی ظلمت میں کرکے علم کا روشن چراغ..........دے کے وہ ماحول کو تابانیاں جا تا رہا
ہرروش جس نے سجائی تھی بہت ہی شوق سے..........سینچکر خونِ جگر سے گلستاں جا تا رہا
پتّہ پتّہ گلشن عرفاں کا مرجھایا ہے آج..........چھوڑ کر بزم بہاراں باغباں جا تا رہا
آبیاری گلشن سنت کی کر کے عمر بھر..........بزم سنت کو بنا کر نوحہ خواں جا تا رہا

ماحی بدعت تھا جو اور حامی سنت تھا جو............زندگی قربانِ دیں کرکے کہاں جاتا رہا

خدمت دیں پر لگا کر اپنی ساری زندگی............خادمِ دین نبی سوئے جناں جاتا رہا

فضل فرما بخشدے تو حضرتِ مرحوم کو............تیرا بندہ تیرے در پر مستعاں جاتا رہا

بخشدے اور جنت الفردوس میں دیدے مکاں............تیرا بندہ جانب دار جناں جاتا رہا

طالب غفران حاضر ہے درِ غفار پر............لیکے امید عنایت ناتواں جاتا رہا

بخشدے اس غازی عاصی کو بھی رب غفور............راہِ عصیاں پر حقیر و ناتواں جاتا رہا

مغفرت فرمادے ساری امت محبوب کی............بالخصوص اس کی جو در پر مستعاں جاتا رہا

دل پہ غازیؔ زخم کتنے لگ رہے ہیں پے بہ پے
جس پہ دل مائل ہوا وہ جانِ جاں جاتا رہا

گوہر یکدانۂ ملت تھا وہ درِّ ثمیں

مولانا قمر الدین قمرؔ مظاہری جامعہ محمودیہ میرٹھ

جسکی طینت پاک سیرت نیک صورت تھی حسیں　　بات تھی حق جس کی ہر انداز جس کا دلنشیں

ماحئی بدعات تھا وہ حامئی دین مبیں　　تھا زمانہ میں وہ شیر بیشۂ شرعِ متیں

اسکا ثانی اس زمانہ میں کہاں سے لائینگے　　گوہر یکدانۂ ملت تھا وہ درِ ثمیں

مردِ حق آگاہ حق اندیش وہ درویش تھا　　حق کے بندوں کو ملایا اس نے حق سے بالیقیں

مصلحت دنیا کی خاطر میں کوئی لاتا نہ تھا　　حق سے پھرتی ہی نہ تھی اسکی نگاہِ پاک بیں

وہ شہِ ابرارحق لختِ دلِ محمود حق　　تھا جو بے شک شاہ عبدالحق کی نسبت کا امیں

تھانوی کا وہ خلیفہ تھا خلیفہ کا پسر　　نسبت عالی کا حامل تھا وہ مرد بایقیں

فکر تصحیح تلاوت اور اصلاح رسوم　　ہر گھڑی کی اس نے اصلاح اذاں تبلیغ دیں

تھانویؒ کا رنگ تھا گفتار اور کردار میں　　ہر عمل میں وہ کبھی اصلاح سے چوکا نہیں

محی سنت کاروانِ دعوت حق کا امیر
دعوت واصلاح منکر کا وہ خورشیدِ مبیں

آہ وہ ابرار حق یعنی علمبردارحق
سامنے باطل کے جھک سکتی نہ تھی جسکی جبیں

آسماں والے بھی رحلت پر ہیں جسکی سوگوار
رہ گئے بے شک کلیجہ تھام کر اہل زمیں

چاک کلیوں کا جگر نمدیدہ بلبل گل اُداس
ہیں سبھی اہل چمن با چشم گریاں دل حزیں

شمع گل برخاست محفل چپ ہیں کیوں جام وسبو
آج میخانہ میں کیوں ہنگامۂ فردا نہیں

آخری بھی ہوگیا گل بزم اشرف کا چراغ
حق کے پروانوں پہ کیا گزری بتا سکتے نہیں

جسکی کرنوں سے منور تھے قمر لاکھوں قلوب
اُف وہ خورشید ہدایت چھپ گیا زیرِ زمیں

محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق حقیؒ ہردوئی

قاری عنایت الرحمن استاذ جامعہ ہذا

دل کی بیان کس سے میں یہ داستاں کروں
دل چاہتا ہے روکے میں نالہ بیاں کروں

حضرت چلے گئے ہیں یہ اکدم سے کیا ہوا
کیسے میں اپنے دل میں ابھی غم نہاں کروں

اشکوں کے قافلے کو میں کیوں نہ رواں کروں
دل چاہتا ہے روکے میں نالہ بیاں کروں

ہردوئی کے نہ فیض کو عالم بھلائے گا
تصحیح کو قرآن کی کون اب کرائے گا

مرشد کہاں سے ایسا بھلا اور آئے گا
سنت کو زندہ کرکے جو ہم کو دکھائے گا

ایصال ان کی روح کو پڑھ کر قرآں کروں
دل چاہتا ہے روکے میں نالہ بیاں کروں

مداح طرز بیعت تھا ہر کوئی آپ کا
تھانہ بھون کے مثل تھا ہردوئی آپ کا

اوصاف اپنے پیر کے بیحد تھے آپ میں
ممتاز ان میں وصف تھا حق گوئی آپ کا

اصلاح نفس آپ کے پیچھے کہاں کروں
دل چاہتا ہے روکے میں نالہ بیاں کروں

ملفوظ واقتباس وہ افسانے آپ کے
سننے کہاں یہ جائیں گے دیوانے آپ کے

ان کی شمع تھے آپ جو روشن نہیں رہی
مرجائیں نہ تڑپ کے یہ پروانے آپ کے

ابرارِ حق کا ذکر میں شایانِ شاں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

تعظیم اہل علم کی کرتے تھے کس قدر
مانوس خود بخود تھا یونہی تم سے ہر بشر

بیحد قرآں کا شوق تھا سننے کا آپ کو
رکھتے تھے قاریوں کو یوں اپنے قریب تر

پھر سے تلاش ایسا کہاں میں سماں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

اے کاش آج ہوتے اگر تم جہان میں
ملکر کے تم سے آتی میری جان جان میں

تم وارث نبیؑ مکرم تھے باخدا
مدحت ہو جتنی آپ کی وہ کم ہے شان میں

اوپر میں کاش آپ کے قربان جاں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

تم کیا چلے گئے ہو سہارا چلا گیا
دیرینہ دل کا چین، ہمارا چلا گیا

اب زندگی اندھیر ہے ہم سب کی اسطرح
آنکھوں کا سب کی جیسے تارا چلا گیا

اب کیسے زندگی کی شمع ضوفشاں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

تم سے بچھڑ کے جینا مرا اب محال ہے
جو لوگ اب جئیں گے یہ انکا کمال ہے

ممکن ہے مرنا تم سے جدائی میں اس لئے
مجنوں کی ایسی عشق میں قائم مثال ہے

فرقت کا دل پہ آپ کی قائم نشاں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

ماتم میں سب کی آج تو عقل سلیم ہیں
موجود تم نہیں ہو تو ہم سب یتیم ہیں

لائق ہیں کافی آپ کے داماد و جانشیں
حضرت کلیم جو کہ علی گڑھ مقیم ہیں

ہو جاؤں بیعت ان سے نہ میں امتحاں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

امت سے آپ نے ہی حقیقت میں کی وفا
قائم مثال آپ نے کر دی اے باصفا

نقش قدم پہ آپ کے حضرت کلیم بھی
ثابت قدم سدا رہیں ایسا کرے خدا

میں بھی قرآں کی تم سی ہی خدمت گراں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

قرآں کی دیکھے خدمتیں انجام چل بسے
دنیا میں کر کے وقت پہ ہر کام چل بسے

فکر زماں نے کافی تھکایا تھا آپ کو
کرنے کو آپ خلد میں آرام چل بسے

کس کے حوالے آج میں یہ کارواں کروں — دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں
سائے سے ہم تو آپ کے محروم ہو گئے — ہوش وخرد بھی آج تو معدوم ہو گئے
پوچھے گا ہم سے خیرا گر کوئی آپ کی — کہدیں گے اس سے ہم کہ وہ مرحوم ہو گئے
آخر کہاں پہ جاکے میں آہ وفغاں کروں — دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں
علم وعمل کی آپ کی تحریک عام ہو — ترمیم کے بغیر ہی اس میں دوام ہو
اب حق میں آپ کے ہے عنایتؔ کی یہ دعا — خلد بریں میں آپ کا اعلیٰ مقام ہو

ایصال روح کو آپکی پڑھ کر قرآں کروں
دل چاہتا ہے رو کے میں نالہ بیاں کروں

سال وفات شمس الہدیٰ مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ

۵۷۸ ۴۵۰ ۱۲۸ ۸۴۹ ۲۰۰۵ء

دل مہجور احمد سعید اختر سرونج

واعظ شیریں بیاں رخصت ہوا............اک مربی نکتہ داں رخصت ہوا
صاحب کشف وکرامت بے بدل............جس سے روشن تھا جہاں رخصت ہوا
ہر گھڑی جس کو لگن تھی دین کی............راہِ دیں کا پاسباں رخصت ہوا
اک خلیفہ حضرتِ اشرف علیؒ............عارف از عارفاں رخصت ہوا
قوم کا ہمدرد تھا وہ رات دن............غمگسار ومہرباں رخصت ہوا
وہ مجاہد حق شناس وحق نگر............چھوڑ کر بزم جہاں رخصت ہوا
تھی نظر جس کی صحت قرآن پر............اک مبلغ طرز داں رخصت ہوا
تھیں دعائیں انکے حق میں بے شمار............اس طرح وہ شادماں رخصت ہوا
کہدے اختر سال رحلت ہے یہی............ہائے وہ از یک جہاں رخصت ہوا

آہ محی السنۃ

حافظ قاسم الواصفی، المظاہری

آہ صد افسوس چھائی ہے اداسی ہر طرف ......تک رہی ہے یاس سے ہر روح پیاسی ہر طرف
چھین کر دل کا سکوں یہ کون رخصت ہوگیا ......دیکھتے ہی دیکھتے افسوس یہ کیا ہوگیا
لٹ گیا ہے آج دل کا چین بھی آرام بھی ......بن گئی ہے زندگی اب مرکز آلام بھی
آج ہردوئی میں غم کی چھا رہی ہیں بدلیاں ...... بے نہایت درد ہے دل میں لبوں پر ہے فغاں
مادرِ علمی مظاہر کا تھا جو نور نظر ......ہر گھڑی رکھتا تھا جو اس کی خبر شام وسحر
حضرتِ اشرف علیؒ کا آخری وہ جانشیں ......موت نے اس کو چھپایا دوستو زیر زمیں
یعنی مولانا شہ ابرار رخصت ہو گئے ......جنت الفردوس میں وہ آج جا کر سو گئے
موت سے انکی مظاہر کا چمن بھی ہے ملول ......اسکے مرجھائے ہوئے ہیں آج غنچے اور پھول
دل تھا تقوی اور طہارت سے منور آپ کا ...... تھی سراپا ذات جس کی معرفت کا آئینہ
نور سے وہ خشک دھرتی جگمگانے لگ گئی ......جس جگہ پہنچے قدم اللہ اکبر کہہ اٹھی
دین برحق کی اشاعت کے لئے کوشاں رہا ......اور سنت پر رہا ہے جو ہمیشہ ہی فدا
اسوۂ حسنہ کا آئینہ تھی جس کی زندگی ......آہ وہ ہستی ہمارے درمیاں سے اٹھ گئی
سوگ میں ڈوبا ہوا ہے عالم اسلام آج ......اے خدا نعم البدل دے قوم کی رکھ لے تو لاج
یہ دعا قاسم حزیں کی تجھ سے ہے رب جلیل ......غم کے مارے دل ہیں جو تو دے انہیں صبر جمیل

قطعہ تاریخ وفات

شیخ ہردوئی چراغ رہ عرفان خدا ......زندگی اسوۂ حسنہ کا رہی آئینہ
دار فانی سے گئے آج وہ قاسم جنت ......پا کدامن شہ ابرار محی السنۃ
۱۴۲۶ھ

خانقاہ تھانوی کا اک چراغ آخری

کاوش فکر وقلم......محمد اسلام انجم (خوشنویس) سہارنپور

گذرے پل کا آنے والا پل ہوتا نہیں......آج اپنا آئینہ ہے آج کل ہوتا نہیں
جز خدا کے حکم کے کچھ بھی اٹل ہوتا نہیں......سب ہیں مجبور محض، دستِ اجل ہوتا نہیں
موت جسکا حکم ہے اسکو نہیں آئیگی موت......ماسوا اسکے ہے کیا جسکو نہیں کھائیگی موت
چاند سورج یہ زمیں و آسماں جن و بشر......سب ہیں اسکی دسترس میں خشک تر شام وسحر
رحلتِ ابرار حق کی دفعۃً آئی خبر......بن گئی بارِ سماعت ہوگئی بار نظر
چھا گیا غم کا اندھیرا اور اداسی کا دھواں......قوم کی انمول دولت پھر ہوئی نذر زیاں
محترم ابرار حق وہ دور حاضر کا ولی......خانقاہ تھانویؒ کا اک چراغ آخری
دے گئے جس کو جوانی میں سند اشرف علیؒ......جو گیا دنیا میں جی کر اک مثالی زندگی
معرفت کے نور کا اک آسماں جاتا رہا......دینِ فطرت کا یقیناً پاسباں جاتا رہا
آج گلزار مظاہر پر اداسی چھا گئی......پتے پتے کو چمن کے یہ خبر تڑپا گئی
رہنمائی آپ کی کیا برکتیں پھیلا گئی......آہ! اہل دل کی جیسے فصل گل مرجھا گئی
وصف تھے عبد اللطیف محترم استاذ کے......معتمد یوں ہی نہیں تھے مستند افراد کے
ہند کے پہلے 'محدث عصر' کا ہے خانداں......جنکا ممنون کرم اس فن میں ہے ہندوستاں
جدِ امجد آپ ہی کے ہیں یہ میر کارواں......نسبتوں کی عظمتوں کے آپ پر ہیں آسماں
باکمالوں کی نظر پائی کمالی ہو گئے......آپ ہم عصروں میں ہی اپنے مثالی ہو گئے
مرشد کامل کا پروردہ نرالی اس کی بات......نوجوانی ہی میں پیدا تھی بزرگوں کی صفات
سنت خیر الوریٰ کا آئینہ تھی اس کی ذات......سید الابرار کی تھی اس پہ چشم التفات

کیا گیا وہ چاہنے والوں پہ ٹوٹی غم کی شام......فرد کیا اک عہد زریں کا ہوا ہے اختتام

منکشف تھے جس پہ اسرار خودی ایسا فقیر......صاحب کشف وکرامت زندہ دل روشن ضمیر

تھا ضلالت کے اندھیروں میں اجالوں کا سفیر......ہاں وہی احیاء سنت میں جو تھا اپنی نظیر

شغل تھا محبوب جس کا ذکر حق ذکر حضورؐ......اس سے بڑھ کر اور کیا ہوتا کرامت کا ظہور

بارہا دیکھا ہے دربار رسالت آپ نے......پالیا جنت سے پہلے لطف جنت آپ نے

خوب لوٹی نورِ قرانی کی لذت آپ نے......جان ودل سے کی یقیناً دیں کی خدمت آپ نے

آپ جیسا پھر کوئی مرد قلندر چاہئے......تشنگیٔ قوم و ملت کو سمندر چاہئے

آپ جیسا پھر کوئی ہم کو خدا جانباز دے......جو مسلمانوں کو جینے کا نیا انداز دے

رحمتِ حق مغفرت کی آپ کو آواز دے......آخرت میں مرتبہ بھی آپ کو ممتاز دے

نور حق سے آپ کا مرقد سدا روشن رہے......دائمی پھر باغ جنت آپ کا مسکن رہے

جو عوام الناس میں فیضان قرآنی کرے......کیوں نہ وہ شیخ طریقت حق کی مہمانی کرے

امت مرحوم کی جو بھی نگہبانی کرے......آسماں اس کی لحد پہ شبنم افشانی کرے

کوئی انجم ایک کامل فرد مل جائے بہت......کاروانِ معرفت کی گرد مل جائے بہت

☆☆☆☆☆

ان کا سال وفات اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۱۴۲۶ھ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۱۴۲۶ھ

قول حکیم اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ کا موزوں مصداق۔

۲۰۰۵ء

پاک ادا محی السنۃ شاہ ابرار الحق ہردوئی قدس سرہٗ ۱۴۲۶ھ

ہوگیاوقت کااک غوث زمانے سے جدا

از: مولانافضیل عنبر ناصری القاسمی جامعہ دارالقرآن احمدآباد

گلستاں کس لئے ویراں نظرآتا ہے مجھے...... غنچہ کیوں دیدۂ حیراں نظرآتا ہے مجھے
کل جہاں زلف پریشاں نظرآتا ہے مجھے...... ہرکوئی سربگریباں نظرآتا ہے مجھے
جانے کچھ اورہی انداز میں عالم کیوں ہے...... کوئی بتلائے کہ یہ صورت ماتم کیوں ہے؟
ہے وہی ارض وفلک اور وہی لیل ونہار...... ہے وہی رات کی آغوش میں تاروں کی قطار
ہے وہی قافلۂ شمس وقمر کی رفتار...... ہے وہی مرغ سحرخیز کی بانگ فنکار
پھربھی کیابات کہ لذت کا کہیں نام نہیں...... ہم کواک پل بھی ذراراحت وآرام نہیں
دن جوآتاہے،تواشکوں کی جھڑی لگتی ہے...... رات آئے تو قیامت سی کھڑی لگتی ہے
اب تو ہرآن ہی محشر کی گھڑی لگتی ہے...... یہ وہ تکلیف ہے جوسب سے بڑی لگتی ہے
غم کے سیلاب میں خورشیدوقمرڈوب گئے...... آسماں ڈوب گیا نجم وسحرڈوب گئے
ہرطرف یاس کی کالی سی گھٹاچھائی ہے...... آہ بادِسحرِسیل فغاں لائی ہے
وقفِ اندوہ ہراک رونق ورعنائی ہے...... آج افسردہ بہت لالۂ صحرائی ہے
بلبلیں ہوگئیں کیوں نالہ زنی پرمجبور...... کن حوادث نے کیاآہ انہیں بھی رنجور
کون سی شئی ہے جومحزون نہیں چورنہیں...... کون انساں ہے جوغش کھانے پہ مجبورنہیں
کس کے سینے میں کئی حسرتیں مستورنہیں...... کون سادل ہے جواندوہ سے معمورنہیں
دل کوغم ،غم کوجگرکھائے چلاجاتا ہے...... جوئے خوں آنکھ سے چھلکائے چلاجاتا ہے
ہم تھے حیران کہ ہاتف نے لگائی یہ صدا...... ہوگیا وقت کا اک غوث زمانہ سے جدا
وہ کہ اوڑھے تھاسدا سنت پیہم کی ردا...... وہ کہ تھی جس کی اداصاحب بطحاؐ کی ادا

اُفق دہر کا خورشیدِ عمل ڈوب گیا...... وہ جو مریخ تصوف تھا وہ کل ڈوب گیا
آہ وہ جس سے منور تھے محبت کے چراغ...... جس کی بجلی سے درخشاں تھے کئی لاکھ دماغ
جس نے سینوں سے کئے دور خطیئات کے داغ...... جس نے رندوں پہ لنڈھائے تھے طریقت کے ایاغ
جس کی ہر سانس کو قرآن کی تفسیر کہیں...... جس کے ہر فعل کو احادیث کی تعبیر کہیں
جس نے آفاق میں اسلام کا پرچار کیا...... جس نے سوئے ہوئے انفاس کو بیدار کیا
جس نے افکار مسلمان کو تلوار کیا...... جس نے اللہ کا مومن کو طلبگار کیا
جس کی ہستی تھی جہاں کیلئے پیغام حیات...... شعلہ طور تھی جس شخص کی وہ ذات وصفات
دعوتِ فکر وعمل کا وہ مجلیٰ ہادی...... جس نے ہر شخص کے پہلو کو غم عقبیٰ دی
جسکی خوشبو سے معطر ہے جہاں کی وادی...... وہ بیک وقت غزالیؒ ومیاں بغدادی
درس یوں عام کیا جرأت وحق گوئی کا...... نام اونچا ہوا آفاق میں ہر دوئی کا
ان کا پیکر تھا صدا صدق وصفا کا داعی...... اپنے مولیٰ سے مروت کا وفا کا داعی
ذکر وتسبیح ومصلیٰ، ودعا کا داعی...... منعم حق کے لئے شرم وحیا کا داعی
نور تو حید زمانہ میں بہت عام کیا......اپنے اخلاق سے عالم کو تہہ دام کیا
دین حق کیلئے حیران وپریشان پھرے...... صورتِ جام لئے، مشعل ایمان پھرے
لے کے سنت کا علم یورپ وایران پھرے...... خطہ ہند سے تا ساحل افغان پھرے
تاکہ دنیا میں اخوت کی بہار آجائے...... عہد مسعود کا پھر لیل ونہار آجائے
آہ دنیا سے وہی مرشد ابرار گئے...... کشتیٔ ملت بیضا کے وہ پتوار گئے
مخزن علم گئے حامل اسرار گئے...... قافلہ رہ گیا اور قافلہ سالار گئے
تھانوی حضرت امداد کا پیارا نہ رہا...... وہ طریقت کی نگاہوں کا ستارا نہ رہا
اٹھ گئی حیف کہ اب تھانہ بھون کی زینت...... باغ امدادی واشرف کے چمن کی زینت

بحر کی کوہ کی اور دشت و دمن کی زینت...... حسن تدبیر و عمل ، خلق حسن کی زینت

دن تڑپتے ہیں مجاہد کا وہ سردار گیا...... راتیں روتی ہیں ، تہجد کا علم بردار گیا

یاد آتا ہے بہت ان کا فسانہ ہم کو...... نغمۂ روح فزا روز سنانا ہم کو

معتدل راہ ہر اک آن دکھانا ہم کو...... زنگ شوئیدن و آئینہ بنانا ہم کو

آہ وہ شوخ حسیں دور کوئی خواب ہوا...... قصۂ دوش ہوا ، دفتر نایاب ہوا

کس کے ہاں جائینگے اب قلب بنانے کیلئے...... حب دنیا کے اک اک داغ چھڑانے کیلئے

غم کا ہر قصہ پوشیدہ سنانے کے لئے...... شرک کا دل سے ہر اک نقش مٹانے کیلئے

کون ہے اب جسے تقویٰ کا منارہ کہئے...... عہد میمون کا اک زندہ نظارا کہئے

یہ جہاں کیا ہے فقط غلغلہ موج سراب...... اپنے عاشق کو سدا دیتا ہے الٹا سا جواب

رُخ تاباں سے یہ جھلکے ہے کہ ہے شوخ گلاب...... چاہنے والوں کو دیتا ہے مگر سخت عذاب

کس طرح اس پہ عقلمند بھروسہ کرلے...... کس لئے مرد خدا خواہش دنیا کر لے

زندگی صرف وہی ہے جو جگر تاب رہے ...... فکر عقبیٰ میں سدا ماہئی بے آب رہے

خلوتوں میں ہو کہ یا حلقۂ احباب رہے...... عشق مولیٰ میں ہمہ وقت وہ بے تاب رہے

نام حق لیتے ہی آنکھوں میں خمار آجائے...... جس طرح درد کے ماروں کو قرار آجائے

زندگی آہ مری کون سے حالات میں ہے...... جیسے یہ جان لیا کہ موت محالات میں ہے

نفس شیطان تعیش کے خیالات میں ہے...... یہ نہ سوچا کہ فرشتوں کے حوالات میں ہے

جو بھی زندہ ہے اسے موت تو آنی ہے ضرور...... دارِ فانی سے کسی روز تو جانا ہے ، ضرور

چل بسے شیخ ہمیں داغ جدائی دیکر...... کس کو دکھلائیں جگر اور بھلا جائیں کدھر

یاس کا ہم پہ ہمہ وقت چلے ہے خنجر...... رہ گیا اشک بہانے کو یہ عاجز عنبرؔ

انکے مرقد پہ خدا پاک کی رحمت برسے...... روح پر ان کی سدا شفقت و الفت برسے

□□□

ہوگیا دنیا سے رخصت رہبر راہِ صفا

از جناب انصار احمد کامل الہ آبادی خلیفہ محی السنۃ حضرت ہردوئیؒ

انجمن میں سب سے پہلے ہم کریں حمدِ خدا — بعد اس کے لب پہ جاری ہو ثنائے مصطفیٰ

سنتے ہی شہر کراچی میں خبر یہ دلخراش — کچھ نہ پوچھو فرطِ غم سے ہوگیا دل پاش پاش

مئی کی تاریخ سترہ سہ شنبہ قبل عشا — ہوگیا دنیا سے رخصت رہبر راہِ صفا

جب سنا دنیا سے رخصت ہوگیا جانِ کرم — ٹوٹ کر گرتا ہے دل پر اس گھڑی کوہِ الم

ہوگئی تاریک دنیا چھاگئے، غم کے سحاب — بن گیا فرطِ الم سے دل سراپا اضطراب

زندگی میں آ گیا کیسا ! اچانک انقلاب — ہوگیا آنکھوں سے اوجھل وہ درخشاں آفتاب

حیف صحنِ گلستاں کا بانکپن جاتا رہا — رہ گیا خالی چمن جانِ چمن جاتا رہا

کشتی ہے منجدھار میں سنتے ہیں ساحل دور ہے — کارواں ساکت کھڑا ہے، ناخدا مستور ہے

ہے اندھیرا ہی اندھیرا آج تاحد نظر — کچھ نہیں آتا سمجھ میں جائیں تو جائیں کدھر

آج محفل کس قدر بے کیف ہے بے نور ہے — کیا سنائیں شعر جانِ انجمن مستور ہے

پیر و مرشد کی جدائی کس قدر ہے دل پہ شاق — کیا کریں مجبور ہیں دنیا ہے یہ دار الفراق

بدلا بدلا سا نظر آتا ہے گلشن کا نظام — کیا ہوئی صبح درخشاں کیا ہوئی رنگین شام

شاخ و گل برگ و شجر دیوار و در ہیں سوگوار — مسجد و محراب و منبر سب کے سب ہیں اشکبار

ڈھونڈتی پھرتی ہیں آنکھیں آج اس کو چارسو — چھپ گیا جانے کہاں وہ آج میرا ماہ رو

شیخ کامل غوث دوراں منبع لطف و کرم — حضرت اشرف کا نائب نائب شاہِ امم

مونس و ہمدرد و غمخوار و شفیق مہرباں — ہوگیا دنیا سے رخصت حیف اپنا قدرداں

اپنا سورج بعد مغرب حیف ہوتا ہے غروب — رات کی تاریکیوں میں کھو گئے سارے قلوب

ایسا مونس ایسا مشفق اور ایسا غمگسار — اب کہاں پائینگے ہم جانِ سکون جانِ قرار

زینت قرآن پر اور عظمت قرآن پر — رہتی تھی معروف اور مجہول پر ہر دم نظر

عین سنت کے مطابق ہوں نمازیں سب ادا — آپ کی کوشش یہی ہوتی تھی بس صبح ومسا

اک مجدد کی خلافت کا ہو جس پر اختتام — سوچنے کی بات ہے کیا ہوگا پھر اس کا مقام

میکدہ میں دیکھتے ہیں اے خدا کیا آج ہم — مئے کے بدلے پی رہے ہیں آج میکش اشک غم

مئے نہیں میکش نہیں یا جام و پیمانہ نہیں — سب تو ہیں موجود اک ساقی میخانہ نہیں

ہوگیا زیر زمیں مہر ولایت گو نہاں — نور لیکن ہے زمیں سے عرش تک اسکا عیاں

بعد رحلت نور سنت رخ پہ تھا اس کے نثار — اور بلائیں رحمت حق لے رہی تھیں بار بار

وقت پیری آ گیا تھا لوٹ کر ایسا شباب — فصل گل میں مسکرائے جیسے گلشن میں گلاب

سرور عالم کی سنت سے تھا اس کو اتنا پیار — اپنی پوری زندگی کو کردیا اس پر نثار

مرچکی تھیں سنتیں جتنی انہیں زندہ کیا — از سر نو اک اک سنت کو تابندہ کیا

آیا تھا دنیا میں بس احیاء سنت کے لئے — حق نے بھیجا تھا اسے کار نبوت کے لئے

کام پورے کرکے وہ دنیا سے رخصت ہوگیا — تھک چکا تھا سایۂ رحمت میں جا کر سو گیا

اب عمل کرنا ہے ہم کو اس کی تعلیمات پر — اس کے ارشادات پر اور اسکی تفہیمات پر

امی جاں عذراء بہن کے دل کو دے صبر وقرار — عمر میں برکت تو ان کی کر عطا پروردگار

اور علیم الحق فہیم الحق، انس کو اے خدا — صبر واستقلال وہمت فضل سے تو کر عطا

اسماء حفصہ اور عفیفہ پر بھی ہو لطف وکرم — دل سے ان کے دور فرما یا الٰہی رنج وغم

اور چچا انوار صاحب اور چچا جو ہیں حبیب — صبر کی طاقت عطا فرما انہیں رب مجیب

گھر کے ہر خورد وکلاں کو کر عطا صبر جمیل — راہِ سنت پر چلا ان سب کو اے رب جلیل

جتنے ہیں اہل تعلق صبر کر سب کو عطا — نقش پائے شاہ ہردوئی پہ ہم سب کو چلا

محترم بھائی کلیم اللہ صاحب بالیقیں — آپ کو حضرت نے خود اپنا بنایا جانشیں

کر رہا ہے اہل محفل سے یہ کامل التجا — آپکے حق میں کریں سب استقامت کی دعا

حشر تک قائم رہے یہ مدرسہ یہ خانقاہ
ہے سر محفل دعا کامل کی تجھ سے اے الہ

وہ اک ہادیٔ دوراں نہیں رہا

از: جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب رفیق بلگرامی

علم وعمل کا میرے درفشاں نہیں رہا　　اب مومنوں کے کیف کا ساماں نہیں رہا

ابرارِحق وہ حق نما، حق گو تھا، حق بیاں　　اربابِ حق کے درد کا درماں نہیں رہا

جس کے بیاں پہ حسنِ خطابت کو ناز تھا　　ممتاز وہ خطیب خطیباں نہیں رہا

عالم کی موت اصل میں عالم کی موت ہے　　ہم میں وہ اک مفسرِ قرآں نہیں رہا

جس نے نبی کی سنتیں تاعمر زندہ کیں　　ہم میں وہ ایک ہادیٔ دوراں نہیں رہا

سب ہی رفیق جسکے تھے، دشمن نہ تھا کوئی　　وہ پیکرِ خلوص وہ انساں نہیں رہا

آسماں پرنم ہے ذرّے، رورہے ہیں زارزار

از: جناب حافظ کریم الدین صاحب ہردوئی

آسماں پرنم ہے ذرے رورہے ہیں زارزار　　رحلت ابرار پر ہے سارا عالم اشکبار

رات تھی بدھ کی اچانک ۹ ربجے آئی خبر　　اہل ہردوئی ہی کیا عالم تھا سارا سوگوار

ماہ ربیع الثانی میں جاتا رہا مثلِ خضر　　۱۴۲۶ھ توتڑ پائے گا سب کو عمر بھر

ہائے ساقی ہوگیا میخانہ ویرانہ تیرے بعد　　کس کوڈھونڈھینگے یہ غم کے مارے انسان تیرے بعد

کسکے دراب جائیگا سیلاب طوفاں تیرے بعد　　مدتوں روتے رہینگے اہل ایماں تیرے بعد

علم کا کوہ گراں اور زہدوتقویٰ بے حساب　　چہرۂ انورتھا گویا بدرکامل ماہتاب

چشمِ نورانی کے ڈورے جیسے شمع آفتاب　　کرگیا شیریں بیاں سے سارا عالم فیضیاب

حضرت امدادواشرف کی تھا وہ اک یادگار　　مچھلیاں پانی میں آہو دشت میں ہے سوگوار

آلِ پیغمبر سے تھا اور انتہائی خاکسار　　صدقۂ نعلین اشرف سے ہوا تھا تاجدار

جنت الفردوس میں یارب رہے انکا قیام　　اور اہل اللہ کے حلقے میں ہو اعلیٰ مقام

یہ تو بتلادو کریم الدین کیا ہوگا نظام　　جانشینی کیلئے اب کس کا لکھا جائے نام

چند اشعار

بزم اشرف کا چراغ آخری جاتا رہا اس زمیں سے نائب اشرف علی جاتا رہا

ہر گھڑی عشق نبی میں جو تڑپتا ہی رہا لاڈلا اللہ کا، کامل ولی جاتا رہا

اسکی فرقت زندگی بھراب رولائیگی ہمیں دردا پنا دیکر دل کو مشفقی جاتا رہا

ہر قدم پر جو دکھاتا تھا ہمیں راہِ صراط حیف اس دنیا سے محبوب نبی جاتا رہا

ہوگیا ویران گلشن شاخ وگل مرجھا گیا گلستاں کی آپ لیکر دلکشی جاتا رہا

شمع محفل بجھ گئی، ڈھونڈتے ہیں پروانے تجھے

از: مفتی محمد سلیم قاسمی ناظم مدرسہ جامعہ عربیہ لال باغ قائم گنج

راہِ سنت کا محافظ مرد حق جاتا رہا کارواں باقی ہے میر کارواں جاتا رہا

تعزیت کے واسطے اب جائیں آخر کس کے پاس حزن وغم ہے سب کے دل میں اور ہے یاس وہراس

اہل ایماں کیلئے ہر دوئی میں تھی ایک آس وقت کا اپنے امام الاتقیاء جاتا رہا

حضرت ابرار اشرف کی نشانی اب کہاں عمر بھر تڑپائے گی ہم کو یہ مرگ ناگہاں

زہدو تقویٰ جس کی پیشانی سے ہوتا تھا عیاں ہند سے یار ورئیس الاولیاء جاتا رہا

کس طرح بھولیں گے ساقی رند میخانہ تجھے مدتوں روتے رہیں گے جام و پیمانہ تجھے

شمع محفل بجھ گئی ڈھونڈتے ہیں پروانے تجھے چھوڑ کر ہم کو وہ فخر صوفیا جاتا رہا

چھوڑ کر مجھ کو اکیلا چل دیا قطب زماں مسجد حقی کے ہیں دیوار و در ماتم کناں

آہ حضرت کیلئے کہہ کر پکارے گا جہاں تھا نویت کا وہ شیخ بے ریا جاتا رہا

جنت الفردوس میں دینا جگہ رب کریم شیخ کے جانے سے امت ہوگئی گویا یتیم

گلشن ابرار کا اللہ محافظ ہو سلیم

دعوۃ حق کا وہ مردباصفا جاتارہا

پاسبان امت خیر الوریٰ جاتا رہا

از: انیس احمد مہتاب سیوانی

آہ اب ہم سے ہمارا رہنما جاتا رہا — نور شفقت پیکرِ صدق وصفا جاتا رہا

پاسبانِ امت خیرالوریٰ جاتا رہا — قطب عالم رہبروں کا پیشوا جاتا رہا

اوڑھ کر شام جدائی کی ردا جاتا رہا — زیب تن فرما کے کافوری قبا جاتا رہا

درد کے بادل اُٹھے اشکوں بھری برسات ہے — صبر سے بن کر وہ رحمت کی گھٹا جاتا رہا

حضرت اشرف علی کی یادگارِ آخری — راز دانِ زمرۂ اہل صفا جاتا رہا

وارث علم نبوت جاذب جذب وسلوک — مصلح امت نقیب الاولیا جاتا رہا

آئینہ دارِ ابوبکرؓ وعمرؓ، عثماںؓ، علیؓ — جانثار چار یاران وفا جاتا رہا

شافع روز جزا کا ہاتھ میں دامن لئے — ہم گنہگاروں کا بنکر آسرا جاتا رہا

عین سنت کے مطابق ہو ہماری زندگی — ہر طرف دیکر یہی پیاری صدا جاتا رہا

موت عالم کی یقیناً موت اک عالم کی ہے — عہد حاضر کو دکھا کر آئینہ جاتا رہا

فکر تھی اصلاح امت کی ہمیشہ دوستو! — دل میں لیکر درد ہر ایک فرد کا جاتا رہا

سنتوں کی نشر میں تھی وقف ساری زندگی — عظمتوں کا ساتھ لیکر قافلہ جاتا رہا

جذبۂ احیاءِ سنت ہر نفس تھا موجزن — لے کے اجر صد شہیدان وفا جاتا رہا

ہو گئے بے حال طلبہ یہ خبر سن کر سبھی — کیوں نہ ہوں روح روان مدرسہ جاتا رہا

چھوڑ کر روتا بلکتا ہم کو جنت چلا — دل کو دے کے گریۂ صبح ومسا جاتا رہا

کس طرح ہم اس جدائی کو سہیں گے عمر بھر — دے کے بیماروں کو داروئے شفا جاتا رہا

اب نہیں آتا کہیں بھی چین دل کو دوستو — چھوڑ کر ہم کو غموں میں مبتلا جاتا رہا

مہربانی شفقتیں تھیں مہرباں کی بے شمار جوڑ کر حق سے ہمارا سلسلہ جاتا رہا

فخر سے کہتے تھے ہم سب جسکو مہتاب جہاں

دے کے ہم سب کو نشان ارتقاء جاتا رہا

❁❁❁❁❁

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْم

صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ خَيْرِ خَلْقِهِ

مُحَمَّدٍ وَ علیٰ آلہٖ وَاصحابہ

اَجْمَعِيْن الیٰ یوم الدین

محمد فاروق غفرلہٗ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

ملنے کا پتہ

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

فہرست خلفاء ومجازین حضرت محی السنۃ قدس سرہٗ

نمبرشمار	اسمائے گرامی	پتہ
۱	جناب مولانا بشارت علی صاحب سلطانپوری	نائب ناظم مدرسہ اشرف المدارس ومجلس دعوۃ الحق ہردوئی (رحلت ہوگئی)
۲	جناب حکیم محمد کلیم اللہ صاحب	انونہ ہاؤس سِوِل لائن علی گڑھ
۳	جناب مولانا محمد یوسف صاحب بستوی	مدرسہ خیر العلوم مسجد خیر انٹر کالج بستی (رحلت ہوگئی)
۴	جناب مولانا محمد اطہر صاحب بستوی	صدر مدرس مدرسہ جامع العلوم کیپٹل مسجد یونٹ ۴ ر بھوبنیشور اڑیسہ
۵	جناب ماسٹر حبیب اللہ صاحب	قصبہ بینی گنج ہردوئی (رحلت ہوگئی)
۶	جناب ماسٹر محمد عثمان صاحب	موضع تروا پہلوان، پوسٹ ارکا بھر کا ضلع ہردوئی (رحلت ہوگئی)
۷	جناب حاجی عظیم اللہ صاحب	رسول پور، دوست پور ضلع سلطان پور (رحلت ہوگئی)
۸	جناب مولوی عبید الحلیم صاحب	مدرس مدرسہ بیت العلوم سرائے میر ضلع اعظم گڑھ یوپی
۹	جناب عبد الحافظ صاحب	محلہ شیخ سرائے قصبہ کھیری ضلع لکھیم پور، یوپی
۱۰	جناب منشی احمد صدیق صاحب	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی
۱۱	جناب ڈاکٹر اسلام احمد صاحب	مقام برہرہ پوسٹ ڈھوانہ ضلع ایٹہ یوپی (رحلت ہوگئی)
۱۲	جناب سید اظہر کریم صاحب	بکنگ کلرک مقام جاجپور روڈ اسٹیشن، کٹک اُڑیسہ
۱۳	جناب ڈاکٹر علی ملپا صاحب	طیبہ منزل نوائط کالونی بھٹکل کرناٹک ۵۸۱۳۲۰
۱۴	جناب مولوی سید محمود صاحب	جامع مسجد گیورائی ضلع بیڑ مہاراشٹر (رحلت ہوگئی)
۱۵	جناب مولوی جعفر علی صاحب	۸ پیش امام اسٹریٹ آمبور ناتھ آرکاٹ، ڈسٹرک تاملناڈو
۱۶	جناب مولانا مفتی سعید احمد صاحب	۲۳ ر ملا اسٹریٹ پرنامبٹ، تامل ناڈو
۱۷	جناب مولوی نظام الدین صاحب	ناظم مدرسہ بیت العلوم سرپور کاغذ نگر اے، پی، (رحلت ہوگئی)

۱۸	جناب علیم الدین صاحب ہاشمی	بتوسط مدرسہ فیض العلوم سعید آباد حیدرآباد، اے، پی
۱۹	جناب حاجی محمد عبدالرحمن صاحب	مکان نمبر 8A--۱۳۹-۶/کھاری باؤلی مومن پور گلبرگہ، کرناٹک
۲۰	جناب حکیم محمد اختر صاحب قدس سرہ	معرفت کتب خانہ مظہری مقابل صمدانی ہاسپٹل، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲/گلشن اقبال ۲/کراچی پاکستان۔
۲۱	جناب حاجی محمد افضل صاحب	تھل جوٹ مل لمیٹیڈ، پانچویں منزل، چندریگر روڈ، پوسٹ بکس ۵۲۶۶، کراچی پاکستان
۲۲	جناب مولوی محمد مظہر میاں صاحب	معرفت کتب خانہ مظہری مقابل صمدانی ہاسپٹل، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲/گلشن اقبال ۲/کراچی پاکستان
۲۳	جناب جمیل احمد صاحب	۳-جی ۲۵/۱، ناظم آباد، کراچی پاکستان۔
۲۴	جناب غلام سرور صاحب	برٹش کوئیک کلینرس مال روڈ، نزد مسجد اشہد، لاہور، پاکستان
۲۵	جناب محمد انوار الحق صاحب	انجینیئر عین، عزیزیہ، پوسٹ بکس ۷۵۹ ۳/جدہ، سعودی عربیہ
۲۶	جناب مولوی یحییٰ بھام صاحب	پوسٹ بکس ۵۵۷۵۲ لنیشیا، ۱۸۲۰/ٹرانسوال جنوبی افریقہ
۲۷	جناب مولوی سلیمان گھانچی صاحب	968B، سکنڈ اسٹریٹ، ایشا ٹک بازار جرمسڈ، ٹرانسوال جنوبی افریقہ (رحلت ہوگئی)
۲۸	جناب حاجی عبدالحق صاحب ڈیسائی	پوسٹ بکس ۱۲۱۲۴/رجا کولیس ۴۰۲۶/ڈربن ناٹال افریقہ
۲۹	جناب مولوی فضل الرحمن صاحب	خادم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ ۲۶/ڈھالکا نگر، بیت الامان مسجد پوسٹ گندریا، ڈھاکہ بنگلہ دیش، (رحلت ہوگئی)
۳۰	جناب مولوی محمد ایوب صاحب سورتی	۲۲/ہائی برن روڈ ڈبلیوایف ۱۷۷/ٹی ڈبلیو باٹلی ویسٹ یارک شائر، لندن، انگلینڈ یوکے۔
۳۱	جناب مولانا مفتی عبدالرحمن صاحب	۱-ساکن امام نگر، ڈاکخانہ ناظر ہاٹ، بنگلہ دیش۔ ۲-مرکز الفکر الاسلامی بشوندرا ڈھاکہ، بنگلہ دیش۔
۳۲	جناب مولانا صلاح الدین صاحب	محدث جامعہ اسلامیہ مدینہ جاترا باڑی، ڈھاکہ بنگلہ دیش

۳۳	جناب پروفیسر حمید الرحمن صاحب	معرفت فضل الرحمن صاحب ۷۶ رڈھالکا نگر، بیت الامان مسجد گندریا، ڈھاکہ، بنگلہ دیش ۔
۳۴	مولانا عبد الرحمن صاحب حیدر آبادی	پوسٹ بکس ۶۲۰ رجدہ، ۲۱۲۳۱ رسعودی عربیہ ۔ (سابق مجاز صحبت)
۳۵	جناب احمد اعزاز صاحب حیدر آبادی	پوسٹ بکس ۲۶۷۷۷ رجدہ، ۲۱۴۶۱ رسعودی عربیہ (سابق مجاز صحبت)
۳۶	مولانا عبد الاحد صاحب	دار العلوم تارا پور ضلع کھیڑا (گجرات)
۳۷	جناحکیم محمد امین صاحب	۱۰۸ رملا اسٹریٹ پرنامبٹ (مدراس) (رحلت ہوگئی)
۳۸	جناب مظہر حسین صاحب	معرفت پریاگ نرائین اگروال ملنگوا ضلع سیتا مڑھی نیپال (رحلت ہوگئی)
۳۹	جناب عبد الوکیل صاحب	مدرسہ فیض القرآن مدینہ مسجد اقبال نگر پربھنی مہاراشٹرا
۴۰	جناب محمد ذاکر صاحب	رمنہ بالیسر ضلع کٹک اُڑیسہ
۴۱	جناب صوفی عبد الصمد صاحب	کیپٹل مسجد یومٹ ۴ ربھونیشور اُڑیسہ (رحلت ہوگئی)
۴۲	جناب مولانا عبد الرؤف صاحب سنسار پور	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی (سابق مجاز صحبت)
۴۳	جناب مولانا عبد الرؤف صاحب بستوی	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی (سابق مجاز صحبت)
۴۴	جناب مولوی افضال الرحمن صاحب	بیت الفضل نمائش پوروہ ہردوئی (سابق مجاز صحبت)
۴۵	جناب منشی اسرار احمد صاحب	مجلس دعوۃ الحق ہردوئی، (سابق مجاز صحبت)
۴۶	جناب مفتی عبد اللہ صاحب پھولپوری	نائب ناظم مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ
۴۷	جناب مولوی انعام احمد صاحب	صدر مدرس روضۃ العلوم کاسگنج، ایٹہ (سابق مجاز صحبت)
۴۸	جناب مولوی عبید حسن صاحب	مدرس روضۃ العلوم کاسگنج ضلع ایٹہ (سابق مجاز صحبت)
۴۹	جناب ڈاکٹر منور حسین صاحب	معرفت حکیم کلیم اللہ صاحب انونہ ہاؤس، سیول لائن علی گڑھ (سابق مجاز صحبت)

۵۰	جناب مولینا انعام اللہ صاحب شاہجانپوری	مدرسہ امدادیہ چوراہا گلی مرادآباد۔
۵۱	جناب مفتی ارشد صاحب	سابق مدرس مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد مظفرنگر
۵۲	جناب حافظ محمد اسحٰق صاحب	نائب ناظم مدرسہ فیض العلوم حیدرآباد (سابق مجاز صحبت)
۵۳	جناب حاجی عبدالستار صاحب	مدرسہ فیض العلوم سعید آباد حیدرآباد (سابق مجاز صحبت)
۵۴	جناب سلیم اللہ غوری صاحب	ڈویژنل کارپوریشن آفس، بھونگیر ضلع نلگنڈہ، اے پی، (سابق مجاز صحبت)
۵۵	جناب مولانا عبدالمنان صاحب	مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجوپٹی، سیتامڑھی، سابق مجاز صحبت
۵۶	جناب مفتی محمد اسعد صاحب برادر مفتی سعید احمد صاحب	۲۳-ملااسٹریٹ پرنامبٹ تمل ناڈو (سابق مجاز صحبت)
۵۷	جناب مولانا مفتی عبدالرشید صاحب	مدرسہ فیض العلوم راحت گڑھ، ایم، پی، سابق مجاز صحبت
۵۸	جناب مفتی افضل حسین صاحب	مدرس دارالعلوم الاسلامیہ بستی (رحلت ہوگئی)
۵۹	جناب قاری محفوظ صاحب	امام مسجد جہانگیرآباد (پاکستان) (رحلت ہوگئی)
۶۰	جناب منصور علی خاں صاحب	صندوق البرید ۱۴۳۲ /جدہ، ۲۱۳۴۱/جدہ،
		سعودیہ عربیہ (سابق مجاز صحبت)
۶۱	جناب عبدالمجید خاں صاحب ملیح آبادی	۴۹/رخیالی گنج لکھنؤ (سابق مجاز صحبت)
۶۲	جناب قاری خلیق اللہ صاحب	صندوق البرید ۱۱۴/مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرمہ
۶۳	جناب بہاء الدین سلیم صاحب حیدرآبادی	این-۶۱۵۱/گرین دیوشکاگو ۶۰۶۶۰/رون ایل ایل
۶۴	جناب مولانا مفتی محمود حسن صاحب	مہتمم جامعہ اسلامیہ جاترا باڑی ڈھاکہ بنگلہ دیش
۶۵	جناب مولانا مفتی شمس الدین صاحب	استاذ جامعہ پٹیہ چاٹگام بنگلہ دیش
۶۶	جناب مولانا شفیع اللہ صاحب	مدرسہ خادم الاسلامیہ گوہر گنگا پوسٹ خادم الاسلام وایاپاٹ گالی ضلع گوپال گنج، بنگلہ دیش۔
۶۷	جناب مفتی منصورالحق صاحب	نائب مہتمم جامعہ رحمانیہ محمد پور ڈھاکہ بنگلہ دیش

۶۸	جناب پروفیسر غیاث الدین صاحب	نائب امیر تھانہ بھون لال باغ ڈھاکہ بنگلہ دیش
۶۹	جناب مولانا امداد اللہ صاحب	شیخ الحدیث جامعہ امدادیہ کشور گنج ڈھاکہ بنگلہ دیش
۷۰	مولانا عبد الستار صاحب	مدرسہ بیت العلوم ۴۱ر نواب کڑہ روڈ نیم تلی ڈھاکہ
۷۱	مولانا حفظ الرحمن صاحب	محدث جامعہ رحمانیہ عربیہ محمد پور ڈھاکہ بنگلہ دیش
۷۲	جناب محمد میزان الرحمن صاحب	ناظم مدرسہ دعوۃ الحق ۱۲۰۷ر دیونا ڈاک خانہ بھولیر ضلع غازی پور بنگلہ دیش۔
۷۳	جناب مولانا محب اللہ صاحب	مہتمم مدرسہ عزیز العلوم بابونگر پوسٹ فقیر ہاٹ چاٹگام بنگلہ دیش۔
۷۴	جنامولانا محمد طیب صاحب	مہتمم مدرسہ عربیہ جیری پوسٹ جیری چاٹگام، بنگلہ دیش۔
۷۵	جناب مولانا محمد ارشد صاحب	مدرسہ قاسم العلوم (جمیل) بوگرہ بنگلہ دیش
۷۶	جناب مولانا سید احمد صاحب	مہتمم علماء بازار نواکھال بنگلہ دیش
۷۷	جناب مولانا قمر الدین صاحب	(۱) مدرسہ فیض العلوم بڑھل گنج گورکھپور (۲) دار المدرسین محلہ دیوان دیوبند سہارنپور
۷۸	جناب قاری ابوالحسن صاحب اعظمی	صدر مدرس شعبہ تجوید وقرأت دار العلوم دیوبند
۷۹	جناب انصار احمد صاحب کامل	چائل ضلع الہ آباد (یوپی)
۸۰	جناب مولانا حکیم سید افسر شاہ صاحب	شفاء ڈسپنسری انجمن اسٹریٹ نادو پیٹ گڑیاتم تاملناڈو
۸۱	جناب مولانا بلال حسین صاحب تھانوی	مہتمم جامع العلوم اشرفیہ باغپت (یوپی)
۸۲	جناب صوفی ظہیر الدین صاحب	معرفت حکیم کلیم اللہ صاحب انو نہ ہاؤس سِول لائن علیگڑھ
۸۳	جناب مولانا حمید اللہ صاحب لون	دار العلوم سواء السبیل، کھانڈی پورہ، کاترسوکولگام، کشمیر
۸۴	جناب مولوی مظاہر الحق صاحب	قصبہ گدر پور وارڈ ۱۴ر مکان ۲۴ر ضلع اُودھم سنگھ نگر اترانچل
۸۵	جناب مفتی شفقت اللہ صاحب	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی
۸۶	جناب مفتی نور الحق صاحب	مراد پور ۱۸۹ر ڈھاکہ بنگلہ دیش

۸۷	جناب مفتی سعید الرحمن صاحب بستوی	۴۴-دودھ والی بلڈنگ دوسری منزل کمرہ ۱۱،/ ۱۲/ اسلام پورہ اسٹریٹ، ممبئی ۴/۔
۸۸	جناب مفتی عزیز الرحمن صاحب فتح پوری	۴۱۲/ بزم صدیق مولانا آزاد روڈ ممبئی ۴/
۸۹	جناب مفتی میزان الرحمن صاحب	مرکز اسلامی، بشوندرہ ڈھاکہ، بنگلہ دیش
۹۰	جناب حاجی حبیب اللہ صاحب	ہاؤس نمبر ۶۹/ روڈ نمبر ۸/ دھان منڈی، ڈھاکہ، بنگلہ دیش (سابق مجاز صحبت)
۹۱	مولانا انوار الحق صاحب	شیخ الحدیث و نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مدینہ جاترا باڑی ڈھاکہ بنگلہ دیش
۹۲	جناب مولانا رفیق احمد صاحب	امام بیت المکرم مسجد ناظم تعلیمات ومحدث جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مدینہ جاترا باڑی ڈھاکہ بنگلہ دیش
۹۳	جناب مفتی عبید اللہ صاحب	امام صدیق بازار، جامع مسجد، محدث جامعہ عربیہ فرید آباد، ڈھاکہ بنگلہ دیش
۹۴	جناب مفتی محمد سہیل صاحب	مرکز الفکر الاسلامی بشوندرا ڈھاکہ بنگلہ دیش
۹۵	جناب مولانا انور شاہ صاحب ابن حضرت اطہر علی صاحب	مہتمم جامعہ امدادیہ، کشور گنج، ڈھاکہ بنگلہ دیش
۹۶	جناب مولانا عبد القدوس صاحب	مہتمم فرید آباد مدرسہ ڈھاکہ بنگلہ دیش
۹۷	جناب مولانا شیر علی صاحب	ڈولی محلہ ترکیشور ۵۴۱۷ ۳/ ضلع سورت
۹۸	جناب مولوی محمد زکریا صاحب	قصبہ کیرانہ ضلع مظفر نگر یوپی
۹۹	عزیزم حاجی علیم الحق سلمہٗ	حقی منزل ہردوئی
۱۰۰	جناب حافظ عبد اللہ عبد الحق	سملک ڈابھیل ضلع نوساری گجرات
۱۰۱	جناب مولوی محمد یعقوب اشرف صاحب	دارالعلوم اشرفیہ راندیر ضلع سورت گجرات
۱۰۲	جناب مولوی محمد ایوب صاحب	دارالعلوم اشرفیہ راندیر ضلع سورت گجرات
۱۰۳	جناب مولانا حافظ محمد قاسم صاحب	عامل مدرسہ ناظر ہاٹ چاٹگام بنگلہ دیش

مجازین صحبت، اتر پردیش

۱	جناب ماسٹر مولیٰ بخش صاحب	محلہ خزانچی ٹولہ ہردوئی یوپی (رحلت ہوگئی)
۲	جناب مولوی عبد المبین صاحب گونڈوی	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی (یوپی)
۳	جناب مولوی محمد شعیب صاحب بستوی	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی (یوپی)
۴	جناب مولوی فیض الحسن صاحب	دفتر مجلس دعوۃ الحق ہردوئی (یوپی)
۵	جناب مولوی حافظ عبید الرحمن گلبرگوی	مدرسہ اشرف المدارس ہردوئی (یوپی)
۶	جناب مولوی محمد احمد صاحب	صدر مدرس جامع العلوم محلہ صلحاڑہ قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی یوپی (رحلت ہوگئی)
۷	جناب مولوی فتح الرحمن صاحب	موضع سہاد ضلع باندہ (یوپی)
۸	جناب سید محمد زبیر صاحب	موضع لکڑیامئو پوسٹ نیم سار ضلع سیتاپور (یوپی)
۹	جناب مولوی سراج محمد صاحب افغانی	مسجد چھتہ دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)
۱۰	جناب مولانا محمد فاروق صاحب	صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم کیول ہار ملیح آباد لکھنؤ
۱۱	جناب مولوی اکرام اللہ صاحب	مدرس مدرسہ جامعہ الہدیٰ بڑی مسجد گل شہید مراد آباد یوپی
۱۲	جناب قاری محمد الیاس صاحب	انونہ ہاؤس سول لائین علی گڑھ

آندھرا پردیش

۱۳	جناب کمال الدین پاشاصاحب وظیفہ یاب	مدرسہ فیض العلوم سعید آباد حیدرآباد (رحلت ہوگئی)
۱۴	جناب مولوی عبد الغنی صاحب	مدرسہ اشرف العلوم خواجہ باغ، حیدرآباد، اے، پی ۵۰۰۰۶۵۹ / (رحلت ہوگئی)
۱۵	جناب نواب محمد باقر خاں صاحب	باقر باغ سعید آباد، حیدرآباد، اے، پی، ۵۰۰۰۶۵۹ /
۱۶	جناب عبد الرحیم صاحب	چنچل گوڑہ حیدرآباد اے، پی۔

۱۷	جناب مولوی عبد المغنی صاحب	نائب ناظم مدرسہ سبیل الفلاح بنڈلہ گوڑہ حیدرآباد
۱۸	جناب مولوی ولی الدین	مدرس مدرسہ فیض العلوم سعید آباد حیدرآباد
۱۹	جناب مولوی عبد المعز صاحب	امام مسجد حضور نگر ضلع نلگندہ، اے پی، ۵۰۸۲۰۴۔
	اُڑیسہ	
۲۰	جناب مولوی فضل الحق صاحب	بمعرفت محمد عابد صاحب موضع، بڑامنگل پور، دھرم شالہ ضلع کٹک اڑیسہ۔
۲۱	جناب سید محمد زبیر صاحب	مینیجر کول پوسٹ بکس ۸۷ ر بھونیشور اڑیسہ
	مہاراشٹر	
۲۲	جناب حاجی عبد المجید صاحب	صدر مدرس مدرسہ فیض القرآن، مدینہ مسجد، اقبال نگر پربھنی، مہاراشٹر (رحلت ہوگئی)
۲۳	جناب عبد الشکور صاحب	۱۲- دون تاڑ کراس، لین دوسرا مالا، روم، ۱۱ر بمبئی
	بیرونی ممالک (انگلینڈ)	
۲۴	جناب حافظ محمد ماکدار صاحب	۸۱ر وارویک روڈ باٹلی ویسٹ یارک شائر، ڈبلیو ایف ۱۷ر اے، پی، ۶ر انگلینڈ
	بنگلہ دیش	
۲۵	جناب مولانا احمد اللہ صاحب	معرفت یونس میاں صاحب ۹۱۲ ۱۷ر ایم، پی، ۶ر۔ ایم عبد الحئی روڈ، ڈھاکہ ۴۷ر بنگلہ دیش۔
۲۶	جناب حاجی ناظم الدین صاحب	مدرسہ دار العلوم اترا ڈھاکہ بنگلہ دیش
	پاکستان	
۲۷	جناب محمد شفیق احمد صاحب	معرفت حکیم محمد اختر صاحب، گلشن اقبال نمبر ۲ر پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲ر کراچی پاکستان۔

۲۸	جناب ڈاکٹر قرار احمد صاحب	مکان نمبر ۶۰/سکٹری ، بی ٹاون شب کراچی ۲۶/ نارتھ کراچی پاکستان (رحلت ہوگئی)
۲۹	جناب مولانا محمد بشیر صاحب	خطیب جامع مسجد الفلاح بلاک ایچ پوسٹ بکس ۹۲۲ نارتھ ناظم آباد کراچی پاکستان (رحلت ہوگئی)
۳۰	جناب شیخ نذیر حسین صاحب	۲۲۴/بی نیو سمیل روڈ مغل پورہ لاہور پاکستان ۔
	سعودی عربیہ	
۳۱	جناب محمد صدیق صاحب بھوئیرا	ص/ب/ ۸۵۰۸/جدہ سعودی عربیہ
۳۲	جناب محمد اسمٰعیل صاحب بھوئیرا	ص/ب/ ۸۵۰۸/جدہ سعودی عربیہ
۳۳	جناب ابراہیم رشید سلمہٗ	ابن الرشید فارمیسی مقابل عبداللہ ہاشم جدہ سعودی عربیہ
۳۴	جناب ریاض الدین صاحب	ص/ب/ ۳۹۵۸/مدینہ منورہ سعودی عربیہ ۔

ابرارالحق

ناظم مدرسہ اشرف المدارس

ومجلس دعوۃ الحق ہردوئی، 241001

محمد کلیم اللہ عفی عنہ ناظم مدرسہ اشرف المدارس

ومجلس دعوۃ الحق ہردوئی، یوپی، 241001

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶/ جولائی ۲۰۰۵ء

مراجع وماٰخذ

بیان القرآن	حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ
معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ
تفسیر مظہری	حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہٗ
بخاری شریف	امیر المؤمنین الحدیث الامام ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل البخاری
مسلم شریف	مسلم ابن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ
ترمذی شریف	محمد بن عیسی الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
ابوداؤد شریف	سلیمان ابن اشعث ابی داؤد السجستانی رحمۃ اللہ علیہ
مشکوٰۃ شریف	ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزیؒ
جمع الفوائد	محمد بن محمد بن سلیمان المغربی المالکی رحمۃ اللہ علیہ
شمائل ترمذی	محمد بن عیسی الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
فضائل اعمال	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی قدس سرہٗ
اخبار الاخیار	الشیخ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ
تاریخ علمائے مظاہر علوم	حضرت مولانا محمد شاہد صاحب زید مجدہم مظاہر علوم
حیات محمود	محمد فاروق غفرلہٗ خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ
حسن المحاضرات	حضرت مولانا قاری ابوالحسن الأعظمی استاذ القراء دارالعلوم دیوبند
مجالس محی السنۃ	حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب زید مجدہم کراچی پاکستان
مجالس ابرار	حضرت مولانا افضال الرحمن صاحب زید مجدہم ہردوئی
تالیفات ومواعظ	محی السنۃ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی قدس سرہٗ
کشکول مجذوب	خواجہ عزیز الحسن غوری مجذوب قدس سرہٗ
گلشن ابرار	حافظ شکیل احمد صاحب سنسار پوری
ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم (محی السنۃ نمبر)	مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)
ماہنامہ المحمود	جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)
ماہنامہ ندائے شاہی	مدرسہ شاہی مرادآباد (یوپی)
ماہنامہ نقیب	پٹنہ (بہار)
ماہنامہ صوت القرآن	احمد آباد گجرات
ماہنامہ محدث عصر دیوبند	معہد الانور دیوبند
اشرف السوانح	خواجہ عزیز الحسن غوری صاحب قدس سرہٗ